

# الحِجْرَةُ السَّيِّئَةُ

فِي كَشْرِ نَجَاتِ الْبُخَارِيِّ

جلد اول

باب بدء الوحى - كتاب الايمان - كتاب العلم

إفادات

أستاذنا العلامة حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم

بمشر

مکتبہ امدادیہ

ملتان، پاکستان





# الخَيْرُ السَّيِّئُ

## فِي تَشْرِيحَاتِ الْبُخَارِيِّ

جلد اول

مبادیات علم حدیث، باب بدء الوحی، کتاب الایمان، کتاب العلم

إِقْدَاوِلْ

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

ترتیب و تنزیل

حضرت مولانا خورشید احمد تونسوی  
استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان

ناشر

مکتبہ ابراہیم خیر

فی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان

فون: ۶۱-۴۵۴۹۶۵



## جملہ حقوق کتابت و طباعت بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:	الخیر الساری فی تشریحات البخاری (جلد اول)
افادات:	استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان
ترتیب و تخریج:	حضرت مولانا خورشید احمد صاحب تونسوی (فاضل و مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)
کمپوزنگ:	مولوی محمد یحییٰ انصاری (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان) مولوی محمد اسماعیل (حکم جامعہ خیر المدارس، ملتان)
ناشر:	مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان
اشاعت اول:	۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ اشاعت دوم: جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ
اشاعت سوم:	محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

## ملنے کے پتے

۱:	مولانا میمون احمد صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)
۲:	مولانا محفوظ احمد صاحب (خطیب جامعہ مسجد غلہ منڈی، صادق آباد)
۳:	مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور
۴:	اسلامی کتب خانہ، لاہور
۵:	قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی



## ضروری گزارش

اس کتاب کی تصحیح میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی معلوم ہو تو ناشر یا مصنف مدظلہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اس کی آئندہ اشاعت میں تصحیح کر دی جائے۔ (شکریہ)



## فہرست

صفحہ	مضامین
۱۵	پیش لفظ
۱۶	اظہار تشکر
۱۷	عرض مرتب
۱۹	سوانح حیات
۲۳	تقریظ
۲۵	علم حدیث کی اصطلاحی تعریف
۲۹	حدیث ، اثر ، خبر کے درمیان فرق
۳۰	موضوع علم حدیث
۳۱	غایت علم حدیث
۳۱	حدیث کی وجہ تسمیہ
۳۳	ضرورت علم حدیث
۳۶	فضائل علم حدیث
۳۸	حجیت حدیث
۴۱	حفاظت حدیث
۴۵	حفاظت حدیث بصورت کتابت
۴۵	حفاظت حدیث بصورت صحف و رسائل
۴۷	ضبط کتابت بصورت کتب
۴۹	حدیث پاک اور تاریخ میں امتیاز
۵۱	منکرین حدیث کے شبہات اور ان کے جوابات
۵۹	حکم منکرین حدیث
۵۹	بیان اصطلاحات حدیث
۶۱	آداب علم حدیث
۶۳	ترجمة المؤلف
۶۶	مراتب صحاح ستہ
۶۶	اقسام محدثین



۶۷	مقاصد اصحاب صحاح ستہ
۶۸	مذاہب اصحاب صحاح ستہ
۶۹	ترجمة المؤلف
۷۳	وجه تالیف
۷۳	عدد احادیث
۷۴	ثلاثیات بخاری
۷۵	بیس ثلاثیات میں حنفی اساتذہ
۷۶	قال بعض الناس
۷۶	نسخ بخاری
۷۶	شروح بخاری
۷۷	حكم البخاری الشرعی علماً وعملاً
۷۷	اسم البخاری
۷۷	اشاعة الحديث في البلاد الاسلاميه
۸۰	طريقه تدريس حديث
۸۰	ضرورت اجتہاد و تقلید
۸۰	تعريف اجتہاد
۸۱	ثبوت الاجتهاد من القرآن والحديث
۸۲	ثبوت الاجتهاد من الاجماع
۸۲	اشکالات علی الاجتهاد
۸۳	اثبات تقلید من القرآن
۸۵	وجوه ترجیح فقہ حنفی
۸۶	امام ابو حنیفہ کی فقاہت کے چند قصص
۸۹	رفع یدین و وضع یدین کی روایات اور ان میں تطبیق
۹۲	الامور المتعلقة بسند الحديث
۹۳	الفرق بين التحديث والاخبار
۹۵	سند الاستاذ المکرم
۹۷	سند اجازت حدیث
۱۰۹	﴿باب﴾ کیف کان بدؤ الوحی
۱۱۰	بخاری شریف کے تراجم کا اجمالی تعارف



۱۱۴	وحي کا لغوی و اصطلاحی معنی اور اقسام
۱۱۵	ضرورت وحي
۱۱۷	صد اقب وحي
۱۱۷	حفاظت وحي
۱۱۹	عظمت وحي
۱۱۹	اعجاز وحي
۱۲۰	تحقیق لفظ رسول و نبي
۱۲۰	صلي الله عليه وسلم
۱۲۰	حكم صلوة علي النبي ﷺ
۱۲۱	وقول الله عز وجل
۱۲۳	كما أوحينا الي نوح
۱۲۵	والتبين من بعده
۱۲۵	تعارف رواة
۱۲۶	انما الاعمال بالنيات
۱۳۳	حدثنا عبد الله بن يوسف الخ
۱۳۷	حكم تعليقات بخاری
۱۳۸	حدثنا يحيى بن بكير الخ
۱۴۲	رؤياؤه صالحه وصادقه میں فرق
۱۴۴	اقسام توجه شيخ
۱۴۹	مسائل مستنبطه من الحديث
۱۵۱	يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ
۱۵۲	تحويل و متابعت
۱۵۴	حدثنا موسى بن اسماعيل الخ
۱۵۷	حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد الله الخ
۱۵۸	كان اجود ما يكون في رمضان كي تراكيب
۱۵۹	جود اور سخاوت كہ درمیان فرق
۱۶۱	حدثنا ابو اليمان الحكم بن نافع الخ
۱۶۷	البحث الاول
۱۶۸	البحث الثاني



۱۷۰	اقسام شرک
۱۷۴	مسئلہ تاثیر نجوم
۱۷۵	مناسبتہ بترجمة الباب
۱۷۵	مسائل مستنبطہ من الحديث

### کتاب الایمان

صفحہ	مضامین
۱۷۷	ایمان کا لغوی و اصطلاحی معنی
۱۷۹	اسلام کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت
۱۷۹	ایمان اور اسلام کے درمیان مناسبت
۱۸۰	ضد الایمان و الاسلام
۱۸۰	کفر اصطلاحی
۱۸۰	اقسام کفر
۱۸۱	تصدیق، اقرار، اعمال میں تین بحثیں
۱۸۲	هل الایمان یزید و ینقص، اختلافات ثلاثہ
۱۸۳	ایمان کے بارے میں جمہور متکلمین اور امام اعظم کا مذہب
۱۸۴	دلائل احناف
۱۸۷	دلائل جمہور
۱۸۷	دلائل معتزلہ و خارجیہ
۱۸۷	دلائل کرامیہ و مرجئہ
۱۸۹	دلائل جمہور محدثین
۱۹۱	﴿باب﴾ قول النبی ﷺ بنی الاسلام علی خمس وهو قول وفعل
۱۹۷	وقال ابراہیم ولكن لیطمئن قلبي
۱۹۹	حدثنا عبید اللہ بن موسی قال انا حنظلہ بن ابی سفین الخ
۲۰۰	استعارہ کی تعریف و اقسام
۲۰۱	مسائل مستنبطہ
۲۰۱	﴿باب﴾ امور الایمان الخ
۲۰۲	لئیس البرأت تُولُوا وُجُوهُکُمْ الْآیۃ
۲۰۳	حدثنا عبد اللہ بن محمد الجعفی الخ

۲۰۴	الحیاء شعبۂ من الایمان
۲۰۷	﴿باب﴾ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ
۲۱۰	﴿باب﴾ ای الاسلام افضل
۲۱۲	﴿باب﴾ اطعام الطعام من الاسلام
۲۱۳	﴿باب﴾ من الایمان ان یحب لایہ ما یجب لنفسہ
۲۱۶	﴿باب﴾ حب الرسول ﷺ من الایمان
۲۱۹	﴿باب﴾ حلاوة الایمان
۲۲۱	﴿باب﴾ علامة الایمان حب الانصار
۲۲۲	﴿باب﴾
۲۲۳	اختلاف بیعت عقبہ
۲۲۴	بلا ترجمہ باب ذکر کرنے کی وجوہات
۲۲۵	اقسام بیعت
۲۲۶	وَلَا تَأْتُوا بَايِعَتَابَ تَقْتَرُونَ كُنَّ مختلف تفاسیر
۲۲۷	فأجزه علی اللہ
۲۲۸	مسئلہ، حدود کفارات ہیہ یا نہیں؟
۲۳۰	﴿باب﴾ من الدین الفرار من الفتن
۲۳۱	صحبت افضل ہ یا عزلت؟
۲۳۳	﴿باب﴾ قول النبی ﷺ انا علمکم باللہ وان المعرفة فعل القلب الخ
۲۳۷	ان اللہ قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر
۲۳۸	مسئلہ عصمت انبیاء
۲۳۹	دلائل عصمت انبیاء
۲۳۹	خلاف عصمت روایات کی تاویلات
۲۴۱	خلاف عصمت آیات و احادیث کی توجیہات
۲۴۲	﴿باب﴾ من کرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یلقی فی النار من الایمان
۲۴۵	﴿باب﴾ تفاضل اهل الایمان فی الاعمال
۲۴۹	﴿باب﴾ الحیاء من الایمان
۲۵۱	﴿باب﴾ فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فخلو سبیلہم
۲۵۲	حکم تارک صلوۃ
۲۵۴	﴿باب﴾ من قال ان الایمان هو العمل الخ



۲۵۵	حج مبرور کی تعریف
۲۵۶	اقسام حصر و امثله
۲۵۷	﴿باب﴾ اذالم یکن الاسلام علی الحقیقة
۲۶۰	﴿باب﴾ افشاء السلام من الاسلام
۲۶۱	الانصاف من نفسک اس جملہ کی مختلف تفاسیر
۲۶۲	﴿باب﴾ کفران العشر و کفر دون کفر
۲۶۳	فان اکثر اهلہا النساء
۲۶۵	﴿باب﴾ المعاصی من امر الجاہلیة
۲۶۷	لانصر هذا الرجل
۲۶۸	القاتل والمقتول فی النار
۲۶۸	مسئلہ مشاجرات صحابہؓ
۲۷۱	مسئلہ سب صحابہؓ
۲۷۲	حکم روافض
۲۷۲	مسئلہ تکفیر
۲۷۳	﴿باب﴾ ظلم دون ظلم
۲۷۶	﴿باب﴾ علامة المنافق
۲۷۸	اقسام نفاق
۲۷۹	خیانت کی اقسام
۲۸۲	﴿باب﴾ قیام لیلۃ القدر من الایمان
۲۸۳	غفرلہ ماتقدم
۲۸۳	﴿باب﴾ الجہاد من الایمان
۲۸۶	لا یخرجه الایمان بی او تصدیق بی
۲۸۶	من اجر او غنیمۃ او دخلہ الجنة
۲۸۷	لو لان اشق علی امتی
۲۸۷	ولو دت ان اقتل فی سبیل اللہ
۲۸۸	﴿باب﴾ تطوع قیام رمضان
۲۸۸	غیر مقلدین سے چند مناظرے
۲۹۰	﴿باب﴾ صوم رمضان احتساباً من الایمان
۲۹۰	﴿باب﴾ الدین یسر الخ

٢٩٢	ولن يشال الدين احد الاغلبه
٢٩٣	﴿باب﴾ الصلوة من الايمان الخ
٢٩٤	وما كان الله ليضيع ايمانكم يعني صلاتكم عند البيت
٢٩٥	شان نزول
٢٩٦	باب سه متعلق چند اباحت
٢٩٩	﴿باب﴾ حسن اسلام المرء
٣٠٠	بحث غريب
٣٠١	﴿باب﴾ احب الدين الى الله عز وجل الدومه
٣٠٢	ما دام عليه صاحبه
٣٠٣	﴿باب﴾ زيادة الايمان ونقصانه الخ
٣٠٤	من ايمان مكان من خير
٣٠٦	﴿باب﴾ الزكاة من الاسلام الخ
٣٠٩	الا ان تطوع، دو مختلف فيه مسئله
٣١٠	لا ازيد على هذا ولا انقص
٣١٠	افلح ان صدق
٣١١	﴿باب﴾ اتباع الجنائز من الايمان
٣١٢	﴿باب﴾ خوف المؤمن ان يحبط عمله الخ
٣١٣	مسئله (به شعورى مين كلمة كفر كهنا)
٣١٣	ترجمه ثانيه سم رب مرجئه
٣١٤	شرح قول امام ابو حنيفه ايماني كايمان جبرائيل وميكائيل
٣١٨	توبه كه ار كان
٣١٨	حدثنا محمد بن عرعره مرجئه كي اقسام
٣١٨	سياب المسلم فسوق
٣١٩	اخبرنا قتيبة بن سعد يخبر بليلة القدر الخ
٣٢٠	﴿باب﴾ سوال جبرائيل النبي ﷺ عن الايمان الخ
٣٢٢	مسئله رفويت بارى تعالى
٣٢٥	اقامت صلوة كي شرائط
٣٢٥	درجه احسان درجات عبادات
٣٢٦	ما المسئول باعلم من السائل

٣٢٨	اذا ولدت الامة ربها كي متعدد توجيهات
٣٢٩	في خمس لا يعلمهن الا الله
٣٣٠	﴿باب﴾
٣٣٢	﴿باب﴾ فضل من استبرأ لدينه
٣٣٣	وبينها مشتبهات
٣٣٥	﴿باب﴾ ادآء الخمس من الايمان
٣٣٤	غير خزايا ولا ندامي
٣٣٨	﴿باب﴾ ما جاء ان الاعمال بالنية والحسبة الخ
٣٣٠	درجات ايمان
٣٣٠	نيت اور حسبه ميں فرق
٣٣٠	مسئلة نيت في الوضوء
٣٣٢	﴿باب﴾ قول النبي ﷺ الدين النصيحة
٣٣٣	نصيحت كا مأخذ

### كتاب العلم

صفحه	مضامين
٣٣٦	كتاب الايمان سر ربط
٣٣٦	علم كالغوى واصطلاحى معنى
٣٣٤	علم كي اقسام
٣٣٨	حكم حصول علم
٣٣٩	مقام نبوت افضل هم يا مقام ولايت؟
٣٥١	﴿باب﴾ فضل العلم
٣٥٣	﴿باب﴾ من سئل علما
٣٥٥	يا رسول الله كهنة كاحكم
٣٥٥	پيروي كي اقسام
٣٥٦	﴿باب﴾ من رفع صوته بالعلم
٣٥٨	﴿باب﴾ قول المحدث حدثنا واخبرنا
٣٦٢	﴿باب﴾ طرح الامام المسئلة
٣٦٣	﴿باب﴾ القراءة والعرض على المحدث
٣٦٨	حدثنا عبد الله بن يوسف (مسئلة بول)



۳۷۱	﴿باب﴾ ما یدکر فی المناوۃ
۳۷۲	مناوۃ اور مکاتیبہ کی اقسام و احکام
۳۷۵	﴿باب﴾ من قعد حیث یتہی بہ المجلس
۳۷۷	مسائل مستنبطہ من الحدیث
۳۷۸	﴿باب﴾ قول النبی ﷺ رب مبلغ اوعی من سامع الخ
۳۸۰	﴿باب﴾ العلم قبل القول والعمل
۳۸۳	﴿باب﴾ ما کان النبی ﷺ یتخولہم الخ
۳۸۵	﴿باب﴾ من جعل لاهل العلم ایاماً معلومة
۳۸۶	﴿باب﴾ من یرن اللہ بہ خیر یرفقہ فی الدین
۳۸۷	انما انا قاسم واللہ یعطی
۳۸۸	﴿باب﴾ الفہم فی العلم
۳۸۹	مسائل مستنبطہ من الحدیث
۳۸۹	﴿باب﴾ الاغتباط فی العلم والحکمة
۳۹۰	غبطہ و حسد
۳۹۲	﴿باب﴾ ما ذکر فی ذہاب موسی الخ
۳۹۳	حضرت خضرؑ سے متعلق چار ابیات
۳۹۵	حدثنا محمد بن عروہ (حدیث کہ متعلق چند اشکالات اور ان کے جوابات
۳۹۶	مسائل مستنبطہ من الحدیث
۳۹۷	﴿باب﴾ قول النبی ﷺ اللہم علمہ الكتاب
۳۹۹	﴿باب﴾ متى یصح سماع الصغیر
۴۰۰	تحمیل حدیث کی عمر سے متعلق اختلاف
۴۰۲	﴿باب﴾ الخروج فی طلب العلم
۴۰۴	﴿باب﴾ فضل من علم وعلم
۴۰۷	﴿باب﴾ رفع العلم وظہور الجہل
۴۰۸	ان یضع نفسه کی متعدد تفاسیر
۴۰۸	احادیث میں رفع تعارض
۴۰۹	﴿باب﴾ فضل العلم
۴۱۰	﴿باب﴾ الفتیاء و هو واقف علی ظہر الدابة او غیرها
۴۱۲	﴿باب﴾ من اجاب الفتیاء باشارة الید والرأس
۴۱۸	﴿باب﴾ تحریر النبی ﷺ وفد عبد القیس الخ
۴۲۰	﴿باب﴾ الرحلة فی المسئلة النازلة الخ

۴۲۱	دیانت، قضا اور فتویٰ کے درمیان فرق
۴۲۲	﴿باب﴾ التناؤب فی العلم
۴۲۳	قد حدث امر عظیم
۴۲۴	﴿باب﴾ الغضب فی الموعظة والتعليم اذا رای ما یکره
۴۲۵	فلیخفف، غیر مقلد کے نماز میں ہلنے کا قصہ
۴۲۸	مسائل نقطہ، تعریف و استمتاع
۴۳۰	﴿باب﴾ من برک علی رکتہ عند الامام والمحدث
۴۳۱	﴿باب﴾ من اعاد الحديث ثلثا لیفهم الخ
۴۳۳	﴿باب﴾ تعلیم الرجل امته واهله
۴۳۴	باب سے متعلق دو اہم بحثیں
۴۳۶	﴿باب﴾ عظة الامام النساء وتعلیمهن
۴۳۷	﴿باب﴾ الحرص علی الحديث
۴۳۸	اسعد الناس، اقسام شفاعت
۴۳۹	﴿باب﴾ کیف یقبض العلم
۴۴۰	علم کے خاتمہ کے اسباب
۴۴۲	﴿باب﴾ هل یجعل للنساء يوم علی حدة فی العلم
۴۴۳	﴿باب﴾ من سمع شیئا فلم یفہمہ فراجعہ حتی یعرفہ
۴۴۷	﴿باب﴾ لیبلغ الشاهد الغائب قالہ ابن عباس عن النبی ﷺ
۴۴۹	لا یعیذ عاصیا (مسئلہ قصاص فی الحرم)
۴۵۰	﴿باب﴾ اثم من کذب علی النبی ﷺ
۴۵۲	حکم کذب علی النبی ﷺ
۴۵۳	من رانی فی المنام فقد رانی (چند ابحاث)
۴۵۶	﴿باب﴾ کتابۃ العلم
۴۵۶	ترجمة الباب کی غرض
۴۵۷	کافر کے مسلمان کے بدلہ میں قتل کے متعلق مسئلہ اختلافیہ
۴۶۰	دیت کے متعلق مسئلہ اختلافیہ
۴۶۱	اسباب کثرت روایات حضرت ابو ہریرہؓ
۴۶۲	حدثنا یحییٰ بن سلیمان (حدیث قرطاس)
۴۶۴	﴿باب﴾ العلم والعظة باللیل
۴۶۵	رب کا سنیہ عاریہ فی الآخرۃ ک چند تفسیریں
۴۶۶	﴿باب﴾ السمری بالعلم

۴۶۷	ترجمة الباب کی غرض
۴۶۸	شاه اهل الله کی جنوں کہ دربار میں حاضری
۴۶۹	ترجمة الباب سے مناسبت
۴۶۹	﴿باب﴾ حفظ العلم
۴۷۱	ترجمة الباب کی غرض
۴۷۲	﴿باب﴾ الانصات للعلماء
۴۷۳	ترجمة الباب کی اغراض
۴۷۴	﴿باب﴾ ما يستحب للعالم ان اسئل الخ
۴۷۸	﴿باب﴾ من سئل وهو قائم عالما جالسا
۴۷۹	ترجمة الباب کی غرض
۴۷۹	﴿باب﴾ السؤال والفتیاء عند رمی الجمار
۴۸۰	ترجمة الباب کی غرض
۴۸۰	﴿باب﴾ قول الله، وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا
۴۸۲	ترجمة الباب کی غرض
۴۸۲	قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
۴۸۲	روح کہ بارے میں فلاسفہ اور متکلمین کا مذهب
۴۸۲	روح اور نفس میں فرق
۴۸۴	﴿باب﴾ من ترک بعض الاختیار الخ
۴۸۵	ترجمة الباب کی غرض
۴۸۵	تغییرات ثلاثہ فی بناء الکعبہ
۴۸۵	مسائل مستنبطہ من الحدیث
۴۸۶	﴿باب﴾ من خص بالعلم قوما دون قوم کراهیة ان لا یفہموا
۴۸۸	ترجمة الباب کی غرض
۴۸۸	اس باب اور گزشتہ باب میں فرق
۴۸۹	﴿باب﴾ الحیاء فی العلم
۴۹۱	ترجمة الباب کی اغراض
۴۹۲	﴿باب﴾ من استحب فامر غیرہ بالسؤال
۴۹۳	﴿باب﴾ ذکر العلم والفتیاء فی المسجد
۴۹۴	﴿باب﴾ من اجاب السائل باکثر مما سألہ
۴۹۵	ترجمة الباب کی غرض





اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُبْدِينَ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُبْدِينَ

## پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اولاً: ..... تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہدایتِ انسانی کے لیے قرآن پاک نازل فرمایا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اس کا شارح فرمایا اور حضور ﷺ کی اسوۂ حسنہ کی اتباع کو ضروری قرار دیا۔

ثانیاً: ..... صلوٰۃ و سلام اُس ذات پر جس کے قول و فعل اور تقریر کو حدیث پاک کا نام دیا گیا۔

ثالثاً: ..... اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں اُن محدثین پر جنہوں نے حضور ﷺ کی حدیث پاک کو محفوظ فرمایا اور صحیح اسناد کے ساتھ اُمت تک پہنچایا۔ خصوصاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر، جنہوں نے صحت حدیث کا اہتمام کیا اور اُمت نے اس (بخاری شریف) کو ”اصح الکتاب بعد کتاب اللہ“ کا لقب دیا۔

رابعاً: ..... ہزاروں رحمتیں نازل ہوں اُستادِ محترم مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ پر جنہوں نے محنت کر کے بخاری شریف کا چالیس سال تک درس دیا، آپ کے سامنے یہ ہدیہ ”الخیر الساری فی تشریحات البخاری“ استاد موصوف کی تقریر ہے جس کو مددِ بنا کر بندہ نے درسِ بخاری شریف جاری رکھا، اس میں کمی و بیشی ممکن ہے۔ اصولاً تمام مضامین حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اس میں کچھ اضافے حالاتِ حاضرہ کے پیش نظر کئے گئے اور کمی و کوتاہی بندہ راقم الحروف کی بے مائیگی کی بناء پر ہوئی۔ طلبہ کے رجحان کو دیکھ کر خصوصاً طالبات کے نصابِ بخاری کا پہلا جزء ہونے کی وجہ سے ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کو طبع کر کے طلبہ و طالبات کو فائدہ پہنچایا جائے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں اور طلبہ و طالبات کے لیے مفید بنائیں۔ (امین)

اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس پر اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کر لی جائے۔

فقط

بندہ محمد صدیق غفرلہ

خادم الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان

## اظہار تشکر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضور پاک ﷺ نے فرمایا ((من لم يشكر الناس لم يشكر الله)) اس حدیث پاک کے تقاضا سے بندہ ان بعض حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے ترتیب و تمییز میں حصہ لیا۔

اولاً: ..... مولانا غور شید احمد صاحب مدظلہ جنہوں نے تخریج و ترتیب کا کام انتہائی محنت اور لگن سے کیا۔

ثانیاً: ..... جامعہ کے استاد الحدیث حضرت مولانا شبیر الحق صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا شبیر الحق صاحب مدظلہ جنہوں نے نظر ثانی کر کے مفید مشوروں سے نوازا۔

ثالثاً: ..... عزیزم مولوی محمد یحییٰ سامہ (مدرس جامعہ ہذا) اور مولوی محمد اسماعیل (معلم جامعہ ہذا) جنہوں نے کمپوزنگ کر کے کتاب کو حسین بنانے کی بھرپور کوشش کی۔

نقطہ

بندہ محمد صدیق غفرلہ

خادم الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان

## عرض مرتب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین  
اما بعد! اللہ تعالیٰ کا بے حد و بے انتہاء شکر ہے جس کے فضل و کرم سے بندہ اس لائق و قابل ہوا کہ استاذی، استاذ العلماء  
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم کے دروس بخاری کی پہلی جلد کتابی شکل و صورت میں ترتیب و تخریج  
کے ساتھ علماء و علماء، طلباء و طالبات اور علم حدیث سے آگاہی و آشنائی کے شائقین تک پہنچانے کی ہمت و سعادت عطا فرمائی۔  
حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کا تعلق اس خوش نصیب اور سعادت مند طائفہ و جماعت سے ہے جن کو حضرت مولانا خیر محمد  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تلمذ (شاگردی) کا شرف حاصل ہے۔ اور حضرت نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں رہ کر ان کے علوم  
و معارف سے خوب نفع اٹھایا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہم نے زندگی کا بیشتر حصہ دین مبین کی نشر و اشاعت میں لگا دیا ہے۔  
عمر کے اکیسویں (۸۱) سال میں بھی شان و شوکت، ہمت و محنت، عزم و استقلال سے بخاری شریف جلد اول پڑھا رہے ہیں  
(وَعَاہِ اللہ تعالیٰ حضرت کے فیض کو دنیا میں جاری و ساری رکھے (امین)) حدیث سے تعلق و محبت، اور مودت و عقیدت رکھنے  
والوں کی خدمت میں یہ خالص علمی تحفہ (الخیر الساری) پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے، یہ بھی درحقیقت خیر مجسم،  
حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ، بانی جامعہ خیر المدارس، ملتان کے درسی و تعلیمی خصوصیات، انوارات و تجلیات کا مظہر  
اتم ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ یہ انہی کا فیض ہے جو جاری و ساری ہے۔ بخاری شریف کی یہ تقریر بصورت تحریر حضرت شیخ الحدیث  
صاحب دامت برکاتہم کی تقریر یا چمپن سالتہ ریس اور ان گنت کتابوں کے مطالعہ کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

بندہ نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی تقریر کو حتی المقدور سہل اور عام فہم اور اردو ادب کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی و

کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ درج ذیل امور کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

- (۱)..... تخریج کرتے ہوئے ماخذ کا حوالہ درج کیا ہے۔
- (۲)..... حسب ضرورت حاشیہ میں مکمل حدیث نقل کی ہے۔
- (۳)..... بخاری شریف کی اکثر احادیث کو تخریج کا جامہ پہنایا ہے۔
- (۴)..... مکرر لائی جانے والی احادیث کی رقوم الا احادیث اور انظر کے عنوان سے نشان دہی کی ہے۔
- (۵)..... راوی (صحابی) کے مختصر حالات پر روشنی ڈالی ہے۔



(۶)..... راوی (صحابی) کی کل مرویات کو آشکارا کیا ہے۔

(۷) کنیت و لقب سے مشہور ہونے والے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔

(۸)..... قرآن مجید کی آیات مبارکہ کا حوالہ دیتے وقت پارہ، سورۃ اور آیت کے نمبر کا اندراج کیا ہے۔

(۹)..... بعض مقامات پر بیاض صدیقی کا حوالہ لکھا ہے اس سے مراد حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی وہ تقریر ہے جسے حضرت شیخ الحدیث مدظلہم نے اپنے استاذ مولانا خیر محمد صاحبؒ سے بخاری شریف پڑھنے کے زمانہ میں لکھا تھا۔

(۱۰)..... علماء و عوام، طلباء و طالبات کی سہولت اور آسانی کے لیے احادیث بخاری شریف لکھ کر شیخ الحدیث و التفسیر استاذ العلماء علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی درس بخاری سے تحت اللفظ ترجمہ معمولی حذف و اضافہ کے ساتھ شامل کیا ہے۔

بندہ اپنی کم علمی کا معترف و مقرب ہے۔ میرے لیے اتنے عظیم کام کو کرنا، ترتیب و تخریج کا جامہ پہنانا، منظر عام پر لانا، بظاہر مشکل تھا لیکن اللہ پاک کی نصرت شامل حال رہی اور حضرت الاستاذ مدظلہم کی طرف سے ہر طرح کی حوصلہ افزائی ہوتی رہی، شفقت کا معاملہ رہا، علم و عمل میں برکت کی دعائیں ملتی رہیں، کابل و اکمل رہبری، رہنمائی بھی حاصل رہی۔ اس کتاب کی ترتیب و تخریج، تعدیل و تصحیح میں حضرت الاستاذ مدظلہم کی توجہات و ہدایات میرا حوصلہ بڑھاتی رہیں۔ رب ذو الجلال، خالق ارض و سماء کی ذات پاک پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کو شروع کر دیا بندہ نے اپنی استطاعت کی حد تک بھرپور کوشش کی ہے کہ کام تا اختتام بلوغ المرام ہو۔ کوئی آیت و حدیث، مسئلہ و بحث حوالہ کے بغیر نہ رہے لیکن یقیناً بہت سی باتوں کے حوالے رہ گئے ہوں گے۔

محترم قارئین! تصحیح کے سلسلے میں مولوی اختر رسول (مستعلم تخصص فی التصنیف جامعہ ہذا) کی معاونت حاصل کی گئی لیکن اس کے باوجود اس عظیم الشان کام میں غلطی کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے علماء و طلباء سے گزارش ہے کہ اگر اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو نظر کرم فرماتے ہوئے آگاہ فرمائیں تاکہ غلطیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

محترم قارئین سے گزارش ہے کہ اپنی سحرگاہی دعاؤں، التجاؤں میں یہ دعاء بھی شامل کر لیں کہ اللہ پاک اس کتاب (الخير الساری فی تشریحات البخاری) کو شرف قبولیت بخشے، علماء و طلباء و عالمان و طالبات اور عوام کے لیے نافع بنائے اور ہم سب کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے (امین)

والسلام

(مولانا خورشید احمد (بہار والوی تونسوی)

فاضل و مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان

یکم رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ مطابق ۶ نومبر ۲۰۰۲ء

## سوانح حیات

**سلسلہ نسب:** ..... محمد صدیق بن حاجی نبی بخش بن اکبر دین بن ابراہیم

**کنیت:** ..... ابوالقاروق

**نسبت:** ..... جالندھری

**قوم:** ..... اراٹیں

**ولادت باسعادت:** ..... ستمبر ۱۹۲۶ء چک نمبر ۲۵۱ گ۔ ب اوگی، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پیدا ہوئے۔

**عصری تعلیم:** ..... جب عمر مبارک پانچ سال ہوئی تو والد ماجد نے ابتدائی عصری تعلیم کے لیے اپنے گاؤں کے اسکول میں داخل کرادیا۔ چار سالہ پرائمری نصاب ممتاز نمبروں سے پاس کیا۔ پھر لوئر مل (پانچویں وچھٹی) کی تعلیم کے لئے گاؤں سے تیر میل دور چک نمبر ۸۲ گ۔ ب چھاپیاں والی میں داخلہ لیا۔ دو سال میں لوئر مل پاس کر لیا۔ غالباً گاؤں سے چھ میل کے فاصلے پر چک نمبر ۱۹۶ گ۔ ب بسم اللہ پور میں مل کی تعلیم مکمل کر لی۔ پاک وہند پر انگریز کے ناجائز قبضہ کے باوجود بعض اسکولوں میں فارسی تعلیم پڑھائی جاتی تھی لیکن انگریزی نہیں پڑھائی جاتی تھی۔ لہذا آپ نے فارسی میں مہارت حاصل کر لی۔ اسی دوران گاؤں میں ہی ناظرہ قرآن پاک بھی مکمل پڑھ لیا۔

**دینی تعلیم کا آغاز:** ..... معتد بہ عصری تعلیم کی تکمیل کے بعد مشفق و مہربان حضرت مولانا محمد انوری فیصل آبادی کے والد محترم حضرت مولانا فتح دین کی ترغیب سے گاؤں کی مسجد میں حضرت مولانا عبد المجید صاحب، نورنگ پور فاضل سہارنپور کے ہاں ذہنی کتب پڑھنے کے لیے داخلہ لیا۔ فارسی سے لے کر قدوری، کنز الدقائق تک کتابیں پڑھیں۔

**تعلیمی سفر:** ..... غالباً ۱۹۴۴ء کو حضرت مولانا فتح دین صاحب اور ابتدائی کتب کے استاد حضرت مولانا عبد المجید صاحب کے خطوط لے کر مدرسہ خیر المدارس جالندھر کا سفر کیا۔ وہاں پہنچ کر حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور پھر مدرسہ میں داخلہ کی درخواست پیش کی۔ تین دن کی کوشش کے بعد آپ نے داخلہ منظور فرمایا۔ چار سال تک مشفق اساتذہ سے شرفِ تلمذ حاصل رہا، مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں۔ ہدایہ اولین، آثار السنن، مطول اور للاحسن وغیرہ کتابوں کا درس لیا۔

**خیر المدارس جالندھر سے ملتان:**..... حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے مربی و مرشد حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں رنگ لائیں اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر دیوبند کی کوششوں سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔ مسلمانوں کی کثیر تعداد ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آئی۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ بھی ملتان تشریف لے آئے، یہاں پہنچ کر عابقہ نام سے ہی جامعہ خیر المدارس کا اجراء فرمایا۔

حضرت الاستاذ بھی نامساعد حالات میں جالندھر سے اوگی چک نمبر ۲۵۱ گ۔ ب میں واپس لوٹ آئے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے خیر المدارس کے اجراء کے بعد اپنے سابقہ شاگرد رشید کو یاد فرمایا۔

**جامعہ میں دوبارہ داخلہ:**..... مدیر جامعہ کی اطلاع پر آپ نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں دوبارہ داخلہ لیا اور جلالین و مشکوٰۃ شریف کے درجہ کی کتابیں پڑھیں۔ اگلے سال علوم عقلیہ و نقلیہ، تفاسیر و احادیث کے ماہر و حاذق جید علماء کے پاس آخری سال کی کتب پڑھیں۔

### کتب اور اساتذہ کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱:..... بخاری شریف حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ مہتمم و شیخ الحدیث۔

۲:..... ترمذی و ابوداؤد شریف حضرت مولانا عبدالرحمن صاحبؒ کیمیل پوری صدر مدرس۔

۳:..... مسلم شریف حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحبؒ ڈیروی۔

۴:..... نسائی شریف، مؤطین و ابن ماجہ حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ کیمیل پوری۔

۱۳۶۸ھ کو سند فراغ حاصل کی اور ۱۳۶۹ھ کو تکمیل کے اسباق پڑھنے شروع کیے۔

**تقرر بطور معین مدرس:**..... مدیر جامعہ نے آپ کی علمی صلاحیت و استعداد دیکھ کر تکمیل کے اسباق پڑھنے کے ساتھ ساتھ معین مدرس کے طور پر تدریس کی ذمہ داری سونپ دی۔ آپ تین اسباق پڑھتے اور تین ہی پڑھایا کرتے تھے۔

**تقرر بطور مدرس:**..... ابھی ایک ہی سال گزرا تھا کہ مدیر جامعہ نے شوال ۱۳۷۰ھ بذریعہ چٹھی آپ کو جامعہ کا مستقل مدرس مقرر فرمایا (ستادون سال ہو چکے ہیں حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے دست مبارک سے لکھی ہوئی چٹھی آج بھی اصلی حالت میں حضرت کے پاس موجود ہے) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مختلف حالات سے گزرتے ہوئے تاحال جامعہ کی خدمت میں اسی جذبہ اور لگن سے مصروف عمل ہیں جو شروع دن سے تھا اور اس وقت شیخ الحدیث

کے منصب پر فائز ہیں۔ عرصہ دراز تک پوری کیفیات و انوارات کے ساتھ بخاری شریف جلد ثانی کا درس دیا اور تقریباً چودہ، پندرہ سال سے جلد اول کا درس دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت الاستاد کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رہے تاکہ ہماری طرح تشنگانِ علوم آپ کے علم کے سمندر سے فیض یاب ہوتے رہیں۔

مَدَن سَنَہ ۱۴۰۸ ھ بِمَدَن سَنَہ ۱۴۰۸ ھ

بیتِ دہلی دوازدہ سلسلہ شہر

مولانا محمد رفیع صاحب

رسمیہ کتب - شواہد سے آپ کو

مستند و سرکش ہرہ ۱۴۰۸ ھ

کتاب جاتا ہے - اعلیٰ توفیق

۱۴۰۸

۲۰۰۸

حضرت مولانا خیر محمد صاحب کے دست مبارک سے لکھی ہوئی چٹی

**جامعہ میں پچپن سال:**..... دس سال سے زائد عرصہ دارالاقامہ میں نگرانی کے فرائض انجام دیئے طلباء کی اخلاقی تربیت کا خاص خیال رکھا ان کے رہن سہن پر خصوصی توجہ دی تاکہ وہ اپنی اقامتی ضروریات سے بے نیاز ہو کر اپنی پڑھائی جاری رکھ سکیں۔ زیورِ علم سے آراستہ ہو کر اچھا معاشرہ تشکیل دے سکیں۔ آپ کی نگرانی میں تعلیم پانے والے ایسے عظیم انسان تیار ہوئے جن کی نظیر تلاش کرنا ناممکن تو نہیں، مشکل ضرور ہے۔

اور دس سال تک حضرت والا دارالافتاء میں مسند افتاء پر فائز رہے، کتبِ نبوی اور قوتِ استدلال سے سائلین کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ ہزاروں فتاویٰ لکھ کر فتویٰ لینے والوں کی پیاس بجھائی، آج وہ فتاویٰ خیر الفتاویٰ کی صورت میں پانچ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں کچھ ابھی شائع ہونے باقی ہیں۔

موجودہ مدیر جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب اطال اللہ بقاءہ کے دورِ اہتمام میں جامعہ کی نظامت حضرت کو سوچی گئی، عرصہ دس سال جامعہ کی نظامتی ذمہ داری نبھائی، کبھی کسی شکایت کا موقع نہیں آنے دیا۔ نظامت، نگرانی، فتویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ تدریسی کام جاری رکھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج تک تدریسی خدمات میں مصروف ہیں۔



**درس بخاری:**..... درس بخاری شریف سے پہلے تین سال تک آپ نے جامعہ میں ترمذی شریف پڑھائی جامعہ کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ نے بخاری شریف جلد ثانی پڑھانے کا حکم فرمایا۔ کئی سال تک بخاری شریف جلد ثانی پڑھاتے رہے۔

حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب ڈیرویؒ کے بعد جامعہ المعقولات والمنقولات علامہ محمد شریف کشمیریؒ شیخ الحدیث کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے اس عرصہ میں بدستور بخاری شریف جلد ثانی پڑھانے کا اعزاز حضرت والا کو حاصل رہا، علامہ محمد شریف کشمیریؒ اخیر عمر میں کافی علیل ہو گئے زندگی سے وفا کی امیدیں ختم ہوتی نظر آنے لگی، علم و عرفان کا چراغ ٹھٹھانے لگا تو علامہ صاحبؒ نے حضرت الاستاذ کو بخاری شریف جلد اول پڑھانے کا حکم دیا، آپ نے اس کو سعادت عظمیٰ سمجھتے ہوئے قبول فرمایا اور بخاری شریف جلد اول کا درس دینا شروع کیا، سینکڑوں بلکہ ہزاروں ملکی و غیر ملکی وفاقی و غیر وفاقی تشنگان علوم بخاری پڑھنے آئے، آپ کے درس میں بیٹھے، آپ کے علمی سمندر میں سے حصہ لیا۔ اور عرب و عجم، ایران و افغانستان، الغرض دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ کا دین پھیلانے چلے گئے۔

**تصوف:**..... آپ کی ذات والاصفات میں تدریس و تصوف کا حسین امتزاج ہے۔ آپ کا بیعت کا تعلق ولی کامل حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ سے تھا اور آپ کو حاجی فتح محمد صاحبؒ سے خلافت ملی ہے (جو حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے خلیفہ مجاز تھے) آپ نے لوگوں کو باقاعدہ مرید تو نہیں بنایا اور نہ ہی اپنی خلافت کی تشہیر فرمائی البتہ علماء و طلباء اور عوام کی اصلاح اور تزکیہ نفس پر خصوصی توجہ دی، آپ کے پاس آنے والا اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے والا نفع سے محروم نہیں رہا۔ آپ نے طلباء کو معاشرہ کا بہترین فرد بنانے کی بھرپور کوشش کی تاکہ پڑھ اور پڑھا کر اچھا معاشرہ بھی تشکیل دے سکیں۔

**حسن بیان:**..... اللہ تعالیٰ نے حضرت الاستاذ کو دل کش اور دلنشین حسن بیان سے نوازا ہے۔ جنہوں نے آپ کی تقریر سنی وہ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔

**سیاسی بصیرت:**..... سیاسی بصیرت کے لحاظ سے بھی اپنے طبقہ میں حضرت کو خاص مقام حاصل ہے۔ حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحبؒ کے طریق پر سیاسی جماعتوں کو دفاعی لائن شمار کرتے ہیں جو جماعتیں اسلام نافذ کرنا چاہتی ہیں ان کو استحسان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایسے ہی دینی تحریکات مثلاً تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہیں۔ قرارداد مقاصد منوانے کے لئے چلائی جانے والی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور اللہ پاک کے فضل و کرم سے یہ تحریک کامیاب ثابت ہوئی۔

اللہ رب العزت حضرت الاستاذ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ہمارے سروں پر ان کا سایہ تادیر قائم رکھے (امین)

## تقریظ

(یادگار اسلاف، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم، مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان)

## الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى

اما بعد! حدیث کا موضوع نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی بحیثیت رسول ہے اس لئے جواب نبی کریم ﷺ کا ہے و ہی آپ ﷺ کی احادیث کا ہے اور جس طرح نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی و بے ادبی کفر ہے اسی طرح آپ ﷺ کے ارشادات کی بے ادبی و گستاخی بھی کفر ہے۔ اسی طرح یہ سمجھیں کہ جیسے آنحضرت ﷺ کی صحبت میں بیٹھنے اور آپ ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے والے شرف صحابیت پاکر پوری امت سے ممتاز ہوئے اسی طرح آپ ﷺ کے ارشادات و احادیث میں مشغول ہونے والے بھی علم کے دیگر شعبوں میں کام کر نیوالے والوں سے ممتاز و منفرد ہیں۔

پھر حدیث صرف روایت کا نام نہیں بلکہ امام علی بن المدینی (۲۲۳ھ) کے بقول ”الفقه في معاني الحديث نصف العلم ومعرفة الرجال نصف العلم“ حدیث کے معانی میں غور و فکر کرنا اس موضوع کا نصف علم ہے اور نصف ثانی حدیث کے رجال کی معرفت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقہ حدیث کے مقابل کسی اور ماخذ کا نام نہیں بلکہ حدیث کے معانی سمجھنے کا نام ہی فقہ ہے۔ امام ترمذیؒ جتناڑ کی ایک بحث میں فرماتے ہیں ”وكذلك قال الفقهاء وهم اعلم بمعاني الحديث (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۱۸)“ اور فقہاء نے ایسے ہی کیا ہے اور یہی لوگ حدیث کے معانی کو اچھی طرح سمجھنے والے ہیں۔

کتب احادیث میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ”الجامع الصحيح“ کو جو امتیازی مقام و مرتبہ حاصل ہے اس سے اہل علم بخوبی آشنا ہیں، امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ کے بارے میں قسم کھا کر فرمایا ”اشهد انه ليس في الدنيا مثله“ (مقدمہ فتح الباری) آپ جیسا محدث روئے زمین پر نہیں میں اس کی شہادت دیتا ہوں۔

محدثین کے نزدیک سند عالی کا میسر آنا ایک بڑا طرہ امتیاز ہے اس پہلو سے بھی بخاری شریف کا درجہ دیگر کتب صحاح سے ممتاز ہے۔

بخاری شریف کی تدریس حق تعالیٰ شانہ کا انعام اور ایک علمی اعزاز ہے، جامعہ خیر المدارس ملتان میں احقر کے حیدر امجد استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے بعد محدث العصر حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیویؒ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالستار صاحب مدظلہ اور ہمارے استاذ مکرم شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم تدریس بخاری شریف کے مسند پر تشریف لائے۔

استاذ مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم، حضرت دادا جان کے مایہ ناز اور قابل فخر تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں آپ کو یہ سعادت اور خصوصیت حاصل ہے کہ فارسی سے لیکر دورہ حدیث تک کی اکثر کتب آپ نے حضرت دادا جان کی نگرانی و سرپرستی اور رہنمائی میں پڑھائی ہیں۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ کی رحلت کے بعد دورہ حدیث شریف کی تقریباً تمام کتب کی تدریس کی سعادت پائی اور اب تقریباً ۱۴ سال سے بحیثیت شیخ الحدیث بخاری شریف زیر درس ہے۔ آپ سادہ پوش و سادہ دل ہیں مگر علم و فضل، تدریس اور تفہیم کا یہ عالم ہے کہ مشکل سے مشکل فن اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ آپ کے انداز بیان کے سامنے پانی بن جاتا ہے۔ احقر کو حضرت سے ابتدائی کتب سے لے کر انتہائی اسباق تک پڑھنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ میں پوری ذمہ داری اور اعتماد سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تفہیم اور بیان کا جو سلیقہ اور صلاحیت آپ کو عطا فرمایا ہے وہ بہت کم مدرسین میں نظر آیا۔ علمی و دینی حلقوں میں آپ کی شہرت بوجہ کل کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ جامعہ خیر المدارس میں دورہ حدیث شریف کے لیے طلبہ کرام دور دراز سے مسافر کر کے پہنچتے ہیں اور یہاں اساتذہ کرام سے اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں، جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ کی امالی جو آپ کے درس بخاری شریف کے دوران طلبہ نے تحریر کیں، تحقیق و تکتہ رسی اور تفہیم معانی و مطالب حدیث میں اپنی مثال آپ ہیں اور ۵۰ سال سے زائد آپ کی تدریسی زندگی کا مغز اور خلاصہ ہیں، ان امالی کی اشاعت کا تقاضا ایک عرصہ سے اہل علم کی طرف سے کیا جا رہا تھا مگر جو وہ تاخیر ہوتی رہی۔ حال ہی میں یہ جان کر قلبی مسرت ہوئی کہ یہ علمی ذخیرہ ترتیب و مراجعت اور تحقیق و نظر ثانی کے مراحل سے گزر کر طباعت کے مرحلہ میں ہے، احقر کی رائے میں اس کی اشاعت طلبہ و اساتذہ حدیث کے لیے ان شاء اللہ ایک علمی خزانہ اور نعمت غیر مترقبہ ہوگی۔ جو انھیں دیگر بہت سی شروح و تعلیقات سے بے نیاز کر دے گی ان امالی کا نام ”الخیر الساری“ تجویز کیا گیا ہے امید ہے کہ یہ سلسلہ خیر تا ابد جاری و ساری رہے گا اور اہل علم اس سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر تمام خلائق بالخصوص طلبہ اور اساتذہ حدیث کے لئے نافع اور مفید بنائیں۔ (۱مین)

والسلام

(حضرت مولانا) قاری محمد حنیف جالندھری

مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان

۱۶/ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علم حدیث شروع کرنے سے قبل محدثین اساتذہ چند اباحت بیان فرماتے ہیں۔

## ﴿ علم حدیث کی اصطلاحی تعریف ﴾

اس میں مختلف اقوال ہیں۔

(۱) هو علم بقوانين (قواعد) يعرف بها احوال السند وال متن من صحته وحسن الى آخر ما قاله

(۲) علامہ سیوطیؒ نے اپنے ”الفيہ“ میں حدیث بالدرایہ کی تعریف اس طرح کی ہے۔

علم الحديث ذو قوانين تحد	يدري بها احوال متن وسند
--------------------------	-------------------------

حافظ ابن حجرؒ نے اسی تعریف کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

معرفة القواعد المعرفة بحال الراوى والمروى

ان دونوں تعریفوں کا مال ایک ہے۔

(۳) علامہ عینیؒ فرماتے ہیں هو علم يعرف به اقوال رسول الله ﷺ و افعاله و احواله

عصمت انبیاء مسلم امر ہے اس لیے کہ اللہ پاک جس کا چناؤ کر لیں اس میں نقص نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ عظیم و خیر ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام مصطفیٰ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ پاک کا ارشاد گرامی ہے ﴿ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ ﴾ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کسی نہیں بلکہ وہی ہے نہ کہ جیسا مرزا عین نے سمجھا ہے۔

آیت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ نبوت وہی ہے عصمت انبیاء بھی لازمی امر ہے تو ان کے اقوال و افعال

و احوال بھی ذو عصمت ہونگے لہذا تینوں کا نام علم حدیث ہوگا۔

(۴) علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں علم حدیث کی تعریف اس طرح فرمائی ہے، ما اضيف الى النبي ﷺ قولا

او فعلاً او تقريراً او صفة حتى الحركات والسكنات فى اليقظة والمنام

۱۔ مقدمہ اوجز المسالك ج ۱ ص ۳ ۲۔ مقدمہ اوجز المسالك ج ۱ ص ۳ ۳۔ مقدمہ الدر المنفود ج ۱ ص ۹ ۴۔ مقدمہ اوجز المسالك ج ۱ ص ۲ ۵۔ عمدۃ

القاری ج ۱ ص ۱۱ ۶۔ فتح المغیث ج ۱ ص ۱۵ ۷۔ سورۃ آل عمران آیت ۳۳ ۸۔ فتح المغیث ج ۱ ص ۲۱

(۵) محققین کی پسندیدہ تعریف یہ ہے ہو علم يعرف به احواله ﷺ قولاً وفعلاً و تقریراً و صفة ۱  
علماء حدیث کے نزدیک مشہور یہی ہے۔

قولاً کا مصداق: ..... حضور ﷺ کی قولی حدیث ہے جسمیں صحابی قال الرسول ﷺ یا قال النبی ﷺ کہے قولی حدیث چونکہ وحی غیر متلو ہے اس لیے واجب العمل ہے قرآن مجید میں ہے ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾  
فعلاً کا مصداق: ..... وہ حدیث ہے جسمیں صحابی اپنا مشاہدہ بیان کرے یوں کہے رایت النبی ﷺ  
ہکذا۔ افعال نبی ﷺ کی اتباع اس لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید میں ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ﴾  
اور ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے افعال پر بھی عمل ضروری ہے  
تقریراً کا مصداق: ..... وہ حدیث ہے جسمیں صحابی اپنا عمل بیان کرتا ہے كُنَّا نَفْعَلُ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ كَذَا، جیسے ایک حدیث میں ہے عَنْ جَابِرٍ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنَ يَنْزِلُ ۵

اس کو حدیث فعلی میں شمار کیا جاتا ہے۔ تقریرات رسول ﷺ پر بھی عمل ضروری ہے یعنی آپ ﷺ نے کسی کو  
کام کرتے دیکھ کر سکوت فرمایا، یہ بھی ہمارے لیے حجت ہے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ بَلِّغُوا﴾ اگر  
آپ ﷺ کو فعل صحابی پسند نہ ہوتا تو سکوت نہ فرماتے، کیونکہ آپ ﷺ کسی برے فعل سے ڈر کر سکوت نہیں فرما سکتے،  
اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ﴿وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ آپ ﷺ کے لئے تبلیغ ضروری ہے، تبلیغ نہیں  
کر رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو وہ کام پسند ہے۔

صفة کا مصداق: ..... وہ حدیث ہے جسمیں صحابی حضور ﷺ کے احوال و صفات کو بیان کرتا ہے خَلْقًا يََا  
خُلُقًا یعنی صورت، سیرت کے لحاظ سے صفات دو قسم پر ہوں گی۔

(۱) جسمانی خلقی (۲) نفسانی خلقی

سجائات وغیرہ دوسری قسم کی صفات ہیں ان کو شامل کہتے ہیں یہ تمام اقسام حدیث کے اجزاء ہیں۔ صفت  
رسول ﷺ پر بھی عمل ضروری ہے۔ صفت دو قسم پر ہے (۱) صفت جسمانی جیسے آپ کا رنگ اور بناوٹ، شکل و صورت

۱۔ او جز المسالك ج ۱ ص ۳۲ پارہ ۲ سورۃ نجم آیت ۴ ص ۳۲ پارہ ۲ سورۃ لقمان آیت ۱۵ ص ۳۲ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱ ص ۳۱ بخاری شریف ج ۲ ص  
۷۸۳ ۱۔ پارہ ۱ سورۃ مائدہ آیت ۶۷ ص ۶۷ پارہ ۱ سورۃ مائدہ آیت ۶۷



(۲) صفتِ نفسانی جسکا تعلق صرف نفس کے ساتھ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے کان رسول ﷺ احسن الناس وکان أجود الناس وکان اشجع الناس (امکا قال) ۱ اور یہ بھی ہمارے لیے قابلِ حجت ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حتی الامکان حضور ﷺ کی مشابہت کی کوشش کرتے تھے اس لیے آپ ﷺ کی صفات مباحوث عنہا ہوئیں۔ ایک اور حدیث میں ہے أجود الناس صدراً وأصدق الناس لهجة ۲

### ﴿وجه الاختلاف والتطبيق﴾

حاکم ابو عبد اللہ نشیثا پوریؒ نے علمِ حدیث کی پچاس اقسام بیان کی ہیں، علامہ نوویؒ اور ابن صلاحؒ نے ۶۵ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ”تدریب الراوی“ میں ۹۳ اقسام بیان کی ہیں ۳ علمِ حدیث بہت ساری انواع و اقسام پر مشتمل ہے یہاں تک کہ علماء نے ذکر کیا ہے کہ علمِ حدیث جاننے کیلئے ساٹھ علوم کا جانا ضروری ہے لیکن ان میں سے مشہور دو علم ہیں۔

۱. علمِ روایتِ حدیث

۲. علمِ درایتِ حدیث

علامہ جزائریؒ نے علمِ حدیث کی دو قسمیں کر کے الگ الگ تعریف کی ہے۔

تعریف علمِ روایتِ حدیث : ..... هو علم بنقل اقوال النبی ﷺ و افعاله بالسماع المتصل وضبطها وتحريرها.

تعریف علمِ درایتِ حدیث : ..... هو علم يتعرف منه انواع الرواية واحكامها وشروط الرواة واصناف المرويات واستخراج معانيها ۴

اسے علمِ اصولِ حدیث کی تعریف قرار دیا گیا ہے جس کو علامہ سیوطیؒ وغیرہ نے بھی بیان فرمایا ہے۔

### ﴿دلیل کون هذه الاقسام من الحديث﴾

قول : ..... بھی حدیث کا جزء ہے قرآن پاک نے حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ اور اطاعتِ امتثال امر کو کہتے ہیں اسکے مقابلے میں عصیانِ عدم امتثال امر کو کہتے ہیں صاحبِ اصول

الشاشی اسی کی دلیل میں یہ اشعار نقل کرتے ہیں۔

اطعت لأمریک بصرم حبلی	مریہم فی احبتہم بذاک
فہم ان طاوعوک فطا وعیہم	وان عاصوک فاعصے من عصاک

فعل: ..... آپ ﷺ کا فعل بھی من الحدیث (حدیث سے) ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِی (۱۱۰) ۲

تقریر: ..... آپ ﷺ کی تقریر بھی من الحدیث ہے ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ﴾ کی کوئی صحابی حضور ﷺ کے سامنے کوئی عمل کرتا ہے اگر وہ مَا أُنْزِلَ کے خلاف ہے تو حضور ﷺ پر اس کو روکنا لازم ہے، مگر آپ ﷺ نے نہیں روکا تو معلوم ہوا کہ مَا أُنْزِلَ کے خلاف نہیں ہے۔ خلاف ہونے کے باوجود نہ روکیں یہ نہیں ہو سکتا، لہٰذا کے طور پر یہ بھی سمجھئے کہ نبی کی تقریر حجت ہے نہ کہ ولی کی۔ نبی معصوم ہوتا ہے کبھی ناپسندیدہ کام پر خاموشی اختیار نہیں کر سکتا نبی جری اور بہادر ہوتا ہے بزدل نہیں ہو سکتا۔

صفت: ..... آپ ﷺ کی صفت بھی جزء حدیث ہے ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ۳ لہٰذا آپ ﷺ کا خلقِ حُجَّت ہوا۔

## ﴿تعریف السنۃ والحديث عند الفقہاء﴾

السنۃ: ..... تطلق علی قول الرسول ﷺ وفعله وسكوته وعلى اقوال الصحابة والفعالهم ۴

الحديث: ..... يطلق علی قول الرسول ﷺ خاصة ۵

سوال: ..... اس تعریف کی رو سے تقریر اور صفت، تعریف حدیث سے نکل گئے؟

جواب: ..... افعال کے تحت تقریر بھی تبعا شامل ہے کیونکہ چپ رہنا بھی ایک فعل ہے اور صفت کا خارج ہونا کوئی مضمر نہیں اس لئے کہ فقہاء کے مطمع نظر احکام ہیں وہ صفات سے بحث ہی نہیں کرتے اس لئے فقہاء کے نزدیک صفات اکسیں شامل ہی نہیں۔

ایک اور بحث :..... بعض نے علم حدیث کی تعریف یوں کی ہے علم يبحث فیہ عن اقوال النبی ﷺ والفعاله واحواله واقوال الصحابة والتابعین والفعالهم واحوالهم ۔ یہ تعریف صحابہ کرامؓ کے اقوال وافعال کو بھی شامل ہے۔

دلیل :..... یہ حضرات کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کو مشابہت نامہ ومناسبت نامہ حاصل ہو گئی تھی، محبت ومعیت طویلہ کی وجہ سے صحابہ کا قول وفعل اور تقریر و حجت ہے اس لیے کہ آپ ﷺ معصوم ہیں تو صحابہ کرامؓ کو بھی بھی نوع من المعصومیت حاصل ہو گئی جیسے حضور ﷺ کو شان متبوعیت حاصل ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ کو بھی حاصل ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ ۱۔ ”ہم“ ضمیر صحابہ کی طرف راجع ہے نیز حضور ﷺ نے فرمایا (( اصحابی کما لنجوم فباہم اقتديتم اهتديتم )) ۲ لیکن جمہور محققین کے نزدیک صحابی کے قول وفعل و تقریر کو اثر کہتے ہیں نہ کہ حدیث۔

## ﴿ حدیث ، اثر اور خبر کے درمیان فرق ﴾

### الفرق بین الحديث والاثر :.....

جنہوں نے علم حدیث کی تعریف میں صحابہؓ کے اقوال وافعال کو شامل کیا ہے انکے نزدیک حدیث اور اثر مترادف ہیں ۳۔ جنہوں نے اثر کا اطلاق صرف صحابی کے قول وفعل پر کیا ہے انکے نزدیک ان دونوں میں تباہی کی نسبت ہے۔ کبھی کبھی آثار کا لفظ احادیث مرفوعہ پر بھی بول دیتے ہیں چنانچہ امام طحاویؒ نے اپنی کتاب (جس میں احادیث مرفوعہ بھی ہیں) کا نام ”معانی الآثار“ رکھا ہے اسی طرح ایسی ہی ایک کتاب کا نام ”تہذیب الآثار“ ہے اور آثار کی کتابوں کو احادیث کی کتابیں بھی کہا جاتا ہے جیسے مصنف ابن ابی شیبہؒ و مصنف عبدالرزاقؒ۔

### الفرق بین الحديث والخبر :.....

بعض نے خبر کی تعریف یہ کی ہے۔

(۱) ما يبحث فیہ ما نسب الی النبی ﷺ وغیرہ، اس صورت میں نسبت عام خاص مطلق کی ہوگی خبر

عام مطلق اور حدیث خاص مطلق ہے ۱  
بعض نے خبر کی تعریف یہ کی ہے۔

(۲) علم يبحث فيه ما نسب الى غير النبي ﷺ اس صورت میں نسبت بتائیں کی ہوگی متاخرین کا یہی مسلک ہے کیونکہ عام طور پر جو تاریخ میں مشغول ہو اس کو مورخ کہتے ہیں اور حدیث میں مشغول ہونے والے کو محدث کہتے ہیں ۲

## الفرق بين الحديث والسنة:.....

بعض نے حدیث اور سنت کو مترادف کہا ہے، اور بعض نے فرق کیا ہے کہ سنت خاص ہے اور حدیث عام ہے کیونکہ سنت آپ ﷺ کے اقوال و افعال کے ساتھ خاص ہے اور حدیث صفات کو بھی شامل ہے۔ بعض اس سے بھی زیادہ تخصیص کرتے ہیں کہ سنت کا اطلاق صرف قول نبی ﷺ پر ہوتا ہے ۳

## ﴿موضوع علم حدیث﴾

اس میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔

الاول:..... علامہ کرمائی علم حدیث کا موضوع اس طرح بیان فرماتے ہیں ذات الرسول ﷺ من حيث انه رسول الله ﷺ ۴ اس قید کے لحاظ سے حضور ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے کے اقوال و افعال حدیث سے نکل گئے حالانکہ محدثین انکا بھی تذکرہ کرتے ہیں اس قول کی وجہ سے یہ گڑبڑ ہوگئی کہ چالیس سال کے افعال موضوع بننے سے نکل گئے حالانکہ وہ علم حدیث کا موضوع ہیں۔

الثانی:..... ذات النبي ﷺ من حيث اقواله و افعاله و تقريراته و صفاته ۵ علامہ سیوطی کے استاذ علامہ محی الدین کا منہی فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہے کہ ذات النبي ﷺ کیسے علم حدیث کا موضوع بن گیا ذات النبي ﷺ تو بدن انسانی ہے جو کہ طب کا موضوع ہے لیکن سب محدثین کو ان کے تعجب پر تعجب ہے کیونکہ بدن انسانی کی دو حیثیتیں ہیں (۱) من حيث الصحة والمرض (۲) من حيث انه رسول ۶ علم حدیث کا موضوع ذات النبي ﷺ مطلقاً نہیں بلکہ من حيث انه رسول ہے (جو اعتراض پہلے قول پر ہے وہی اس پر بھی وارد ہوگا کہ چالیس سال کے افعال موضوع بننے سے نکل گئے کیونکہ اعلان رسالت چالیس سال پورے ہونے پر فرمایا)

الثالث:..... الفاظ الرسول عليه الصلاة والسلام من حيث صحة صدورها عنه ﷺ وضعفه الى غير ذلك

الرابع:..... المرويات والروايات من حيث الاتصال والانقطاع

### ﴿غایت علم حدیث﴾

غایت کو بیان کرنے میں مختلف عنوانات ہیں، مآل سب کا ایک ہی ہے۔

الاول:..... الفوز بسعادة الدارين۔ دارین سے مراد دار دنیا و دار آخرت ہے دار آخرت کی فوز (کامیابی) دخول جنت اور جہنم سے چھٹکارا ہے ﴿فَمَنْ رُحِزَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ اور دار دنیا کی فوز (کامیابی) یہ ہے کہ ایسے اعمال کی توفیق مل جائے جو دخول جنت کا سبب بنیں۔

الثانی:..... غایت علم حدیث حصول دعاء نبی ﷺ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ((نضر الله امرأء) سمع مقالتي فحفظها فو عاها و اذاعها)) ان کا قول علیہ السلام ۵

الثالث:..... محبوب ﷺ کی کلام سے حصول لذت۔

الرابع:..... معرفة العقائد والاخلاق والاحكام الفرعية لرضاء الله تعالى

### ﴿حدیث کی وجہ تسمیہ﴾

متعدد وجوہ بیان کی گئی ہیں

الوجه الاول:..... علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ حدیث بمقابلہ قدیم ہے۔ قدیم، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ اس کے مقابلے میں حادث و جدید ہے لہذا اس کو حدیث کہا گیا۔

الوجه الثاني:..... بعض محدثین نے اور وجہ بیان کی ہے جو کہ آسان ہے کہ حدیث بات چیت کو کہتے ہیں اور اصل میں حدیث کا مصداق حضور ﷺ کی بات چیت ہی ہے۔

سوال:..... ہماری کلام بھی تو بات چیت ہے تو اس کو بھی حدیث کہنا چاہیے حالانکہ اس کو حدیث نہیں کہا جاتا؟

جواب:..... لغت کے لحاظ سے تو کہہ سکتے ہیں لیکن اصطلاح میں آپ ﷺ کی عظمت شان کی وجہ سے آپ ﷺ کی کلام کے ساتھ حدیث کو خاص کر دیا گیا اور اس کی کلام کو حدیث نہ کہا جائیگا۔

سوال: ..... حدیث تو بات چیت کو کہتے ہیں حالانکہ احادیث میں افعال و تقریرات کا ذکر بھی ہوتا ہے تو ان کو حدیث کہنا کیسے صحیح ہوا؟

جواب: ..... حدیث میں زیادہ تر اقوال کا ذکر ہی ہوتا ہے فعل اور تقریر کو حدیث کہنا تعلیماً ہے اور حدیث کا نام کلام اس لئے نہیں رکھا کہ علم کلام سے التباس نہ ہو۔

الوجه الثالث: ..... تیسری وجہ علامہ شبیر احمد عثمانی نے مقدمہ فتح الملہم میں ذکر کی ہے کہ لفظ حدیث، تحدیث نعمت سے لیا گیا ہے اور نعمت سے مراد ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت کی نعمت عطا فرمائی اس کو آپ ﷺ نے بیان فرمایا تو اس کا نام حدیث رکھ دیا گیا۔ تحدیث بمعنی بیان کرنا۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جاری کلام اس نعمت ہدایت کا بیان ہے۔ تحدیث نعمت سے لفظ لیکر اس کا نام حدیث رکھ دیا گیا کیونکہ کبھی ثلاثی سے مزید مجرد لے لیا جاتا ہے اور یہاں تحدیث ثلاثی مزید سے حدیث ثلاثی مجرد لیا گیا ہے۔

تفصیل: ..... یہ ہے کہ سورۃ الضحیٰ میں اللہ پاک نے آپ ﷺ کی تین حالتیں بیان فرمائی ہیں تینوں حالتوں کے مطابق تین انعامات کا ذکر فرمایا اور اس کے مقابلے میں تین حکم ہیں، پہلی حالت تنم (تیمی) کی ہے اس کے مقابلے میں انعام ایوآء (ٹھکانہ دینا) ہے اور حکم فَاَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ہے۔ دوسری حالت عائل (محتاج) ہونا ہے اور اس کے مقابلے میں انعام اغناء (غنی کرنا) ہے اور حکم وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ہے۔ تیسری حالت ضال (گمراہ) ہونے کی ہے اس کے مقابلے میں انعام ہدایت ہے اور حکم وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی حضور ﷺ بیان فرمائیں گے وہ ہدایت ہوگی، اور آپ ﷺ کا بیان کرنا تحدیث نعمت ہے لہذا آپ ﷺ کا بیان حدیث ہوا۔

ضالاً: ..... اس لفظ کی دو تفسیریں کی گئی ہیں۔

الاول: ..... راہ کا متلاشی ضال کہتے ہیں کہ راہی چلتے چلتے چوراہے پر آجائے پھر کوئی اس کو بتلا دے کہ تیرا راستہ یہ ہے۔

الثانی: ..... جنگل میں بیری کا درخت جو اکیلا کھڑا ہوتا ہے اُسے ضال کہتے ہیں یہ کلام تشبیہ پر محمول ہے یعنی آپ ﷺ کو تنہا پایا پس آپ ﷺ کو رہنما بنا دیا۔





## ﴿ضرورتِ علمِ حدیث﴾

دلیل اول: ..... اللہ تعالیٰ نے انسان کو وجود اور عقل کی نعمت عطا فرمائی ہے اور اس کو اشرف المخلوقات بنایا اس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ ۱۔ اسی طرح ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ ۲۔ اسی طرح ﴿خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ ۳۔ اور ﴿سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ ۴۔ یہ تمام آیات دلائلِ اشرفیت ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس نعمت کا شکریہ ادا کرے اور شکرِ نعمت کے لیے دیکھا جائے کہ سب سے زیادہ شاکر، شکور کون ہے؟ یہ بات تو عیاں اور مسلم ہے کہ سب سے زیادہ شکور حضور ﷺ کی ذات ہے کیونکہ آپ ﷺ اتنی عبادت کرتے کہ پاؤں سوچ جاتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ((افلا اکون عبداً شکوراً)) ۵۔ شکر کرنے کے لئے آپ ﷺ کے قول و فعل کی اتباع ضروری ہے اور یہ سب کچھ حدیث سے معلوم ہوگا کہ حضور ﷺ کے اقوال و افعال کیا ہیں؟

اشکال: ..... ہمیں تسلیم نہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لئے کہ انسان تو حاجات میں گھرا ہوا ہے۔ مخلوقات میں سب سے زیادہ محتاج انسان ہے۔ سورج، چاند، ستارے ان سب کو انسان کی ضرورت نہیں اور انسان کو ان سب کی ضرورت ہے تو گویا سائل نے کثرتِ احتیاج کو اشرفیت کے خلاف سمجھا؟

جواب: ..... اللہ تعالیٰ نے انسان کو وجود کے ساتھ ایک نعمت جوہرِ عقل کی دی ہے جس سے انسان کل کائنات کو مسخر کر سکتا ہے تو جب اس جوہر کی وجہ سے کائنات مسخر ہوگی تو انسان علو اور تکبر میں آجائیگا یہاں تک کہ خدائی کا دعویٰ کر دیگا جیسے فرعون نے کیا اُس نے کہا تھا أَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَى ۱۔

روس والوں نے جب ملکوں کو فتح کیا تو چوکوں پر بورڈ لگا دیئے تھے کہ اس طرف خدا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے دعووں سے روکنے کے لیے انسان کی ساتھ احتیاجات متعلق کردیں تو احتیاجات دلیلِ عدمِ اشرفیت نہیں بلکہ دلیلِ اشرفیت ہیں۔

۱۔ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۰

۲۔ پارہ ۳۰ سورۃ الجن آیت ۵

۳۔ پارہ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۲۹

۴۔ پارہ ۲۵ سورۃ جائید آیت ۱۳

۵۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۹، مشکوٰۃ ترمذی ص ۱۹

۱۔ پارہ ۳۰ سورۃ نازعات آیت ۲۳

مثال :..... اس کی مثال اس طرح ہے کہ جتنا کوئی بلند مرتبہ ہوتا ہے اسکی حفاظت کے لیے پہرے بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں یہ احتیاجات انسانیت کی حفاظت کے لیے پہرے ہیں۔

الحاصل :..... کثرت احتیاج غیر اشرفیت کی دلیل نہیں ہے۔ جب عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے لیے خدا ہونے کا عقیدہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے انکے ابطال عقیدہ کے لیے صرف دو لفظوں میں جواب دیا کانا یا کُلان الطعام۔ تو گویا ایک احتیاجی ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو خدائی کے دعوے سے روکے ہوئے ہے۔

دلیل ثانی :..... تکمیل انسانیت، تکمیل اخلاق سے ہوتی ہے، تکمیل اخلاق کیسے ہوگی؟ جب تک مکمل اخلاق کا نمونہ سامنے نہ ہو تکمیل اخلاق نہیں ہو سکتی اور وہ نمونہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ ارشاد باری ہے ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ حدیث شریف میں ہے ((بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ))۔ ایک صحابیؓ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں جو حضور ﷺ کے اخلاق کی تعریف آئی ہے وہ اخلاق کیا ہیں؟ تو صدیقہ کائنات نے فرمایا خلقہ القرآن۔ تو آپ ﷺ کو چھوڑ کر تکمیل اخلاق نہیں ہو سکتی۔ لہذا آپ ﷺ کے معمولات کا معلوم ہونا ضروری ہوا۔ کھانا، پینا، اور دن رات کے معمولات یہ سب حدیث کے ذریعے معلوم ہوگا لہذا آپ ﷺ کی احادیث ضروری ہوں گی۔

دلیل ثالث :..... علم حکمت کی دو قسمیں ہیں ۱۔ حکمت علمیہ ۲۔ حکمت عملیہ، تمام حکماء کا اتفاق ہے کہ حکمت عملیہ کو آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی انسان نے بیان نہیں کیا تو حکمت عملیہ حاصل کرنے کیلئے آپ ﷺ کا قول و فعل ضروری ہوا اور یہ قول و فعل حدیث سے معلوم ہوگا، لہذا حدیث ضروری ہوئی۔

دلیل رابع :..... تمام دنیا کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ عدل محمود ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے اِغْدِلُوْهُ اَوْ قُرْبَ لِلتَّقْوٰی اور اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ مالی غنیمت تقسیم کر رہے تھے تو اعتراض کیا گیا کہ عدل کریں تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر میں عدل نہ کروں گا تو کون عدل کرے گا اور عدل کے مقابل جو رولم مذموم ہے۔

عدل کی تعریف :..... انسان کے اندر ملکات تین قسم پر ہیں ۱۔ علمیہ ۲۔ شہویہ ۳۔ غضبیہ ان ملکات کو افراط و تفریط سے بچا کر اعتدال میں رکھنا عدل ہے۔ قوت علمیہ کا اعتدال حکمت ہے قوت شہویہ کا اعتدال عفت ہے اور قوت غضبیہ کا اعتدال شجاعت ہے تو صفت محمود (عدل) پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ایسی ذات کی اقتدا کی جائے جس کے اندر ان تینوں چیزوں کا اعتدال ہو اور وہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہے بایں طور کہ آپ ﷺ کے بارے میں قرآن نے کہا یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اس سے حکمت ثابت ہوئی اور ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا انی اتقاکم اس سے عفت ثابت ہوئی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا اشجع الناس اس سے شجاعت ثابت ہوئی۔ اور اقتداء کے لئے احوال کا معلوم ہونا ضروری ہے اور یہ حدیث سے معلوم ہوئے لہذا حدیث ضروری ہوئی۔

دلیل خامس:..... انسان قدرتِ خداوندی کا مظہر ہے اس میں جو عناصر ہیں وہ صفاتِ متضادہ کے حامل ہیں۔ اور وہ عناصر چار ہیں۔ (۱) آگ (۲) ہوا (۳) پانی (۴) مٹی۔ انکی خصوصیات مختلف وجوہ سے آپس میں ٹکراؤ والی ہیں۔  
وجہ الاول:..... آگ اور مٹی میں خشکی ہے پانی اور ہوا میں تری ہے۔

وجہ الثانی:..... ہوا اور آگ اوپر کو اٹھتی ہیں پانی اور مٹی نیچے کو آتے ہیں یہ قدرت کا نمونہ ہے کہ تضادات کو انسان کے اندر جمع کر رکھا ہے یہ چیزیں اخلاق میں بھی تضاد پیدا کرتی ہیں مٹی میں یُس (خشکی) ہے جس سے صفتِ بخل پیدا ہوتی ہے پانی میں پھیلنے کی صفت ہے اس سے حرص پیدا ہوتا ہے۔ آگ میں بلندی ہے کہ دوسرے کو ہلاک کر دے اس سے کبر پیدا ہوتا ہے۔ ہوا خود پھیلتی ہے اس سے انسان میں شہرت پسندی پیدا ہوتی ہے۔ یہ چاروں اخلاقِ ذمیرہ ہیں جو ان کو اعتدال میں رکھے ہوئے ہو اسکی اقتدا ضروری ہے اور اس کا نمونہ آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ہے۔ جنہوں نے انکو اعتدال میں رکھا اگر انکو اعتدال میں نہ لایا جائے تو فسادِ عظیم برپا ہوتا ہے تو ان اخلاق کی اصلاح کی ضرورت ہے جب انکی اصلاح ہو جائیگی تو دنیا میں امن پیدا ہو جائیگا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جب تک ان اخلاقِ ذمیرہ کا علاج نہ کرو گے امن پیدا نہیں ہوگا۔ جس کو آپ حاکم بنائیں گے وہ ان اخلاقِ ذمیرہ کا حامل ہوگا تو امن کیسے پیدا ہوگا؟

دلیل سادس:..... اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر دو قوتیں رکھی ہیں۔ (۱) ملکیہ (۲) بہیمیہ

قوتِ ملکیہ، یعنی فرشتوں والی قوت، نہ کھانا نہ پینا، اور قوتِ بہیمیہ، یعنی کھانا پینا ایک دوسرے کے ساتھ چٹنا وغیر ذلک۔ اگر قوتِ ملکیہ غالب آجائے تو انسان باکمال بن جاتا ہے اور ترقی کر کے ملائکہ کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر بہیمیت غالب آجائے تو انسانیت سے گر کر حیوان (اصطلاحی) بن جاتا ہے لہذا ایسی ذات کی اتباع ضروری ہوگی جس نے بہیمیت کو مغلوب اور ملکیت کو غالب کیا ہو، اور وہ آپ ﷺ کی ذات ہے حدیث میں آیا ہے قَوْضُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارَ))۔ اس میں علماء لمبی چوڑی بحث کرتے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اصل میں انسان جب کھانا کھاتا ہے تو اس سے ملکیت متاخر ہوتی ہے اس لیے حدیث شریف میں آگ سے بچی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کا حکم دیدیا گیا تاکہ اس کی کا ازالہ ہو جائے۔

**دلیل سابع:** ..... قرآن پاک (هُدًى لِلنَّاسِ) ہے یعنی تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور اس کا ہدایت ہونا حدیث پر موقوف ہے اس لئے کہ حدیث قرآن کی شرح ہے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ﴾ اور شرح بھی خود اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے ﴿ثُمَّ إِنِّي عَلَيْنَا بَيِّنَةٌ﴾ ۱

**دلیل ثامن:** ..... ضابطہ ہر کلام الملوک ملوک الکلام، اور ملوک کے کلام کو سمجھنے کے لئے مقربان ملوک ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقرب حضور ﷺ ہیں تو اللہ تعالیٰ کی کلام کو سمجھنے کے لئے حضور ﷺ کی حدیث ضروری ہوئی۔

**دلیل قاسع:** ..... تمام دنیا کا اس پر اتفاق ہے کہ اصلاح مستقبل کے لیے احوال ماضیہ کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ اب نمونہ کے لیے احوال ماضیہ میں سب سے زیادہ کامیاب اور بہتر زندگی والا انسان آپ ﷺ کی ذات طیبہ ہے جیسے اللہ پاک نے خود فرمایا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ۲ اب آپ ﷺ کے احوال تو حدیث سے معلوم ہونگے لہذا حدیث کا معلوم ہونا ضروری ہوا۔

**دلیل عاشور:** ..... مخلوق اور خالق میں کوئی نسبت نہیں ہے، اس لئے دونوں میں کوئی واسطہ ہونا چاہیے جس کی ایک جانب خالق سے ملی ہوئی ہو تو دوسری جانب مخلوق سے۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے اور ان میں سب سے بہتر خاتم النبیین محمد ﷺ ہیں لہذا اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کرنے کے لیے حضور ﷺ کا واسطہ ضروری ہوا اسکے بغیر استفادہ نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے اندر کچھ صفات تمام انسانوں سے زیادہ ہوتی ہیں جنکی بنا پر لوگ ان کو بشریت سے نکالنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ غلو ہے۔ انبیاء کی دو حالتیں ہوتی ہیں کبھی شانِ عروجی میں اور کبھی شانِ نزولی میں، انسانوں کی طرح اس وقت ہوتے ہیں جب شانِ نزولی میں ہوتے ہیں اور کبھی شانِ عروجی میں ہوتے ہیں اسی سے انسان دھوکہ کھا لیتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے ((لَمَّا مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعَى فِيهِ نَبِيٌّ مَّرْسَلٌ وَلَا مَلِكٌ مُّقْرَبٌ))

## فضائلِ علمِ حدیث

**الاول:** ..... حدیث پاک میں آتا ہے ((نَضَرَ اللَّهُ امْرَأً عَبْدًا) سمع مقالتي فوعاها واذاها)) او کما

قال ﷺ تو آپ ﷺ کی حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کے لیے یہ دعا ہے۔

اهل الحديث وجوههم بدعاء النبي منصرة | اعمارهم طويلة وارزاقهم متكثرة

الثانی: ..... روایت ابن عباسؓ ہے ((اللهم ارحم خلفائي قلنا ومن خلفائك يا رسول الله قال الذين يأتون من بعدى يروون احاديثي ويعلمونها الناس)) ۱

الثالث: ..... روایت ابن مسعودؓ ہے ((ان اولى الناس بى يوم القيامة اكثرهم على صلوة)) ۲

الرابع: ..... انسان کی دو ضرورتیں ہیں۔ ۱۔ دینی ۲۔ دنیاوی۔ ظاہرات ہے کہ دینی ضروریات دنیاوی ضروریات سے بڑھ کر ہیں اور دینی ضروریات عقائد صحیحہ اعمال صالحہ اخلاق کاملہ اور معاملات صحیحہ ہیں اس ضرورت کو پورا کرنے والا علم، علم حدیث ہے اس لیے اسمیں لگنے والا اس کو پڑھنے پڑھانے والا افضل ہوگا۔

الخامس: ..... دلیل بھی ہے اور ایک بحث بھی۔ تفسیر کے علاوہ باقی تمام علوم سے تو بالاتفاق علم حدیث افضل ہے لیکن علم تفسیر سے بھی افضل ہے یا نہیں؟ اسمیں اختلاف ہے۔

جمہور: ..... اس کے قائل ہیں کہ علم تفسیر سے بھی افضل ہے اس لیے کہ افضلیت علم موقوف ہے افضلیت موضوع پر۔ علم حدیث کا موضوع ذات النبی ﷺ ہے اور علم تفسیر کا موضوع الفاظ قرآن ہیں جو لکھنے پڑھنے میں آتے ہیں اور الفاظ مخلوق ہیں جبکہ آپ ﷺ اشرف المخلوقات ہیں۔ لہذا علم حدیث، اشرف العلوم ہوا۔

طائفہ قلیلہ: ..... کہتا ہے کہ علم تفسیر افضل ہے وجہ افضلیت سے قبل یہ سمجھ لیں کہ ایک ہے کلام لفظی اور ایک ہے کلام نفسی، کلام لفظی دال ہے اور کلام نفسی مدلول ہے۔ اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ علم تفسیر کا موضوع کلام نفسی ہے اور یہ قدیم ہے اور یہ مخلوق سے افضل ہے کیونکہ یہ صفت خداوندی ہے اور آپ ﷺ مخلوقات ہی سے افضل ہیں اور یہ مخلوق نہیں ہے۔

جواب: ..... جمہور کہتے ہیں کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ علم تفسیر میں بحث تو کلام لفظی ہی سے ہے یہ اگرچہ کلام نفسی پر دال ہے مگر عین کلام نفسی نہیں ہے اور دال مدلول ایک نہیں ہوا کرتے ورنہ تو فساد عظیم لازم آئے گا اس لیے کہ سارا عالم تو دال ہے ذات باری پر، تو لازم آئے گا کہ سارا عالم اور ذات باری ایک ہوں یہ تو ٹھیک نہیں اور یہ تو بہت بڑا فساد ہے۔

تنبیہ: ..... یہ یاد رکھیں کہ مقابلہ خالص علم تفسیر کا ہے جس میں اسرائیلیات اور عقلی دلائل نہ ہوں مخلوط علم تفسیر کبھی بھی مقابلے میں نہیں آ سکتا۔

۱ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۵، اوجز المسالك ج ۱ ص ۵ مجمع الزوائد (کتاب العلم) باب فی فضل العلماء ورجاستھم ج ۱ ص ۱۲۶، اوجز المسالك ص ۴  
بالفاظ مختلف باختلاف سیر ج ۲ ترمذی باب ما جاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ج ۱ ص ۱۱، اوجز المسالك ج ۱ ص ۴

## ﴿حجیتِ حدیث﴾

نصف صدی پہلے اس مسئلہ میں کوئی قابل ذکر اختلاف اور شک نہیں تھا اگرچہ انکار حدیث تو صدرِ اوّل سے ہی شروع ہو چکا تھا۔ تمام علماء و ائمہ اسلام کے نزدیک اختلاف رکھنے والوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی تھی اس لئے حجیت حدیث پر اس قدر تفصیل سے روشنی بھی نہیں ڈالی جاتی تھی اور آج کل منکرین حدیث کا فتنہ زوروں پر ہے اس لئے اس پر بحث ضروری ہے۔ یاد رکھئے دلائل شرع چار ہیں۔

۱. کتاب اللہ ۲. سنت رسول اللہ ۳. اجماع ۴. قیاس

علماء نے مختلف طریقوں سے حجیت حدیث کے دلائل پیش کئے۔ ہر ایک کا طریقہ اجتہادی ہوتا ہے لیکن دلائل ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ زیر بحث دلائل کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور ﷺ کی بے شمار شانیں بیان کی ہیں ان شانوں کا تقاضا یہ ہے کہ حضور ﷺ کی حدیث کو حجت تسلیم کیا جائے اگر حضور ﷺ کی حدیث حجت نہ ہو تو قرآن پاک کی بیان کردہ شانوں کا انکار لازم آئے گا۔ تو جو شخص حضور ﷺ کی حدیث کو نہیں مانتا وہ قرآن پاک کی طرف سے بیان کردہ حضور ﷺ کی شانوں کو نہیں مانتا، لہذا منکرین حدیث کی طرف سے قرآن پاک کا انکار لازم آیا۔ اب ہم ایک ایک شان گنتے رہیں گے اور اس پر دلائل پیش کرتے رہیں گے اور ہر شان مستقل دلیل ہوگی۔

**الشان الاول:.....نبی و مرسل ہونے کی شان:** اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نبی و مرسل بنا کر بھیجا ہے۔ اس شان کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے قول و فعل کو حجت قرار دیا جائے کیونکہ نبی قوم کو احکام سکھاتا ہے اگر اسکی بات ہی حجت نہیں تو یہ تقاضا کیسے پورا ہوگا؟

**الثانی:.....مطاء ہونے کی شان:** اسکا تقاضا بھی یہ ہے کہ ان کے قول و فعل کو حجت مانا جائے۔

(۱).....﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ ۱

(۲).....﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ ۲

(۳).....﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ۳



(۴)..... ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

(۵)..... ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بَيِّنَاتٍ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾

الثالث: ..... **شارح ہونے کی شان**۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قرآن پاک کا شارح بنا کر بھیجا ہے ارشاد

ربانی ہے ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ﴾ ۳ اگر قرآن کو تسلیم کرنا ہے تو شارح کی شرح کو بھی تسلیم کرنا پڑے

گا کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے شارح بنا کر بھیجا ہے اور پھر شرح بھی خود اللہ تعالیٰ نے کروائی ہے ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ ۴

الرابع: ..... شارع ہونے کی شان۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ایک شان یہ بھی بیان کی ہے کہ آپ ﷺ شریعت کا حکم متعین کرنے والے ہیں ارشاد ربانی ہے۔

۱: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾

۲: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

الخامس: ..... **حکم ہونے کی شان**۔ قرآن پاک نے حضور ﷺ کی ایک شان حکم (فیصل) ہونے کی

بھی بیان کی ہے ارشاد ربانی ہے۔

۱: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾

۲: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ﴾

۳: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾

۱ **سادس: ..... عظمت کی شان**: ﴿لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ﴾

تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔ اس آیت پاک میں آپ ﷺ کی تعظیم

کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور آپ ﷺ کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بات کو بھی مانا جائے اور وہی بات مانی

جاتی ہے جو حجت ہو لہذا آپ ﷺ کی بات یعنی حدیث حجت ہوگی۔ پھر دوسری آیت ہے ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾

۱ پارہ ۲۸ سورۃ الحشر آیت ۷

۲ پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۳۳

۵ پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷

۷ پارہ ۵ سورۃ التسماء آیت ۶۵

۹ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۶

۱۱ پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۲

۲ پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۴

۳ پارہ ۲۹ سورۃ القیامہ آیت ۱۹

۱ پارہ ۲۸ سورۃ الحشر آیت ۷

۸ پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۵

۱۰ پارہ ۲۶ سورۃ الفرقان آیت ۹

**السابع: ..... محبت کی شان۔** یعنی ایمان والوں کے لیے حضور ﷺ کی ان سے محبت کی شان۔ قرآن میں ہے ﴿الَّذِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ یعنی مومنوں کو اپنی جانوں سے اتنی محبت نہیں ہوتی جتنی نبیوں کو امتیوں سے ہوتی ہے اس شان محبت کا تقاضا یہ ہے کہ نبی ﷺ کے اقوال و افعال جو امت کے بارے میں ہیں انہیں حجت مانا جائے اور پھر جبکہ امت کو بھی آپ ﷺ سے محبت ہے اور محبت کا تقاضا اطاعت ہے۔

تعضی الرسول وانت تظهر حبه	ان ذلك في الفعل بدیع
ان كنت محباً صادقاً لا طعنه	ان المحب لمن يحب مطیع

**الثامن: ..... اللہ تعالیٰ کی محبت کا واسطہ ہونے کی شان** ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ اور یہ واسطہ آپ ﷺ کی اتباع ہے۔

**التاسع: ..... عصمت کی شان۔** اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو شان عصمت عطا فرمائی ہے تو نبی خطا سے بچتا ہے لہذا نبی کی اقتداء ضروری ہوئی۔ انبیاء کی جماعت کے بارے میں ارشاد ہے إِنَّهُمْ عِنْدَنَا مِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ (لآیہ ۲)

**العاشر: ..... موحی الیہ ہونے کی شان ۱۔** وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿۲﴾ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ﴾

**الحادی عشر: ..... مومن بہ ہونے کی شان** ﴿لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ وہ ایمان کیسا ہوا کہ جس پر ایمان لائے اسکی بات نہ مانی جائے۔

**الثانی عشر: ..... خلق عظیم کا حامل ہونے کی شان۔** ﴿وَأَنْتَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ جو نبی ﷺ کی حدیث کو حجت نہیں مانتا وہ نبی کے لیے ان کے خلق عظیم کا منکر ہے۔

**الثالث عشر: ..... معلّم ہونے کی شان۔** ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

**الرابع عشر: ..... متّبع ہونے کی شان۔** ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي﴾

**الخامس عشر: ..... مبلغ ہونے کی شان۔** ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ﴾ ۱۰ آپ ﷺ تبلیغ کرتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ یہ قرآن کی آیت ہے کیونکہ یہ بتلانا بھی حدیث ہے لہذا حدیث حجت ہوئی۔

**السادس عشر: ..... معلّم حکمت ہونے کی شان۔** جس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے کتاب

۱ پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۶ ۲ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱ ۳ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۷ ۴ پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۳

۵ پارہ ۲۴ سورۃ محمد آیت ۶ ۶ پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۹ ۷ پارہ ۲۹ سورۃ القلم آیت ۴ ۸ پارہ ۲۸ سورۃ الجمعہ آیت ۲

۹ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱ ۱۰ پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۶۷

نازل فرمائی ہے اسی طرح حکمت بھی نازل فرمائی ہے ۱: ﴿وَإِذْ كُنُوزًا نَعَمْتَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ﴾ ۲: ﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ اور حکمت سنت ہے، امام شافعی کا فرمان ہے الحکمة هي السنة ۳۔ جس طرح کتاب کو مانے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اسی طرح حکمت جو کہ حدیث ہے اس کو مانے بغیر بھی ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

خلاصہ دلائل : ..... نبی ﷺ کے تین حق ہیں ۱۔ حق عظمت ۲۔ حق اطاعت ۳۔ حق محبت۔ ان تینوں کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کو حجت قرار دیا جائے۔

### ﴿حفاظت حدیث﴾

حفاظت کے دو طریقے ہیں۔

الاولی : ..... ضبط کتابت یعنی حفظ الحدیث بالکتابۃ۔

الثانیہ: ..... ضبط صدر یعنی حفظ الحدیث فی الذهن بغیر کتابۃ ابتداء میں انحصار ضبط صدر پر تھا پھر کچھ زمانہ گزرنے کے بعد ضبط کتابت کو بھی مدار بنایا گیا تو حفاظت حدیث کا ابتدائی دور ضبط صدر کا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے زمانہ میں زیادہ انحصار ضبط صدر پر رہا اس کی چند وجوہ ہیں۔

الوجه الاول : ..... حفظ (یعنی یاد کرنا) طبع عرب ہے اور لکھنا لکھانا عرب کی طبیعت نہیں ہے۔ (۱) عرب کا بڑا کتابوں کے طومار کو دیکھ کر مذاق اڑاتا تھا بدوؤں کا یہ عام چلتا ہوا فقرہ تھا۔ حرف فی تامورک خیر من عشرة فی کتبک (دل میں ایک حرف کا محفوظ رہنا کتابوں کی دس باتوں سے بہتر ہے) ۲

(۲) عرب کا مشہور شاعر کہتا ہے۔ ۵

لیس بعلم ما حوی القمطرا۔	ما العلم الا ما حوی الصدرا
علم وہ نہیں جو کتابوں میں درج ہے	نہیں ہے علم لیکن صرف وہی جو سینے میں محفوظ ہو
استودع العلم قرطاساً فضیعه	وبنس مستودع العلم قراطیس
جس نے علم کو کاغذ کے سپرد کیا اس نے اسے ضائع کیا	علم کے بدترین مدفن کاغذ ہیں

علمی معی حیث ما یمت احملة	بطنی وعاء له لابطن صندوق
میرا علم میرے ساتھ ہے جہل جاہل اٹھنے کے لیے جاہل	میرا باطن اس علم کا محافظ ہے نہ کہ شکم صندوق
ان كنت في البيت كان العلم فيه معي	اذا كنت في السوق كان العلم في السوق
اگر گھر میں رہتا ہوں تو علم میرے ساتھ رہتا ہے	جب بازار میں ہوتا ہوں تو میرا علم بھی بازار میں ہوتا ہے

الوجه الثاني: ..... اهتمام حفظ. دوسری وجہ حفظ حدیث کا اہتمام ہے (۱) حضرت معاویہؓ سے روایت ہے نذاکرو کتاب اللہ وسنة نبیہ ﷺ ۱ (۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کنا نحفظ الحديث ۲ (۳) حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں آتا ہے کان یقید عکرمہ للحديث ۳ حضرت عکرمہؓ اپنی تعلیمی سرگزشت بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کان ابن عباس یضع الکیل فی رجلی علی تعلیم القرآن والسنن "ابن عباسؓ میرے پاؤں میں قرآن اور حدیث کی تعلیم دینے کے لئے بیڑی ڈال دیتے تھے ۴ (۴) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں تذاکروا الحديث ۵ (۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں تذاکروا الحديث فان حیاته مذاکرتہ ، بار بار حدیث کو دہراتے رہو کیونکہ اس کو زندہ رکھنے کی یہی شکل ہے ۶ (۶) حضرت علیؓ فرماتے ہیں اکثروا ذکر الحديث فانکم ان لم تفعلوا یدرس علمکم "حدیث کو بار بار دہراتے رہو اگر ایسا نہ کرو تو تمہارا علم فرسودہ ہو کر مٹ جائے گا ۷ (۷) حضرت ابوسعیدؓ کے بارے میں آتا ہے کان ابو سعید یمنع عن الكتابة ویامر بالحفظ کما حفظ ۸ تدوین حدیث میں ہے ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں تذاکروا الحديث (۸) حضور ﷺ جب بیان فرماتے تو صحابہ گویا دکر کرنے کا حکم فرماتے احفظوہن واخبروا بہن من ورائکم ۹ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے تین وصیتیں فرمائی تھیں ۱۔ وتر پڑھ کر سویا کرو (یہ حکم اس لیے تھا کہ رات دیر تک احادیث یاد کرتے رہتے تھے) ۲۔ ایام بیض کے روزے نہ چھوڑنا ۳۔ چاشت کی نماز نہ چھوڑنا ۱۰

الوجه الثالث: ..... قوة الحفظ. اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اور خاص طور پر عرب کو بہت حافظہ دیا۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں اعطی اللہ ہلہ الامۃ من الحفظ ما لم یعط احدا من الامم خاصۃ خصہم بها وکرامۃ اکرہم بها ۱۱ (۱) خود قتادہؓ کا واقعہ ہے کہ انکا پیالہ گم ہو گیا دس سال کے بعد فقیر آیا اسنے آواز لگائی تو آپؐ نے فرمایا اسکو پکڑ لو پھر فرمایا دس سال پہلے پیالہ چوری ہوا تو یہی آواز تھی چنانچہ وہی فقیر پیالے کا چرانے والا نکلا ۱۲

۱۔ مستدرک حاکم ص ۹۲ ۲۔ مسلم شریف ص ۹۰ ۳۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۹۰ ۴۔ تدوین حدیث ص ۸۸ ۵۔ تدوین حدیث ص ۸۹ ۶۔ مستدرک ص ۹۵ ۷۔ جامع تدوین ص ۱۰۱ ج ۱ ۸۔ دارمی ص ۹ ۹۔ بخاری ص ۱۳ ۱۰۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۱ ۱۱۔ تدوین حدیث ص ۹۸ ۱۲۔ زرقانی ج ۵ ص ۳۹۵ ۱۳۔ فتح العرب ص ۳۱

(۲) امام ابو زرہ رازیؒ محدث گزرے ہیں کسی نے انکے بارے میں قسم کھالی کہ اگر انکو ایک لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں

تو میری بیوی کو طلاق پھر کچھ گھبرا گیا اور امام ابو زرہؒ کے پاس گیا اور پوچھا تو امام ابو زرہؒ نے فرمایا تمسک بامرائک !

(۳) امام زہریؒ جو کہ اول مدون ہیں انکو یاد کرنے کیلئے تکرار کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ابن شہاب زہریؒ خود فرماتے

ہیں کہ ایک دفعہ سن لینے کے بعد آج تک دوبارہ پھر اسی حدیث کے متعلق دریافت کرنے کی ضرورت مجھے کبھی پیش نہیں آئی

انکا امتحان کرنے کے لیے بادشاہ وقت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ میرے بیٹے کو کچھ احادیث لکھوادو آپ نے لکھوادیں سال

گزرنے کے بعد بادشاہ نے کہا وہ مجموعہ آگے پیچھے ہو گیا ہے ذرا دوبارہ لکھوادو انھوں نے لکھوانا شروع کیا اور بادشاہ نے پس

پردہ اسکو دیکھنا شروع کر دیا جو مجموعہ پہلے لکھوایا تھا تو امام زہریؒ نے وہی چار سو احادیث اسی ترتیب سے لکھوادیں۔

(۴) امام بخاریؒ کی جب شہرت ہوئی بغداد تشریف لائے تو محدثین نے انکا امتحان لینا چاہا، چنانچہ دس محدثینؒ

نے دس دس حدیثیں منتخب کیں پھر سند و متن میں کچھ تغیر و تبدل کیا پھر انکے پاس آئے اور کہا کہ کچھ احادیث کا مذاکرہ

کرنا چاہتے ہیں پہلے نے اپنی دس احادیث پڑھیں آپ نے فرمایا لا اعراف پھر دوسرے نے پڑھیں پھر تیسرے نے

اسطرح دس کے دس نے اپنی اپنی احادیث سنا دیں اور آپ لا اعراف کہتے رہے محدثین نے کہا اسکو تو کچھ نہیں آتا

غلطی پکڑ ہی نہیں سکتا جب سب نے ختم کر دیں تو فرمایا الاول قرء ہکذا والصحیح ہکذا والثانی قرء

ہکذا والصحیح ہکذا الخ ۔

(۵) امام بخاریؒ کے رفیق درس حاشد بن اسماعیلؒ کا بیان ہے کہ امام بخاریؒ ہمارے ساتھ ایک حلقہ درس میں

شریک تھے ہمارا طریقہ تو یہ تھا کہ استاد حدیثیں بیان کرتا جاتا اور ہم لوگ لکھتے جاتے لیکن بخاریؒ کو ہم نے دیکھا کہ

چپ چاپ بیٹھے سنتے رہتے اور لکھتے نہیں تو ماتھیوں نے انکو کہنا شروع کیا کہ تم وقت ضائع کرتے ہو۔ امام بخاریؒ کچھ

جواب نہ دیتے حاشدؒ کہتے ہیں کہ آخر ایک دن لوگوں نے جب انکو بہت تنگ کیا تو امام بخاریؒ کو غصہ آ گیا فرمایا لاؤ تم

نے کیا لکھا ہے اسکو لیکر بیٹھ جاؤ میں سب کو زبانی سنا دیتا ہوں۔ حاشدؒ کا بیان ہے کہ پندرہ ہزار سے زیادہ حدیثیں اس

بندہ خدا نے زبانی سناؤ اے اے ۔

(۶) امام ترمذیؒ اپنے استاد کے پاس پڑھنے کے لیے گئے استاد نے کاغذ قلم لانے کو کہا انکو ملا نہیں تو ویسے ہی کاغذ پر

انگلی پھیرنی شروع کر دی محدث نے چالیس احادیث بیان کرنے کے بعد معلوم ہونے پر کہ ویسے ہی انگلی پھیر رہا ہے کہا

کہ سناؤ اس لئے کہ انہوں نے استاد کے پوچھنے پر فرمایا تھا کہ مجھے یاد ہیں چنانچہ انہوں نے چالیس احادیث جس ترتیب

سے استاد نے پڑھائی تھیں ویسے ہی سنا دیں۔

الوجه الرابع: ..... حصول اجر تبلیغ، اہتمام حفظ بھی اسی لیے تھا۔

- ۱۔ جب وفد عبد قیس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا احفظوہن واخبروا بہن من ورائکم ۛ
- ۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلغوا عنی ولو آية ۛ
- ۳۔ حجة الوداع کے موقع پر فرمایا فليبلغ الشاهد الغائب ۛ
- ۴۔ پھر آپ ﷺ کی دعا بھی ہے نصر اللہ عبدا سمع مقالتي فحفظها ووعاها واذاها قرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه الي من هو افقه منه ۛ

الوجه الخامس: ..... ضرورت حفظ۔ علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ضبط صدر کی اس وقت ضرورت تھی کیونکہ عام کاتب نہیں ملتے تھے اور ضبط بالکتابت کے اسباب بھی نہ تھے۔

الوجه السادس: ..... عدم کفایت کتابت۔ حفاظت حدیث کے لیے صرف کتابت کافی نہیں اگر کتابت کافی ہوتی تو حفظ کی ضرورت ہی نہ رہتی کیونکہ جو قوم میں صرف کتابت پر انحصار کرتی ہیں انکی تیسری نسل تک عموماً وہ چیز باقی نہیں رہتی اور اس کے بعد کسی اشاعت میں ایک لفظ بھی اگر غلط چھپ گیا یا کسی کاتب سے غلطی ہوگئی تو کون صحیح کریگا مثلاً اگر کوئی خروء منسی صعیقاً کی جگہ خروء منسی صعیقاً پڑھ دے کہ خر (گدھا) تو عیسیٰ کا تھا نہ کہ موسیٰ کا تو کون صحیح کریگا؟ ۛ

الوجه السابع: ..... محبة النبی ﷺ۔ صحابہ و تابعین کو حضور ﷺ سے بے پناہ محبت تھی تو قاعدہ ہے کہ کلام المحبوب محبوب الکلام، من احب شیئاً اکثر ذکرہ۔

سوال: ..... سوال ہوتا ہے کہ جب ضبط صدر سبب حفاظت ہے تو ضبط کتابت کو کیوں اختیار کیا گیا؟

جواب: ..... دین میں کچھ مقاصد ہیں کچھ وسائل ہیں، وسائل زمانے کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل ہو جاتے ہیں بشرطیکہ کسی وسیلے کو اختیار کرنے پر شریعت میں پابندی نہ ہو اگر پابندی ہو تو پھر اسکو استعمال نہیں کر سکتے۔ مقصود حفاظت دین ہے ضبط کتابت سے ہو تو اسکو اختیار کرینگے اور اگر ضبط صدر سے ہو تو اسکو اختیار کرینگے جیسے مقاصد میں سے ایک مقصد حصول علم ہے پہلے درسوں کی شکل میں تھا اب مدرسوں کی شکل میں ہے۔ درسوں کی شکل میں ایسے کہ ایک آدمی

۱۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۳ ۲۔ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۳۲

۳۔ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۸۶، الخیر الساری ص ۳۷ ج ۱ باب قول النبی ﷺ رب بلغ اوعی من سامع

۴۔ الوداع ج ۲ ص ۱۵۹، سنن کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۴، ابن ماجہ ص ۲۱، الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۸۷، مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۳۵

۵۔ تدوین حدیث ۲۰۱

پڑھ کر آیا اپنا کام بھی کر رہا ہے ادھر پڑھا بھی رہا ہے جب دیکھا کہ قویٰ کمزور ہو گئے ہیں تو پھر مدرسوں کا سلسلہ شروع ہو گیا کہ اب طلباء ہر طرف سے یکسو ہو کر یہاں آجائیں باقی مشاغل چھوڑ دیں، اور جیسے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے کافروں پر رعب ڈالنا اور کفر کو نکالنا لیکن ہر دور میں اسکے وسائل بدلتے رہتے ہیں اب کوئی کہے کہ توپ چلائی تو جائز نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کے زمانے میں نہ تھی تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں وسائل اور تھے اور اب اور ہیں اور جیسے مقصد یاد الہی ہے فرمایا ﴿ اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴾ ہمارے دلوں پر سیاہیاں اور غفلتیں چھا گئی ہیں اس لئے کسی بزرگ نے تجویز کیا کہ گردن ہلا کر، جھٹکالے کر دل پر بوجھ ڈال کر ذکر کرو تو اب یہ بدعت نہیں ہے کیونکہ پہلے محبت نبی ﷺ کافی تھی اب وہ حاصل نہیں ہے لہذا اب یہ علاج ہے۔ یہاں سے بریلویوں اور دیوبندیوں کے ذکر کے فرق کا پتہ چل گیا کیونکہ ہم نے کہا ایسا وسیلہ نہ ہو کہ جس پر پابندی ہو مثلاً کپڑے پہننے ہیں جسم کا چھپانا ہے لیکن ریشم نہیں پہننا کیونکہ تشبہ بالیہود والنصارى تو جائز نہیں۔

### ﴿حفاظتِ حدیث بصورتِ کتابت﴾

حفاظتِ حدیث بصورتِ کتابت حضور ﷺ کے دور ہی سے شروع ہو گئی تھی لیکن زیادہ تر مدار ضبط صدر تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کتابت ہی نہیں ہوتی تھی۔ حفاظتِ حدیث بصورتِ کتابت کے مختلف ادوار ہیں۔ تقسیم اول میں دو دور ہیں ۱۔ بصورتِ صحف و رسائل ۲۔ بصورتِ کتب

### ﴿حفاظتِ بصورتِ صحف و رسائل﴾

یہ حضور ﷺ کے دور مبارک سے ہی شروع ہو گئی تھی چنانچہ امام بخاریؒ نے باب باندھا ”کتابۃ العلم“ اکمیں چار احادیث کتابتِ حدیث کے متعلق ہیں۔

الروایۃ الاولی: ..... حضرت علیؓ سے ابو حنیفہ نے پوچھا هل عندکم کتاب قال لا الا کتاب اللہ او فہم اعطیہ رجل مسلم او ما فی ہذہ الصحیفۃ (الحديث) ۱  
الروایۃ الثانیہ: ..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے کچھ مسائل بیان کئے فجاء رجل من اهل اليمن فقال اكتب لی یا رسول اللہ فقال اکتبوا لابی فلان (ای لابی شاہ) ۲

۱ پارہ ۲۲ سورۃ الزاب آیت ۴۱

۲ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۱ باب ۸۱ ملاحظہ فرمائیں (مرتب) بخاری شریف ج ۲ ص ۲۲



الرواية الثالثة: ..... یہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے بقول ما من اصحاب النبی ﷺ احد اكثر حديثا عنه منى الا ما كان من عبد الله بن عمر و فانه كان يكتب ولا اكتب ۱ ياد رکھئے کہ یہ شروع زمانے کی بات ہے بعد میں تو خود ابو ہریرہؓ بھی لکھتے تھے۔

الرواية الرابعة: ..... اسی طرح مرض الوفا میں فرمایا (( انتولى بكتاب اكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده )) ۲

الرواية الخامسة: ..... نسائی شریف میں روایت ہے آپ ﷺ نے یمن کی طرف صحائف لکھوا کر بھیجے جسمیں فرائض، صدقات اور دیات سے متعلق احکام تھے (ان رسول اللہ ﷺ کتب الى اهل اليمن بكتاب فيه الفرائض والسنن والديات) (المحدث) ۳

الرواية السادسة: ..... دارقطنی میں ہے کہ والئی بحرین کو بھی احکام لکھوا کر بھیجے۔

الرواية السابعة: ..... طبقات ابن سعد میں ہے جہاں بھی اسلام پھیلا وہاں احکام لکھوا کر بھیجے۔

الرواية الثامنة: ..... ابوداؤد کی روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمروؓ حضور ﷺ کی احادیث لکھتے تھے صحابہؓ نے اعتراض کیا کہ ہر بات نہ لکھا کرو کہ کبھی آپ ﷺ غضب کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی خوشی کی حالت میں حضور ﷺ تک یہ بات پہنچی تو فرمایا اكتب فوالذى نفسى بيده ما يخرج منه الا الحق ۴

الرواية التاسعة: ..... دارمی میں روایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بیان فرماتے تو صحابہ کرامؓ لکھا کرتے تھے اکمیل الفاظ ہیں بينما نحن حول رسول الله ﷺ نكتب اذ سئل رسول الله الخ ۵

الرواية العاشرة: ..... عبد اللہ بن عمروؓ کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کی شہادت ہے کہ وہ لکھا کرتے تھے انھوں نے جو احادیث لکھی تھیں اس مجموعہ کا نام صادقہ رکھا تھا چنانچہ خود فرماتے تھے اما الصادقة فصحيحة كتبتها عن رسول الله ﷺ ۶

۱۔ ایضاً: ۲۸۱ ج ۲ نسائی شریف ج ۲ ص ۲۵۱ قدیمی کتب خانہ کراچی۔ تدوین حدیث ص ۷۲ پر ایک روایت ہے کہ عمرو بن حزمؓ کو جب آنحضرت ﷺ نے یمن کا حکم بنا کر بھیجا تو ایک تحریر بھی لکھوا کر ان کے حوالے فرمائی جس میں فرائض، صدقات اور دیات کے متعلق بہت سی ہدایات تھیں۔  
۲۔ ابوداؤد شریف ص ۱۵۸ ج ۲ ۳۔ سنن دارمی ص ۶۸ ۴۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۲۰ ۵۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۲۱

الرواية الحادية عشر: ..... جمع الزوائد میں رافع بن خدیج کی روایت ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا انا نسمع منك اشیاء افکتبها قال اکتبوا ولا حرج

الرواية الثانية عشر: ..... حضرت انسؓ سے روایت ہے قَالَ قال رسول الله قیدوا العلم بالکتاب۔ معلوم ہوا کہ جس طرح حفاظت کا ذریعہ ضبط صدر ہے اسی طرح ضبط کتابت بھی ہے۔

الرواية الثالثة عشر: ..... ابو ہریرہؓ اپنے شاگردوں کو لکھوایا کرتے تھے اُنکے ایک شاگرد ہمام بن منبہ ہیں انکا ایک صحیفہ ہے جسکا نام صحیفہ ہمام بن منبہ ہے۔ وہ صحابہ کرامؓ جنکے ہاں قرآن پاک پڑھا جاتا تھا لکھا جاتا تھا وہ سب ہی قلم، دوات سے واقف تھے، اور پھر حضور ﷺ کی شریعت کی حفاظت اپنا فریضہ سمجھتے تھے اُنکے متعلق کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے حفاظت حدیث کا انتظام نہ کیا ہو حضور ﷺ کے زمانہ میں مکہ مکرمہ میں تیرہ اور مدینہ منورہ میں سترہ کاتب تھے۔

### ﴿ضبط کتابت بصورت کتب﴾

پہلا دور: ..... امام مالکؒ، علامہ سیوطیؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ خلیفہ عادل عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابن شہاب زہریؒ کو لکھا کہ حضور ﷺ کی احادیث مختلف اور منتشر افراد کے پاس ہیں۔ ابھی صحابہ کا دور باقی ہے۔ ثقہ لوگ موجود ہیں کوشش کر کے ان احادیث کو کتابی شکل میں جمع کر لیں۔ تو خلیفہ عادل کے حکم پر ابن شہاب زہریؒ نے جمع کر کے ایک مجموعہ بنالیا ۲

اشکال: ..... مقدمہ موطا امام محمدؒ کے اندر ایک روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابوبکر بن حزمؒ کو حدیث رسول اللہ ﷺ لکھنے کا حکم فرمایا تھا تو اول مدون میں اختلاف ہو گیا ۳

جواب: ..... حضرت شیخ الحدیثؒ نے تطبیق اس طرح دی ہے کہ کسی ایک کو نہیں کہا تھا بلکہ جو بھی اسکے اہل تھے سب کو کہا لیکن جنکی محنت کامیاب ہوئی وہ یہ دو حضرات ہیں اور جنکی زیادہ شہرت ہوئی وہ ابن شہاب زہریؒ ہیں یہ پہلی صدی کے اخیر اور دوسری صدی کے شروع کی بات ہے یہ حفاظت حدیث بصورت کتب کا پہلا دور ہے۔ ابن شہاب زہریؒ کی وفات ۱۲۵ھ میں ہے۔ ابوبکر بن حزمؒ کی ۱۲۰ھ میں اور حکم دینے والے عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات ۱۰۱ھ میں ہے۔

دوسرا دور : ..... جب یہ احادیث بغیر کسی قید کے اور بغیر کسی قسم کی پابندی کے جمع ہو گئیں تو بنیاد پر گئی اور یہی مشکل تھا تو دور ثانی دوسری صدی کے نصف اخیر میں شروع ہوا اب دور ثانی میں مصنفین نے احکام کے لحاظ سے باب بندی کی۔ اس صدی میں تصنیف کرنے والے یہ حضرات ہیں۔

۱۔ ربیع بن صبیح بصرہ میں وفات ۱۶۰ھ ۲۔ حماد بن سلمہ بصرہ میں وفات ۱۶۷ھ

۳۔ مالک بن انس مدینہ منورہ میں وفات ۱۷۹ھ ۴۔ سعید بن عروبہ مدینہ منورہ میں وفات ۱۵۶ھ

۵۔ ابن جریج عبد الملک بن عبد العزیز مکہ مکرمہ میں وفات ۱۵۰ھ ۶۔ امام اوزاعی شام میں وفات ۱۵۷ھ

۷۔ سفیان ثوری کوفہ میں وفات ۱۶۱ھ ۸۔ عبد اللہ بن مبارک خراسان میں وفات ۱۸۱ھ

یہ حفاظت حدیث بصورت کتب کا دوسرا دور ہے جو دوسری صدی کا نصف اخیر ہے نصف اول میں مجموعے تیار ہوئے اور نصف ثانی میں احکام و ابواب کے لحاظ سے تدوین ہوئی۔ عبد اللہ بن مبارکؒ یہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ امیر المؤمنین فی الحدیث ان کا لقب ہے کہتے ہیں کہ انکی احادیث کو اگر ذخیرہ حدیث سے نکال دیا جائے تو احادیث بہت کم رہ جائیں۔

دور ثالث : ..... تیسرا دور تیسری صدی سے شروع ہوتا ہے اسکو مسانید کا دور کہتے ہیں کہ اس میں مصنفین نے ایک شیخ کی طرف نسبت کر کے پابندی سے احادیث لکھیں مسانید میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ مسند عبد اللہ بن موسیٰ یہ اول من صنف المسند ہیں وفات ۲۱۳ھ ۲۔ مسند نعیم بن حماد وفات ۲۲۸ھ

۳۔ مسند عثمان بن ابی شیبہ وفات ۲۳۹ھ ۴۔ مسند اسحاق بن راہویہ وفات ۲۳۸ھ

۵۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ وفات ۲۴۱ھ۔

یہ تیسری صدی کا نصف اول ہے اور تیسرا دور ہے۔

چوتھا دور : ..... یہ صحاح کا دور ہے یہ تیسری صدی کے آخر میں ہے اول من صنف الصحيح المجرد الامام البخاریؒ وفات ۲۵۶ھ، امام مسلمؒ کی وفات ۲۶۱ھ میں ہے، امام ابو داؤدؒ کی وفات ۲۷۵ھ میں ہے، امام ابن ماجہؒ کی وفات ۲۷۳ھ میں ہے۔ امام ترمذیؒ کی وفات ۲۷۹ھ میں ہے اور امام نسائیؒ کی وفات ۳۰۳ھ میں ہے تو یہ صحاح کا دور ہوا۔

خلاصہ : ..... ضبط کتابت کا خلاصہ یہ ہے کہ کتب حدیث میں حضور ﷺ کے زمانہ کی تاریخ درج ہے گویا کہ

حدیث پاک میں حضور ﷺ کے احوال، مغازی، اقوال و افعال درج ہیں تعجب ہے ان لوگوں پر جو تاریخ کو حجت مانتے ہیں اور حدیث کو حجت نہیں مانتے حالانکہ حدیث پاک کا مجموعہ تاریخ سے بھی چند وجوہ سے افضل ہے نیز حدیث اور تاریخ میں چند وجوہ سے امتیازات ہیں اگر تاریخ کو حجت مانتے ہو تو حدیث کو بھی حجت مانو۔

## ﴿ حدیث پاک اور تاریخ میں امتیاز ﴾

حدیث پاک اور تاریخ میں متعدد وجوہ سے امتیاز ہے۔

الاول: ..... و حدة ذات: حدیث لکھنے والے کا تعلق ایک ہی ذات سے ہے ایک ہی ذات کے اقوال و افعال و احوال اکٹھے کرنے ہیں جب کہ تاریخ لکھنے والوں کا تعلق مختلف ذاتوں سے ہوتا ہے ظاہر ہے کہ وہ بات زیادہ قابل وثوق ہوگی جس کا تعلق ایک ہی ذات سے ہو۔

الثانی: ..... حصول اجر: حدیث لکھنے والا جو حدیث لکھ رہا ہے وہ اس نیت سے لکھ رہا ہے کہ اس پر اجر حاصل کرے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص حصول اجر کیلئے کام کرتا ہے وہ اس میں غلطی کرنے سے بچتا ہے بخلاف مورخ کے کہ اس کا مقصود تو شہرت ہے۔

الثالث: ..... تعلق مشاہدہ: حدیث پاک کے لکھنے والوں اور بیان کرنے والوں کا تعلق گویا مشاہدہ کا ہوتا ہے کیونکہ جس سے لے رہا ہے وہ آخر کار واسطہ در واسطہ صحابہ کرام تک پہنچتا ہے۔

الرابع: ..... وعید علی الکذب: جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کیلئے وعید آئی ہے۔ حدیث پاک ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعاً من النار اس کے پیش نظر محدث صحیح بات بیان کرے گا۔

الخامس: ..... ذمہ داری، تبلیغ: محدث جو بیان کرتا اور لکھتا ہے اسکی تبلیغ بھی محدث کی ذمہ داری ہے اس ذمہ داری کا تقاضا یہ ہے کہ جیسا سنا ہے ویسا ہی بیان کرے۔

السادس: ..... عہد اطاعت: حدیث نقل کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا عہد اطاعت ہوتا ہے اس ذات کے ساتھ جسکی احادیث نقل کر رہے ہیں اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ صحیح حالات اور حدیث پیش کریں۔

السابع: ..... تعلق محبت: جس ذات کے اقوال و افعال محدث نقل کر رہا ہے اسکے ساتھ محبت کا تعلق ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نہ بھلائے اور نہ ہی کی بیشی کرے۔

الثامن: ..... عظمت: جس ذات کی حدیث قول و فعل نقل کر رہا ہے اسکے ساتھ عظمت کا تعلق ہے اس کا تقاضا بھی

یہ ہے کہ کئی بیشی نہ ہو ۱

التاسع: ..... پھر محدث یہ کام اللہ تعالیٰ سے اجر لینے کے لئے کرتا ہے ﴿إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ﴾ ۲

اسکے بارے میں چند واقعات سن لیجئے

القصة الاولى: ..... ایوب سختیائی جنکا ذکر بکثرت حدیثوں کی سندوں میں آتا ہے اور حفاظ حدیث کے مشاہیر میں سے ہیں ان کے متعلق علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ بنی امیہ کا خلیفہ یزید بن ولید جس زمانہ میں خلیفہ نہ تھا ایوبؒ میں اور انہیں گہرے دوستانہ تعلقات تھے جس دن خلافت کے لئے اسکا انتخاب ہوا تو اب شہرت کا خطرہ ہوا تو لکھا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر ایوبؒ یہ دعا کر رہے تھے اللھم انسہ ذکری ۳ (اے اللہ میری یاد خلیفہ کے دل سے بھلا دے)

القصة الثانية: ..... زکریاؑ نام کے ایک دوسرے محدث گزرے ہیں جو صحاح کے راویوں میں سے ہیں، ایک مرتبہ انکی آنکھوں میں تکلیف ہوئی ایک شخص سرمہ لیکر حاضر ہوا پوچھا کہ کیا تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو مجھ سے حدیث سنتے ہیں اسنے کہا جی ہاں زکریاؑ نے کہا تب میں تم سے سرمہ کیسے لے سکتا ہوں؟ کیونکہ یہ حدیث سنانے کا معاوضہ ہو جائیگا ۴

القصة الثالثة: ..... مسعر بن کدامؒ ایک بزرگ گزرے ہیں کہا کرتے تھے من صبر على الخل والبقل لم يستعبد جو سرکہ اور سالن پر صبر کر لے وہ غلام نہیں بنایا جاسکتا ۵

القصة الرابعة: ..... نصر بن علیؒ ایک محدث گزرے ہیں یہ سیفیان بن عیینہؒ کے شاگرد ہیں اور صحاح کے راویوں میں سے ہیں انکو حکومت کا عہدہ پیش کیا گیا فرمانے لگے استخارہ کر کے جواب دو نگاہر آئے دو رکعت نماز پڑھی سنا گیا کہ دعا کر رہے تھے اللھم ان کان لی عندک خیر فاقضنی الیک پروردگار اگر میرے لیے خیر اور بھلائی تیرے پاس ہے تو مجھے اٹھالے۔ دعا کر کے سو گئے جگانے والا جب جگانے آیا تو دیکھا کہ واقعی اٹھائے گئے ہیں یعنی وفات ہو چکی تھی۔ ۶

القصة الخامسة: ..... ایک اور محدث ہیں جن کا نام حماد بن سلمہؒ ہے انکا ایک شاگرد بڑا تاجر بن گیا کچھ تحفے اگلی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اسکا خیال تھا کہ آئندہ توجہ زیادہ ہوا کریگی لیکن سنتے ہیں کہ وہ بیچارہ اپنے تحائف کو لئے کھڑا تھا اور سن رہا تھا کہ حمادؒ فرماتے ہیں ان دو باتوں میں سے کسی ایک شق کو قبول کر لو چاہو تو تمہارے تحائف قبول

۱ پارہ ۱۲ سورۃ صود آیت ۲۹

۲ تدوین حدیث ص ۱۲۰، تذکرہ الحفاظ ج ۱ ص ۳۵۸

۳ تدوین حدیث ص ۱۲۲، بحوالہ تذکرہ الحفاظ ج ۱ ص ۲۷۹

۴ تدوین حدیث ص ۱۲۱

۵ تدوین حدیث ص ۱۲۲

۶ تدوین حدیث ص ۱۲۳

کر لیتا ہوں لیکن پھر تمہیں حدیث نہیں پڑھاؤنگا اور اگر چاہتے ہو کہ تمہیں حدیث پڑھاؤں تو پھر تحفہ قبول نہیں کرونگا۔  
**القصة السادسة:**..... مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے حالاتِ محدثین میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک محدث حدیث پڑھانے کیلئے آرہے تھے تو راستہ میں گر گئے۔ طلباء نے سنبھالا وجہ دریافت کی پہلے تو ٹالتے رہے طلباء کے اصرار پر فرمایا کہ دو تین دن سے فاقہ ہے انکے ایک شاگرد سعد بن نصرؒ تھے وہ کھانا لائے تو انہوں نے فرمایا میں معذور ہوں وہ شاگرد سمجھدار تھے واپس چلے گئے تھوڑی دیر بعد پھر لیکر آ گئے پہلے اشraf تھا اب اشraf نہیں تھا اسکو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر کھالیا ظاہر ہے کہ محدث کی محنت جو بے مزدوری ہو وہ صحیح اور حجت ہوگی۔

عزیز طلباء! بحمد اللہ جنکی سند میں آپ شامل ہو رہے ہیں وہ بھی ایسے ہی تھے۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی گھر والی ٹوپیاں بنتی تھیں اسی پر گزارا کرتے تھے تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ پڑھاتے تھے تو تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ جتنے ہمارے دیوبند کے بڑے بڑے علماء گزرے ہیں کسی کا اپنا مکان نہیں تھا۔

## منکرین حدیث کے شبہات اور انکے جوابات

**الشبهة الاولى:**..... حضور ﷺ نے تو حدیث لکھنے سے منع فرمایا تھا لا تكتبوا عني غير القرآن ومن كتب عني غير القرآن فليمحاه (الحديث) ۲ تو پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ حدیث اس زمانے میں لکھی گئی تھی لہذا جب اس زمانے میں نہیں لکھی گئی تو حجت نہ ہوگی۔

**جواب:**..... حدیث لکھنے اور منع کرنے کے بارے میں احادیث میں تعارض ہے۔ بعض میں منع اور بعض میں حکم ہے انہیں تطبیق مختلف وجوہ سے بیان کی جاتی ہے۔

**التوجيه الاول:** یہ نہی اس زمانے سے متعلق ہے جب قرآن پاک لکھا جا رہا تھا اسوقت اسلئے منع کیا گیا تھا تاکہ قرآن کا امتیاز باقی رہے اور غلط لازم نہ آئے۔

**التوجيه الثاني:**..... منع فرمانا للغيرہ تھا تاکہ ضبطِ صدر میں کمی نہ کریں تو ضبطِ صدر کی اہمیت دلانے کی غرض سے منع فرمایا کہ پہلے ضبط کر لو پھر لکھنے بھی لینا نیز صحابہؓ کے زمانے میں ضبطِ صدر ہی تھا۔

**التوجيه الثالث:**..... ٹھیک ہے شروع میں لکھنے سے منع فرمایا تھا اور صحابہ کرامؓ میں لکھنے کے متعلق اختلاف بھی رہا لیکن بعد میں کتبِ حدیث کے جواز پر اجماع ہو گیا حتیٰ کہ تمام امت کے محدثینؒ نے لکھا، پڑھا، پڑھایا آگے پہنچایا ایک زمانہ لکھتے لکھاتے گزر گیا۔

التوجيه الرابع: ..... یہ منع انکے لیے تھا جو صحیح طرح لکھنا نہیں جانتے تھے کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے اور جو لکھنا جانتے تھے انکے لئے اجازت تھی۔

التوجيه الخامس: ..... لکھنے سے منع کرنا عدم حجیت کی دلیل نہیں۔ عدم حجیت کی دلیل تو تب بنتی جبکہ لکھنے، یاد کرنے اور آگے پہنچانے سے منع کیا ہوتا۔ حالانکہ یہ تینوں حکم ثابت ہیں۔

التوجيه السادس: ..... آپ عدم حجیت حدیث کو حدیث سے ہی ثابت کر رہے ہیں گویا آپ نے حدیث کو خود ہی حجت مان لیا ورنہ آپ عدم کتابت والی حدیث بھی چھوڑ دیں۔

الشبهة الثانية: ..... احادیث میں صحیح روایات بھی ہیں ضعیف بھی ہیں اور موضوع بھی ہیں لہذا مجموعہ احادیث قابل حجت نہیں؟

جواب ۱: ..... یہ سوال تو صحاح ستہ کے دور سے پہلے ہو سکتا تھا جبکہ احادیث میں امتیاز نہ تھا اب تو امتیاز ہو چکا۔  
جواب ۲: ..... یہ الزام ہے کہ ضعاف خلط ہو گئی ہیں امتیاز نہیں ہو سکتا اس لیے کہ محدثین نے احادیث کی روایت میں جو احتیاط برتی ہے انکی شرائط اور احتیاط کی بناء پر یہ سوال ہی وارد نہیں ہو سکتا کہ کوئی راوی شیعہ کاذب متہم بالکذب یا فاسق سند میں آگیا ہو۔

جواب ۳: ..... ضعاف کا شمول اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ تمام احادیث کو عدم حجت قرار دیا جائے کوئی بھی عاقل اسکا قائل نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی مثال تو اس سونا و چاندی کی سی ہے جس میں کھوٹ ملا ہوا ہو اسے پھینک نہیں دیا جاتا بلکہ اسکو صاف کیا جاتا ہے۔

الشبهة الثالثة: ..... آپ کے ذمہ تو صرف تبلیغ قرآن تھی سمجھنا سمجھانا تو مخاطبین کا کام ہے (نعوذ باللہ) یہ لوگ مثال دیتے ہیں کہ جیسے ایک ڈاکیہ ہوتا ہے اسکا کام تو صرف خط پہنچانا ہوتا ہے خط کو سمجھانا اس کی ذمہ داری نہیں اسی طرح قرآن کو سمجھنا امت کا اپنا کام ہے پھر بطور دلیل یہ آیات پڑھتے ہیں ﴿إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ﴾ ۱ ﴿وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ﴾ ۲

جواب: ..... حصر دوم پر ہے ۱۔ حصر اضافی ۲۔ حصر حقیقی۔ یہاں حصر اضافی ہے حقیقی نہیں۔

حصر اضافی: ..... اسے کہتے ہیں کہ حصر بعض ماعدا کے لحاظ سے ہو۔

حصر حقیقی: ..... وہ ہوتا ہے جو جمع ماعدا کے لحاظ سے ہو۔

اب اگر یہاں حصر حقیقی مان لیں تو آیات میں تعارض پیدا ہو جائیگا، اس لئے کہ پیچھے جو شائیں بیان کی تھیں جنکے ذریعے حدیث کی حجیت ثابت ہو رہی تھی وہ بھی تمام آیات قرآنیہ سے ثابت ہیں، اور اس حصر حقیقی کے اعتبار سے لازم آ رہا ہے کہ منوانا آپ ﷺ کے ذمہ نہیں۔

الشبهة الرابعة: ..... حضور ﷺ تو صرف اسکے مامور تھے کہ قرآن کی اتباع کریں اسلئے ہم بھی صرف قرآن ہی کے اتباع کے مامور ہیں اس لئے حدیث کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآن پاک میں ہے ﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِيَّاكَ مِنْ رَبِّكَ﴾

جواب: ..... حدیث بھی ﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِيَّاكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ میں شامل ہے اس لیے کہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جلی (۲) خفی ارشاد ربانی ہے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ ﴿وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ ﴿وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

الشبهة الخامسة: ..... حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت زینبؓ کے گھر شہد پی لیا دوسری ازواج مطہراتؓ کو ناپسندیدگی ہوئی کہ آپ ﷺ کا رجحان اس کی طرف ہو جائے گا چنانچہ ازواج مطہرات نے عرض کیا آپ نے مغایر کھائی ہے؟ یہ ایک خود اقسام کا گوند ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ نہیں کھاؤنگا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس کو نہ بتلاتا تا کہ اس کی دل شکنی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ یعنی آپ کو حرام حلال میں دخل نہیں۔ اس طرح ایک دوسری جگہ تنبیہ ہوئی ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ﴾ اسی طرح بدر کے موقع پر حضرت عمرؓ کے علاوہ باقیوں کی رائے یہ تھی کہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا تو آیت نازل ہو گئی ﴿مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يُكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ﴾ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا قول و فعل نجات نہیں درنہ آپ ﷺ کو تنبیہ نہ ہوتی۔

جواب ۱: ..... جس کو آپ دلیل عدم حجیت بتا رہے ہیں یہ تو دلیل حجیت ہے کیونکہ تین باتیں منشاء خداوندی کے خلاف ہوئیں ان پر تنبیہ وارد ہو گئی معلوم ہوا کہ اس کے علاوہ جتنا بھی ذخیرہ ہے وہ حجت ہے منشاء خداوندی کے مطابق

۲ پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۳

۳ پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۱

۴ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۱

۵ پارہ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۶۷

۱ پارہ ۲۱ سورۃ احزاب آیت ۲

۲ پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۱۳

۳ معارف القرآن ج ۸ ص ۳۹۸

۴ پارہ ۳۰ سورۃ عبس آیت ۲۱



ہے ورنہ سارا قرآن تنبیہات سے بھرا ہوتا۔

جواب ۲: ..... یہ دلیل عصمت ہے، اللہ تعالیٰ ان تنبیہات کے ذریعے اپنے نبی کو معصوم رکھنا چاہتے ہیں اور عصمت تو دلیل حجت ہے۔

الشبهة السادسة: ..... اکثر روایات بالمعنی ہیں اور معنی بیان کرنے میں غلطی بھی ہو جاتی ہے اب کیا اعتبار ہے کہ کسی نے صحیح معنی بیان کئے ہیں یا غلط کیونکہ جب الفاظ محفوظ نہیں تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ انکا معنی مدلول محفوظ ہے۔ جواب: ..... یہ غلط ہے کہ اکثر روایات بالمعنی ہیں کیونکہ حدیث تو نام ہے حضور ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال اور تقاریر کا، اب افعال اور احوال میں تو روایت باللفظ ہو ہی نہیں سکتی تو لامحالہ روایت بالمعنی ہی ہوگی اور یہی حال تقاریر کا ہے باقی جو احادیث قولی ہیں تو ان میں دعائیں مذکور ہیں اور اسی طرح احادیث قدسیہ اور احادیث جوامع الکلم یہ سب تو روایت باللفظ ہیں باقی ذخیرہ احادیث بہت کم رہ جاتا ہے اور لاکثر حکم الکلی یہ عقلاء اور حکماء متفقہ اصول ہے اسکا تقاضا یہ ہے کہ حدیث حجت ہونی چاہئے نیز روایت بالمعنی تو تب مضرب ہو جب وہ حضرات عربی محاورات سے اور حالات سے بے خبر ہوں حالانکہ صحابہ کرامؓ تو عرب العرباء ہیں وہ سب محاورات کو سمجھتے ہیں ان سے غلطی کیسے ہو سکتی ہے؟

الشبهة السابعة: ..... اکثر احادیث میں تعارض ہے اور قاعدہ ہے کہ اذا تعارضا تساقطا۔ جواب: ..... یہ بات غلط ہے کہ اکثر احادیث میں تعارض ہے۔ احادیث صفات باری تعالیٰ میں تعارض نہیں۔ علیٰ ہذا احادیث اخلاق اور احادیث عقائد اور احادیث ادعیہ اور احادیث احوال جنت و جہنم ان میں بھی کوئی تعارض نہیں صرف چند احادیث احکام میں تعارض ہے وہ بھی صرف صوری تعارض ہے حقیقی تعارض نہیں۔ کسی بھی محقق نے یہ نہیں کہا کہ تعارض کی وجہ سے یہ حدیثیں ساقط ہو گئیں سب کا تعارض مرفوع ہے اگر ظاہری تعارض سبب بن جائے سقوط اور عدم حجیت کا تو یہ صوری تعارض تو قرآن پاک میں بھی موجود ہے تو کیا قرآن پاک کو چھوڑ دیا جائیگا؟ مثلاً ایک آیت میں ہے ﴿كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ﴾ دوسری میں ہے ﴿كِتَابًا مُتَشَابِهًا﴾ اور تیسری جگہ ہے ﴿مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ تو اب اگر تعارض صوری کی وجہ سے تساقط ہو جائے تو قرآن کا چھوڑنا لازم آئیگا اور یہ صحیح نہیں ہے معلوم ہوا کہ تعارض صوری تساقط کی وجہ نہیں بن سکتا بلکہ خارجی اولہ کے ذریعے ترجیح یا تطبیق ہوگی لہذا اس شبہ کی بناء پر عدم حجیت حدیث پر استدلال قائم نہیں کیا جاسکتا۔ اور مذکورہ بالا متعارض

آیات کا حل یہ ہے کہ جس آیت میں سب کو محکم کہا ہے اس سے مراد محکم عن النقص والذوال ہے جس میں آتا ہے کہ مشابہات ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ مضامین ملتے جلتے ہیں اور یہ کہ ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے اور جس میں بعض کو محکم اور بعض کو مشابہ کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض کا حکم واضح ہے اور بعض کا واضح نہیں ہے۔

الشبهة الثامنة: ..... اکثر احادیث اخبار احاد ہیں اور خبر واحد دلیل ظنی ہے اور ظنی چیز کا دین و شریعت میں اعتبار نہیں نیز قرآن پاک میں آتا ہے کہ ظن کو چھوڑ دو ﴿اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ﴾ ۱۔

جواب اول: ..... اس شبہ میں مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ جمہور نے خود جو خبر واحد کو ظن کہا ہے اس کا مطلب اور ہے اور قرآن نے جس ظن کی مذمت کی ہے اس سے مراد اور ہے جمہور نے جو ظن کہا ہے یہ ظن قریب من الیقین ہوتا ہے اور جس ظن کو چھوڑنے کا حکم ہے اس سے مراد انکل ہے۔

جواب ثانی: ..... جن محدثین نے اخبار آحاد کو ظن قرار دیا ہے انہوں نے حجت بھی تو قرار دیا ہے انکی ایک بات تو مان لی اور دوسری چھوڑ دی تو محدثین کے اس مذہب سے معلوم ہوا کہ خبر واحد ہونا حجیت کے خلاف نہیں ہے۔

خبر واحد کی حجیت: ..... خبر واحد کی حجیت مسلمہ امر ہے قرآن سے بھی ثابت ہے حدیث سے بھی ثابت ہے عقل سے بھی ثابت ہے عرف سے بھی ثابت ہے اور انبیاء سابقین سے بھی ثابت ہے حتیٰ کہ اس کی مشہور قسموں کی حجیت بھی قرآن سے ثابت ہے۔

خبر واحد کی تعریف: ..... خبر واحد متواتر کے مقابلے میں ہے یعنی جو حد تو اترا کو نہ پہنچے وہ خبر واحد ہے اور خبر واحد کی بھی پھر چند اقسام ہیں۔

(۱) کسی درجہ میں رواۃ تین رہ جائیں تو اسے مشہور کہتے ہیں (۲) ایک رہ جائے تو غریب (۳) دورہ جائیں تو عزیز کہلاتی ہے۔

الاثبات الحجیت من القرآن: .....

- (۱) سورۃ یس میں ہے ﴿اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ﴾ ۲ اب اگر دو کی بات حجت نہیں تھی تو دو کو کیوں بھیجا؟
- (۲) ﴿فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ﴾ ۳ قوت دی ہم نے تیسرے کے ساتھ۔ جب ایک کی بات حجت نہیں تو قوت کیسے حاصل ہوگئی؟

(۳) مرد اور عورت کے تنازعے کو حل کرنے کیلئے قانون بتلایا ﴿فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ

اَھْلُہَا ﴿۱﴾ اب اگر ایک کی بات حجت ہی نہ ہوگی تو دونوں میں فیصلہ کیسے ہو پائیگا اور اس فیصلہ کی خبر باقی کیسے مانیں گے؟  
(۴) نیز ہر زمانہ میں ایک ہی نبی آیا اور ایک ہی فرشتہ خبر لایا۔

اثبات الحجیت من الحدیث: ..... خبر واحد آپ ﷺ کے نزدیک بھی حجت ہے چنانچہ جب سلاطین کو خط لکھے تو کہیں ایک آدمی بھیجا اور کہیں دو آدمی بھیجے۔  
اثبات الحجیت من الانبیاء السابقین: .....

- (۱) ﴿وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَى قَالَ يُمُوسَى إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ فَخَرَجَ مِنْهَا﴾ (الآیہ) ۲ اب موسی علیہ السلام ایک آدمی کی بات مان کر وہاں سے نکل گئے۔  
(۲) ﴿قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ﴾ ۳ ایک عورت نے خبر دی اور موسی علیہ السلام تشریف لے گئے۔  
(۳) اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو تبلیغ کے لیے بھیجا حالانکہ صرف دو آدمی ہیں۔  
اثبات الحجیت من الصحابہ: .....

- (۱) صحابہ کرام بیت المقدس کی طرف منہ کر کے فجر کی نماز پڑھ رہے تھے ایک شخص نے آ کر آواز لگائی ((الا ان القبلة قد حوت)) ۴ اور سب نے منہ پھیر لیا حالانکہ صرف ایک آدمی نے خبر دی۔  
(۲) شراب پی رہے تھے اور اعلان ہوا ((الا ان الخمر قد حرمت)) ۵ صحابہ کرام نے یہ سن کر مٹکے توڑ دیئے۔  
اثبات الحجیت من العقل: ..... عقلاً بھی خبر واحد کی حجیت ثابت ہے ایک سچا آدمی خبر دیتا ہے اور وہ خبر محال بھی نہیں تو آپ کے نزدیک وجہ تکذیب کیا ہے؟ کیوں جھٹلاتے ہیں کوئی دلیل تو آپ کے پاس نہیں ہے لہذا خبر واحد کو حجت ماننا چاہیے۔

اثبات الحجیت من العرف: ..... عرفاً بھی ثابت ہے پورے عالم کا نظام خبر واحد پر چل رہا ہے عدالتوں میں دو گواہ شرط ہیں اسی پر فیصلے ہوتے ہیں حتیٰ کہ قتل تک کے فیصلے اسی پر ہوتے ہیں قرآن نے بھی کہا ﴿وَأَشْهِدُوا ذُوَى عَدْلِ مِنْكُمْ﴾ ۱ کل فوج کا نظام خبر واحد پر ہے ایک آدمی کے اشارے پر تمام فوج نقل

۲ پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۰

۳ مسلم شریف ج ۱ ص ۲۰۰

۴ وفی النبیائے بحیرہ ج ۲ ص ۳۲۱ وفی البخاری البیان ج ۲ ص ۸۳۶

۱ پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۳۵

۲ پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۵

۱ پارہ ۲۸ سورۃ الطلاق آیت ۲

وحرکت میں آ جاتی ہے اور محدثینؒ نے تو کچھ شرائط بھی لگائی ہیں اور تم تو کوئی شرط بھی نہیں لگاتے۔  
 الشبهة التاسعة: ..... اکثر احادیث خلاف عقل ہیں مثلاً پیشاب کہاں سے کیا اور وضوء میں کن اعضاء کو  
 دھونے کا حکم ہے، نماز میں قہقہہ لگایا کوئی نجاست سمیلین سے خارج نہیں ہوئی پھر بھی وضوء ٹوٹ گیا۔

جواب اول: ..... خلاف عقل اسے کہتے ہیں کہ جسکے محال ہونے پر عقل دلیل قائم کر سکے اور جسکے محال ہونے پر عقل  
 دلیل قائم نہ کر سکے اور عقل اس چیز کا ادراک نہ کر سکے اسکو خلاف عقل نہیں کہتے بلکہ مافوق العقل کہتے ہیں ظاہر ہے کہ  
 وحی کے ذریعے جو علم دیا جائیگا وہ خلاف عقل نہیں ہو سکتا بلکہ مافوق العقل ہوگا نیز یہ کہ علم کے دو ذریعے ہیں ۱۔ عقل  
 ۲۔ وحی عقل علم کا ناقص ذریعہ ہے اور وحی کامل ذریعہ ہے اس لیے کہ عقل کا مدار تو حواس پر ہے اور حواس تو غلطی بھی کر  
 لیتے ہیں مثلاً ریل میں بیٹھے ہوں تو درخت بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں اور یرقان والے کو ہر چیز پیلی نظر آتی ہے او  
 ر صدائے بازگشت میں پتہ ہی نہیں چلتا کہ آواز کدھر سے آرہی ہے۔ تو جب ذریعہ ناقص ہے تو اس سے حاصل شدہ علم  
 بھی ناقص ہوگا بخلاف وحی کے کہ وہ کامل ذریعہ ہے تو ناقص کے ذریعے کامل پر اعتراض کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب ثانی: ..... تمام عقل والوں کا تسلیم شدہ امر ہے کہ عدم علم عدم وجود کو مستلزم نہیں، اگر آپ کو کسی بات کی  
 حکمت معلوم نہیں تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس میں حکمت ہی نہیں ہے۔

جواب ثالث: ..... احادیث موافق عقل ہیں اور عقل ان کا ادراک کرتی ہے لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ کس کی عقل  
 ؟ زید کی، عمرو کی، غلام احمد پرویز کی یا آپ کی عقل؟ آپ نے اپنی عقل کو کیسے معیار کلی قرار دیدیا؟ آپ پہلے اپنی عقل کے معیار  
 کلی ہونے پر دلائل قائم کریں۔ آپ کی عقل کی مثال تو ایک گڑوی کی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی عقل ایک سمندر کی مانند  
 ہے۔ اب جتنا پانی آپ کی گڑوی میں آجائے وہ تو پانی ہے باقی نہیں کیا آپ پورے سمندر میں پانی کے موجود ہونے کی نفی  
 کر دینگے؟

الشبهة العاشرة: ..... قرآن اپنے بارے میں کہتا ہے ﴿بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾، تو اب اگر آپ اس آیت  
 کو مانتے ہیں تو حدیث کی ضرورت نہیں رہتی اور اگر حدیث کی ضرورت مانتے ہیں تو گویا آپ نے ﴿بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ  
 شَيْءٍ﴾ کو نہیں مانا اور یہ کل بھی استغراقی ہے؟

جواب اول: ..... یہ کل استغراق حقیقی پر محمول نہیں کیونکہ اگر استغراق حقیقی پر محمول ہوتا تو کوئی بات بھی قرآن

سے خارج نہیں ہونی چاہئے تھی بلکہ یہ کل استغراقِ عرفی پر محمول ہے جیسے قومِ عاد پر عذاب کے بارے میں آیاتِ مذمُرہ کُلُّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا ۖ لَیْسَ ہر چیز کو توڑ پھوڑ رہی تھی تو گویا آسمان و زمین بھی ٹوٹ پھوٹ گئے ۲۔

جواب ثانی: ..... آپ ﷺ نے بھی اس کو استغراقِ حقیقی پر محمول نہیں کیا چنانچہ حضرت معاذؓ کو عامل بنا کر بھیجا تو فرمایا ((کیف تقضی اذا عرض لک قضاء، قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنة رسول اللہ)) ۳ اس سے ثابت ہوا کہ حدیثِ حجت ہے۔

جواب ثالث: ..... مان لیا کہ استغراق ہے اور حقیقی ہے لیکن جزئیات کو بیان کرنے کے لیے نہیں بلکہ کلیات کے لیے ایک کلیہ سن لیجئے ایک روایت میں ((عن عبد اللہ ابن مسعود قال لعن اللہ الواشحات والمستوشحات ..... للنحسن المغیرات خلق اللہ فجاءہ امراة (ام یعقوب) فقالت انه بلغنی انک لعنت کیت وکیت فقال مالی لا العن من لعن رسول اللہ ﷺ ومن هو فی کتاب اللہ فقالت لقد قرأت ما بین اللوحین فما وجدته ..... قال لئن کنت قرأنیہ لقد وجدتیہ اما قرأت ﴿مَا اَنَا کُمْ الرَّسُولُ فخذلوهٗ وَمَا نَهَا کُمْ عَنْهٗ فَاَنْتَهُوْا﴾ ۴ لہذا اس آیت سے بھی حجتِ حدیث ثابت ہوئی۔

جواب رابع: ..... ہم نے سب مان لیا کہ کلیات اور جزئیات سب اسکے اندر ہیں لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ بلا واسطہ ﴿بَيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ ہے یا رسول اللہ ﷺ کے بیان کے واسطہ سے کیونکہ خود قرآن نے کہا ہے ﴿وَانزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ﴾ ۵ پھر بیان بھی خود سکھایا ﴿ثُمَّ اِنْ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ ۶ امام اعظمؒ فرماتے ہیں لولا السنة لما فهم احد منا القرآن (امام ابو حنیفہؒ کو سب ہی امام اعظمؒ مانتے ہیں عوام کی بات نہیں عبد اللہ بن مبارکؒ نے یہ لقب استعمال کیا تو مشہور ہو گیا اور خود عبد اللہ بن مبارکؒ کا لقب امیر المؤمنین فی الحدیث ہے) ایک اور قول ہے جمیع ما تقول الاثمة شرح السنة وجمیع السنة شرح القرآن امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ان السنة تفسر القرآن امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں الکتاب احوج الی السنة من السنة الی الکتاب علامہ ابن قیمؒ

۱۔ پارہ ۲۶ سورۃ الاحقاف آیت ۲۵

۲۔ مقام حدیث ص ۹۳

۳۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۳، البدایہ ج ۱ ص ۱۳۹، برقی شریف ج ۱ ص ۱۵۹، داری ج ۲ ص ۶۰، مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۰، بحیرہ ابن کثیر ج ۲ ص ۲

۴۔ بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۳۸۱، طبر

۵۔ پارہ ۱۱ سورۃ اکل آیت ۲۳

۶۔ پارہ ۲۹ سورۃ التیاسر آیت ۱۹

نے اعلام الموقنین میں تفریاد و سوماق ایسے ذکر کیے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین عرب ہونے کے باوجود قرآن کو نہ سمجھ سکے اور بیان رسول ﷺ کے محتاج ہوئے تو اتنی بات طے ہوئی کہ حضور ﷺ کے بیان کی ضرورت ہے اب اگر آپ ﷺ بعینہ وہی حکم بیان کرتے ہیں تو بیان تائید کہلایگا اور اگر کوئی قصہ مختصر طور پر قرآن میں بیان ہوا اور آپ ﷺ نے اسکو مکمل کر دیا تو بیان الحاق کہلاتا ہے اور اگر قرآن میں کوئی حکم عام تھا حضور ﷺ نے تخصیص کر دی تو بیان تخصیص ہے اور اگر کوئی حکم مجمل تھا حضور ﷺ نے تفسیر کر دی تو بیان تفسیر ہے جیسے ﴿وَامْسُحُوا بِرُؤُوسِكُمْ﴾ میں اگر لفظ راس کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سارے راس پر مسح فرض ہے اور اگر لفظ مسح کی طرف دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک یا دو انگلیوں کا مسح بھی کافی ہے پھر ”باء“ داخل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض راس کا مسح فرض ہے ہم سوچ میں پڑ گئے اب حضور ﷺ کے فعل سے اسکا بیان ہوا و مسح بنا صیغہ یا اور اگر قرآن میں کوئی جزئیہ بیان ہوا اور آپ ﷺ نے کلیہ مستطد کر دیا تو بیان استخراج کہلاتا ہے اور اگر قرآن میں کوئی حکم بیان ہوا اور آپ ﷺ نے اسکی علت بیان کر دی تو یہ بیان تعلیل ہے اور اگر حضور ﷺ نے کسی حکم کی حکمت بیان کر دی تو بیان توجیہ ہے اور اگر کسی حکم کی مثال بیان کر دی تو بیان تمثیل ہے اور اگر قرآن میں حکم بیان ہوا اور آپ ﷺ نے اثر مرتب کر دیا تو بیان تاثیر ہے اور اگر قرآن میں کوئی جزئیہ بیان ہوا اور آپ ﷺ نے اس سے ایک اور جزئیہ بیان کر دیا تو بیان قیاس ہے۔

### ﴿حکم منکرین حدیث﴾

فتاویٰ ظہیریہ میں لکھا ہے کہ حدیث کی تین قسمیں ہیں ۱. متواتر ۲. مشہور ۳. خبر واحد متواتر کا منکر بالاجماع کافر ہے۔ مشہور کا منکر عند الجمہور کافر ہے۔ خبر واحد کا منکر فاسق ہے اور حدیث کا استہزاء کرنے والا بھی کافر ہے چنانچہ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ کسی کو حدیث سنائی گئی اس نے بطور استخفاف کے آگے سے کہا کہ بہت حدیثیں سنی ہیں تو وہ کافر ہو گیا۔

### ﴿بیان اصطلاحات حدیث﴾

ابتداء حدیث دوم پر ہے (۱) ضعیف اور (۲) صحیح۔

پھر ضعیف دوم پر ہے (۱) متصل (۲) غیر متصل پھر غیر متصل کی چار قسمیں ہیں۔

۱. منقطع ۲. مُعلق ۳. معضل ۴. مرسل

منقطع: ..... وہ روایت ہے جسکی سند متصل نہ ہو کہیں سے راوی گرا ہوا ہو۔

**معلق:** ..... جسکی سند کے شروع سے راوی گرے ہوئے ہوں۔

**معضل:** ..... جسکی سند کے درمیان سے راوی گرے ہوئے ہوں یا ایک سے زائد راوی پے درپے گرے ہوئے ہوں۔

**مرسل:** ..... جسکی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو۔

اور متصل کی پانچ قسمیں ہیں ۱. شاذ ۲. منکر ۳. مدلس ۴. مضطرب ۵. معلل

**شاذ:** ..... وہ حدیث ہے جسکا راوی خود تو ثقہ ہو مگر ایسی جماعت کثیرہ کی مخالفت کرے جو اس سے زیادہ ثقہ ہیں۔ اسکے مقابل کو محفوظ کہتے ہیں۔

**منکر:** ..... وہ حدیث ہے جسکا راوی باوجود ضعیف ہونے کے ثقات کے مخالف روایت کرے۔ اسکے مقابل کو معروف کہتے ہیں۔

**مدلس:** ..... وہ حدیث ہے جسکے راوی کو اپنے شیخ کا نام یا شیخ کے شیخ کا نام چھپانے کی عادت ہو۔

**مضطرب:** ..... وہ حدیث ہے جسکی سند یا متن میں ایسا اختلاف ہو کہ انہیں ترجیح یا تطبیق نہ ہو سکے۔

**معلل:** ..... وہ حدیث ہے جس میں ایسی کوئی علت خفیہ ہو جو صحت حدیث میں نقصان دیتی ہو اسکو معلوم کرنا ماہر فن کا کام ہے ہر شخص کا کام نہیں۔

دوسری قسم یعنی صحیح کی اقسام جو کہ پہلی تقسیم کے اعتبار سے دوسری قسم ہے اس کی صفات راوی کے لحاظ سے چار قسمیں ہیں۔

۱. صحیح لذاتہ ۲. حسن لذاتہ ۳. صحیح لغيرہ ۴. حسن لغيرہ

**صحیح لذاتہ:** ..... وہ حدیث ہے جسکے تمام راوی عادل، کامل الضبط ہوں اور اسکی سند متصل ہو اور وہ معلل و شاذ ہونے سے محفوظ ہو۔

**حسن لذاتہ:** ..... وہ حدیث ہے جسکے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو باقی تمام شرائط صحیح لذاتہ کی موجود ہوں۔

**صحیح لغيرہ:** ..... اس حدیث حسن لذاتہ کو کہا جاتا ہے جسکی سندیں متعدد ہوں۔

**حسن لغيرہ:** ..... اس حدیث ضعیف کو کہا جاتا ہے جسکے طرق متعدد ہوں۔

۱. مولانا خیر محمد نے مرسل کو غیر الاصول ص ۶ پر خبر واحد کی چوتھی قسم کے تحت ذکر کیا ہے کہ خبر واحد سقوط و عدم سقوط راوی کے اعتبار سے سات قسم ہے (۱) متصل (۲) منقطع (۳) منقطع (۴) معلق (۵) معضل (۶) مرسل (۷) مدلس - ۲ وقال مالک فی المشہور عنہ وابو حنیفۃ وطائفة من اصحابہما و غیرہم من المۃ العلماء کاحمد فی القول المشہور عنہ انه صحیح متحج بہ بل حکى ابن جریر اجماع التابعین باسراہم علی قبولہ وانہ لم یأت عنہم انکار ولا عن واحد من الائمة بعد الی راس المالین الخ (نخبة الفکر حاشیہ ص ۵۵ میں ہے) والمختار فی التفصیل قبول مرسل الصحابی اجماعاً ومرسل اهل القرن الثانی والثالث عندنا (ای الحنفیة وعند مالک مطلقاً وعند الشافعی باحد امور خمسة - حکم مرسل: عند الاحناف حدیث مرسل اگر کسی تابعی یا تابع تابعی کی ہو تو مطلقاً مقبول کرتے ہیں اور اگر تبع تابعین کے بعد کے لوگوں کی ہو تو ثقہ راوی کی مطلقاً اور دوسروں کی تحقیق و اعتماد کے بعد ہی قبول کرتے ہیں (حاشی ص ۶۶)

راویوں کی تعداد کے لحاظ سے صحیح کی دو قسمیں ہیں ۱. خبر واحد ۲. خبر متواتر  
 خبر واحد: ..... وہ حدیث ہے جسکے راوی اس قدر کثیر نہ ہوں کہ انکے جھوٹ پر اتفاق کرنے کو عقل سلیم محال سمجھے  
 اسکی پھر تین قسمیں ہیں ۱. مشہور ۲. عزیز ۳. غریب

۱. مشہور: ..... وہ حدیث ہے جسکے راوی کسی زمانے میں تین سے کم کہیں نہ ہوں۔

۲. عزیز: ..... وہ حدیث ہے جسکے راوی کسی زمانے میں دو سے کم کہیں نہ ہوں۔

۳. غریب: ..... وہ حدیث ہے جسکا راوی کہیں نہ کہیں ایک ہو۔

خبر متواتر: ..... وہ حدیث ہے جسکے راوی ہر زمانے میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقل سلیم محال سمجھے۔ (نہ اسل) فالمتواتر قد یفید العلم بمحض كثرة رواة وناقلیه وقد یكون لكل من الكثرة و اوصاف الرواة والقرائن المتصلة مدخل فی افادة العلم ۱

اس خبر متواتر کی پھر چار قسمیں ہیں ۱. تواتر اسنادی ۲. تواتر طبقاتی ۳. تواتر تعاملی ۴. تواتر معنوی

۱. تواتر اسنادی: ..... جس کو ابتداء سے انتہاء تک ایسی جماعت روایت کرے جن کا اجتماع علی الکذب محال ہو۔

۲. تواتر قرنی یا طبقاتی: ..... جو قرن بقرن چلی آ رہی ہو۔

۳. تواتر تعاملی: ..... جسمیں اکثر عمل کرتے آئے ہوں اور بعض کا اختلاف ہو۔

۴. تواتر معنوی: ..... الفاظ کے لحاظ سے تو بخیر واحد ہو لیکن معنی کے لحاظ سے تواتر کو پہنچی ہوئی ہو تو تواتر معنوی

کا دوسرا نام تواتر قدر مشترک ہے ۲ پہلی قسم کی مثال ایک یا دو حدیثیں ہیں ۱۔ ((انما الاعمال بالنیات))

۲۔ ((البینة علی المدعی والیمین علی من انکر)) دوسری قسم کی مثال جیسے صلوات الخمر، عدد رکعات اور

مقادیر زکوٰۃ اور قرآن مجید تیسری قسم کی مثال رکعات تراویح، سواک فی الوضوء، چوتھی قسم کی مثال جیسے معجزہ۔

## آداب علم حدیث

تعریف ادب: ..... ۱. ما یحمد من القول والفعل ۲. علامہ سیوطی فرماتے ہیں الاخذ بمکارم

الاخلاق ۳. التعظیم لمن فوقک والرحم لمن تحتک یہ مستحب ہے ایک حدیث سے ((لیس منا من

لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا)) ۴

ضرورت ادب: ..... کسب فیض اور کسب علم میں ادب بہت ضروری ہے اسلئے کہ ادب کی انواع میں ایک



تعظیم بھی ہے جب کوئی شخص ادب اختیار کر کے تعظیم کرتا ہے تو یقیناً تواضع کریگا تو اس سے انفعالت پیدا ہوگی جب انفعالت پیدا ہوگی تو اثر کو قبول کریگا بغیر انفعالت کے اثر نہیں ہوتا اور تعلم بھی ایک اثر ہے۔

**تعریفِ تعلیم:** ..... فعل یترتب علیہ العلم غالباً تو یہ فعل تب اثر کریگا جبکہ دوسری طرف سے بھی انفعالت ہو چنانچہ مثل مشہور ہے الحرمة خیر من الطاعة آدمی ترک طاعت سے کافر نہیں ہوتا ترک حرمت سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً ایک شخص روزہ نہیں رکھتا تو اسکے ذمہ قضاء میں ایک ہی روزہ ہوگا اور اگر بغیر عذر کے توڑتا ہے تو ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے اور ایسے ہی ایک شخص کلمہ نہیں پڑھتا تو کافر ہے اسکے قتل کا حکم نہیں اور اگر پڑھ کر چھوڑتا ہے تو اسکی سزا قتل ہے کیونکہ یہ توہین ہے من ترک السنة تهاونا فقد کفر علامہ عینیؒ سے نحوی غلطی ہوگئی یا قلمی لغزش ہوگئی کہ سنة قدرة لکھ دیا صفة بنا کر نہیں لکھنا چاہیے تھاسنة متعلقة بالقدرة لکھنا چاہیے تھا اسپر ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں لولا جلالة قدره لکفرناه کہتے ہیں ما وصل من وصل الا بالحرمة وما سقط من سقط الا بترک الحرمة۔

**الادب الاول:** ..... **تصحیح نیت:** اگر نیت صحیح نہ ہوئی تو حدیث کی توہین ہو جائیگی کیونکہ اگر کوئی شخص سونے کی ڈلی میٹنی کے بدلے بیچتا ہے تو یہ سونے کی توہین ہے اسی طرح حدیث کی قیمت تو رضائے الہی ہے اور اس نے چند ٹکے لے لئے چنانچہ مقدمہ اوجز المسالك ص ۸۹ پر ابوداؤد اور ابن ماجہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے مرفوعاً ((من تعلم علماً مما یتبعی بہ وجہ اللہ لا یتعلمہ الا لیصیب بہ عرضاً من الدنیا لم یجد عزف الجنة يوم القيامة یعنی ربحها))۔

**الادب الثانی:** ..... **ادب الاستاد:** اسکی مختلف صورتیں ہیں ۱. طاعت ۲. خدمت ۳. عظمت ۴. عدم استکفاف علی التادیب۔

۱. طاعت: ..... اسکا مفہوم تو واضح ہے۔

۲. خدمت: ..... یعنی استاذ کو راحت پہنچانے کا انتظام کرے صحابہ کرامؓ سے بھی خدمت ثابت ہے حضرت استاد صاحب مدظلہ نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں نے مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ خدمت نہیں ہو پارہی تو فرمایا کہ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تو عالم بن گیا ہے لیکن تو تو ابھی تک جاہل ہے پھر فرمایا کہ خدمت کام

کرنے کا نام نہیں بلکہ خدمت تو استاذ کی منشاء کے مطابق زندگی گزارنے کا نام ہے۔

۳. عظمت: ..... اسکی مختلف انواع ہیں ۱۔ استاد کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ لیٹا جائے اور نہ پاؤں پھیلا کر بیٹھا جائے ۲۔ چار زانو ہو کر نہ بیٹھے ۳۔ ننگے سر نہ بیٹھے ۴۔ پشت کر کے نہ بیٹھے ۵۔ معارضہ کی صورت میں بات نہ کرے ۶۔ حاضری کا اہتمام کرے پھر حاضری بھی دونوں قسم کی یعنی جسمانی بھی اور روحانی بھی۔

۴. عدم استنکاف علی التادیب: ..... استاذ کی تادیب پر ناگواری کا اظہار نہ کرے کیونکہ اسکا منشاء تکبر ہے اور تکبر شخص علم حاصل نہیں کر سکتا اور تادیب قوی فعلی دونوں آپ ﷺ سے ثابت ہیں۔

فعلی تادیب کی مثال: ..... ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک صحابیؓ کو سونے کی انگشتری پہنے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے اسکی انگٹھی اتار کر پھینک دی صحابیؓ نے کوئی ناگواری کا اظہار نہیں کیا بعد میں لوگوں نے کہا کہ اٹھا لو اس صحابیؓ نے کہا کہ جب آپ ﷺ نے پھینکی ہے تو میں نہیں اٹھاؤں گا۔

قوی تادیب کی مثال: ..... اسی طرح ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک صحابیؓ کا قبہ دیکھا دوسرے وقت میں وہ صحابیؓ حاضر خدمت ہوئے اور سلام عرض کیا لیکن حضور ﷺ نے جواب نہ دیا ان صحابیؓ نے خیال کیا کہ شاید توجہ نہ ہوئی ہوگی دوبارہ سلام کیا آپ ﷺ نے پھر بھی اعراض کیا تو انہیں بتلایا گیا کہ تمہارا قبہ دیکھا تھا وہ صحابیؓ فوراً گئے اور وہ قبہ گرا دیا یہ تادیب قوی ہو گئی۔

حضرت استاد مولانا محمد عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استاد شاگرد کو پیٹ رہا ہے اور اس طالب علم کے ذہن میں یہی بات ہے کہ میں اسی قابل تھا تو یہ بن رہا ہے اور اگر ذہن میں یہ بات آئی کہ ظلم ہو رہا ہے تو یہ ضائع ہو رہا ہے۔  
عدم النوم فی اثناء الدرس: ..... دوران سبق نہ سوئے ذوق شوق کیساتھ مستعد ہو کر سنے غفلت نہ کرے۔ الاصطفاف صف بندی ہونی چاہیے سبق میں انتشار کیساتھ نہ بیٹھے۔

الادب الثالث: ..... ادب کتاب۔ ٹیک نہ لگائے، لیٹ کر نہ پڑھے، اسکی طرف پشت نہ کرے مختلف فنون کی کتب ہوں تو ترتیب کا لحاظ رکھے۔

الادب الرابع: ..... ادب مدرسہ، کھانے کے بارے میں شکایت نہ ہو، روٹی پکانے والے اور پانی بھرنے والے کا ادب ہو۔

الادب الخامس: ..... **عظمت استاد:** استاذ کو اپنے لیے باعث رحمت و برکت سمجھے، افضل تو جس کو

چاہے سمجھے لیکن استاد کے بارے میں اتنا ہو کہ میرے لیے حضور ﷺ کے علم کے حصول کا ذریعہ اور راستہ یہی ہیں۔

الادب السادس: ..... **الادب بالانمة الفقهاء:** یعنی احادیث پڑھتے ہوئے اگر کوئی حدیث کسی امام

کے خلاف پڑ جائے اور اس پر مطلع کر دیا جائے تو اس امام کی سوء ادبی نہ ہوائی شان کے خلاف کوئی جملہ زبان سے نہ نکلے۔

الادب السابع: ..... درود شریف کی کثرت رکھے صحابہ کرامؓ کے نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین و تبع تابعین

کے نام پر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہے۔

الادب الثامن: ..... **استعانت من الله** یعنی انسان اپنی قوت پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اللہ سے ہی

مدد مانگے۔

الادب التاسع: ..... کتب حدیث کو با وضوء پڑھا جائے۔

الادب العاشر: ..... استکبار نہ ہو، امام بخاریؒ نے فرمایا کہ مستحبی اور متکبر علم سے محروم رہتے ہیں۔

### ﴿ترجمة المؤلف﴾

ترجمة المؤلف: ..... مؤلف سے مراد صحیح بخاری ہے اسکے تعارف سے پہلے کتب حدیث کا تعارف ضروری

ہے جب کتب حدیث کا تعارف ہوگا تو اسکے مقام کا بھی پتہ چلے گا چنانچہ کتب حدیث کی متعدد اقسام ہیں چند مشہور یہ

ہیں ۱. جامع ۲. سنن ۳. مسند ۴. معجم ۵. جزء ۶. مفرد ۷. غریب ۸. مستخرج ۹. مستدرک

۱۰. مسلسلات ۱۱. مراسیل ۱۲. اربعینات ۱۳. تعلیقات

جامع: ..... وہ کتاب ہے جس میں تفسیر، عقائد، آداب، احکام، مناقب، سیر، فتن، علامات قیامت وغیرہا ہر قسم

کے مسائل کی احادیث مندرج ہوں۔ کماتیل

سیر آداب و تفسیر و عقائد	فتن احکام و اشراط و مناقب
--------------------------	---------------------------

جیسے بخاری اور ترمذی۔

سنن: ..... وہ کتاب ہے جس میں احکام کی احادیث ابواب فقہ کی ترتیب کے موافق بیان ہوں، جیسے سنن ابی

داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ۔

مسند: ..... وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کرامؓ کی ترتیب رتبی یا ترتیب حروف ہجاء یا تقدم و تاخر اسلامی کے لحاظ سے

احادیث مذکور ہوں جیسے مسند احمد۔

معجم: ..... وہ کتاب ہے جسکے اندر وضع احادیث میں ترتیب اساتذہ کا لحاظ رکھا گیا ہو اور ترتیب کی وہی تین قسمیں اوپر والی ہیں جیسے معجم طبرانی۔

جزء: ..... وہ کتاب ہے جس میں صرف ایک ہی مسئلہ کی احادیث یک جا جمع کر دی گئی ہوں جیسے جزء القراءة و جزء رفع الیدین للبخاری۔

مفرد: ..... وہ کتاب ہے جس میں صرف ایک شخص کی کل مرویات مذکور ہوں۔

غریب: ..... وہ کتاب ہے جس میں صرف ایک محدث کے متفردات جو کسی شیخ سے ہیں وہ مذکور ہوں۔

مستخرج: ..... وہ کتاب ہے جس میں دوسری کتاب کی حدیثوں کی زائد سندوں کا استخراج کیا گیا ہو جیسے مستخرج ابو عوانہ۔

مستدرک: ..... وہ کتاب ہے جس میں دوسری کتاب کی شرط کے موافق اسکی رہی ہوئی حدیثوں کو پورا کر دیا گیا ہو جیسے مستدرک حاکم۔

مسلسلات: ..... وہ کتب ہیں جن میں صرف احادیث مسلسلہ کو جمع کیا گیا ہو اور حدیث مسلسل اس حدیث کو کہتے ہیں جسکی سند کے تمام روایات جو کسی وصف میں شریک ہوں یا متفق ہوں۔

مراسیل: ..... وہ کتب جن میں صرف مرسل احادیث کو جمع کیا گیا ہو جسے مراسیل ابی داؤد۔

اربعین: ..... جن کتب میں چالیس احادیث کو جمع کیا گیا ہو جسے ہمارے ہاں چہل حدیث کہتے ہیں۔

تعلیقات: ..... وہ کتب جن میں روایات کو بلا سند ذکر کیا جائے خواہ صحابی مذکور ہو یا نہ ہو جیسے مصابیح السنۃ اور مشکوٰۃ المصابیح۔

اب ہم کہتے ہیں کہ بخاری شریف اور ترمذی شریف جامع ہے البتہ مسلم شریف کے جامع ہونے میں اختلاف ہے لیکن رائج یہی ہے کہ یہ جامع نہیں ہے کیونکہ کتاب التفسیر بہت مختصر ہے پھر سب سے زیادہ مقبول صحاح ستہ ہیں جو زیر درس ہیں۔

﴿بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ﴾



## ﴿مراتب صحاح ستہ﴾

اس سے پہلے اصحاب صحاح ستہ کی شرائط معلوم ہونی چاہئیں۔ راویوں کی اجمالی طور پر پانچ قسمیں ہیں۔

الاول:.....کامل الضبط والافتان وکثیر الملازمة لشیوخهم.

الثانی:.....کامل الضبط وقلیل الملازمة.

الثالث:.....ناقص الضبط وکثیر الملازمة.

الرابع:.....ناقص الضبط وقلیل الملازمة.

الخامس:.....ناقص الضبط وقلیل الملازمة مع الجرح.

اب ہم کہتے ہیں کہ !

۱. امام بخاریؒ:.....پہلی قسم کے راویوں کی احادیث بالاستیعاب لیتے ہیں اور دوسری قسم سے انتخاب کرتے ہیں۔

۲. امام مسلمؒ:.....پہلی دو قسموں سے بالاستیعاب لیتے ہیں اور تیسری قسم سے انتخاب کرتے ہیں۔

۳. امام نسائیؒ:.....پہلی تین قسموں سے بالاستیعاب لیتے ہیں اور چوتھی قسم سے انتخاب کرتے ہیں۔

۴. امام ابوداؤدؒ:.....پہلی چار قسموں سے بالاستیعاب لیتے ہیں اور پانچویں قسم سے انتخاب کرتے ہیں۔

۵. امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ:.....سب قسم کی روایتیں لیتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ امام

ترمذیؒ درجہ حدیث بیان کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث کس قسم کی ہے لیکن امام ابن ماجہؒ بیان نہیں کرتے۔

تو معلوم ہوا کہ پہلا مرتبہ بخاری شریف کا ہے دوسرا مسلم شریف کا ہے تیسرا نسائی شریف کا ہے اور چوتھا

ابوداؤد کا اور پانچواں ترمذی شریف کا اور چھٹا ابن ماجہ کا ہے۔

## ﴿اقسام محدثین﴾

محدثین پانچ قسم پر ہیں۔

(۱) طالب:.....طالب وہ ہے جو حدیث حاصل کرنے میں لگا ہو۔

(۲) شیخ:.....شیخ کو استاد اور محدث بھی بولتے ہیں اور بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ محدث یا شیخ الحدیث اس

وقت تک ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کو بیس ہزار احادیث مع سند و متن یاد نہ ہوں۔

(۳) حافظ: ..... حافظ وہ ہے جس کو ایک لاکھ احادیث مع سند و الفاظ متن یاد ہوں۔

(۴) حجة: ..... وہ محدث جس کا علم تین لاکھ احادیث پر محیط ہو۔

(۵) حاکم: ..... وہ ہے کہ جتنی احادیث میسر آ سکتی ہیں اس کو مع سند و متن و مع حالات رواۃ یاد ہوں۔

### ﴿مقاصد اصحاب صحاح ستہ﴾

۱. امام بخاریؒ: ..... حدیثوں سے مسائل استنباط کرتے ہیں اور اجتہاد کی تعلیم دیتے ہیں چنانچہ ایک ایک حدیث سے کئی کئی مسائل مستنبط کرتے ہیں۔

۲. امام مسلمؒ: ..... احادیث کی تائید کے لیے کثرت سے اسناد ذکر کرتے ہیں تاکہ حدیث ضعیف حدیث حسن تک اور حدیث حسن، حدیث صحیح لغیرہ تک پہنچ جائے۔

۳. امام ترمذیؒ: ..... مذاہب بیان کرتے ہیں اور انواع حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔

۴. امام ابوداؤدؒ: ..... ائمہ مجتہدین کے دلائل جمع کرتے ہیں۔

۵. امام نسائیؒ: ..... علل حدیث بیان کرتے ہیں۔

۶. امام ابن ماجہؒ: ..... سب کی احادیث لاتے ہیں حتیٰ کہ ضعیف بھی لاتے ہیں تاکہ سب قسم کی احادیث معلوم ہو جائیں۔

تنبیہ: ..... حضرات اساتذہ کے ہاں رائج ترتیب یہی ہے کہ پہلے ترمذی شریف پڑھائی جائے تاکہ مذاہب معلوم ہو جائیں پھر ابوداؤد شریف پڑھائی جائے تاکہ دلائل کا علم ہو جائے پھر بخاری شریف تاکہ طرق استنباط کا پتہ چل جائے پھر مسلم شریف، تاکہ مزید احادیث سے تائید حاصل ہو جائے پھر نسائی شریف تاکہ احادیث کی علل سامنے آ جائیں پھر ابن ماجہ شریف تاکہ نوادرات کا بھی علم ہو جائے پھر موطا امام مالک تاکہ آثار سے بھی تائید ہو جائے اور احناف کے لیے ان سے پہلے موطا امام محمدؒ اور طحاوی شریف کا پڑھنا بھی ضروری ہے بلکہ آثار السنن اور اعلیٰ السنن بھی مستحضر ہونی چاہیے۔



## ﴿مذاهب اصحاب صحاح ستہ﴾

امام بخاریؒ مجتہد ہیں بعض نے کہا شافعی المسلک ہیں لیکن راجح یہی ہے کہ مجتہد ہیں البتہ ان کے بیان کردہ بہت سارے مسائل شافعیہ سے ملتے ہیں، امام مسلمؒ شافعی ہیں، امام نسائیؒ شافعی ہیں، امام ترمذیؒ شافعی ہیں، امام ابن ماجہؒ شافعی ہیں، امام ابوداؤدؒ کے متعلق راجح یہی ہے کہ حنبلی ہیں (نہ الامول)

**مراتب بخاری و مسلم:**..... اس میں بحث ہوئی ہے کہ افضل کونسی کتاب ہے، جمہور ائمہ و محدثین تو بخاری شریف کو پہلا درجہ دیتے ہیں لیکن بعض حضرات نے مسلم شریف کو افضل کہا ہے چنانچہ ابوالیٰ علیٰ نیشاپوری کہتے ہیں ما تحت ادیم السماء اصح من کتاب مسلم تو جمہور اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ سے زیادہ بخاری شریف کی تقدیم کی نفی ہوتی ہے مسلم شریف کی تقدیم ثابت نہیں ہوتی اس طرح مسلم بن قاسم قرطبی کا قول ہے لم یضع احد مثله اس سے بھی مسلم شریف کی فوقیت معلوم ہوتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قول بھی جمہور کے قول کے معارض نہیں ہے کیونکہ جمہور جو پہلا مرتبہ بیان کرتے ہیں وہ صحت کے لحاظ سے ہے اور مسلم بن قاسم کا قول حسن صناعۃ کے لحاظ سے ہے فلا تعارض، چنانچہ حافظ عبد الرحمن بن علی ربيع یمنی شافعیؒ فرماتے ہیں۔

تنازع قوم فی البخاری و مسلم	لدى وقالوا اى ذین يقدم
فقلت لقد فاق البخاری صحة	كما فاق فی حسن الصناعة مسلم

اسی طرح ایک اور مقولہ ہے قال فالمسلم افضل قلت فالبخاری اعلیٰ قال التکرار فیہ قلت التکرار احلیٰ۔ الحاصل: اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری۔

**سوال:**..... اندازہ ہوتا ہے کہ فقہ حنفی کا مدار صحیح احادیث پر نہیں ہے کیونکہ صحاح ستہ میں انکے دلائل بہت کم ہیں تو فقہ حنفی کا مدار ضعاف پر ہوا؟

**جواب اول:**..... یہ بات تو صحیح ہے کہ صحاح ستہ میں اکثر احادیث صحیح ہیں لیکن یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ صحاح انہی میں منحصر ہیں اگر دلائل انہیں نہ ہوں تو یہ دلائل کے عدم صحت کی علامت نہیں بن سکتی۔

**جواب ثانی:**..... علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بہت ساری ضعاف محتف بالقرائن ہونے کی وجہ سے صحاح سے راجح ہو جاتی ہیں تو ہو سکتا ہے کہ فقہ حنفی کا مدار ایسی احادیث پر ہو جو کہ محتف بالقرائن ہوں۔

**جواب ثالث:**..... یہ ضروری نہیں کہ ہر صحیح حدیث قابل استدلال بھی ہو کیونکہ منسوخ بھی تو ہو سکتی ہے اور امام

اعظم کے بارے میں آتا ہے اعلم من الناس بالناسخ والمنسوخ لهذا احادیث صحاح سے استدلال نہ کرنا قابل اعتراض بات نہیں۔

جوابِ رابع: ..... صحت اور ضعف اجتہادی چیز ہے کسی حدیث کی صحت اور ضعف کے بارے میں محدث کا اپنا اجتہاد ہوتا ہے اور ایک محدث کا اجتہاد دوسرے کے لیے دلیل نہیں ہے خاص کر جبکہ امام صاحبؒ کا زمانہ حضور ﷺ کے زیادہ قریب بھی ہے اور ان کے بارے میں تابعی ہونے کا قول بھی ہے لہذا صحاح ستہ میں دلائل کا کم ہونا مذہب حنفی کے ضعف کی دلیل نہیں ہے۔

جوابِ خامس: ..... فقہ حنفی پر اعتراض کہ صحاح ستہ میں اسکے دلائل نہیں ہیں قرین قیاس ہی نہیں کیونکہ فقہ حنفی تو اصحاب صحاح کے دور سے پہلے ہی مدون ہو چکی تھی اور یہ بعد میں مدون ہوئیں۔

### ﴿ترجمة المؤلف﴾

آپ کا نام محمد، والد کا نام اسماعیل، کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے!

﴿محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی بخاری﴾

بردزبہ: ..... بردزبہ یہ فارسی لغت کا لفظ ہے اس کا معنی ہوتا ہے کاشتکار۔ اسکے متعلق تصریح ہے کہ یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے مجوسی مذہب پر فوت ہوئے پھر مغیرہ، یمان جعفی (جو کہ بخارا شہر کے والی تھے) کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اس لیے امام بخاریؒ کو جعفی کہا جاتا ہے یعنی حضرت یمانؒ جعفی کے مولائے موالاة ہیں (جس کے ہاتھ پر کوئی کافر مسلمان ہو جائے اور ان دونوں میں عقد موالاة ہو جائے کہ زندگی میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور مرنے کے بعد وارث بن جائیں گے تو ان دونوں کو ایک دوسرے کا مولائے موالاة کہتے ہیں) امام بخاریؒ کا اپنا قبیلہ جعفی نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کے دادا حضرت ابراہیم کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں واما ولده (ای ولد المغیرہ) ابراہیم بن المغیرہ فلم نقف علی شئی من اخبارہ امام بخاریؒ کے والد اسماعیلؒ اچھے علماء میں تھے ابن حبانؒ نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا اسماعیل بن ابراہیم والد البخاری بروی عن حماد بن زید و مالک اور امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں ذکر کیا ہے اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ سمع من مالک و حماد بن زید و صاحب ابن المبارک اور حضرت اسماعیلؒ کے تقویٰ کا یہ حال تھا کہ اپنی وفات کے وقت فرمایا لا اعلم فی جمیع مالی درهما من شبهة۔

### ﴿ولادت و وفات﴾

امام بخاریؒ کی ولادت محدث المبارک کے دن ۱۳ شوال ۱۹۳ھ جمعہ کی نماز کے بعد بخارا میں ہوئی۔ اور وفات



خرنک جو سمرقند کے مضافات میں ایک گاؤں ہے شنبہ کی رات جو کہ عید الفطر کی بھی شب تھی ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ کل عمر ۶۲ سال ہے امام بخاریؒ کی ولادت اور وفات کی تاریخ اور کل عمر یاد کرنے کے لیے یہ دو شعر کافی ہیں۔

کان البخاری حافظا ومحدثا	جمع الصحيح مکمل التحریر
میلادہ صدق ومدة عمره	فیہا حمید وانقضى فی نور

انکے والد ماجد بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے انکا آبائی وطن بخارا ہے اور امام بخاریؒ کی بیٹائی بچپن میں جاتی رہی والدہ محترمہ بہت رور و کران کے لیے دعا کرتی تھیں ایک مرتبہ خواب میں سیدنا ابراہیمؑ کی زیارت ہوئی فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری دعا کی وجہ سے تیرے بچے کی آنکھیں واپس فرمادی ہیں صبح اٹھ کر دیکھا تو آنکھیں درست تھیں بیٹائی واپس آ چکی تھی۔

### ﴿ طلب علم ﴾

ابو جعفر وڑاقؒ نے امام بخاریؒ سے سوال کیا کیف کان بدء امرک جواب میں فرمایا کہ جب میں مکتب میں جاتا تھا اسی وقت مجھے حفظ حدیث کا الہام کیا گیا اس وقت میری عمر دس سال تھی یا کچھ کم، سولہ سال کی عمر میں ابن مبارکؒ، وکیعؒ اور اصحاب الزائے کی کتابیں یاد کر لیں تھیں۔ ۲۱۰ھ جبکہ امام بخاریؒ کی عمر سولہ برس کی ہوئی تو اپنے والد ماجد کی پاک کمائی سے اپنے بھائی احمد اور اپنی والدہ کے ہمراہ حج کو تشریف لے گئے پھر اساتذہ جاز سے حدیث حاصل کرنے میں تاخیر واقع ہوئی اسی لیے آپکی والدہ محترمہ اور بھائی صاحب واپس آ گئے اور آپ بغرض تعلیم وہیں ٹھہر گئے۔ جس جگہ آپ پڑھتے تھے وہاں کھانے کا انتظام نہیں تھا طلبہ باری باری مزدوری کرتے اور ملکر کھاتے ایک دن امام صاحبؒ نے فرمایا جس دن مزدوری کی باری ہوتی ہے اس دن ٹکرا کرنے میں مزا نہیں آتا لہذا میں باری نہیں کروں گا دوسرے طلباء نے کہا پھر کھانا بھی نہیں ملے گا، چنانچہ کئی دن بھوکے رہے اس وقت کے خلیفہ کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی کہ میرے مہمان بھوکے ہیں، وہ خلیفہ بہت پریشان ہوا کسی نے بتلایا کہ فلاں جگہ طالب علم پڑھتے ہیں وہاں پتہ کرلو، تفشیش کی تو پتہ چلا کہ محمد بن اسماعیل بھوکے ہیں چنانچہ خلیفہ وقت نے سب طلباء کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

آپ نے ایک ہزار اسی (۱۰۸۰) اساتذہ سے علم حاصل کیا ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو محدث نہ ہو۔

### ﴿ تلامذہ ﴾

علامہ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے کہ آپکے تلامذہ کی تعداد تقریباً نوے ہزار (۹۰،۰۰۰) ہے۔

### ﴿ تصانیف ﴾

اٹھارہ سال کی عمر میں ایک کتاب (۱) قضایا الصحابة والتابعین تصنیف فرمائی (۲) اسکے بعد تاریخ کبیر

تصنیف فرمائی اور بھی کچھ تصانیف ہیں ۳۔ جزء رفع الینین فی الصلاۃ ۴۔ جزء القراءة خلف الامام ۵۔ الادب المفرد ۶۔ کتاب الضعفاء وغیرہ اور سب سے اہم کتاب ۷۔ بخاری شریف ہے یہ کتاب سولہ سال میں مکمل ہوئی۔ ۲۱ھ میں شروع ہوئی اور ۲۳ھ میں ختم ہوئی۔ عام طور سے بخاری شریف کے متعلق دو قسم کی روایات ملتی ہیں اول یہ کہ ریاض الجنہ میں غسل کر کے لکھی دوسری روایت یہ ہے کہ حطیم میں لکھی پھر دوسری طرف یہ آتا ہے کہ سولہ سال میں تصنیف مکمل ہوئی اور سولہ سال تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام ثابت نہیں ان روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ تراجم تو سارے کے سارے ایک ہی مرتبہ روضہ مطہرہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ میں بیٹھ کر لکھے اس کے بعد جتنی احادیث ملتی رہیں انکو چھانٹ چھانٹ کر لکھتے رہے۔ باقی رہا حطیم والا معاملہ تو خود امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری شریف تین بار تصنیف کی دراصل مصنفین کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی تصنیف مہتمم بالشان ہو تو بار بار اس میں نظر ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ ایک مرتبہ نظر ثانی حطیم میں کی ہو بعض کہتے ہیں کہ ابواب پہلے لکھے اور احادیث بعد میں تلاش کیں اور بعض کہتے ہیں کہ احادیث پہلے ملتی تھیں پھر ابواب قائم کرتے تھے۔

ابتلاء اول:..... بخارا کے امیر خالد بن زہری نے امام بخاریؒ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے بچے آپ کے پاس حدیث پڑھنا چاہتے ہیں کسی وقت آ کر انکو حدیث پڑھا دیا کریں۔ امام صاحب نے جواباً کہلا بھیجا کہ میں نے حدیث پاک کو ذلیل نہیں کرنا جس نے پڑھنا ہو میرے پاس آ کر پڑھ لے۔ امیر نے اس کو منظور کر لیا اور کہا کہ میں بچوں کے ہمراہ ضرور حاضر ہوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ اس وقت دوسرے لوگ وہاں تعلیم کے لیے موجود نہ ہوں صرف میرے لڑکے وہاں تعلیم حاصل کریں گے۔ امام صاحب نے اسکو بھی منظور نہیں فرمایا اور کہا سب بچے پڑھنے میں برابر ہیں امیر کو اس بات پر غصہ آ گیا اور اس نے امام صاحب کو بخارا سے نکل جانے کا حکم دیدیا، چنانچہ امام بخاریؒ نکل گئے اور نکلنے وقت دعا کی اے اللہ جس طرح اس امیر نے مجھ کو نکالا ہے تو بھی اس کو ذلیل کر کے اس شہر سے نکال دے چنانچہ ایک ماہ سے پہلے ہی اس امیر سے کوئی حاکم اعلیٰ کسی غلطی کی بناء پر ناراض ہو گیا اور اسکو معزول کر دیا اور حکم دیا کہ اس معزول امیر کو کلام نہ کر کے گدھے پر سوار کر کر پورے شہر میں چکر لگاؤ پھر شہر بدر کر دو۔

ابتلاء ثانی:..... دوسرا ابتلاء یہ ہوا کہ مسئلہ خلق قرآن میں امام احمدؒ کے لیے ابتلاء پیش آیا تھا امام احمدؒ نے فرمایا تھا کلام اللہ غیر مخلوق تو انہیں کوڑے کھانے پڑے لیکن امام احمدؒ کے شاگردوں نے غلو کیا اور کہنے لگے کہ قرآن پاک کے یہ کاغذ اور گتے بھی قدیم ہیں ادھر امام بخاریؒ نے فتویٰ دیدیا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی یہ جو ہم زبان سے قرآن پڑھتے ہیں یہ الفاظ مخلوق ہیں البتہ قدیم، صفت باری ہے اس لیے حنا بلہ ان کے مخالف ہو گئے ان کو گالیاں دیتے تھے بہر حال قصہ یہ ہوا کہ جب بخارا سے نکلے تو سمرقند کا ارادہ کیا راستے میں خرتک مقام پر رمضان کی وجہ سے ٹھہر گئے وہاں آپ کو خبر پہنچی کہ سمرقند میں حالات آپ کے موافق نہیں ہیں اس وقت آپ نے دعا کی اللھم ضاقت علی الارض بما رحبت فاقبضنی الیک یہ دعا آپ نے اخیر عشرہ میں فرمائی اور یہ قبول بھی ہو گئی اور عید الفطر کی رات میں وفات ہوئی اور کافی عرصہ تک قبر سے خوشبو آتی رہی۔

## ﴿امام بخاری کی قوتِ یادداشت﴾

امام بخاریؒ بچپن میں محدثِ داخل کی مجلس میں جایا کرتے تھے یہ بہت وسیع مجلس ہوتی تھی بڑے بڑے علماء اس میں شرکت کیا کرتے تھے امام صاحبؒ بھی ایک کونے میں جا کر بیٹھ جایا کرتے تھے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار محدثِ داخل نے سند بیان کرنا شروع کی سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم تو میں نے ٹوکا کہ ابو زبیر ابراہیم سے روایت نہیں کرتے تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا، میں نے پھر عرض کیا کہ آپ اپنی یادداشت دیکھ لیں پھر فرمائیں تو فرمایا کیف ہو یا غلام میں نے عرض کیا کہ ابو زبیر کی بجائے زبیر بن عدی صحیح ہے۔ یہ سن کر استاد نے میرا ہی قلم لیکر اسے درست فرمایا اور اس وقت میری عمر گیارہ سال کی تھی۔ اس طرح ایک اور واقعہ پیش آیا کہ امام بخاریؒ ایک دوسری مجلس میں بھی جایا کرتے تھے وہاں دوسرے علماء بھی احادیثِ قلم بند کیا کرتے تھے مگر امام صاحبؒ نہیں لکھتے تھے لوگوں نے کہا تم خالی ہاتھ آ کر بیٹھ جاتے ہو اس بیکار بیٹھے اور وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟ اول اول تو امام بخاریؒ خاموش رہے لیکن جب لوگوں نے خوب برا بھلا کہنا شروع کیا اور تنگ کرنے لگے تو حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اچھا تم اپنی احادیث لاؤ پھر امام بخاریؒ نے سنانا شروع کیا اور تمام احادیثِ زبانی سنا دیں جنکی تعداد پندرہ ہزار تھی یہ سکر سب منہ دیکھتے رہ گئے۔

امام صاحبؒ کے قوی الحافظ ہونے کی خبر عام ہو چکی تھی جب وہ بغداد پہنچے تو وہاں کے محدثین نے امتحان کرنا چاہا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری کے مقدمہ میں اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا کہ محدثین نے سو حدیثیں چھانٹیں اور انہیں الٹ پلٹ کر اس طرح کر دیا کہ ایک حدیث کا متن لیا اور دوسری حدیث کی سند کو اس کے ساتھ جوڑ دیا دوسری حدیث کی سند لی تیسری حدیث کی سند کو اسکے ساتھ جوڑ دیا پھر دس آدمیوں کا انتخاب کیا اور ہر ایک کو دس حدیثیں دے دیں اور یہ سمجھا دیا کہ امام بخاریؒ کو اسی ترتیب کیساتھ سنانی ہیں پھر ان سے جواب طلب کرنا ہے پھر امام بخاریؒ سے مجلس منعقد کرنے کی درخواست کی گئی امام بخاریؒ نے اس کو قبول فرمایا جب مجلس منعقد ہو گئی تو عوام و خواص کا بڑا مجمع ہو گیا جب مجلس جمع گئی تو پہلے سے طے شدہ بات کے مطابق ان دس میں سے ایک کھڑا ہوا اور ایک حدیث بدلی ہوئی حدیثوں میں سے پڑھی امام صاحبؒ نے فرمایا لا اعراف پھر دوسری پڑھی پھر تیسری حتیٰ کہ دس کے دس آدمیوں نے اپنی تمام احادیث سنا ڈالیں اور امام صاحبؒ ہر ایک کے جواب میں فرماتے رہے لا اعراف اہل علم تو شروع ہی میں سمجھ گئے کہ یہ شخص واقعی اونچے درجے کا ہے کسی کے دھوکے میں نہ آئے گا مگر عوام سمجھے کہ یوں ہی شہرت تھی ایک ڈھونگ تھا حقیقت کچھ نہ تھی۔ اس کے بعد امام بخاریؒ نے سب سے پہلے شخص کو مخاطب کر کے فرمایا تم نے پہلی حدیث یوں پڑھی اور اسی طرح پڑھ کر سنا دیا جیسے اسے پڑھی تھی پھر فرمایا یہ

حدیث یوں نہیں بلکہ یوں ہے یہ کہہ کر اسے صحیح طرح حدیث پڑھ کر سنادی اور جو سند جس متن کے ساتھ تھی اسکو اسی کے ساتھ ذکر کیا اسی طرح دسوں حدیثیں اسی ترتیب کے ساتھ جس ترتیب سے اسنے سنائی تھی ایک ایک کر کے سنایا اور ہر ہر حدیث میں اسکی غلطی بتا کر ساری حدیثیں صحیح سند اور صحیح متن جوڑ کر سنادیں پھر دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہوئے اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا حتیٰ کہ دسوں آدمیوں کے ساتھ اسی طرح معاملہ کیا اس پر سب علماء، محدثین اور مشائخ دنگ رہ گئے اور امام صاحب کا فضل ماننے پر مجبور ہو گئے۔ علامہ ابن حجرؒ نے یہ واقعہ نقل کر کے فرمایا کہ امام صاحب کا بڑا کارنامہ صرف یہی نہیں کہ انہوں نے بدلی ہوئی حدیثوں کو صحیح کر دیا وہ حافظ حدیث تھے کر سکتے تھے بلکہ بڑا کارنامہ یہ ہے کہ سوجدہ میں ایک ہی مجلس میں صرف ایک بار سکر ایسی محفوظ کر لیں کہ نہ سندوں اور نہ متنوں میں فرق آیا اور نہ ترتیب میں ﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ اور یہ امام صاحب کی وہ عمر تھی جب آپکی داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہ تھا۔

### ﴿وجه تالیف﴾

امام بخاریؒ کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی خواب میں دیکھا کہ میں حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہوں اور سچے کے ذریعے آپ ﷺ کے بدن مبارک سے کھیاں اڑا رہا ہوں اپنے استاد اسحاق بن راہویہؒ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کسی وقت حضور ﷺ کی احادیث کے ذخیرہ سے ضعیف اور موضوع احادیث کو علیحدہ کر دے۔ چنانچہ اسکے بعد امام بخاریؒ نے اپنی یہ کتاب 'بخاری شریف' تالیف فرمائی۔ اسی خواب کی مناسبت سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ کا خواب بھی سن لیں فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے کلی کی اور میں اس سے کھانے کے ذرات چن رہا ہوں پھر چودہ سال بعد جب 'معارف السنن' لکھی تو تعبیر سمجھ میں آئی۔

### ﴿عدد احادیث بخاری شریف﴾

امام بخاریؒ نے چھ لاکھ احادیث سے انتخاب کر کے بخاری شریف لکھی اب منتخب روایات کی تعداد میں اختلاف ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ کل روایات، مکررات کو شمار کر کے سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) ہیں اور مکررات کو حذف کر کے ساڑھے تین ہزار ہیں اور علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کل احادیث نو ہزار یا سی ہیں اور مکررات کو حذف کر کے صرف ڈھائی ہزار رہ جاتی ہیں، امام بخاریؒ نے ایک ایک حدیث پر پندرہ پندرہ، سولہ سولہ ابواب قائم کئے ہیں۔

سوال: ..... تکرار تو عبث ہوتا ہے اس لیے تکرار نہیں ہونا چاہیے تھا؟

جواب: ..... ایک تکرار حقیقی ہوتا ہے اور ایک تکرار صوری ہوتا ہے تکرار حقیقی کہتے ہیں جو تکرار بلا فائدہ ہو اور جو تکرار تاکید یا تائیس کے لیے ہو وہ تکرار صوری ہوتا ہے تکرار حقیقی تو ممنوع ہے تکرار صوری ممنوع نہیں ہوتا یہاں تکرار صوری ہے اور یہ ممنوع نہیں ہے۔

## ﴿ ثلاثیات بخاری ﴾

ثلاثیات، بخاری کی وہ روایات ہیں جن میں امام بخاریؒ اور حضور ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں ایک تبع تابعی ایک تابعی اور ایک صحابی۔ بخاری شریف میں یہ ثلاثیات کل بائیس ہیں۔

نمبر شمار	باب	راوی	صفحہ ثلاثیات بخاری
۱	اثم من كذب على النبي ﷺ	کئی بن ابراہیمؒ	۲۱
۲	قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترة	کئی بن ابراہیمؒ	۷۱
۳	الصلوة الى الاسطوانة	کئی بن ابراہیمؒ	۷۲
۴	وقت المغرب	کئی بن ابراہیمؒ	۷۹
۵	اذا نوى بالنهار صوماً	ابوعاصم الضحاك بن مخلد	۲۵۷
۶	صوم عاشوراء	کئی بن ابراہیمؒ	۲۶۸
۷	اذا ااحال دين الميت على رجل جاز	کئی بن ابراہیمؒ	۳۰۵
۸	من تكفل عن ميت ديناً فلس له ان يرجع	ابوعاصم الضحاك بن مخلد	۳۰۶
۹	هل تكسر الدنان التي فيها الخمر وتخرق الزقاق	ابوعاصم الضحاك بن مخلد	۳۳۶
۱۰	الصلح في الدية	محمد بن عبد الله انصاري	۳۷۲
۱۱	البيعة في الحرب على ان لا يفروا	کئی بن ابراہیمؒ	۴۱۵
۱۲	من رأى العدو فنادى بأعلى صوته يا صباحاه	کئی بن ابراہیمؒ	۴۲۷
۱۳	صفة النبي ﷺ	عصام بن خالد	۵۰۲
۱۴	غزوه خيبر	کئی بن ابراہیمؒ	۶۰۵
۱۵	بعث النبي ﷺ اسامة الخ	ابوعاصم الضحاك بن مخلد	۶۱۲
۱۶	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ الْاِية	محمد بن عبد الله انصاري	۶۳۶
۱۷	آنية المجوس والميتة	کئی بن ابراہیمؒ	۸۲۶
۱۸	مايو كل من لحوم الاضاحى وما يتزود منها	ابوعاصم الضحاك بن مخلد	۸۳۵
۱۹	اذا قتل نفسه فلادية له	کئی بن ابراہیمؒ	۱۰۱۷
۲۰	السن بالسن	محمد بن عبد الله انصاري	۱۰۱۸
۲۱	من بايع مرتين	ابوعاصم الضحاك بن مخلد	۱۰۷۰
۲۲	وكان عرشه على الماء	خلاد بن يحيى	۱۱۰۳

خلاصہ: ..... بخاری شریف میں مذکور بائیس ثلاثیات میں سے امام بخاریؒ نے کئی بن ابراہیمؒ المتوفی ۲۱۵ھ سے گیارہ روایات لی ہیں جو کہ بالترتیب مذکور ہیں (۱) ص ۲۱، (۲) ص ۷۱، (۳) ص ۷۲، (۴) ص ۷۹، (۵) ص ۲۵۷، (۶) ص ۳۰۵، (۷) ص ۳۰۶، (۸) ص ۳۳۶، (۹) ص ۳۷۲، (۱۰) ص ۳۳۶، (۱۱) ص ۳۷۲، (۱۲) ص ۴۱۵، (۱۳) ص ۴۲۷، (۱۴) ص ۵۰۲، (۱۵) ص ۶۰۵، (۱۶) ص ۶۱۲، (۱۷) ص ۶۳۶، (۱۸) ص ۸۲۶، (۱۹) ص ۸۳۵، (۲۰) ص ۱۰۱۷، (۲۱) ص ۱۰۱۸، (۲۲) ص ۱۰۷۰ سے چھ روایات ذکر کی ہیں جو کہ بالترتیب مذکور

ہیں۔ (۱) ص ۲۵، (۲) ص ۳۰۶، (۳) ص ۳۳۶، (۴) ص ۶۱۲، (۵) ص ۸۳۵، (۶) ص ۱۰۷۰ اور محمد بن عبد اللہ انصاری (المتوفی ۲۱۵ھ) سے تین روایات لی ہیں جو کہ بالترتیب مذکور ہیں۔ (۱) ص ۳۷۲، (۲) ص ۶۲۶، (۳) ص ۱۰۱۸۔ مذکورہ بالا تینوں راوی حنفی ہیں پس احناف سے نقل کردہ ثلاثیات کی تعداد تیس ہوئی، جب کہ عصام بن خالد سے صرف ایک روایت جو کہ ثلاثیات میں سے تیرہویں (ص ۵۰۲) روایت ہے اور علاء بن یحییٰ (المتوفی ۲۱۳ھ) سے بھی صرف ایک روایت جو کہ ثلاثیات میں سے آخری روایت (ص ۱۱۰۴) ہے نقل کی ہے۔

### ﴿ بیس ثلاثیات میں حنفی اساتذہ ﴾

امام بخاریؒ کی ثلاثیات میں سے بیس میں اساتذہ کرام حنفی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

- (۱) الضحاک بن مخلد ابو عاصم النبیلؒ (المتوفی ۲۱۲ھ):..... روی عنه البخاری ستہ روایات من الثلاثیات.
  - (۲) مکی بن ابراہیم البلخیؒ (المتوفی ۲۱۵ھ):..... اخرج عنه البخاری احد عشرة روایات من الثلاثیات.
  - (۳) محمد بن عبد اللہ بن الہشی الانصاریؒ (المتوفی ۲۱۵ھ):..... قلت اخرج عنه البخاری ثلاث روایات من الثلاثیات.
- بیس میں تو اساتذہ حنفی ہیں باقی دو کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا امید ہے وہ بھی حنفی ہو گئے لیکن چونکہ جغیہ نے درایت پر زیادہ توجہ دی ہے اس لیے محدث نہیں کہلائے۔

رواة ثلاثیات کے علاوہ بھی امام بخاریؒ کے بے شمار اساتذہ اور اساتذہ الاساتذہ حنفی ہیں جن میں سے چند کے

اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	راوی کا نام	وفات	باب	کیفیت
۱	عبد اللہ بن مبارکؒ	المتوفی ۱۸۱ھ	باب المسح علی الخفین	شیخ اشبح
۲	معلیٰ بن منصورؒ	المتوفی ۲۱۱ھ	باب بیع النخل قبل ان یدو صلاحہا	شیخ
۳	نعیم بن حمادؒ	المتوفی ۲۲۸ھ	باب فی فضل استقبال القبلة	شیخ اشبح
۴	حسین بن ابراہیمؒ	المتوفی ۲۱۶ھ	باب فی عمرہ القضاء	شیخ اشبح
۵	عمر بن حفص بن غیاثؒ	المتوفی ۲۲۲ھ	باب المضمضة والاستشاق فی الجنابة	شیخ
۶	فضیل بن عیاضؒ	المتوفی ۱۸۷ھ	السؤال باسماء الله والاستعاذة بها	شیخ اشبح
۷	یحییٰ بن معینؒ	المتوفی ۲۳۳ھ	باب فی مناقب الحسن والحسین	شیخ
۸	حفص بن غیاثؒ	المتوفی ۱۹۴ھ	باب المضمضة والاستشاق فی الجنابة	شیخ اشبح
۹	زائدہ بن قدامہؒ	المتوفی ۱۶۱ھ	باب قوله وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ	شیخ اشبح
۱۰	زہیر بن معاویہؒ	المتوفی ۱۷۳ھ	باب قصة وفد طي	شیخ اشبح
۱۱	محمد بن فضیلؒ	المتوفی ۱۹۵ھ	باب الأذان بعد ذهاب الوقت	شیخ اشبح
۱۲	یزید بن ہارونؒ	المتوفی ۲۰۶ھ	باب التبرز فی البيوت	شیخ اشبح

فائدہ:..... ان ثلاثیات کو بخاری شریف میں بہت بڑا مقام حاصل ہے یہ بہت اعلیٰ نوع شمار کی جاتی ہے علماء نے

ملائیات پر مستقل کتابیں لکھیں اور مستقل شروحات (مثلاً: انعام المصنوع الباری بشرح ملائیات البخاری مطبوعہ انصار السنۃ الحمد یہ بمصر عابدین، مؤلفہ مولانا عبد الصبور رحمۃ اللہ علیہ) اور تراجم لکھے۔ جب ملائیات کا یہ حال ہے تو ثانیات کا درجہ تو اس سے بھی بڑا ہوگا اور فقہ حنفی کا مدار ہی ثانیات پر ہے تو فقہ حنفی کتنی مضبوط فقہ ہوئی؟!

### ﴿قال بعض الناس﴾

اس سے اکثر امام بخاریؒ امام صاحبؒ کو مراد لیتے ہیں اور احناف پر اعتراضات کرتے ہیں ان اعتراضات کی وجہ سے بعض لوگ یہ تاثر دیتے ہیں کہ امام بخاریؒ امام اعظمؒ کے متعلق اچھا گمان نہیں رکھتے تھے اس لیے نام نہیں لیتے کیونکہ قال بعض الناس تو تنقیص شان کے لیے ہوتا ہے لیکن یہ غلط ہے کیونکہ امام بخاریؒ غایت تقویٰ کی وجہ سے نام نہیں لیتے، تاکہ غلط نسبت لازم نہ آئے یا متعین نہ ہونے کی وجہ سے نام نہیں لیتے یا اس وجہ سے کہ امام اعظمؒ کے ساتھ تو چالیس آدمیوں کی جماعت تھی ہر ایک کا نام لینا مشکل تھا تو قال بعض الناس کہہ دیا۔

سوال: ..... امام ابو حنیفہؒ کی اتنی تردید کیوں کرتے ہیں؟

جواب: ..... یہ بھی غایت تقویٰ کی بناء پر ہے کہ جب کوئی بات پہنچی اور دین کے خلاف نظر آئی تو فوراً تردید کر دی لیکن آگے چل کر پتہ چل جائیگا کہ یا تو صحیح مذہب نہیں پہنچا تھا اور اگر صحیح پہنچا تھا تو اسکو سمجھے نہیں۔

### ﴿نسخ بخاری﴾

امام بخاریؒ کے نوے (۹۰) ہزار تلامذہ ہیں جنہوں نے بخاری شریف کی سماعت کی۔ بخاری شریف کے نسخے انیس کے قریب ہیں جن میں سے مشہور نسخے مندرجہ ذیل احباب کے ہیں۔

(۱) محمد بن یوسف فربری (۲) ابراہیم بن معقل نسفی (۳) حماد بن شاكر (۴) بزدوی (۵) حافظ شرف الدین یونینی (۶) الاصلی (۷) کریمۃ بنت احمد۔ زیادہ مشہور اور متداول پہلا نسخہ ہے انکا پورا نام محمد بن یوسف بن مطرب بن صالح فربری ہے۔ فربری کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے فربری کہلاتے ہیں۔ فربری بخارا سے ۲۵۰ میل دور ایک گاؤں کا نام ہے انکی ولادت ۲۳۱ھ کی ہے اور وفات ۳۲۰ھ کی ہے آخری عمر میں دو مرتبہ بخاری شریف سنی ایک مرتبہ ۲۳۸ھ میں پھر ۲۵۲ھ میں اور چوتھ سال خود بخاری شریف پڑھائی اس لیے یہی نسخہ مشہور اور متداول ہے ۲

### ﴿شرح بخاری﴾

بخاری شریف کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ عمدۃ القاری المعروف بعینی از علامہ بدر الدین عینی۔

- ۲۔ ”فتح الباری“ از علامہ ابن حجر عسقلانی
- ۳۔ ”شرح قسطلانی“ از علامہ شہاب الدین احمد بن محمد
- ۴۔ ”فیض الباری“ از علامہ انور شاہ کشمیری۔
- ۵۔ ”مقدمہ تیسر القاری“ از مولانا نور الحق صاحب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صاحبزادے ہیں یہ تقریفاری زبان میں ہے۔
- ۶۔ ”لامع الدراری علی جامع البخاری“ از حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ یہ حاشیہ ہے اسکو حضرت مولانا یحییٰ صاحب نے جمع کیا اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے اسکی تصحیح اور تشریح کی ہے۔

### ﴿ حکم البخاری الشرعی علماً و عملاً ﴾

اگر کسی جگہ صرف ’بخاری‘ ہو تو اسکا پڑھنا واجب عین ہے اور اگر دوسری کتب بھی موجود ہوں تو اسکا پڑھنا واجب کفایہ ہے۔ اسپر عمل کرنا واجب ہے جبکہ اسکے معارض کوئی روایت یا آیت نہ ہو جب کہ ہم اسکی بعض روایات پر جو عمل نہیں کرتے انکے معارض روایات موجود ہونے کی وجہ سے۔

### ﴿ اسم البخاری ﴾

﴿ الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله ﷺ و سننه و ایامه ۲ ﴾

### ﴿ اشاعة الحديث في البلاد الاسلامية ﴾

دو صدیوں تک تو حدیث کی نشر و اشاعت کے تذکرے حجاز مقدس میں ہوتے رہے اسکے بعد تیسری اور چوتھی صدی تک کوفہ اور عراق علم حدیث کا مرکز بنے رہے اسکے بعد خراسان، سمرقند، اور بخارا وغیرہ کا علاقہ علم حدیث کا مرکز بنا رہا اور چھٹی صدی تک یہی علاقہ مرکز رہا پھر فقہ معتاز کے بعد مسلمانوں کو زوال آ گیا کتب خانے جلادے گئے کچھ علماء ہجرت کر کے شام چلے گئے پھر نویں صدی تک شام میں علم حدیث کا چرچا رہا لیکن ہندوستان میں اس دوران حدیث کی نشر و اشاعت کا کوئی عام معمول نہیں تھا علماء زیادہ تر منطق، فلسفہ اور فقہ حنفی پڑھتے پڑھاتے تھے دسویں صدی میں ہندوستان کے کچھ علماء نے بلاد اسلامیہ میں جا کر علم حدیث حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن عام سلسلہ شائع نہ ہو سکا



اس زمانے کے بڑے بڑے علماء یہ ہیں شیخ علی الممتنی (متوفی ۹۷۹ھ) صاحب کنز العمال، شیخ عبدالاول جو پوری، شیخ محمد طاہر صاحب (متوفی ۹۷۶ھ) مجمع البحار اسی طریقے سے ان بڑے علماء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) بھی ہیں انکے زمانے میں چونکہ حدیث کی کتابوں میں مشکوٰۃ شریف کہیں کہیں پڑھائی جاتی تھی اس لیے انہوں نے اسکی دو شرحیں تصنیف فرمائیں ایک عربی میں یعنی لمعات<sup>للتفہیم</sup> اور ایک فارسی میں یعنی اربعۃ الممعات انکے علاوہ علماء بھی ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صاحبزادے نورالحق صاحب (متوفی ۱۰۷۳ھ) اسی طرح انکے بیٹے شیخ الاسلام عبدالسلام صاحب لیکن ان علماء حضرات کا تعلیم و تعلم کا سلسلہ کوئی باضابطہ طور پر نہیں تھا جسکی بناء پر یہ سلسلہ چل نہ سکا۔ دسویں صدی ایسی ہے کہ دوسرے بلاد میں یہ سلسلہ کم ہو گیا کیونکہ اس دور میں انگریز کا تسلط ہو رہا تھا اسلامی حکومتیں ٹوٹ رہی تھیں بارہویں صدی میں شاہ عبدالرحیم صاحب کے گھر میں ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام احمد اور لقب ولی اللہ تھا (متوفی ۱۱۷۶ھ) اللہ تعالیٰ نے انکو اس کام کے لیے منتخب فرمایا۔ سولہ سال کی عمر میں حجاز مقدس کا سفر کیا شیخ ابوالطاہر کردی شافعی سے حدیث پڑھی شیخ شافعی المسلک تھے اور شاہ ولی اللہ حنفی المسلک تھے ان کا ارادہ شافعی ہونے کا ہوا تو چونکہ شیخ معتدل اور منصف مزاج تھے انہوں نے شاہ صاحب کو شافعی ہونے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ اگر تمہیں شبہ ہو تو مجھے بتاؤ میں تمہیں اسکا جواب دوں گا۔ حضرت شاہ صاحب کی باوجود حنفی ہونے کے محققانہ شان تھی بعض جگہ فقہ حنفی کبخلاف بھی لکھ دیتے ہیں۔ یہی شان انکے پوتے شاہ اسماعیل شہید کی ہے حضرت شاہ صاحب نے شیخ ابوالطاہر سے اجازت لیکر صحاح ستہ پڑھانی شروع کیں اور موطا امام مالک کو بھی درس و تدریس میں شامل کیا اور اسکا حاشیہ بھی لکھا حضرت شاہ صاحب کے مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی جنہوں نے تفسیر مظہری لکھی ہے۔

۲۔ شیخ محمد امین کشمیری۔

۳۔ شیخ ہاشم۔

۴۔ سید مرتضیٰ صاحب بکرائی۔

۵۔ حضرت کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب (متوفی ۱۲۳۹ھ)

۶۔ شیخ محمد عاشق صاحب جو حضرت کے خاص شاگرد ہیں انہی کے اصرار پر حضرت نے اپنی مشہور کتاب نجمۃ اللہ البالغہ لکھی۔

ان کے بعد حدیث کی خدمت شاہ محمد اٹحق صاحب دہلوی (متوفی ۱۲۶۲ھ) کرتے رہے اور انکے بعد شاہ عبدالغنی مجددی (متوفی ۱۲۹۶ھ)

کے دو ممتاز شاگرد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ (متوفی ۱۳۳۳ھ) اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتویؒ (متوفی ۱۲۹۷ھ) نے درس حدیث کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت گنگوہیؒ نے گنگوہ میں اور حضرت نانوتویؒ نے دیوبند میں، پھر ان دونوں حضرات نے مشورے سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی انگریز کاتسلط ہو چکا تھا دینی مدرسے بند ہو چکے تھے مدرسہ قائم کرنا ایک انتہائی مشکل کام تھا تو دین کی حفاظت کیلئے ایک گناہم جگہ کا انتخاب کیا اور وہاں مدرسہ قائم کیا جو بعد میں دارالعلوم دیوبند کے نام سے مشہور ہوا۔

دارالعلوم دیوبند کے اول صدر مدرس مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ ہوئے پھر انکے شاگرد شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ صاحب صدر مدرس بنے جو ۱۳۳۳ھ تک صدر مدرس رہے انکے بعد حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ صدر مدرس بنے جو ۱۳۳۳ھ سے ۱۳۳۶ھ تک صدر مدرس رہے۔ پھر مولانا حسین احمد مدنیؒ صدر مدرس بنے تقریباً ۱۳۷۷ھ تک صدر مدرس رہے، سب سے طویل زمانہ انہیں کا ہے جو تقریباً تیس سال ہے، جب پاکستان بنا تو اس وقت بھی یہی صدر مدرس تھے۔ انکے بعد مولانا فخر الدین صاحب صدر مدرس بنے جو ۱۳۹۲ھ تک صدر مدرس رہے ان کے بعد مولانا شریف الحسن دیوبندیؒ اور مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور مولانا نصیر احمد خان برٹیؒ اور مولانا سعید احمد پلپوریؒ اور مولانا عبدالحق اعظمیؒ یکے بعد دیگر صدر مدرس بنے (دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس کی ترتیب مذکورہ بالا العناقید الغالیہ از ص ۷۳ تا ص ۸۶، فصل ثانی میں مذکور ہے)۔ اب حدیث کی خدمت کرنے والوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کا سلسلہ حدیث شاہ ولی اللہ سے نہ ملتا ہو اور حضرت گنگوہیؒ کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ بہت سے ایسے ہوئے جنہوں نے حدیث کی خدمت کی مثلاً مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، مولانا احمد علی سہارنپوریؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ اور پاکستان بن جانے کے بعد مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ، مولانا بدر عالم صاحب میرٹھیؒ، مولانا خیر محمد صاحبؒ جالندھریؒ، مولانا عبد الرحمن صاحب کابل پوریؒ، مولانا محمد ادریس صاحبؒ کاندھلویؒ، مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اور مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ ان حضرات نے حدیث کی بہت خدمت کی۔

دیوبند کی قیادت سے انگریز بہت خائف تھا کہ کسی وقت بھی انکی وجہ سے انقلاب آسکتا ہے اس لئے دیوبندیوں کیخلاف تکفیر کی مہم شروع کرائی تاکہ انکا اثر ختم ہو چنانچہ احمد رضا خان بریلوی نے دیوبندیوں کیخلاف کفر کا فتویٰ دیا اور اسمین مختلف مسائل کا سہارا لیا لیکن یہ فتویٰ مؤثر نہ ہو سکا، کیونکہ علماء دیوبند کی خدمات اور تدریس حدیث کی خدمت بہت زیادہ تھی جب یہ فتویٰ مؤثر نہ ہوا تو انہوں نے اپنا فتویٰ عربی میں لکھا تاکہ حرمین والوں سے فتویٰ لیا جائے۔ چنانچہ حرمین

والوں سے فتویٰ لیا اور اسکا نام حسام الحرمین رکھا اور انگریز کے سہارے سے یہ فتویٰ ہندوستان میں خوب مشہور ہوا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے عربی میں علماء دیوبند کے عقائد لکھے تاکہ معلوم ہو کہ علماء دیوبند کے صحیح عقائد یہ ہیں اور اسکا نام 'المہند علی المفند' رکھا پھر علماء حرمین سے فتویٰ لیا اور انھوں نے فتویٰ دیا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں تو اب دیوبندیوں اور بریلویوں کا سلسلہ پھل پڑا اب کشاکش شروع ہوئی تو یہ دو مسلک بن گئے پھر اس نے طول پکڑا تو مسائل میں بھی اختلاف ہو گیا اور انگریز اپنی مہم میں کامیاب ہو گیا۔

### ﴿طریقہ تدریس حدیث﴾

ابتداء میں طریق تدریس بہت مختصر تھا لمبی چوڑی تقاریر نہیں ہوا کرتی تھیں مختصر تقریر ہوا کرتی تھی لیکن نہایت جامع اور پر مغز ہوتی تھی، چونکہ ہندوستان میں غیر مقلدوں نے فقہ حنفی کے خلاف ایک بہت بڑی سازش کی اور پروپیگنڈا کیا کہ فقہ حنفی حدیث کے خلاف ہے اس لیے ضرورت پیش آئی کہ علماء مجتہدین کے دلائل پیش کر کے فقہ حنفی کو ترجیح دی جائے اصل میں یہ طریق مولانا انور شاہ صاحب کشمیری کا ہے کہ ہر مسئلہ میں آئمہ اربعہ کے مذاہب، دلائل اور جوابات فریق مخالف ذکر کیے جائیں تو فقہ حنفی کی ترجیح کا طریق اکابر دیوبند کا ہوا۔

### ﴿ضرورة اجتہاد و تقلید﴾

اس پر فتنہ دو میں اجتہاد و فقہ کی ضرورت ہے۔ غیر مقلدین اجتہاد کے منکر ہیں حقیقت میں تو وہ بھی اجتہاد کرتے ہیں اپنے اجتہاد کو حدیث پر عمل کہتے ہیں کسی غیر مقلد سے پوچھئے کہ نانی کہاں سے حرام ہوئی تو کہے گا کہ قرآن میں تو امتہتکم آیا ہے تو یہاں ام الام کو ام پر قیاس کیا گیا ہے۔

### ﴿تعریف اجتہاد﴾

لغتاً: ..... اجتہاد، جہد سے لیا گیا ہے ای صرف الہمة وبذل الجہد.

اصطلاحاً: ..... صرف الہمة فی الكتاب والسنة لاستنباط المسائل، اجتہاد کا ثبوت قرآن سے بھی ہے اور حدیث سے بھی اور اجماع سے بھی۔

## ثبوت الاجتهاد من القرآن والحديث

- (۱)..... قرآن پاک کی آیت ہے ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ﴾ ۱۔  
عبرت کہتے ہیں ایک نظیر کو دوسری نظیر پر قیاس کرنا اور حکم لگانا۔
- (۲)..... ﴿لَعَلَّمَهُ الَّذِينَ يَسْتَبْطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ ۲۔ البتہ جان لیتے اس کو وہ لوگ جو ان میں سے اس کی تحقیق کر لیا کرتے۔ معلوم ہوا کہ کچھ لوگ اجتہاد کے قابل ہیں اور کچھ نہیں ہیں۔

## ثبوت الاجتهاد من الحديث : .....

- (۱)..... جبینہ قبیلہ کی ایک عورت حضور ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی پس حج نہیں کیا تھا کہ مرگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکی طرف سے حج کر، تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیری والدہ پر قرضہ ہوتا تو اسکی ادائیگی کرتی اللہ کا قرضہ ادا کر پس اللہ تعالیٰ تو ادائیگی کے زیادہ قابل ہے، تو اب بندے کے قرضے پر اللہ کے قرضے کو قیاس کر کے مسئلہ سمجھایا ۳۔
- (۲)..... طلق بن علیؓ کی روایت ہے کہ کسی نے آپ ﷺ سے مس ذکر سے انقاض وضوء کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اھل ہو الابضعة منه ۴۔ یہاں بھی ایک عضو کو باقی اعضاء پر قیاس کیا
- (۳)..... حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ نے انکو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا ((کیف تقضی اذا عرض لك قضاء قال اقبضی بكتاب الله قال فان لم تجد فی كتاب الله قال فبسنة رسول الله ﷺ قال فان لم تجد فی سنة رسول الله قال اجتهد رأيی ولا الو)) اس پر حضور ﷺ نے حضرت معاذؓ کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا ((الحمد لله الذی وفق رسول الله لما یرضی به رسول الله)) ۵۔ معلوم ہوا کہ صحابی بھی اجتہاد کر سکتا ہے

- (۴)..... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت کا بغیر مہر مقرر کئے نکاح ہوا، اور خاوند جماع سے پہلے ہی فوت ہو گیا اب کیا حکم ہے ایک ماہ بعد تقریباً آپ نے جواب دیا اور فرمایا میں اپنی رائے سے فیصلہ کر رہا ہوں اگر درست ہو تو اللہ کی طرف سے ہے ورنہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے۔ وہ یہ کہ اس کے ذمہ مہر مثل ہوگا نہ اس سے کم اور نہ زیادہ اور اس کے بعد میراث ہوگی اور عدت لازم ہوگی پھر معقل بن سنانؓ نے گواہی دی کہ بے شک

رسول اللہ ﷺ نے بروء بنت واشق کے بارے فیصلہ کیا جیسا کہ آپ نے فیصلہ کیا ہے۔

## ﴿ثبوت الاجتهاد من الاجماع﴾

فقہاء امت نے اجتہاد کیا اور کسی محدث و عالم نے اس پر تکبر نہیں کی۔

الحاصل: ..... اجتہاد کا ثبوت قرآن سے بھی ہے اور حدیث سے بھی اور اجماع سے بھی۔

## ﴿اشکالات على الاجتهاد﴾

اشکال نمبر ۱: ..... قرآن پاک میں آتا ہے ﴿تَبَيَّنَا لَكُلِّ شَيْءٍ﴾ ۱ تو پھر اجتہاد کی کیا ضرورت ہے؟

جواب نمبر ۱: ..... تبیان اصول کا ہے نہ کہ جزئیات کا۔

جواب نمبر ۲: ..... تسلیم ہے کہ قرآن ﴿تَبَيَّنَا لَكُلِّ شَيْءٍ﴾ ہے لیکن یہ تبیان کبھی دلالت دیتا ہے کبھی عبارت کبھی اقتضاء اور کبھی اشارہ جو تبیان دلالت اور اشارہ ہوا سکوت لانے کا نام اجتہاد ہے کیونکہ ہر کوئی تو اشارہ نہیں سمجھ سکتا۔

اشکال نمبر ۲: ..... قرآن پاک میں آتا ہے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ ۲ اس سے تو معلوم ہوا کہ حجت صرف حدیث ہے نہ کہ اجتہاد؟

جواب: ..... یہ آیت تو دلیل اجتہاد ہے نہ کہ اجتہاد کے مخالف کیونکہ جو چیز کتاب و سنت میں صراحتاً مذکور ہے اس میں تو تنازع نہیں ہو سکتا تنازع تو ایسی چیز میں ہوگا جو کتاب و سنت میں نہیں ہے تو اب اجتہاد کر کے اسکو قرآن و حدیث کے اصولوں پر منطبق کیا جائیگا اور کتاب و سنت کی طرف راجع کیا جائیگا۔

اشکال نمبر ۳: ..... قیاس کرنا سنت الیہ ہے تو جو قیاس کرتا ہے وہ طریق الیہ کو اختیار کرتا ہے چنانچہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ سب سے اول قیاس کرنے والا الیہ ہے اور وہ قیاس یہ ہے کہ جب الیہ کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے کہا کہ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں تو میں کیوں سجدہ کروں کیونکہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور آدم مٹی سے، اور آگ مٹی سے افضل ہے لہذا آگ سے پیدا ہونے والا بھی مٹی سے پیدا ہونے والے سے افضل ہوگا لہذا میں افضل ہوا پھر یہ غیر مقلد ہمیں الزام دیتے ہیں کہ تم بھی اسی طرح اپنے قیاس کو حدیث کے مقابلے میں لاتے ہو اس الیہ کے قیاس کا جواب یہ ہے کہ ہم اس بات کو ہی تسلیم نہیں کرتے کہ آگ مٹی سے افضل ہے، بلکہ مٹی آگ سے افضل ہے، چنانچہ مقابلہ کر لیا جائے کہ مٹی کے کتنے منافع ہیں اور آگ کے کتنے منافع ہیں چنانچہ مٹی کے

منافع آگ کے منافع سے زیادہ ہیں اس طرح مٹی کے نقصانات آگ کے نقصانات سے کم ہیں تو مٹی افضل ہوئی نہ کہ آگ۔ اب ہم اصل اشکال کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

جواب ۱: ..... قیاس دو قسم پر ہے ایک وہ قیاس ہوتا ہے جو معارض نص ہو۔ دوم وہ قیاس ہے جو مٹی بر نص ہو یعنی منصوص پر غیر منصوص کو قیاس کرنا تمام آئمہ مجتہدین کا اتفاق ہے کہ قیاس معارض نص جائز نہیں ہے اور مٹی بر نص جائز ہے تمام فقہاء کا قیاس مٹی بر نص ہے اور ابلیس کا قیاس معارض نص ہے۔

جواب ۲: ..... آپ تو قیاس کے قائل نہیں پھر آپ قیاس کیوں کر رہے ہیں؟ آپ فقہاء مجتہدین کے قیاس کو ابلیس کے قیاس پر قیاس کر کے مردود قرار دیتے ہیں جب ہر قیاس مردود ہے تو آپ کا قیاس بھی مردود ہوا۔

اشکال نمبر ۴: ..... جب آپ اجتہاد کے قائل ہیں تو پھر آپ کو آج بھی اجتہاد کرنا چاہیے تو پھر آپ تقلید کیوں کرتے ہیں؟

جواب: ..... ہر شخص مجتہد نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اجتہاد کی کچھ شرائط ہیں اور صفات ہیں ملا جیوں نے انکا تذکرہ کیا ہے۔

(۱) ..... آیات احکام و احادیث احکام تمام کی تمام ایک ہی وقت میں متحضر ہوں آیات تقریباً پانچ سو ہیں اور احادیث تین ہزار ہیں!

(۲) ..... دوسرا یہ کہ لغت عربیہ، صرف، نحو وغیرہ میں ماہر ہو۔

(۳) ..... قیاس کی تمام انواع کا جاننے والا ہو۔

(۴) ..... اقوال صحابہؓ و فاطمہؓ و خلفاء کا واقف ہو۔

(۵) ..... ناخ و منسوخ سے واقف ہو۔

(۶) ..... مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ متقی بھی ہو۔

کیونکہ اگر اس میں تقویٰ نہ ہو تو خواہشات نفسانی داخل ہو جائیگی اور وہ ایسا اجتہاد کریگا جو خواہش میں مضمر نہ ہو اور نفسانی خواہش پر زدن پڑے اور ایسی شرائط کا پایا جانا عرفاً محال ہے تو یہ وہ شرائط ہیں جنکی وجہ سے ہم تقلید کرتے ہیں نہ کہ اجتہاد کیونکہ ہم میں یہ شرائط نہیں ہیں۔

سوال: ..... سلف صالحین میں بہت سارے مجتہد تھے تو پھر آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کیوں ضروری قرار دیتے ہیں؟

جواب: ..... تقلید کے لیے کچھ شرائط ہیں جس میں وہ پائی جائیگی اسکی تقلید کی جائیگی۔

(۱) ..... جس کی تقلید کی جائے اسکا مذہب مدون ہونا چاہیے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت ہے جسکا مذہب

مدون ہو جائے۔ ائمہ اربعہ کے شاگردوں نے ان کا مذہب مدون کر دیا جب کہ دیگر ائمہ کا مذہب مدون نہیں ہوا لہذا ان کی اتباع بھی نہیں کی جائے گی۔

(۲)..... جس امام کی تقلید کی جائے اسکی تمام شرائط کو ملحوظ رکھا جائے۔

(۳)..... تقلید سے نقض قضاء قاضی لازم نہ آئے مثلاً قاضی شافعی المسلک ہے۔ تو کسی اختلافی مسئلہ میں قضاء قاضی کے مطابق کام کرنا ہے نہ کہ امام ابوحنیفہ کی رائے کے مطابق۔

(۴)..... چونکہ مذاہب میں اختلاف ہوتا ہے تو ایک ہی کی تقلید کی جائے تلفیق نہ کی جائے تلفیق بالاجماع حرام ہے کیونکہ اس طرح یہ پانچواں مذہب بن جائیگا۔

تلفیق:..... کہتے ہیں کہ دو مذہب ملا کر عمل کیا جائے یعنی کبھی ایک مذہب پر عمل کرے اور کبھی دوسرے مذہب پر عمل کرے، اس سے آدمی اتباع ہوئی کا شکار ہو جاتا ہے مثلاً ذکر کو ہاتھ لگے تو کہے گا کہ فقہ حنفی میں وضوء نہیں ٹوٹا اور اگر نکیر پھوٹ گئی تو کہے گا کہ مذہب شافعی میں وضوء نہیں ٹوٹا لہذا دونوں صورتوں میں وضوء نہیں کرے گا۔

### ﴿اثبات تقلید من القرآن﴾

(۱)..... ﴿فَاسْتَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ ذکر سے مراد افراد مسائل جزئیہ شرعیہ ہیں اور اہل کی اضافت اختصاص کے لیے ہے، معنی یہ ہوئے کہ جو لوگ تمام مسائل جزئیہ شرعیہ کو قرآن وحدیث سے اخذ کر سکتے ہیں ان سے دریافت کر کے عمل کیا کرو اور وہ ائمہ مجتہدین ہیں۔ الذکر میں علم بھی داخل ہے۔ آج کل اصطلاحات کا بھی خون ہونے لگا ہے جیسا کہ علم کو ذکر سے ہی نکال دیا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مشکل کام کر نہیں سکتے تو علم کو ذکر سے ہی نکال دیا تاکہ ماننے والوں کو شبہ نہ گزرے اس کو قرآن وحدیث تو آتا نہیں یہ کیسے بزرگ ہو گیا؟ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کے بارے میں آتا ہے کہ یومیہ تین، تین، چار، چار چادریں حدیث کے مطالعہ کی مشغولی کی وجہ سے پسینے میں بھگ جاتی تھیں ایک گیلی ہوتی اسکو سو کھنے کے لیے ڈال دیتے دوسری پہن لیتے۔

(۲)..... ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ﴾ جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے اس کی اتباع کرو، اس سے مطلق تقلید ثابت ہوئی اور مطلق من حیث الفرد ہی پایا جاتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تقلید کن افراد کی کرنی ہے؟ تو دوسری تیسری صدی کے علماء نے جنکی تقلید کو صحیح

قرار دیا ہے وہ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ ہیں جنکو جکا تلمذ میسر ہوا انکی تقلید کریں ہم کسی کی تقلید کو باطل قرار نہیں دیتے لیکن اپنے لئے رائج امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کو سمجھتے ہیں۔ (اسکا نام تقلید شخصی ہے)

### ﴿وجوہ ترجیح فقہ حنفی﴾

الاول:..... امام صاحبؒ کا طریقہ اجتہاد رائج ہے، اس لیے کہ امام شافعیؒ اصح مافی الباب کو ترجیح دیتے ہیں اور باقی روایتوں کی توجیہ یا تطبیق کی صورت اختیار کرتے ہیں اسی لیے شافعیہ نے صحت حدیث پر زیادہ محنت کی ہے یہی وجہ ہے کہ زیادہ محدثین شافعی المسلک نظر آتے ہیں امام مالکؒ تعامل اہل مدینہ کو مدار بناتے ہیں باقیوں کی توجیہ اور تطبیق کرتے ہیں اپنی اپنی شانیں ہیں امام احمدؒ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں اس لیے زیادہ تر اصحابؒ ظواہر کی موافقت میں آجاتے ہیں اس لیے انکی فقہ میں تعارض بھی ہوگا کہ جہاں جیسی حدیث ملی ویسا عمل کر لیا اور ایک اصحابؒ ظواہر ہیں وہ سرے سے اجتہاد ہی نہیں کرتے حدیث پاک میں جیسے الفاظ آگئے ویسے عمل کرنا ہے چنانچہ یہ لایبولن احد کم فی الماء الدائم کے بارے میں کہتے ہیں کہ ماء دائم یا ماء راکد میں تو پیشاب نہ کرو لیکن اگر کنارے پر کیا اور بہہ کر پانی میں چلا گیا تو کوئی حرج نہیں، اور امام اعظم ابو حنیفہؒ ابتداء حدیث پاک کو قرآن کے مطابق کر کے عمل کرنیکی کوشش کرتے ہیں یعنی ایسا حمل تلاش کرتے ہیں کہ دونوں پر عمل ہو جائے ورنہ قرآن پاک کو ترجیح دیتے ہیں پھر حدیث کو لیتے ہیں پھر اجماع کو پھر قول صحابی کی باری آتی ہے اور تابعین کے قول کے مقابلے میں اجتہاد کرتے ہیں تو فقہ حنفی ایسی فقہ ہے جس میں قرآن اور حدیث، دونوں معمول یہ ہو جاتے ہیں۔

الثانی، قیام شورعی:..... تدوین فقہ حنفی کے لیے امام صاحبؒ نے ایک شورعی قائم کی تھی جس میں انہوں نے اپنے اصحاب و تلامذہ میں سے چالیس اصحاب کا انتخاب کیا تھا وہ سب کے سب اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے جن میں بڑے بڑے محدث، مفسر، لغوی، عالم تاریخ اور عالم مغازی تھے ایک ایک مسئلہ پر گھنٹوں اور بعض مرتبہ ہفتوں بحثیں ہوتیں، جس مسئلہ پر بحث پوری ہو جاتی اسکو لکھ لیا جاتا۔

اور یہ بھی ایک حدیث ہے طبرانی میں حضرت علیؓ سے ((قال قلت یا رسول الله ان ينزل بنا امر ليس فيه بيان



امر ولا نهی فماتامرنی؟ قال تشاوروا الفقهاء والعابدين ولا تمضوا فيه رأى خاصة)) ۱۔  
 الثالث، تدوین میں تقدیم: ..... سب سے پہلے جس فقہ کی تدوین ہوئی وہ فقہ حنفی ہے ظاہر ہے کہ اول کو  
 اور بنیاد رکھنے والے کو ترجیح ہوتی ہے اور بعد میں آنے والے اسکو دیکھ کر چلتے ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا الناس عیال  
 علی ابی حنیفة فی الفقہ ۲۔

الرابع، جلالة شأنه: ..... امام اعظمؒ کی جلالت شان خود متقاضی ہے کہ فقہ حنفی کی تقلید کی جائے امام ابوحنیفہؒ نے  
 چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا ۳۔ اور آپ کے تلامذہ میں سے بے شمار محدثین پیدا ہوئے ۴۔ جن میں عبد اللہ بن  
 مبارکؒ بھی ہیں جن کو امیر المومنین فی الحدیث کہا جاتا ہے ذخیرہ احادیث میں انکی بیس ہزار احادیث ہیں ۵۔ صحاح  
 ستہ والوں کے اکثر اساتذہ امام اعظمؒ کے شاگرد ہیں لکھا ہے کہ اگر صحاح ستہ سے آپ کے تلامذہ کی احادیث نکال  
 دیجائیں تو صحاح ستہ کا بہت کم حصہ باقی رہ جائے اور امام صاحبؒ کی تعریف میں مستقل طور پر تقریباً ستائیس کتابیں  
 لکھی گئیں جن میں شافعی، مالکی اور حنبلی مصنفین بھی ہیں اور ۶۷۰ سے زائد کتابوں میں ضمنی تذکرہ ہے سب سے پہلے  
 حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ نے امام صاحبؒ کو جلالت شان کی بنا پر امام اعظمؒ کہا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نحن  
 عیال ابی حنیفة فی الفقہ۔

الخامس، تقدم ذاتی: ..... حضرت امام اعظمؒ کو باقی ائمہ مجتہدین سے تقدم ذاتی حاصل ہے اور امام  
 صاحب کی سند میں واسطے بہت کم آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس میں واسطے کم ہوں وہ بہت قوی حدیث ہوگی اور اس  
 حدیث پر جو فقہ مرتب ہوگی وہ بھی زیادہ قوی ہوگی۔

امام اعظمؒ کے بارے میں بہت ساروں کا تابعی ہونے کا قول ہے خصوصاً علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ ابن حجر مکیؒ ہر  
 دونوں شافعی حضراتؒ نے ان کو تابعی تسلیم کیا ہے۔

السادس، فقاہت ذاتی: ..... حضرت امام اعظمؒ ذاتی طور پر فقیہ تھے چنانچہ انکی فقاہت کی شہادت بڑے  
 بڑے ائمہ مجتہدین نے دی ہے۔ حضرت ابن مبارکؒ کہتے ہیں کان افقہ الناس، حضرت ابن راہویہؒ کہتے ہیں کہ اللہ  
 تعالیٰ نے امام صاحب جیسا کوئی فقیہ پیدا نہیں کیا۔

### امام ابو حنیفہؒ کی فقاہت کے چند قصے

القصة الاولى: ..... ایک شخص آ کر کہنے لگا بواؤ او بواؤین حضرت امام صاحب نے فرمایا بواؤین اس نے

۱۔ انوار الباری ج ۱ ص ۱۵۵ بحوالہ طبرانی اوسط ج ۱ انوار الباری ج ۱ ص ۱۵۵، تہذیب الصغیر ص ۲۱

۲۔ انوار الباری ج ۱ ص ۱۵۹ ج ۱ انوار الباری ج ۱ ص ۱۵۲

دعا دی، کہا بارک اللہ فیک کما بارک فی لا ولا، اسکے جانیکے بعد حاضرین نے حیران ہو کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس نے التحیات کے بارے میں سوال کیا تھا کہ تشہد ابن عباس رائج ہے یا تشہد ابن مسعود تو میں نے جواب دیا کہ ہواوین یعنی تشہد ابن مسعود رائج ہے۔ اس پر اس شخص نے دعا دی کہ اللہ پاک آپ کا فیض مشرق و مغرب میں پہنچائے جیسا کہ قرآن پاک کی آیت مبارکہ ہے ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾۔ کس قدر امام صاحب کی فقہیت معلوم ہوئی کہ دوسرے حاضرین نہ سمجھ سکے۔

القصة الثانية: ..... ایک شخص آ کر کہنے لگا اقول ما قالت النصارى واقول ما قالت اليهود حضرت امام صاحبؒ نے شاگردوں سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہوں انہوں نے عرض کیا کہ یہ شخص کافر ہے حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا پہلے اس سے پوچھو کہ اس کی مراد کیا ہے؟ پوچھے بغیر فتویٰ مت لگاؤ اس کو بلایا گیا پوچھا تو اس نے کہا قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ واقول کما قالوا چنانچہ اس کی مراد جان کر سب نے امام صاحبؒ کی فقہیت کی داد دی۔

فائدہ: ..... اس قصہ سے معلوم ہوا کہ جتنا نقصان دین کو دین والوں نے دیا ہے اتنا دوسروں نے دین کو نہیں دیا، جیسا کہ مذکورہ قصہ میں ایک جماعت کہتی ہے وہ جماعت کچھ نہیں، دوسری جماعت کہتی ہے وہ کچھ نہیں، اسی طرح بے دین آ کر کہے گا دونوں جماعتیں کچھ نہیں۔

ایک شخص حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحبؒ کو گالی دیا کرتا تھا۔ وہ مولوی تھا وہ تو کسی کبیرہ میں مبتلا ہو گیا کسی نے آ کر شاہ جی سے کہا۔ حضرت شاہ جیؒ نے فرمایا خاموش خاموش۔ برادری بدنام ہوگی کیونکہ لوگ تو دیکھیں گے کہ فلاں مولوی صاحب یا فلاں دین دار نے ایسے کیا جو کہ سب بنے گا دین داروں کے بدنام ہونے کا۔

القصة الثالثة: ..... حضرت امام صاحبؒ کے زمانہ کی بات ہے کہ دو بہنوں اور دو بھائیوں کا نکاح بیک وقت ہوا رخصتی کے وقت معاملہ برعکس ہو گیا یعنی ایک بھائی کی منکوحہ دوسرے بھائی کے ہاں چلی گئی تو اس مسئلہ کے حل کے لیے تمام فقہاء قوم اکٹھے ہو گئے اور کہا کہ دونوں حرام ہو گئیں۔ حلال ہونے کی صورت پوچھی گئی تو انکار کر دیا کہ کسی صورت میں بھی حلال نہیں ہوں گی لیکن حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک صورت ہے حلال ہونے کی اور وہ یہ کہ اگر ہر شخص

اپنی منکوحہ کو طلاق دیدے اور موطوءہ کو نکاح میں لے لے تو ابھی مسئلہ حل ہو جائیگا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لکھا ہے کہ  
اعجبوہ امام صاحبؒ نے فقہاء کو تعجب میں ڈال دیا اور انکو امام صاحب کی فقہانیت پر تعجب ہوا۔

القصة الرابعة:..... اس طرح ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک عورت آ کر کہنے لگی میرے خاوند نے قسم کھائی ہے کہ ساری رات تجھ سے نہیں بولوں گا اور یہ بھی قسم کھائی ہے کہ اگر ساری رات تجھ سے نہ بولوں تو تجھے طلاق ہے آپ نے فرمایا جاؤ گھر جا کر آرام کرو مسئلہ حل ہو جائیگا صبح صبح اذان ہوئی تو خاوند نے کہا کہ جا چلی جا تجھے طلاق ہو چکی ہے وہ عورت گھبرائی ہوئی امام صاحب کے پاس آئی کہنے لگی آپ نے کوئی حل نہیں فرمایا اس نے تو مجھے گھر سے نکال دیا ہے، تو امام صاحب نے اس کے خاوند کو بلایا اور فرمایا طلاق نہیں ہوئی اس لیے کہ وقت سے پہلے اذان میں نے دی تھی اور تو نے رات کے اندر ہی کلام کر لی اس لیے طلاق نہ ہوئی۔

القصة الخامسة:..... اس طرح ایک قصہ یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ ایک گھر میں چور آ گئے چوروں نے بھی فقہ پڑھی ہوئی تھی چوروں نے گھر والوں کو پکڑ لیا اور قسم لیکر کہا کہ تم کسی کو نہیں بتلاؤ گے ورنہ تمہاری عورتوں کو تین تین طلاقیں صبح ہوئی تو بہت پریشان ہوئے کہ اگر نہیں بتلاتے تو مال گیا اگر بتلاتے ہیں تو بیویاں گئیں۔ تو وہ لوگ امام صاحب کے پاس گئے امام صاحب نے فرمایا گھر او نہیں عدالت میں جا کر یہ انتظام کرواؤ کہ مسجد میں قاضی اور امام صاحب کو بٹھلادیا جائے دروازے پر گھر والوں کو محلے والوں کو بلا کر مسجد میں داخل کرتے جاؤ جس نے چوری نہ کی ہو کہہ دینا کہ یہ نہیں ہے اور جنہوں نے چوری کی ہو ان کے بارے میں خاموش رہنا ہم خود ہی پہچان لیں گے یہ ہے وہ تدبیر جو امام صاحب نے اپنی فقہانیت کی بنا پر انکو بتلائی اور کامیاب ثابت ہوئی۔

القصة السادسة:..... ایک عورت پیالہ میں کچھ پانی لیکر آئی خاوند نے اسے کہا اگر یہ پانی میں پیو تو تجھے طلاق اگر تو پئے تو بھی تجھے طلاق اگر نیچے گرا دیگی تو بھی تجھے طلاق، امام صاحب نے طلاق سے بچنے کی تدبیر یہ بتلائی کہ کسی بڑے برتن میں منتقل کر کے کوئی کھیس وغیرہ اس سے تر کر لو اور پھر اسکو دھوپ میں ڈال دینا اسکی بات بھی پوری ہو جائیگی تجھے طلاق بھی نہیں پڑے گی۔

القصة السابعة:..... اسی طرح ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں ایسی عبادت کرونگا کہ اسوقت کوئی بھی عبادت نہ کر رہا ہو۔ تو حضرت امام صاحبؒ نے تدبیر یہ بتلائی کہ قاضی سے جا کر عرض کرو کہ کچھ وقت کے لئے مطاف خالی کروادے اور تم جا کر طواف کرو کیونکہ اس طواف کرنے کے وقت کوئی بھی طواف نہیں کر رہا۔

السابع، موافقت حدیث:..... ان کی فقہ افق بالحدیث ہے اس لیے کہ امام صاحب اپنے اصول میں

کوشش کرتے ہیں کہ کوئی حدیث عمل سے نہ رہ جائے یہاں تک کہ حدیث سے قرآن کے نسخ کو بھی جائز کہتے ہیں حدیث مرسل کو حجت قرار دیتے ہیں حدیث ضعیف و قول صحابی کو قیاس پر ترجیح دیتے ہیں۔ رفع یدین کے طریقہ میں اختلاف، پھر اسمیں تطبیق، اسی طرح وضع یدین کے طریقہ میں اختلاف، اور پھر اسمیں تطبیق سے صاف پتہ چلتا ہے کہ امام صاحب کی فقہ اوفق بالحدیث ہے۔ حضرت انور شاہ صاحب کا قول ہے کہ بیس سال تک محنت کی فقہ حنفی کو حدیث پر منطبق کرنے کے لیے لیکن کوئی قول فقہ حنفی کا حدیث کے خلاف نہیں پایا۔

رفع یدین کی روایات اور انمیں تطبیق:..... اس سلسلہ میں روایات تین قسم کی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق کندھوں کے برابر ہاتھوں کا اٹھانا ہے۔ ((عن الزہری عن سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ اذا استفتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه۔ دوسری حدیث کے مطابق کانوں کی لوتک ہاتھوں کو اٹھانا ہے۔ عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ یرفع ابهامیه فی الصلوة الی شحمة اذنیہ))۔ تیسری حدیث کے مطابق کانوں سے بھی اوپر ہاتھوں کو اٹھانا ثابت ہے۔ ((عن مالک بن الحویرث عن رسول اللہ ﷺ مثله الا انه قال حتی یحاذی بہما فوق اذنیہ))۔ اب دیکھیں روایات تین قسم کی ہیں لیکن ایسا طریقہ اختیار فرمایا جس میں تینوں روایات پر عمل ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر، ابہامین کانوں کی لوتک، انگلیوں کو کانوں سے اوپر رکھا جائے، تو اس طریقہ پر تینوں قسم کی روایات پر عمل ہو جاتا ہے۔ اس تطبیق سے صاف پتہ چلتا ہے کہ امام صاحب کی فقہ اوفق بالحدیث ہے۔

وضع یدین کی روایات اور ان میں تطبیق:..... جس طرح رفع یدین کی روایات مختلف تھیں اسی طرح وضع یدین کی روایات بھی مختلف ہیں۔

(۱)..... ایک روایت میں مطلقاً خنثا کیا کہ ید یعنی کوید یسریٰ پر رکھنا ہے۔ عن وائل بن حجر انه رای النبی ﷺ رفع یدیه..... ثم وضع یدہ الیمنی علی الیسری۔

(۲)..... لیکن ساتھ ہی دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھنا ہے عن سهل بن سعد قال کان الناس یؤمرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی زراعہ الیسری فی الصلوة۔

(۳)..... تیسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کف کو کف پر رکھنا ہے جیسا کہ فرمایا وعن علی ومن السنۃ فی الصلوة وضع الکف علی الکف تحت السرة۔

طب بظاہر ان روایات میں اختلاف ہے لیکن حضرت امام صاحب نے ایسا طریقہ اختیار فرمایا کہ تینوں

روایات پر عمل ہو جاتا ہے وہ یہ کہ ان يضع الكف اليمنى على الكف اليسرى ويحلق الابهام والخنصر على الرسغ ويبسط الاصابع الثلاث اب روایات میں تطبیق اس طرح فرمائی کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر ابهام اور خنصر سے حلقہ بنا لے اور باقی تین انگلیاں بائیں ہاتھ پر رکھ لے تو اس طرح تینوں روایات پر عمل ہو جائیگا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کس طرح دقیق تطبیق فرمائی، معلوم ہوا کہ امام صاحب کی فقہ اوفق بالمحدیث ہے۔ اس لیے بھی امام صاحب کی فقہ رائج معلوم ہوتی ہے۔

حضرت شاہ صاحب کا قول: ..... فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی کو حدیث سے منطبق کرنے کے لیے بیس سال محنت کی لیکن کوئی قول فقہ حنفی کا حدیث کے خلاف نہیں پایا۔ غیر مقلدین کا فقہ حنفی پر اعتراض کرنا چار اندھوں کا ہاتھ دیکھنے کی مثال ہے۔ چار اندھے ہاتھی دیکھنے کے لیے ایک جگہ گئے۔ ایک اندھے کا ہاتھ سوئڈ پر پڑ گیا، دوسرے کا ہاتھ پیٹ پر پڑ گیا، تیسرے کا ہاتھ ٹانگ پر پڑ گیا، اسکے بعد چوتھے کا ہاتھ اسی طرح کسی اور چیز پر پڑ گیا۔ اسکے بعد تبصرہ کرنے لگے جس کا ہاتھ سوئڈ پر پڑا تھا اسنے سمجھا اور کہا کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے سانپ، جس کا ہاتھ پیٹ پر لگا اسنے کہا ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے ڈھول، جس کا ہاتھ ٹانگ پر پڑا تھا اسنے کہا کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے ستون، اسی طرح چوتھے نے بھی اپنی سمجھ کے مطابق کہا بہر کیف جسکے اندر جتنی سمجھ تھی اسنے ویسے ہی کہا، ایسے ہی غیر مقلدین کا حال ہے جیسے چاہتے ہیں فقہ حنفی پر اعتراض کر دیتے ہیں۔

الثامن: قوتِ ماخذ یا مضبوط بنیاد: ..... حضرت امام صاحب نے علم حاصل کیا حضرت حماد سے انہوں نے حاصل کیا حضرت ابراہیم نخعی سے اور ان کا علم حضرت ابن مسعود و حضرت علی و حضرت عمر سے ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ مصنف عبد الرزاق، کتاب الآثار لا امام محمد اور مصنف ابن ابی شیبہ میں جو صحابہ کے اقوال ہیں انکو اکٹھا کر لیا جائے تو فقہ حنفی بن جاتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ما حدثکم ابن مسعود فصدّقوہ۔ نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود ایسے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں آنے کے لیے اجازت لینے کی ضرورت نہیں بلکہ تنحیح (کھانسا) ہی کافی ہے۔

التاسع: مقبولیتِ عامہ: ..... فقہ حنفی کو من جانب اللہ قبولیت ملی ہے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ہر دور میں دو ٹکٹ مسلمان حنفی رہے ہیں۔

خلیفہ واثق باللہ خلیفہ عباسی نے چاہا کہ سد سکندری کا حال معلوم کرے۔ چنانچہ اس نے اسکے تفصص (تلاش)

کے لیے ۲۲۸ھ میں سلام نامی شخص کو جو چند زبانوں کا واقف تھا پچاس آدمیوں کے ساتھ سامان و فد دیکر روانہ کیا۔ بالآخر تلاش کرتے کرتے وہاں پہنچے جہاں سد سکندری تھی اگرچہ اسکے قریب بستیاں کم تھیں مگر صحراء اور متفرق مکانات بہت تھے سد مذکور کے محافظ جو اس جگہ تھے وہ سب مسلمان تھے اور انکا مذہب حنفی تھا زبان عربی و فارسی بولتے تھے۔ تو جہاں بادشاہوں کی بادشاہت نہیں پہنچی تھی وہاں فقہ حنفی پہنچ چکی تھی۔

العاشر، وسعت عامہ: ..... حضرت امام صاحبؒ کے تلامذہ نے بہت محنت کی ہے اسکے بعد ہر زمانہ میں فقہاء حنفیہ نے فقہ حنفی کی تدوین و تشریح میں بہت محنت کی حتیٰ کہ کوئی جزئیہ ایسا نہیں ہوگا جو فقہ حنفی میں نہ ملے اس لیے کہ جو مسائل پیش آتے صرف انہیں کا حکم نہیں لکھا بلکہ جو واقعات بطور فرض اور تقدیر کے تھے انکا حکم بھی لکھ دیا تو گویا اسکو اگر قانونی طور پر نافذ کیا جائے تو اسکے اندر استعداد ہے۔

### الحادی عشر، قانون بننے کی صلاحیت: .....

اکثر زمانوں میں فقہ حنفی نافذ رہی ہے۔ امام صاحبؒ کے شاگرد، امام ابو یوسفؒ قاضی القضاۃ تھے جتنا علاقہ اسلامی قلمرو میں تھا وہاں فقہ حنفی نافذ تھی اور یہ خلیفہ ہارون الرشید کا زمانہ تھا جسکی حکومت برما سے لیکر افغانستان تک تھی ہندوستان میں جن بادشاہوں نے اسلامی قانون نافذ کیا انہوں نے فقہ حنفی نافذ کی۔ عالمگیرؒ نے فتاویٰ عالمگیری علماء سے مرتب کروایا اس کو فتاویٰ ہندیہ بھی کہتے ہیں اور عالمگیرؒ نے پچاس سال تک حکومت کی تو یہ اوفق بالفقہ بھی ہے۔

الثانی عشر، بشارت نبوی: ..... حضرت علامہ سیوطیؒ نے امام صاحبؒ کے مناقب میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ہے **مختصر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہؒ** انہوں نے لکھا ہے کہ یہ روایت لو کان العلم بالشریا لتناوله رجال من ابناء فارس اس سے مراد امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ مستقل طور پر ۲۶ کتابیں امام صاحبؒ کے مناقب میں لکھی گئیں اور تقریباً ۶۷ کتابوں کے اندر ویسے امام صاحبؒ کا تذکرہ مبارک ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ وہ علوم مکاشفات جو روضہ اطہر کے قریب حاصل کئے گئے ان میں یہ بھی ہے کہ فی الحنفیہ طریقۃ ائیمہ۔ ان وجوہ کی بناء پر ہم فقہ حنفی کو ترجیح دیتے ہیں۔

الثالث عشر، علاقائی ترجیح: ..... پھر چونکہ یہاں حنفی ہیں فقہ حنفی ہمارے ملک میں مدون ہے فتاویٰ اسکے مطابق ہیں تو اس لیے بھی ہم اسکو ترجیح دیتے ہیں۔

تدوین فقہ کا طرز خاص: ..... امام صاحبؒ نے جس طرز پر تدوین فقہ کا کام کیا درحقیقت وہ رسول

اللہ ﷺ کے فرمان کی تعمیل تھی جو کہ طبرانی نے اوسط میں حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔ قال قلت یا رسول اللہ ان یبذل بنا امر لیس فیہ بیان امر ولا نہی فما تأمرنی؟ قال تشاوروا الفقهاء والعابدين ولا تمضوا فیہ رأی خاصۃ۔ اس لیے یہ مذہب حنفی جو دراصل ایک جماعت، شوری کا مذہب تھا اور حضور ﷺ کے ارشاد ید اللہ علی الجماعۃ ۲ سے مؤید تھا نیز ہر زمانہ میں مقبول خاص و عام رہا اور اسی لئے امام مالکؒ جیسے امام و مجتہد انکی جماعت کے تدوین کردہ مذہب سے مستفید ہوئے تھے۔

### ﴿الامور المتعلقة بسند الحديث﴾

سند الحديث بیان کرنے سے قبل اسکے متعلق چند اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے۔

الاسناد:..... فهو الحکایة عن طریق المتن یعنی سند بیان کرنا۔

السند:..... الطريق الموصل الى متن الحديث یعنی ان رواۃ کا نام ہے جنکو محدث حدیث بیان کرنے سے پہلے ذکر کرتا ہے۔

المتن:..... هو الفاظ الحديث التي يتقدم منها السند جو حدیث بیان کی جاتی ہے اسکو متن حدیث کہتے ہیں  
ح:..... سند حدیث بیان کرتے ہوئے کبھی ح آجاتی ہے اس سے مقصود محدث کا تحویل ہوتا ہے کہ اب سند بدلنے لگی ہے ح کی شرح میں چار قول ہیں۔

(۱)..... یہ ح صح سے خفف ہے کہ اس طریقہ سے بھی صحیح ہے

(۲)..... انه ماخوذ من التحویل کہ ح تحویل سے ماخوذ و خفف ہے۔

(۳)..... الحائل سے خفف ہے۔

(۴)..... الحدیث سے خفف ہے کہ اب حدیث دوسرے طریقہ سے شروع کرتے ہیں۔

الابن:..... کبھی ابن کا لفظ ذکر کر کے باپ کا نام ذکر کر دیتے ہیں۔

قاعدہ ۵:..... اگر یہ لفظ ابن دو علمین متناسلین کے درمیان ہو تو اسکا ہمزہ نہ لکھنے میں آتا ہے نہ پڑھنے میں۔ یعنی اگر واقعہ بھی ایسا ہے کہ ما قبل بیٹا اور ما بعد باپ ہو تو اس صورت میں پہلے کی صفت ہوتا ہے اور بعد والے کی طرف مضاف ہوتا ہے اگر شروع سطر میں آجائے اور ہو بھی علمین متناسلین کے درمیان تو لفظ ابن کا الف لکھنے میں آئیگا پڑھنے میں نہ

آیگا۔ اگر غیر متساہلین کے درمیان ہو تو لکھنے میں آئے گا اور پڑھنے میں بھی آئے گا۔ اس وقت یہ صفت نہیں بنے گا بلکہ ماقبل کے لیے بدل بنے گا جیسے ۱۔ محمد بن یزید ابن ماجہ ۲۔ عبد اللہ بن عمرو ابن ام مکتوم ۳۔ اسحاق بن ابراہیم ابن راہویہ ۴۔ اسماعیل بن ابراہیم ابن علیہ ۵۔ مقداد بن عمرو ابن الاسود ۶۔ عبد اللہ بن مالک ابن بحینہ ۷۔ عبد اللہ بن ابی ابن سلول (ان مذکورہ اعلام میں دوسرے ابن کا الف لکھنے میں بھی آیگا اور پڑھنے میں بھی)

بیان سند میں محدث کبھی علم ذکر کرتا ہے کبھی لقب اور کبھی کنیت اور کبھی نسبت ذکر کرتا ہے۔ اس لیے سند ذکر کرنے سے قبل ان چیزوں کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔

**العلم:**..... جو ذات معین پر دلالت کرے۔

**لقب:**..... وہ اسم ہے جو ذات معین پر دلالت کرے مع صفت مادہ یا ذامہ کے جیسے اعش بمعنی اندھا انخفش بمعنی پندھا۔ فرزدق بمعنی گول گہا۔

**کنیت:**..... جو ابن اور اب کی صفت کے ساتھ ذکر کی جائے کبھی یہ اضافت حقیقت پر مبنی ہوتی ہے اور کبھی مجاز پر مبنی ہوتی ہے جیسے ابن عمر صفت حقیقی ہے اور صفت مجازی ابو ہریرہؓ اور ابو ترابؓ ہے۔ قم یا ابا تراب حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا اور کبھی یہ اضافت برکت کے لیے ہوتی ہے جیسے ابوالفتح اور ابوالبرکات۔

**نسبت:**..... یا نسب لگا دی جاتی ہے علاقہ یا قبیلہ کی طرف نسبت کر کے جیسے مدینہ النبی ﷺ کی طرف نسبت ہو تو مدنی بولا جاتا ہے اور اگر کسی شہر کی طرف نسبت ہو تو مدینی کہا جاتا ہے۔

**العرف:**..... جو نام کسی کی تعیین کے لیے مشہور ہو جاتا ہے۔

**التخلص:**..... اس مختصر نام کو کہتے ہیں جو شاعر اپنی کلام کو ختم کرتے وقت استعمال کرتا ہے تخلص بمعنی جان چھڑانا۔

**فائدہ:**..... نسبت پہلے علم کی صفت بنے گی جیسے یحییٰ بن وقاص اللیثی۔ اللیثی، یحییٰ کی صفت ہے نہ کہ وقاص کی۔ یہ تو سند کی بات ہے ویسے اگر نسب کو ذکر کیا جائے سند بیان نہ ہو رہی ہو تو جسکے ساتھ ذکر کیا جائے وہ نسبت اس کی صفت ہوگی۔

**حدثنا واخبرنا:**..... حدثنا کا مخفف ثنا ہے اور اخبرنا کا مخفف انا ہے



الفرق بین التحذیث والاخبار: ..... حضرات متقدمین جیسے امام زہریؒ اور اکثر اہل جاز اور امام ابو حنیفہؒ کا یہی قول ہے کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ متاخرین کے نزدیک فرق ہے اگر شاگرد پڑھے اور استاد صاحب سنیل تو اکیلے ہونیکی صورت میں اخبار فی اور زیادہ ہونے کی صورت میں اخبارنا استعمال کیا جاتا ہے اگر استاد پڑھے اور شاگرد نے تو حدیثی وحدثنا جو حضرات اسمیں فرق کرتے ہیں ان کو اسمیں بحث کرنا پڑتی ہے کہ کونسا افضل ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اخبار افضل ہے کیونکہ اس صورت میں تلمیذ حقیقت سے بیٹھتا ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حدیث افضل ہے اس لیے کہ سلف صالحینؒ اور صحابہؓ تابعینؒ کا طریقہ ہے۔

قراءة علیہ: ..... یہ یا تو مصدر مبنی للفاعل ہے یا مبنی للمفعول ہے۔ قاریاً علیہ یا مقروءاً علیہ: یا مفعول مطلق ہے یقرأ قراءاً علیہ یا قراءاً علیہ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب جماعت میں ایک پڑھنے والا ہو باقی سننے والے ہوں۔

وبہ قال: ..... پھر جب سند پڑھی جاتی ہے تو شروع میں وبہ قال کے کلمات کہے جاتے ہیں یہ مخفف ہے وبالسند المتصل من القاری الی المصنف قال قال کا فاعل مصنف ہے یعنی سند متصل کے ساتھ ہم کہتے ہیں کہ مصنف نے کہا۔

### ﴿سلسلہ اسناد﴾

سند کے تین حصے ہیں۔

(۱) ..... حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ تک۔

(۲) ..... حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے مصنف کتاب تک۔

(۳) ..... مصنف کتاب سے حضور ﷺ تک۔ آخری حصہ مذکور ہوتا ہے اور دوسرا حصہ شاہ ولی اللہ سے مصنف کتاب تک بعض کتابوں میں مطبوع ہوتا ہے اور بعض کتابوں میں نہیں۔ ویسے مستقل مطبوعہ مل جاتا ہے۔ اس مقام میں پہلے اور دوسرے حصے کی تفصیل ذکر کی جا رہی ہے۔

فائدہ: ..... اولاً سند الحدیث واجازتہ کا عکس دیا جا رہا ہے جو حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہؒ اپنے شاگردوں کو عنایت فرمایا کرتے تھے اور ثانیاً اس سند الحدیث واجازتہ کا عکس دیا جا رہا ہے جو استاد محترم تدریس میں مصروف تلامذہ و علماء کو عطا فرماتے ہیں۔

# سند الحديث في إجازته

بسم الله الرحمن الرحيم حمداً لتواترت الاله على الانسان - ورفع درجته بنريد الاحسان - واقد  
 عينه بمسايد الفضل الامتنان - والصلوة والسلام على سيدنا وحبيبنا محمد الذي امتازت امة بحفظ  
 السند مدى الازمان وعلى اصحابه من تبعهم من ائمة الدين في الرواية والرواية وعلى المجتهدين  
 منهم سيما من قال للدين القويوم الثريا الدرية -  
 أما بعد فيقول العبد الراعي الى رحمة ربه الاحد خير محمد بن الهادي نجش غفر لها ذوالعرش ان لاه في  
 الدين المولوي محمد صدق بن نبي محشي الا للهوى رزقه الله سداد العلم والعلم قد  
 قرأ على وعلى سائر المدرسين صحيح الاماين الهامين البخاري مسلم وسنن ابى داود والنسائي وابن ماجه وجميع  
 الترمذي - والموطن للامامين لقنطين الكوفي وشرح معاني الآثار للطحاوي والشامل للترمذي في المدرست  
 العربية خبير المدارس الواقعة ببلدة ملتان فلما فرغ من قراتها فاستجاز في بحسن طلبه عن هذه  
 الكتبة الحديثية المذكورة - فاجزته من توكلا على الله بما يجوز في الرواية عن الاسانيد الثلاثة احدها ما  
 اقرا في واجاز في اساذة الاسانيد الشيعية المعظم مولانا محمد ليس السهرندي - صاحب الكهتام وشيخ الحديث  
 في المدرست العربية الموسومة باشاعة العلوم ببلدة بريلي حصل له القراءة والاجازة عن شيخه شيخ الزمان  
 حافظ الصحيح والحسن العارف بالله مولانا محمد الحسن الديوبندي - عن شيخه اسلام قاسم العلوم والحكم مولانا  
 محمد اسام لنا نوتوي عن الحد العارف بالله الغني مولانا الشاه عبدالغني المجددي الدهلوي - وعن مظهر الخفي والجلبي  
 الشيخ احمد علي السهنا نوتوي عن الشيخ المشتهر الافان الشيخ محمد سحان الدهلوي - وحصل له الاجازة عن قطب  
 الاقطاب محزون فيوض الرحمن حضره مولانا فضل الرحمن الكبير مراد آبادي كلاهما عن قدوة الانام حجة الاسلام  
 الفائق بالفضل والتميز مولانا شاه عبدالعزير الدهلوي - عن سيد العارف بالله محمد بن الله مولانا الشافعي بالله  
 الدهلوي رحمهم الله رحمة واسعة وقاينها ما اجاز في الامام حجة العارف بالله محمد الملة حكيم الامام حضرت  
 مولانا الشافعي التهانوي - عن جامع الشريعة والطريقة شيخ المشايخ حضره مولانا محمد يعقوب لنا نوتوي  
 عن الامام النحرير والمحدث الكبير مولانا الشيخ عبدالغني المجددي الدهلوي عن الشيخ المشتهر الافان مولانا  
 محمد سحان الدهلوي وقاينها ما اجاز في اما الامية في المنقول المعقول مركز دواثر الفردوس والا صوعديم  
 النظير في الاعصا شيخ الاخيار والابرار مولانا السيد محمد انور شاه الكشيري ثم الديوبندي - عن ابا اهل  
 المعرف واليقين العارف بالله حضره مولانا محمد الحسن الديوبندي - وادعى الام في الدين المولوي محمد صدق  
 الموحى اليه نفس بيقول الله في البر والعلو ترك الفواحش مظهر منها وما بطن عاضا بالواجد على ما كان عليه السلف  
 الصالحون وائمة السنة والجماعة المتفقون من الاعصا بالكتاب السنة والتحرر عن طرق الضلالة والبدعة والافتناء  
 من الفقه على مذهب الامام ابي حنيفة - وان يجعل تقوي الله تعالى نصب عينيه خائفان القيام يوم  
 المحشر بين يديه - وان يعرض عن الدنيا الدنية ولذا انها - صاها انفس عمره العزيز في طاعة الله تعالى وذكره في  
 غدا انها وروحاتها وان لا ينساني ومشائخي الكرام عن الدعوات الصالحة في جلواتها واخلواتها - وصلى الله  
 تعالى على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وسلم -



قاله بلسانه وقره ببيان العبد الكتيب  
 خادما الطلبة بالمدرسة العربية خبير المدارس في ١٣ جادي الآخر ١٣٦٩ هـ  
 غفر له ولوالديه ولشايخه الزوف الاحد  
 سنة ١٣٦٩ هـ جهوري المقدس :-



بسم الله الرحمن الرحيم  
**سَنَدُ الْحَدِيثِ وَأَجَازَتُهُ**

من

الشيخ محمد صديق بن حاجي

شيخ الحديث بجامعة خير المدارس ملتان باكستان

حمداً لمن تواترت آلائه على الإنسان، ورفع درجته بمزيد الاحسان وافر عينه بمسانيد الفضل والامتنان، والصلاة والسلام على سيدنا وحبينا محمد الذى امتازت أمتة بحفظ الاسانيد مدى الأزمان وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم من أئمة الدين فى الرواية والروية وعلى المجتهدين منهم لا سيما من نال الدين القويم من الثريا الدرية.

قال النبى ﷺ: "نضر الله عبداً سمع مقالتي فحفظها ووعاها وأذاها كما سمع فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه إلى من هو أفقه منه."

**أما بعد،** فيقول العبد الراجى الى رحمة ربه الرحيم محمد صديق بن حاجي غفرله ولوالديه ولمشائخه أن الأخ فى الدين الشيخ

رزقه الله تعالى سداد العلم والعمل استجازنى بحسن ظنه سدى من المشائخ لرواية الحديث الشريف فأجزته متوكلاً على الله ثقة بالله.

**السند الأول:** ما أقرأنى وأجازنى الشيخ خير محمد مؤسس جامعة خير المدارس بملتان و

رئيس المدرسين وشيخ الحديث سابقاً قال حدثنى الشيخ المعظم الشيخ محمد يسين السرهندى صاحب الاهتمام وشيخ الحديث سابقاً فى المدرسة الدينية الموسومة باشاعة العلوم ببلدة بريلي، قال حدثنا شيخ شيوخ الزمن الحافظ للصحيح والحسن العارف بالله الشيخ محمود الحسن الديوبندى عن شمس الاسلام قاسم العلوم والحكم الشيخ محمد قاسم النانوتوى وصاحب الرشد والهداية مولانا رشيد أحمد ججوهرى كلاهما عن المحدث العارف بالله الغنى الشاه عبدالغنى المجددى الدهلوى وعن مظهر الخفى والجلّى

الشيخ أحمد علي السهانوري كلاهما عن الشيخ المشتهر في الأفاق الشيخ محمد اسحق الدهلوي ح وحصل له الاجازة عن قطب الأقطاب مخزن فيوض الرحمن الشيخ فضل الرحمن الجنج مرادابادي كلاهما عن قدوة الأنام حجة الإسلام الفائق بالفضل والتميز الشيخ الشاه عبدالعزيز الدهلوي عن أبيه العارف بالله محب أهل الله الشيخ الشاه ولي الله الدهلوي رحمهم الله تعالى.

**السند الثاني :** ما أقرأني وأجازني الشيخ خير محمد الموصوف أولاً عن العارف بالله مجدد الملة حكيم الامة حضرة الشيخ الشاه أشرف علي التهانوي عن جامع الشريعة والطريقة شيخ المشائخ فضيلة الشيخ محمد يعقوب النانوتوي عن الامام التحرير المحدث الكبير الشيخ الشاه عبدالغني المذكور الى آخره.

**السند الثالث :** ما أجازني الشيخ خير محمد غفرله عن إمام الأئمة في المنقول والمعقول مركز دوائر الفروع والأصول عديم النظر في الأعصار شيخ الأخيار والأبرار الشيخ السيد محمد أنور الشاه الكشميري ثم الديوبندي عن إمام أهل المعرفة واليقين الشيخ محمود الحسن الديوبندي الخ.

**السند الرابع :** ما أقرأني وأجازني رئيس المدرسين بمظاهر العلوم سهارنفور ثم بجامعة خير المدارس في ملتان الشيخ عبدالرحمن الكاملبوري عن الشيخ خليل أحمد السهانوري صاحب بذل المجهود شارح أبي داود عن الشيخ محمد مظهر النانوتوي والشاه عبدالغني كلاهما عن الشيخ الشاه محمد اسحق.

**السند الخامس :** ما أقرأني وأجازني الشيخ عبدالشكور الكاملبوري مدرس بجامعة خير المدارس بسند الشيخ عبدالرحمن الكاملبوري المذكور الخ.

**السند السادس :** ما أقرأني وأجازني المفتي محمد عبدالله الديروي رئيس المدرسين بجامعة خير المدارس عن شيخ الإسلام الشيخ السيد حسين أحمد المدني رئيس المدرسين سابقا بدار العلوم ديوبند في الهند عن شيخ الهند محمود الحسن.

**السند السابع ،** ما أجازني الشيخ محمد شريف الكشميري عن شمس العلماء الشيخ السيد شمس الحق الافغاني عن الشيخ السيد محمد أنور شاه الكشميري عن شيخ الهند محمود الحسن.

**السند الثامن :** ما أجازنى المفتى محمد عبدالله الديوى عن الشيخ محمد يوسف

البنورى صاحب معارف السنن فى شرح جامع الترمذى بجميع أسانيده، كما حصل له الإجازة عن الشيخ المحدث المفسر الشيخ عبدالرحمن الامروهى وحصل له الاجازة عن الحسن بن المحسن وحصل له الاجازة عن الشيخ فضل الرحمن الجنج مراد ابادى أنه قرأ على الشيخ الشاه عبدالعزيز عن الشاه ولى الله الدهلوى مسند الهند.

**السند التاسع :** ما أجازنى الشيخ القارى محمد طيب مدير دارالعلوم ديوبند سابقا عن

السيد محمد أنور الشاه عن الشيخ محمود الحسن.

**أما** أسانيد شاه ولى الله مسند الهند فمذكورة فى القول الجميل وكذلك أسانيد الى أصحاب السنن ومصنفى كتب الحديث فى ثبته وكذا فى اوائل الصحاح الستة واليانع الجنى فى أسانيد الشيخ عبدالغنى ونذكر ههنا سندا واحدا الذى اتصل به الطريق بواسطة المحدثين المذكورين الى الجامع الصحيح للبخارى ثم الى رسول الله ﷺ الذى سَمى قوله وفعله وتقريره حديثا.

قال الشيخ **ولى الله** أخبرنى الشيخ أبوطاهر محمد بن إبراهيم الكردى المدنى قال

أخبرنا والدى الشيخ ابراهيم الكردى المدنى قال قرأت على الشيخ أحمد القشاشى قال أخبرنا أحمد بن عبدالقدوس أبوالموهّب الشناوى قال أخبرنا الشيخ شمس الدين محمد بن أحمد بن محمد الرملى عن الشيخ أحمد زكريا بن محمد أبى يحيى الأنصارى قال قرأت على الشيخ الحافظ أبى الفضل شهاب الدين أحمد بن على بن حجرّ العسقلانى عن ابراهيم بن أحمد التتوخى عن أبى العباس أحمد بن أبى طالب الحجار عن السراج الحسين بن المبارك الزبيدى عن الشيخ أبى الوقت عبدالأول بن عيسى بن شعيب السنجرى الهروى عن الشيخ أبى الحسن عبدالرحمن بن مظفر الداودى عن أبى محمد عبدالله بن أحمد السرخسى عن أبى عبدالله محمد بن يوسف بن مطر بن الصالح بشرّ القربرى عن مؤلفه أمير المؤمنين فى الحديث الشيخ أبى عبدالله محمد بن إسماعيل بن ابراهيم البخارى.

**السند العاشر :** ما أجازنى محمد يسين بن محمد عيسى الفادانى المكى شيخ الحديث

والاسناد بدارالعلوم الدينية مكة زادها الله شرفاً وكرامةً سائر أسانيده المذكورة فى الرسالة المسماة

بالعقد الفريد من جواهر الأسانيد، ونذكر منها سندًا واحدًا عاليًا بالرجال المعمرين إلى أمير المؤمنين في الحديث الإمام الشيخ أبي عبد الله محمد بن اسمعيل البخارى.

قال أرويه عاليًا عن المعمر الداعى إلى الله السيد على بن عبد الرحمن الحبشى الكويتانى الجاكرتاوى عن المعمر فوق المائة الشيخ الحاج عبد الحميد زكريا بن عبد الجليل بن عمر الصينى الأصل الكويتانى الجاكرتاوى عن الامام القطب السيد شيخ بن أحمد بن عبد الله بن شيخ بن عبد الله بن على بافقيه محدث سرايا عن المعمر السيد على بن عبد البرّ الونائى المصرى نزىل مكة عن المعمر مائة وثلاثين سنة السيد عبدالقادر بن محمد بن أحمد الأندلسى عن المعمر مائتين وخمسة وسبعين سنة يوسف الطولونى عن القاضى زكريا بن محمد الأنصارى عن الحافظ ابن حجرّ العسقلانى وهو عن البرهان ابراهيم بن صديقّ الدمشقى الشهير بالرسام عن المعمر مائة وأربعين سنة عبد الرحيم بن عبد الأول الأوالى عن المعمر ثلاثمائة سنة محمد بن عبد الرحمن بن شاذ بنخت الفرغانى عن المعمر مائة وثلاثاً وأربعين سنة يحيى بن عمار بن شاهان الختلانى عن محمد بن يوسف الفهربرى عن الإمام البخارى. فيكون بين الونائى والبخارى تسعة شيوخ وأعلى ما رواه البخارى ثلاثة فتقع للوائى ثلاثياته بثلاثة عشر، وهذا سند عالٍ جدًا.

**وأوصى** نفسه والأخ في الدين المؤمى إليه بتقوى الله في السرّ والعلن وترك الفواحش ما ظهر منها وما بطن غاضاً بالنواجذ على ما كان عليه الاسلاف الصالحون وائمة السنة والجماعة المعتصمون بالكتاب والسنة المجتنبون عن طرق البدعة والضلالة، وأن يجعل أنفاس عمره في نشر العلم لا سيما في علم الحديث الشريف، وأن لا يتخلع من تقليد أحد من الأئمة الأربعة المتبوعين لا سيما للحنفى أن يقتنى من الفقه على مذهب الامام الهمام ابى حنيفة، لأن ترك التقليد اتباع غير سبيل المؤمنين، وأن لا يجعل الدنيا أكبر همّه أو مبلغ علمه، وأن يصرف عمره في طاعة الله وذكره في غداوته وروحاته، وأن لا ينسأنى ومشائخى من الدعوات الصالحة في جلواته وخلواته. وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.



بسم الله الرحمن الرحيم

شجرة طيبة أصلها ثابت وفرعها في السماء



عمر بن الخطاب رضي الله عنه

عليه بن واصل الليثي

محمد بن ابراهيم التيمي

يحيى بن سعيد الانصاري

سفيان

الخميري

الشيخ ابو عبد الله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم البخاري

ابو عبد الله محمد بن يوسف بن مطر بن الصالح بشر القريبي

ابو محمد عبد الله بن احمد السرخسي

الشيخ ابو الحسن عبد الرحمن بن مظفر الداودي

الشيخ ابو الوقت عبد الاول بن عيسى بن شعيب السنجري الهروي

السراج الحسين بن المبارك الزبيدي

ابو العباس احمد بن ابي طالب الحنطاري

ابراهيم بن احمد النخعي (رحمة الله عليه)

الشيخ الحافظ ابو الفضل شهاب الدين احمد بن علي بن حجر العسقلاني

الشيخ احمد زكريا بن محمد ابو يحيى الانصاري

الشيخ شمس الدين محمد بن احمد بن محمد الرملي

احمد بن عبد القدوس ابو المواهب الشناوي

الشيخ احمد القشاشي

الشيخ ابراهيم الكروبي المديني

ابوطاهر محمد بن ابراهيم الكروبي المديني

مركز الاسانيد الشاه ولي الله احمد بن عبد الرحيم العمري الدهلوي

مرجع الاسانيد الشاه عبدالعزيز بن الشاه ولي الله احمد العمري الدهلوي

مولانا رشيد الدين خان الدهلوي

مجمع الاسانيد الشاه محمد اسحق

الشاه ابراهيم الدهلوي

استاذ الاسانيد مولانا مملوك علي النانوتوي

ابن بنت الشاه عبدالعزيز الدهلوي

الشاه عبدالعزيز المجددي

مولانا محمد مظفر النانوتوي

الشيخ مولانا القاري

الشيخ مولانا احمد علي

الشيخ عبد الغني المجددي

عبد الرحمن القاني فتي

المحدث السهانوري

الشيخ عبد الغني المديني

الشيخ خليل احمد السهانوري

مولانا محمد مظفر النانوتوي

الشيخ مولانا محمد اسحق

الشيخ مولانا احمد علي

الشيخ عبد الغني المجددي

عبد الرحمن القاني فتي

المحدث السهانوري

الشيخ عبد الغني المديني

الشيخ مولانا محمد اسحق

الشيخ مولانا احمد علي

الشيخ عبد الغني المجددي

عبد الرحمن القاني فتي

المحدث السهانوري

الشيخ عبد الغني المديني

الشيخ مولانا محمد اسحق

الشيخ مولانا احمد علي

الشيخ عبد الغني المجددي

عبد الرحمن القاني فتي

المحدث السهانوري

الشيخ عبد الغني المديني

الشيخ مولانا محمد اسحق

الشيخ مولانا احمد علي

الشيخ عبد الغني المجددي

عبد الرحمن القاني فتي

المحدث السهانوري

الشيخ عبد الغني المديني

الشيخ مولانا محمد اسحق

الشيخ مولانا احمد علي

الشيخ عبد الغني المجددي

عبد الرحمن القاني فتي

المحدث السهانوري

الشيخ عبد الغني المديني





اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَأَصَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُبْنِينَ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَأَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُبْنِينَ



حضرت امام بخاریؒ نے اپنی عظیم کتاب کو بسم اللہ سے شروع فرمایا کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے ((کل

امر ذی بال لا یدأ فیہ بذکر اللہ وبسم اللہ الرحمن الرحیم فهو اقطع)) ۱۔

سوال: ..... حضرت مصنفؒ نے تسمیہ والی حدیث کی بناء پر اپنی کتاب کو بسم اللہ سے شروع فرمایا حالانکہ حدیث پاک یہ بھی ہے ((کل امر ذی بال لا یدأ فیہ بالحمد اقطع)) ۲۔ ایک اور حدیث میں اس طرح ہے ((کل کلام لا یدأ فیہ بحمد اللہ فهو اجذم)) ۳۔ لہذا اس حدیث کے تحت ان کو حمد باری تعالیٰ ذکر کرنی چاہیے تھی یعنی تسمیہ والی حدیث پر عمل کیا اور الحمد للہ والی حدیث مبارکہ پر عمل کیوں نہیں کیا؟

فائدہ: ..... سوال: بسم اللہ سے شروع کرنے پر نہیں بلکہ اس پر ہے کہ حمد باری سے کتاب کا آغاز کیوں نہیں فرمایا؟ اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں۔

الجواب الاول: ..... ضعف حدیث: حضرت امام بخاریؒ نے تحمید والی حدیث کو ضعیف سمجھا اس لیے اس پر عمل نہیں کیا۔ یہ جواب کمزور ہے کہ ضعیف سمجھ کر عمل نہ کرنا خود کمزور ہے کیونکہ اگر یہ کہیں کہ ضعیف ہونے کی وجہ سے کتاب میں درج نہیں کی تو ٹھیک ہے لیکن یہ انکی شان عظیم کے خلاف ہے کہ حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے عمل چھوڑ دیں عمل کی لائن میں ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور پھر وہ امام بخاریؒ جو ہر باب کے شروع میں غسل کرتے ہیں دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ ۵۔

الجواب الثانی: ..... عدم الامر بالکتابۃ: تحمید اس لیے نہیں لکھی کہ حدیث میں لم یکتب کے الفاظ نہیں بلکہ لم یدأ کے الفاظ ہیں ہو سکتا ہے کہ شروع کرنے سے قبل پڑھ لی ہو۔ ۱۔

۱۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۲

۲۔ مقدمہ لامع الدراری ص ۳۶

۳۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۲

۱۔ معارف السنن ج ۱ ص ۳۳ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱

۲۔ ابن ماجہ ص ۱۳۷ مطبع جہانی لاہور

۳۔ البدائع ج ۲ ص ۳۷۷۔ لہذا یہ ممکن

**الجواب الثالث:** ..... حدیث پاک دو طرح سے مروی ہے بسم اللہ سے اور بالحمد سے اور جو کتاب لکھی جاتی ہے اسکی دو حیثیتیں ہوتی ہیں ۱۔ خط اور رسالے کی حیثیت ۲۔ خطبے کی حیثیت۔ بسم اللہ کی حدیث خطوط کے بارے میں ہے جبکہ تحمید والی حدیث خطبات کے لئے ہے۔ گویا امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو ایک خط کی حیثیت دی ہے کہ امت کی طرف ایک خط ہے اس لیے الحمد للہ سے کتاب کا آغاز نہیں فرمایا۔

**الجواب الرابع:** ..... قرآن پاک کی ترحیب نزولی پر قیاس کیا ہے کیونکہ جب قرآن پاک نازل ہونا شروع ہوا تو بسم اللہ بھی ہر سورت کے شروع میں فاصلے کے لیے نازل ہوتی تھی تو قرآن پاک کی ترحیب نزولی کا اعتبار کیا یعنی تاٰی بالقرآن ہے، اس لیے کہ سب سے پہلی آیت ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اور سب سے پہلی سورت، سورت مدثر ہے جو بسم اللہ سے شروع ہوئی ہے ان دونوں کے شروع میں الحمد للہ نہیں ہے۔

**الجواب الخامس:** ..... هضمًا لنفسه: حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو ذی بال ہی نہیں سمجھا اس لیے خطبہ نہیں لکھا لیکن یہ جواب بھی صحیح نہیں کیونکہ حضور ﷺ کی طرف منسوب ہونے والی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کیوں ذی بال نہیں ہے؟

**جواب الجواب:** ..... محدثین حضراتؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے تو ذی بال ہے لیکن اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے کہ میں نے اس میں تحقیق کی ہے اس کو ذی بال نہیں سمجھا۔

**الجواب السادس:** ..... تعارض الحديثین: روایتیں متعارض تھیں کسی جگہ بسم اللہ سے شروع کرنے کا حکم تھا کسی جگہ الحمد للہ سے شروع کرنے کا حکم ہے تو تعارض کی وجہ سے ناقابل عمل تھیں اس لیے عمل نہیں کیا لیکن یہ جواب کمزور ہے۔ اس لیے کہ تعارض دور ہو سکتا ہے کہ ایک کو ابتداء حقیقی پر محمول کر لو جو کہ تمام ماعداء سے مقدم ہوتا ہے اور دوسرے کو ابتداء اضافی پر محمول کر لو جو کہ بعض ماعداء سے مقدم ہوتا ہے یا عرفی پر جو کہ مقصد سے مقدم ہوتا ہے۔

**الجواب السابع:** ..... مقصود تو ذکر اللہ ہے اور تحمید و تسبیہ دونوں کا مصداق ذکر اللہ ہے لہذا ایک دوسرے پر کفایت کرنے والا ہے۔ فلا اشکال فیہ۔

**الجواب الثامن:** ..... مقصود تو حمد علی صفات کمالہ ہے۔ بسم اللہ میں بھی یہی چیز ہے جیسے الحمد للہ میں اس لیے مستقل حمد کی ضرورت نہ رہی۔

**الجواب التاسع:**..... ایک جواب حضرت شیخؒ نے لکھا ہے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کے سخت اصرار پر یہ ناکارہ ۱۳۸۲ھ میں حج و زیارت کے لیے گیا تھا وہاں مدینہ منورہ میں ایک خواب دیکھا کہ یہ ناکارہ مسجد نبویؐ میں بخاری شریف پڑھانے پر مامور ہوا مجھے بہت ہی فکر سہم لاحق ہوئی اور اپنی ناقابلیت کا استحضار ہوا۔ بار بار عذر معذرت پر میں نے کہا کہ میں کتابیں وغیرہ ساتھ نہیں لایا کہ بوقت ضرورت مراجعت کر سکوں، حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا کہ میں پاس بیٹھا رہوں گا اور مدد دیتا رہوں گا۔ سبق شروع ہو گیا میں نے شروع میں خطبہ نہ ہونے کے متعلق توجیہات جو ہم کیا کرتے ہیں، شروع کیں امام بخاریؒ ساتھ تھے انہوں نے فرمایا کہ جتنی توجیہات تم نے کی ہیں انہیں سے ایک وجہ بھی نہیں ہے دراصل بات یہ ہے کہ اسکی تالیف کتابی صورت سے نہیں ہوئی بلکہ میں نے ابھی جزء جزء لکھا تھا ابھی تک ترتیب نہیں دی تھی کہ میری وفات ہوگئی اس لیے شروع میں خطبہ وغیرہ کی جو ترتیب ہوتی ہے اسے میں اختیار نہ کر سکا۔

**الجواب العاشر:**..... ایک جواب علامہ عینیؒ نے دیا ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنے مسودے میں تو بعد التسمیہ تحمید لکھی تھی لیکن کاتین سے ساقط ہوگئی۔ لیکن اس جواب کو علماء نے پسند نہیں فرمایا اس لیے کہ اس جواب سے بخاری کے نسخے پر اعتماد اٹھ جائے گا کہ حمد ساقط ہو سکتی ہے تو اور بھی بہت کچھ ساقط ہو گیا ہوگا۔

**الجواب الحادی عشر:**..... یہ تائیدی بالحدیث الشریف ہے اس لیے کہ حضور ﷺ کے جتنے خطوط ہیں وہ بسم اللہ کے بعد بدوں حمد لہ کے من محمد رسول اللہ (ﷺ) سے شروع ہوئے ہیں۔

**اعتراض عقلی:**..... حدیث ((کل امر ذی بال لم یبدافیه بذکر اللہ وبسم اللہ الرحمن الرحیم فهو اقطع)) اس پر عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ اس پر عمل کرنا مستلزم محال ہے اور مستلزم محال خود محال ہوتا ہے لہذا اس حدیث پر عمل کرنا محال ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ذی بال امر کو بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیے۔ ہم سوال کرتے ہیں کہ بسم اللہ خود امر ذی بال ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ امر ذی بال ہی ہے تو اس بسم اللہ سے قبل بھی بسم اللہ ہونی چاہئے اور وہ خود امر ذی بال ہوگی تو اس سے قبل اور بسم اللہ ہونی چاہیے ہلسم جو آپس تسلسل لازم آئیگا اور تسلسل محال ہے لہذا اس حدیث پر عمل محال ہے؟

**جواب:**..... بعض کلمے ایسے ہوتے ہیں جن میں استثناء عقلی ہوتا ہے یعنی اس کلمے سے بعض جزئیات مستثنیٰ ہوتی

ہیں جیسے ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ”بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے“۔ تو اللہ پاک اپنا شریک پیدا کرنے پر بھی قادر ہوا لیکن پیدا نہیں کریں گے؟ ماننا پڑے گا کہ یہ محالات عقلاً مستحکم ہوتے ہیں کیونکہ تحت القدرۃ ممکن ہوتا ہے نہ کہ محال اسی طرح چونکہ مبدأ اور مبدأ منہ میں تغایر ہوتا ہے تو جب مبدأ منہ بسم اللہ ہے تو یہ عقلی طور پر اس حکم سے مستثنیٰ ہوگی۔

ترکیب: ..... بسم اللہ جار مجرور ہے اسکا متعلق یا تو اسم ہوگا (علی مذہب بصریین) یا فعل (علی مذہب کوفیین)، پھر متعلق مقدم ہوگا یا مؤخر۔

رائے اول: ..... بعض حضرات فرماتے ہیں اسم مقدم محذوف ہوگا، مبدأ بمعنی شروع کرنا۔ یا ابتداءً فعل محذوف ہوگا، پھر یہ خاص فعل ہوگا یا عام۔ خاص فعل سے مراد ہر کام کے وقت مناسب فعل نکالا جائے، یا عام فعل ہو جیسے ابتداءً یا اشروع۔ اس میں دو رائے ہیں ۱۔ خاص فعل نکالا جائے ۲۔ عام فعل نکالا جائے۔

رائے ثانی: ..... دوسری رائے یہ ہے کہ مؤخر ہو۔ راجح یہ ہے کہ مؤخر مانا جائے معنی یوں کیے جائیں گے اللہ ہی کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

وجہ ترجیح: ..... یہ اس لیے راجح ہے کہ بسم اللہ مشرکین کے رد میں نازل ہوئی اور انکی بسم اللہ یوں تھی بسم اللہ والات والعزى، رد تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ ایسی ترکیب ہو جسمیں حصر پیدا ہوا اور حصر تب ہی ہو سکتا ہے جب مؤخر مانا جائے کیونکہ قاعدہ ہے التقديم ما حقه التأخیر یفید الحصر۔ اور اگر مقدم مانیں تو ترجمہ یوں ہوگا اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو کہ بڑا مہربان ہے نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اس تقریر سے یہ اشکال بھی رفع ہو گیا کہ بسم اللہ میں اللہ کی دو صفتیں کیوں لائی گئی ہیں؟ جب اس کی یہ ہے کہ مشرکین لفظ اللہ کے بعد دو بتوں کا ذکر کیا کرتے تھے۔

اشکال: ..... لفظ اللہ کے ساتھ انہی دو صفتوں (الرحمن الرحیم) کو کیوں لائے؟

الجواب: ..... انسان کے تین ادوار ہیں ۱۔ ابتدا ۲۔ ابقا ۳۔ انتہا۔ ابتداء میں صفت ربوبیت چاہیے اور لفظ اللہ سے اسی طرف اشارہ ہے اور لفظ الرحمن بقاء والی صفت پر دلالت کرتا ہے اور لفظ رحیم انتہا والی صفت پر دلالت ہے۔ معلوم ہوا کہ رحمن والی رحمت دنیا کے لحاظ سے ہے اور رحیم والی رحمت آخرت کے لحاظ سے ہے۔

الفرق بین الرحمن والرحیم: ..... رحمن میں الفاظ زیادہ ہیں بہ نسبت رحیم کے اور قاعدہ ہے: زیادة المبانی تدل علی زیادة المعانی: تو معانی بھی رحمن میں زیادہ ہونگے معلوم ہوا کہ رحمن کی رحمت سے مرحوم ہونے والے زیادہ ہیں اور رحیم کی رحمت سے مرحوم ہونے والے کم ہیں کیونکہ رحمن کی رحمت سے مرحوم کا فر بھی ہیں

مسلمان بھی، لیکن صفت رحیم سے مرحوم صرف مسلمان ہیں شیخ سعدیؒ نے فرمایا۔

ادیم زمین سفرهٔ عام او ست

چہ دشمن بریں خوان یغماچہ دوست

یہ جب ہے جبکہ مبالغہ فی الکم ہو اگر مبالغہ فی کیف لیا جائے تو مفہوم برعکس ہو جائیگا رحمن میں مبالغہ ہے یہ آخرت کی صفت بن جائیگی اور رحیم دنیا کی صفت ہوگی یعنی رحمن الآخرة ورحیم الدنيا۔ بعض نے لکھا ہے کہ مبالغہ فی الکم کے لحاظ سے بھی رحمن الآخرة ورحیم الدنيا ہے کیونکہ آخرت میں رحمتیں زیادہ ہیں اور ایسی رحمتیں کہ نہ آج تک کسی انسان نے دیکھیں نہ سیں نہ ہی کسی انسان کے دل پر انکا کھٹکا گزرا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا (( ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر )) جب فرشتہ جنتی کے سامنے پھل لایگا جنتی کہے گا ابھی کھایا ہے فرشتہ کہے گا (( اللون لون واحد والطعم طعم آخر ))

اعتراض : ..... رحمن اور رحیم رحمت سے مشتق ہیں رحمت کہتے ہیں رقت قلب کو تو اللہ تعالیٰ کے لیے یہ صفات نہیں ذکر ہونی چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے تو دل ہی نہیں اللہ تعالیٰ جو ارح سے پاک ہیں نیز یہ انفعالیات ہے جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہیں؟

جواب ۱ : ..... یہ ایک عام جواب ہے کہ رحمت کا ایک مبداء ہوتا ہے اور ایک انتہا و غایت ہوتی ہے۔ مبداء رقت قلب ہے اور غایت احسان و جود ہے تو اللہ تعالیٰ پر رحمن ورحیم کا اطلاق انتہا و غایت کے اعتبار سے ہے۔  
فائدہ : ..... اللہ تعالیٰ پر رحمت کا اطلاق مجازاً ہے اور مخلوق پر حقیقتاً۔ افسوس ہے ایسے محققین پر کہ اپنی شان کے لیے جو منہ میں آئے کہہ ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سو حصے رحمت میں سے ایک حصہ مخلوق کو دیا اسکو تو حقیقی کہہ دیا اور ننانوے حصے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اسکی رحمت کو مجازاً کہہ دیا۔

جواب ۲ : ..... صحیح جواب یہ ہے کہ رحمت کی دو قسمیں ہیں (۱) صفت مخلوق (۲) صفت خالق۔  
یہ تعریف اُس رحمت کی ہے جو صفت مخلوق ہے اور نفی اُس رحمت کی ہے جو صفت خالق ہے اور خالق کی جو صفت رحمت ہے اسکی تعریف ہے ”الاحسان والجد“ تو اللہ تعالیٰ پر رحمت کا اطلاق حقیقتاً ہے نہ کہ مجازاً۔  
الاسم : ..... لفظ اسم کے بارے میں کوفیوں اور بصریوں کا اختلاف ہو گیا ہے یعنی اصل میں وسم تھا یا سمو یعنی فاکلمہ محذوف ہے یا لام کلمہ، تو کوفیوں کا خیال یہ ہے کہ فاکلمہ محذوف ہے عند البصرین لام کلمہ محذوف ہے یعنی اصل سمو تھا۔

ان اسماء کو محذوفۃ الاعجاز کہتے ہیں۔

وجه تسمیة: ..... اسم کو اسم اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہوتا ہے بلندی اور اسم مسی کے لیے بلندی اور شہرت کا باعث بنتا ہے اور اسم بھی اپنے قسیمین (حرف، فعل) پر مقدم ہوتا ہے۔

تعلیل: ..... سمو سے اسم کیسے بنا تو کثرت استعمال چونکہ تخفیف کا تقاضا کرتی ہے تو اس لیے آخر سے واو کو حذف کر دیا تو دو حرف باقی رہ گئے جن میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہے جب ساکن کو حرکت دی گئی تو پہلا حرف جو متحرک ہے اس کو ساکن کر دیا اور ابتداء بالسکون بحال ہے اس لیے ہمزہ وصلی مکسور شروع میں لائے تو سمو سے اسم ہو گیا۔

راجع: ..... فرمایا کہ وسم اور سمو میں راجح سمو ہے نہ کہ وسم۔

لغت آخر: ..... دوسری لغت سنی بھی آتی ہے جیسا کہ شعر میں مذکور ہے۔

والله اسمک سمی مبارک	اثرک الله به ایشار کا
----------------------	-----------------------

ترجمہ: ..... ”اللہ تعالیٰ نے تیرا بابرکت نام رکھا اللہ تعالیٰ نے تیرے نام کو ترجیح دی تھی اس نام کے ذریعے جس طرح تو ترجیح دیتا ہے یا تیرے مثل ترجیح دینے کے۔“

اس شعر سے مقصود یہ ہے کہ اسم کی ایک لغت سنی بھی آتی ہے اور ”ایشار کا“ کا مطلب یہ ہے کہ جیسے تو اپنے اچھے اخلاق کو ترجیح دیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ناموں میں سے تیرے نام کو ترجیح دی۔

اللہ: ..... لفظ اللہ عربی زبان کا لفظ ہے یا عجمی، راجح یہ ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے پھر اختلاف ہے کہ علم برأسہ ہے یا مشتق ہے، راجح یہ ہے کہ یہ علم برأسہ ہے اور جنھوں نے مشتق کہا ہے ان میں اختلاف ہوا ہے کہ اللہ سے مشتق ہے یا ولہ سے۔

تعلیل: ..... لفظ اللہ دراصل الالہ تھا ہمزہ وصلی کو حذف کر کے لام تعریف کو لام اصل میں مدغم کر دیا تو اللہ ہو گیا۔

الرحمن الرحیم: ..... اسمان بنی اللہ المبالغة۔



(١)

﴿باب كيف كان بدؤالوحى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم﴾  
سرور کائنات ﷺ پر نزول وحی کی ابتداء کیوں کر ہوئی۔

وقول الله عز وجل ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِهِ﴾
اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح کے پاس ہم نے وحی بھیجی تھی اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے پاس
(١) حلثنا الحمیدی قال حلثنا سفيان قال حلثنا يحيى بن سعيد الانصارى
ہم سے بیان کیا حمیدی نے کہا ہم سے بیان کیا سفيان نے کہا ہم سے بیان کیا يحيى بن سعيد الانصارى نے
قال اخبرنى محمد بن ابراهيم التيمى انه سمع علقمة بن وقاص الليثى
کہا مجھ کو خبر دی محمد بن ابراهيم التيمى نے انہوں نے سنا علقمة بن وقاص الليثى سے
يقول سمعت عمر بن الخطاب رضى الله عنه على المنبر يقول سمعت رسول الله ﷺ
وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے منبر پر سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا
يقول انما الاعمال بالنيات وانما لامرئ ما نوى
فرماتے تھے جتنے (ثواب کے) کام ہیں وہ نیت سے ٹھیک ہوتے ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے۔
فمن كانت هجرته الى دنيا يصيها او الى امرأة ينكحها فهجرته الى ما هجره اليه
پھر جس نے دنیا کمانے یا کوئی عورت بیاہنے کے لیے ہجرت کی (دیس چھوڑا) اس کی ہجرت اسی کام کے لیے ہوگی۔
راوى حديث حضرت عمرؓ کے مختصر حالات: ..... صفحہ ۱۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

### ﴿تحقيق وتشریح﴾

حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں جواب ابواب قائم کئے ہیں ان کے بعد اپنی طرف سے کوئی عبارت پیش کرتے ہیں یا کوئی مسئلہ بیان کرتے ہیں تو باب کا لفظ لکھ کر جو عبارت لاتے ہیں اس کو ترجمۃ الباب کہتے ہیں اور امام بخاریؒ نے جو تراجم قائم کئے ہیں ان کی مختلف قسمیں ہیں۔



بخاری شریف کے تراجم کا اجمالی تعارف: ..... تراجم کی ابتدائی طور پر دو قسمیں ہیں

۱۔ تراجم مجردہ ۲۔ تراجم غیر مجردہ

تراجم غیر مجردہ: ..... ان تراجم کو کہتے ہیں جن کے ذیل میں دلیل حدیث مسند مرفوع لاتے ہیں اور اکثر و بیشتر ایسے ہی ہے۔ پھر تراجم غیر مجردہ میں ابواب قائم کرنے میں کبھی باب مع ترجمہ لاتے ہیں اور کبھی باب بلا ترجمہ لاتے ہیں۔

سوال: ..... باب بلا ترجمہ کیوں لاتے ہیں؟

جواب: ..... اس کی متعدد وجوہ ہیں۔

الوجه الاول: ..... یہ پہلے باب کی فصل اور تہہ ہوتا ہے کہ آنے والی حدیث کا تعلق سابقہ باب کے ساتھ ہے۔

الوجه الثاني: ..... کبھی امام بخاریؒ کا مقصد تشہید اذہان طلبہ ہوتا ہے۔

الوجه الثالث: ..... کبھی امام بخاریؒ کا مقصد تکثیر فوائد ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنے ذہن کے مطابق ترجمہ قائم کر سکے۔

فائدہ: ..... باب مع ترجمہ میں حضرت امام بخاریؒ حدیث مسند لاتے ہیں۔ تو ترجمہ دعویٰ ہوتا ہے اور حدیث مسند دلیل ہوتی ہے حدیث ترجمہ پر دلالت کرتی ہے خواہ صراحۃً ہو یا تضمناً ہو یا التزاماً ہو یا اشارۃً ہو۔ اور کبھی حدیث مطلق ہوتی ہے اور ترجمہ میں قید لگا کر اشارہ کرتے ہیں کہ حدیث مقید ہے اور کبھی حدیث مجمل ہوتی ہے ترجمہ میں اسکی تشریح کر دیتے ہیں اور کبھی حدیث خاص ہوتی ہے ترجمہ میں تعمیم کر دیتے ہیں۔ یہ تفصیل تراجم غیر مجردہ کے بارے میں ہے۔

تراجم مجردہ: ..... باب کے ساتھ ترجمہ مذکور ہو مگر حدیث مسند مذکور نہ ہو تو ایسے تراجم کو تراجم مجردہ کہتے ہیں۔ ان کی آگے پھر دو قسمیں ہیں ۱۔ تراجم مجردہ محضہ ۲۔ تراجم مجردہ غیر محضہ

تراجم مجردہ غیر محضہ: ..... وہ تراجم ہیں کہ حدیث مسند تو بطور دلیل نہیں لاتے لیکن کوئی قرآنی آیت یا حدیث یا کوئی قول سلف دلیل کے طور پر ذکر فرمادیتے ہیں۔

تراجم مجردہ محضہ: ..... التراجم التي لم يذكر في ذيلها شئ ”محض ترجمہ منعقد کیا اس کے بعد اور کچھ مذکور نہیں یعنی جیسے ترجمہ کے لئے حدیث مسند مذکور نہیں ایسے ہی ترجمہ کے ذیل میں بھی کوئی آیت یا حدیث یا اثر داخل نہیں ۲۔ مجردہ محضہ کی پھر دو قسمیں ہیں ۱۔ صوریہ ۲۔ حقیقیہ

مجردہ صوریہ: ..... کہ ترجمہ الباب کی کوئی دلیل ذکر نہیں کرتے یعنی آیت قرآنی یا قول سلف وغیرہ بلکہ ترجمہ الباب ہی قرآن پاک کے الفاظ ہوتے ہیں (التي جعلت فيها الآيات القرآنية ترجمة) ۳

مجردہ محضہ حقیقیہ: ..... وہ تراجم ہیں کہ ترجمہ حضرت امام بخاریؒ کی اپنی عبارت ہوتی ہے یہ تمام بخاری میں صرف آٹھ نو جگہ ہیں!

سوال: ..... تراجم مجردہ لائیکل کیا وجہ ہے؟

جواب: ..... اس کی متعدد وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔

الوجه الاول: ..... امام بخاریؒ باب قائم کر دیتے ہیں کہ اس کی دلیل حدیث مسند کہیں گزر چکی ہوتی ہے گویا طلبہ کے علم پر اعتماد کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔

الحاصل: ..... اعتماداً علی فہم الطلبة ترک کر دیتے ہیں۔

الوجه الثاني: ..... تکرار سے بچنے کے لیے۔

الوجه الثالث: ..... طلبہ کے امتحان اور حقیقت کے لیے کہ کچھ تم بھی اپنے حافظہ پر زور دیکر دلیل لاؤ۔

الوجه الرابع: ..... حضرت امام بخاریؒ نے ابواب پہلے لکھ دیئے تھے پھر امام بخاریؒ کو اپنی شرطوں کے موافق اس باب کے تحت کوئی حدیث نہ ملی تو وہ باب مجردہ رہ گیا لیکن یہ وجہ ہر جگہ منطبق نہیں ہوتی۔

باب فی الباب: ..... امام بخاریؒ کی ایک اصطلاح یہ بھی ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ کبھی کسی باب کی دلیل ذکر کرتے ہیں تو جو حدیث ذکر فرماتے ہیں اس سے ترجمہ الباب بھی ثابت ہوتا ہے اور وہ حدیث کسی اہم مسئلہ پر بھی دال ہوتی ہے تو امام بخاریؒ اس اہم مسئلہ پر متنبہ کرنے کے لیے ایک اور باب قائم کر دیتے ہیں اور اس کے بعد پھر سابقہ باب کی دلیل لاتے ہیں اسکو باب فی الباب کہتے ہیں۔ ایسی صورت کو نہ سمجھنے سے دو مشکلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱: ..... اس باب کا ماقبل سے ربط سمجھ نہیں آتا۔ ۲: ..... باب فی الباب کی ایک حدیث سے تو ترجمہ خود بخود ثابت ہوگا لیکن اسکے بعد اگر کوئی دوسری حدیث ہو جو اصل باب کی دلیل ہوتی ہے تو اسکا ربط باب فی الباب والے ترجمہ سے جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے اور وہ جڑتا نہیں۔

باب: ..... تین طرح سے پڑھا گیا ہے ۱۔ مرفوع مع التنوين، تقدیری عبارت ہے ہذا باب ۲۔ باب بغیر تنوين اور بغیر اعراب کے جیسے اسمائے معدودہ میں ہوتا ہے کہ وقف کے ساتھ پڑھا جاتا ہے ۳۔ اضافت کے ساتھ پڑھا جائے جیسے باب کیف کان۔

اعتراض: ..... یہ اضافت صحیح نہیں ہے کیونکہ باب کی جملہ کی طرف اضافت ہے اور باب ان الفاظ میں سے نہیں ہے جن کی جملہ کی طرف اضافت کو جائز قرار دیا جائے؟

**جواب:** ..... اس اعتراض کے دو جواب دیے گئے ہیں (۱) اضافت اس وقت ناجائز ہوتی ہے جب اضافت من حیث المعنی ہو اگر لفظ محض مراد لیا جائے تو جائز ہوتی ہے۔ (۲) اصل اضافت کیف کان بدء الوحى کی طرف نہیں ہے بلکہ مضاف الیہ محذوف ہے باب فی جواب قول القائل کیف کان بدء الوحى .

**تعلیل:** ..... باب اصلہ میں بوب تھا قال والے قاعدے (واو متحرک ماقبل مفتوح ہو تو واو کو الف سے بدل دیتے ہیں) کی وجہ سے باب ہو گیا۔

**سوال:** ..... حضرت امام بخاریؒ نے دیگر مصنفینؒ کی طرح اپنی کتاب کو کتاب کے عنوان سے شروع کیوں نہیں کیا؟ باب کے عنوان سے کیوں شروع کیا؟

**جواب:** ..... اس کے تین جواب ہیں۔

(جواب ۱) ..... محدثینؒ کے نزدیک کتاب سے مراد وہ مجموعہ ہوتا ہے جو مختلف الانواع مسائل پر مشتمل ہو اور باب وہاں قائم کرتے ہیں جہاں مسائل حقیقۃ الانواع اور مختلفہ الاصناف ہوں ضابطہ ہے کہ نوع پر جب قیدیں زیادہ لگ جائیں تو فصل بن جاتی ہے تو چونکہ اس باب کے تحت مختلف انواع نہیں تھیں ایک ہی نوع کے مسائل تھے اس لیے باب کا نام دیا۔ (جواب ۲) ..... بعض حضراتؒ نے یہ جواب دیا کہ اصل میں کتاب شروع ہی نہیں ہوئی وہ تو کتاب الایمان سے شروع ہوگی یہ تو مقدمے اور دیباچے کے طور پر ہے۔ اس لحاظ سے باب سے تعبیر کر دیا۔

(جواب ۳) ..... اصل میں حضرت امام بخاریؒ کا مقصود مقسم کو بیان کرنا ہے اسکو بطور مقسم کے ذکر کیا ہے اور آگے کتاب الایمان سے اسکی قسمیں ہیں اگر اسکو بھی کتاب کے عنوان سے شروع کرتے تو آگے قسمیں بنانا صحیح نہ ہوتا۔

**السوال علی الامام البخاریؒ:** ..... تمام مصنفینؒ اپنی کتاب کو شروع کرتے ہیں کتاب الایمان یا کتاب الطہارت سے، لیکن امام بخاریؒ نے سب سے الگ ترتیب اختیار فرمائی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

**الجواب:** ..... قارئین کو بتلانا چاہتے ہیں کہ دین وہ معتبر ہے جو مستند الی الوحی ہو کیونکہ مدار دین وحی ہے۔ چاہے وحی حلی ہو چاہے خفی تو یہ باب قائم کر کے اشارہ کر گئے کہ میں نے جو احادیث جمع کی ہیں سب مستند الی الوحی ہیں۔

**فائدہ:** ..... اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مکافئہ اور واردات قلبی معتبر نہیں ہے جب تک کہ وہ مستند الی الوحی نہ ہو۔ حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ حضرت مولانا خیر محمد صاحب گواستاد کہا کرتے تھے اس کی دو وجہیں تھیں

ایک تو اس لیے کہ انکے لڑکے کے استاد تھے دوسرے اس لیے کہ جب کوئی نئی چیز وارد ہوتی تھی جب تک حضرتؐ سے پوچھ نہیں لیتے تھے اس وقت تک بیان نہیں کرتے تھے ایک مرتبہ کہا کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جس صورت میں آئے وہ آپ ﷺ کی صورت ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن نے مطلق بشر کی صورت نہیں فرمائی بلکہ فرمایا ﴿بَشَرًا مِّثْلًا﴾۔ تو حضرتؐ نے فرمایا انکار پر کوئی وجہ نہیں اثبات کی کوئی دلیل نہیں ہے کسی نے اسکو ذکر نہیں کیا۔

کیف: ..... امام بخاریؒ نے کیف سے تیس باب شروع فرمائے ہیں تیس جلد اول میں اور دس جلد ثانی میں، یہ پہلا ہے۔

سوال: ..... مصنفؒ نے ترجمۃ الباب میں کیف استعمال فرمایا ہے اس استفہام کا منشاء کیا ہے؟

جواب: ..... محدثین شراخؒ نے متعدد وجہات کی ہیں کہ کس موقع پر باب میں کیف لاتے ہیں۔

(۱) ..... کبھی مصداق میں اختلاف ہوتا ہے اس لیے کیف سے ترجمۃ الباب شروع کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اختلافی چیز ہے۔

(۲) ..... اور کبھی اس وجہ سے کہ مصداق میں تردد ہوتا ہے تو فیصلہ قاری پر چھوڑ دیتے ہیں۔

(۳) ..... کبھی استفہام سے مقصود تعظیم اور تخریم ہوتی ہے جیسے اس مقام پر معنی ہوگا کہ کیسی شان والی تھی ابتداء وحی۔

(۴) ..... کبھی تردد وغیرہ تو نہیں ہوتا بلکہ تارخ سے سوال ہوتا ہے جیسے اس مقام پر معنی ہوگا کہ ابتداء وحی کی کیفیات کیا تھیں؟

ترکیب: ..... اگر کیف جملہ پر داخل ہو تو حال ہوتا ہے وگرنہ خبر مقدم۔ جیسے کیف جاء زید مقصود حالت ہے

اور اگر کیف زید ہو تو خبر مقدم۔ کیف استفہامیہ صدارت کلام کو چاہتا ہے۔

سوال: ..... آپ نے تو کیف کو مضاف الیہ بنایا ہے باب کا تو کیف کو مضاف الیہ بنانے سے کیف کی صدارت تو

ٹوٹ گئی؟ واضح رہے کہ اعتراض صرف ایک ترکیب پر ہے نہ کہ باقی دو ترکیبوں پر۔

جواب: ..... صحیح یہ ہے کہ کیف صدارت کلام کو چاہتا ہے مگر اس کلام کی کہ جس کا جزء ہو۔ اصل کلام تو کیف کان

بدؤ الوحی ہے اور اس میں مقدم ہے ع

ترکیب کان: ..... اگر کان کو ناقصہ بنایا جائے تو بدؤ الوحی اسم ہوگا اور کیف اسکی خبر مقدم ہوگی۔ اگر کان

تامہ ہو تو کیف بمنز لہ حال کے ہوگا اور بدؤ الوحی فاعل۔

بدؤ: ..... بدء کا لفظ ہمز ہے یا ناقص، بعض نے بدء بالہمزہ پڑھا ہے بمعنی ابتداء اور بعض نے بدؤ پڑھا ہے یہ

بدؤ سے لیا گیا ہے بمعنی ظہور، لہذا دو معنی ہو گئے۔ ۱۔ کیسے تھی ابتداء وحی کی ۲۔ اور کیسے تھا ظہور وحی کا، راجع بدء بالہمزہ

ہے کیونکہ حضرت امام بخاریؒ کے دوسرے نسخوں میں بھی یہی ملتا ہے اور روایتوں سے بھی یہی پتہ چلتا ہے۔  
الوحی اللغوی:..... وحی کے لغوی معنی بہت سارے ہیں۔

- (۱)..... الاعلام فی خفاء۔ (۲)..... کتابت: اوحیٰ بیدہ ای کتب (۳)..... اشارہ ۲ (۴)..... رسالہ کو بھی وحی کہتے ہیں بمعنی پیغام۔ (۵)..... الحام کو بھی وحی کہتے ہیں یعنی القاء فی الروع۔ (۶)..... خفیہ کلام کو بھی وحی کہتے ہیں۔  
(۷)..... کُلُّ مَا الْقَيْتَهُ اِلٰی غَيْرِكَ اس لحاظ سے شیطان کے وسوسے کو بھی وحی کہا جاسکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ اِسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَّ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَيُوْخُوْٓنُ اِلٰی اَوْلِيَآءِ هُمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾ ۵۔

(۸)..... کتاب ۲

الوحی الاصطلاحی:..... کلام اللہ المنزل علی نبی من الانبیاء خفیاً کان او جلیاً متلوّاً کان او غیر متلوّاً  
اقسام وحی:..... مشہور سات قسمیں ہیں عند البعض آٹھ ہیں وعند البعض چھیالیس قسمیں ہیں تفصیل خدا ہی جانے۔ استدلال ان کا اس حدیث سے ہے ((رو یا المؤمن جزء من ستة واربعین عن النبوة)) اسکی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ نبوت ۲۳ سال رہی اور نبوت سے قبل چھ مہینے بچے خواب آتے رہے اور چھ مہینے ۲۳ سال کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

علامہ سیبئی نے سات قسمیں لکھی ہیں گو محققین علماء نے اسکا بھی اختصار کر کے چار قسمیں بنا دی ہیں۔

الاول:..... وحی منامی کہ اللہ تعالیٰ خواب میں کوئی بات دکھلائے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کو بچے خواب آئے۔

الثانی:..... مثل صلصلة الجرس، گھنٹی کی آواز ۲ جیسے آج کل ٹیلی گرام۔

الثالث:..... اللہ تعالیٰ پردہ کے پیچھے سے کلام کریں نبی کو علم حضوری سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ خدا کی آواز ہے جیسے لیلۃ المعراج میں باتیں ہوتی رہیں یا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر سنا۔

۱۔ فیض الباری ج ۱ ص ۲ سطر ۱  
۲۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۴ سطر ۷  
۳۔ پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۱۴  
۴۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲ حاشیہ ۳  
۵۔ تقریر بخاری ج ۱ ص ۶۷  
۶۔ بخاری شریف حدیث ۳  
۷۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲ حاشیہ ۳

الرابع: ..... اللقاء فى الروع: جيسا کہ حدیث شریف میں ہے ((ان روح القدس نفث فى روعى))۔ یہ اگر نبی کے لیے ہو تو وحی ہے اور اگر ولی کے لیے ہو تو الھام ہے۔

الخامس: ..... حضرت جبریل اپنی اصل شکل میں نظر آئیں اور نبی علیہ السلام سے کلام کریں۔

السادس: ..... فرشتہ انسانی شکل میں آکر باتیں کرنے لگے، جیسے حدیث جبریل علیہ السلام۔

السابع: ..... وحی اسرائیل یعنی فرشتہ جبریل علیہ السلام نہ ہوں بلکہ فرشتہ اسرائیل علیہ السلام ہوں، لیکن محققین آخری چار قسموں کو ایک ہی قسم مانتے ہیں۔ یعنی وحی بواسطہ ملک۔

الثامن: ..... یعنی وحی سکوتی کہ نبی کوئی کام کریں اور اللہ تعالیٰ اسکی اصلاح نہ فرمائیں اور اس سے نہ روکیں تو وحی سکوتی ہوگی۔

وحی کا مجازی معنی تسخیر ہے جیسے ﴿وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ﴾ ۳ میں یہی معنی مراد ہے۔ کبھی وحی کا اطلاق موحی

(الفاظ) پر بھی ہوتا ہے گویا تسمیۃ المفعول باسم المصدر ہے۔ انبیاء علیہم السلام والی وحی جو کہ اصطلاحی وحی ہے وہ بند ہوگئی ہے۔

نوٹ: ..... مرزے لعین نے وحی کے لغوی معنی لے کر مغالطے دیئے ہیں۔

### ﴿ضرورت وحی﴾

اجمالی دلیل: ..... جو دلائل ضرورت حدیث کے تحت بیان کئے ہیں وہ ضرورت وحی کے بھی ہیں یہ ایک اجمالی دلیل ہے۔

### تفصیلی دلائل

دلیل اول: ..... انسان کو خلافت، علم کی بنیاد پر ملی ہے۔ معلوم ہوا کہ خلافت انسانی کا مدار علم ہے۔ وسائل علم انسان کے پاس چار ہیں ۱۔ وحی ۲۔ کشف ۳۔ عقل و حواس ۴۔ الھام۔ وحی کے علاوہ باقی وسائل علم ناقص ہیں اس لیے ان سے حاصل کردہ علم مدار خلافت نہیں بن سکتا۔

### نقصان عقل کے دلائل

(۱): ..... وحی کے علاوہ باقی سب وسائل علم کے ناقص ہونے کی ایک مشترک دلیل یہ ہے کہ ان میں تعارض ہے یعنی الھام، الھام سے متعارض ہے، کشف، کشف سے متعارض ہے اور عقل کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پاتی کیونکہ عقل والوں کی عقلیں متعارض ہیں یونانیوں کی عقلیں اور آج کل کے سائنس دانوں کی عقلیں متعارض ہیں مثلاً فلاسفہ پہلے کہتے تھے کہ آسمان ہے اب کہتے ہیں کہ آسمان نہیں ہے۔

(۲): ..... عقل اس لیے بھی ناقص ہے کہ عقل علم حاصل کرتی ہے حواس سے اور حواس محدود ہیں مثلاً آنکھ کہ اس کا ادراک ایک میل کے فاصلہ تک ہے زائد نہیں ہے کیونکہ میل کی مسافت اس طرح متعین کی گئی کہ وہاں پہنچ کر انسانی نگاہ

مالک ہو جاتی ہے۔

(۳): ..... حواس جس طریقے سے محدود ہیں اسی طریقے سے بسا اوقات غلطی بھی کر لیتے ہیں اس لیے عقل کا علم صحیح نہیں ہو سکتا جیسے کہ گاڑی میں سوار ہونے والے باہر دیکھیں تو درخت بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یرقان والے کو ہر چیز پیلی نظر آتی ہے۔ سڑک پر چلیں تو آگے تھوڑے فاصلے پر سڑک بند نظر آتی ہے۔ اسی طرح تھوڑی دور سے آسمان زمین سے ملا ہوا نظر آتا ہے۔

(۴): ..... مبدأ اور معاد کے بارے میں عقل نے آج تک انسان کی کوئی رہنمائی نہیں کی کہ انسان کی ابتداء کہاں سے تھی اور انتہاء کہاں ہے۔ کوئی بیہولی اور صورت میں الجھا ہوا ہے اور کوئی نظریہ ارتقاء میں الجھا ہوا ہے جیسے سائنس دان ڈارون وغیرہ کا نظریہ یعنی نباتات نے ترقی کر کے حیوانات کی صورت اختیار کر لی انہیں سب سے زیادہ ترقی کرنے والا بندر ہے اس نے زیادہ ترقی کی تو انسان بن گیا۔

فلسفی کو بحث میں خدالمتا نہیں	ڈور کو سلجھا رہا ہے مگر سرا ملتا نہیں
-------------------------------	---------------------------------------

الحاصل: ..... وحی کے علاوہ علم کے تمام وسائل ناقص ہوئے اور انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور اس خلافت کا مدار علم ہے اور خلافت انسان کے لیے ضروری تھا کہ جس کا خلیفہ بننا ہے اسکی طرف سے علوم نازل کیے جائیں۔

دلیل ثانی: ..... انسان مرکب ہے جسم اور روح سے اسکی بقاء کے لیے غذاء کی ضرورت ہے جسم چونکہ خاکی ہے اس لیے اسکی بقاء کا انتظام زمین سے کیا گیا اور روح چونکہ لطیف ہے اس لئے اس کی غذا وہ وحی ہے جو آسمانوں سے نازل ہوتی ہے۔

دلیل ثالث: ..... یہ جسم بیمار ہو جاتا ہے جیسے اسکے علاج کے لئے دوا کی ضرورت ہے اور ایسے ہی روح بھی بیمار ہو جاتی ہے اسکے علاج کے لیے بھی دوا کی ضرورت ہے اور اسکی دوائی اور علاج وحی ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی لحاظ سے بہت محتاج بنایا ہے تاکہ خدائی کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔ کپڑا بنانا ریشم کے کیڑے سے سیکھا کہ شہوت سے کپڑا بناتا ہے۔ ایسا کپڑا پوری انسانیت نہیں بنا سکتی اور دوائیاں بنانا شہد کی مکھی سے سیکھا کہ مختلف پھولوں کو جمع کر کے شہد بناتی ہے۔

دلیل رابع: ..... انسان انس سے لیا گیا ہے نیز انسان مدنی الطبع ہے ظاہر ہے کہ میل جول والی طبیعت کے لیے لین دین بھی ہوتا ہے اور لین دین جن چیزوں میں ہو گا وہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی اشیاء کے لین دین کے طریقے وحی کے ذریعے بتاتے ہیں کہ گندم برابر سرابر ہو وغیرہ وغیرہ اسی طرح ہبہ کے طور پر لینے کی اجازت ہے نہ کہ غصب کے طور پر، اسی طرح لین دین کا قانون جب تک اسلام کے مطابق نہیں ہو گا دنیا کے اندر چین سکون نصیب نہیں ہوگا۔

## ﴿صداقت وحى﴾

وحى کا صدق و کذب مبنی ہے مخبر کے صدق و کذب پر، یعنی اگر اسکے حالات میں صدق و امانت نہیں تو وحى میں جھوٹ ہوگا مخبر جب خبر دیتا ہے تو دونوں کا احتمال ہوتا ہے جب خصوصیت حاشیتین ملحوظ ہو تو کذب کا احتمال منقطع ہو جاتا ہے۔ وحى کا انکار کرنے والوں نے بھی آپ ﷺ کے صدق کا انکار نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ وحى صادق ہے خصوصیت حاشیتین سے مراد متکلم اور واقعہ ہے جس کا بھی صدق آپ کو معلوم ہو جائیگا تو آپ کذب کا احتمال ختم کر دیں گے آپ ﷺ نے اپنے صدق کی دلیل یہ بیان فرمائی ”کہ میں تمہارے اندر ایک زمانہ تک ٹھہرا ہوں تم نے مجھے جھوٹا نہیں پایا پہلے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے تو تصدیق کرو گے سب نے بیک زبان ہو کر کہا مانیں گے اگرچہ ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ کوئی لشکر نہیں ہے“

☆ القصة: ..... حضرت مولانا لال حسین صاحب سندھ میں قادیانیوں سے مناظرے کے لیے تشریف لے گئے مولانا موصوف نے مناظرے کا موضوع یہ رکھا کہ مرزا کے صدق و کذب پر بحث ہوگی اس پر قادیانی مناظر نے کہا کہ پھر محمد ﷺ کے صدق و کذب پر بھی بحث ہوگی اس پر ایک شخص حاجی مانک صاحب کو جوش آیا اس نے یہ کہنے والے قادیانی کو قتل کر دیا۔ پھر جس انگلی سے اشارہ کر کے کہا تھا وہ انگلی کاٹی پھر جس زبان سے یہ لفظ بولے تھے وہ زبان کاٹی۔ حکومت نے قتل کا مقدمہ چلایا وکیل نے کہا کہ کوئی گواہ تو ہے نہیں ایک مرتبہ انکار کر دو پھانسی نہیں لگے گی اس شخص نے کہا شفاعت حاصل کرنے کے لیے یہ سارا کام کیا تھا انکار کیسے کر دوں۔ چنانچہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مقدمہ کی پیروی کی اور موقف یہ اختیار کیا کہ نبی کا امتی نبی پر فریفتہ ہوتا ہے اگر کوئی اس کی توہین کرے تو امتی ہرگز برداشت نہیں کر سکتا پس نتیجہ کے طور پر صرف چار سال کی قید ہوئی۔

## ﴿حفاظت وحى﴾

اس پر اشکال ہو سکتا ہے کہ مانا کہ وحى سچی ہے کیا معلوم کہ محفوظ بھی رہی ہے یا نہیں؟ اس لیے دلائل حفاظت ضروری ہیں۔  
دلیل اول: ..... اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّآ لَہٗ لَحَافِظُوْنَ﴾ ذات باری خود ہی محافظ ہے اس لیے کوئی اشکال نہیں ہو سکتا۔



**دلیل ثانی:** ..... وحی روح کائنات ہے اور کائنات کی حفاظت کرنے والی وہی ذات ہے جو وحی کی حفاظت کرنے والی ہے اور وحی ہی حفاظت کائنات کا ذریعہ ہے لہذا کائنات کی حفاظت کے لیے بھی ضروری ہے کہ جب تک اسکو باقی رکھنا ہے وحی کی حفاظت کی جائے۔ قرآن مجید میں آیا ہے وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا يٰهَاں پر اکثر مفسرین کے نزدیک روح سے مراد قرآن مجید ہے۔

**دلیل ثالث:** ..... ہر دور اور ہر علاقہ میں تسلسل کے ساتھ کثرتِ حفظ دلیل حفاظت ہے۔

**دلیل رابع:** ..... آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں آپ کی نبوت قیامت تک رہے گی لہذا حفاظتِ وحی بھی قیامت تک ضروری ہے۔

**الحاصل:** ..... ختم نبوت بھی دلیل حفاظت ہے۔ پھر الفاظ بھی محفوظ ہیں کیفیات بھی محفوظ ہیں اور لہجے بھی محفوظ ہیں۔ مدینہ منورہ میں کسی استاد کے سامنے کسی عجمی نے قرآن پڑھا عجمی لہجے کا اثر تھا استاد صاحب نے کہا کہ واللہ ما النزل ھکذا القرآن۔

### حفاظتِ وحی پر چند قصے

**القصة الاولى:** ..... ایک قصہ ہے کہ قرآن پاک چھاپنے سے پہلے تصحیح کرانے کسی حافظ کے پاس گئے اور حافظ قرآن کو کہا کہ آپ ذرا قرآن پاک پڑھیں ہم تصحیح کر لیں گے تو حافظ صاحب نے کہا قرآن پڑھنے کی کیا ضرورت ہے میں صرف حرکات و سکنات سنا جاتا ہوں آپ دیکھتے جائیں۔ ایسے بھی پیدا ہوئے جنہوں نے تین دن میں قرآن پاک یاد کر لیا اور ایسے بھی پیدا ہوئے کہ پیدا ہوئے تو قرآن پاک کے حافظ تھے۔

**القصة الثانية:** ..... ایک شیعہ لیڈر یہاں آیا ایک طالب علم نے اس سے کہا جب تم مسلمانوں کے قرآن کو نہیں مانتے بلکہ تحریف کے قائل ہو تو پھر مسلمان کیوں کہلاتے ہو؟ اس نے کہا کہ ایران میں جا کر دیکھو ہمارے ہاں بھی ایسے قرآن چھپتے ہیں تو قرآن کی حفاظت کا خدا نے خود ذمہ لیا اور کیسے کیسے انتظام فرمائے کہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے کے لیے صحیح قرآن پاک چھاپتے ہیں۔

**القصة الثالثة:** ..... ایک صوفی صاحب نے ایک بچے سے کہا کہ سورۃ تَبَّتْ سَاءَ بچے نے تَبَّتْ یداً بفتح التاء پڑھا صوفی صاحب نے کہا کہ تَبَّتْ یداً بالکسر پڑھ، بچے نے پھر بالفتح پڑھا اصرار ہوا تو صوفی صاحب نے کہا کہ میں تجھے دکھاتا ہوں۔ اس نے تصرف کیا تو بچے کو قرآن میں بالکسر نظر آیا لیکن بچے نے کہا قرآن میں غلط لکھا ہے میرے استاد نے مجھے ایسے نہیں پڑھایا صوفی صاحب نے کہا کہ لوح محفوظ میں دکھلا دوں تصرف کیا تو بچے کو بالکسر نظر

آیا تو بچے نے کہا کہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ غلطی وہیں سے چلی ہے۔

### ﴿عظمت وحى﴾

کسی چیز کی عظمت اسکی نسبت سے معلوم ہوتی ہے وحی کی عظمت بھی اسکے وسائط کے لحاظ سے ہوگی۔ بھیجنے والے اللہ تعالیٰ، لانے والے حضرت جبریل ہیں جو کہ افضل الملائکہ ہیں۔ منزل علیہ محمد ﷺ افضل البشر ہیں تو معلوم ہوا کہ وحی سب سے زیادہ عظمت والی چیز ہے۔

### ﴿اعجاز وحى﴾

وحی معجزہ ہے اسکا اعجاز یہ ہے کہ پوری دنیا اسکا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا اعجاز ثابت کرنے کے لیے تین مرتبہ تحدیٰ فرمائی یعنی مقابلے کی دعوت دی۔ سب سے پہلے فرمایا اس قرآن جیسا قرآن لاؤ پھر فرمایا چلو دس سورتیں ہی لے آؤ پھر فرمایا ﴿فَاْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ﴾۔ چھوٹی سے چھوٹی سورت لے آؤ ساتھ یہ بھی فرمایا ﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا﴾۔ یہ پیشین گوئی بھی ایک اعجاز ہے باطل لوگ آج تک ایسا نہیں کر سکے اور نہ ہی قیامت تک ایسا کر سکیں گے۔

بعض معجزے تو وقتی تھے دل کا نکالنا وغیرہ اب یہ معجزے نہیں رہے لیکن قرآن پاک کا یہ اعجاز تا قیامت رہیگا۔

سوال :..... اگر کوئی کہے کہ ہو سکتا ہے مقابلے میں کوئی سورۃ بنی ہو لیکن ہمیں معلوم نہ ہوا ہو؟

جواب :..... آپ غور کریں کہ ہر زمانہ میں قرآن پاک کے ماننے والے تھوڑے رہے ہیں پھر پڑھنے والے اور حفظ کرنے والے کتنے ہیں اتنی قلیل مقدار نے قرآن کو ہر جگہ پہنچا دیا مخفی نہیں ہوا تو جو زیادہ مقدار میں ہیں اور ہر گھڑی اسکے درپے ہیں کہ کوئی ایسی سورۃ مقابلے میں ملے تو کیسے چھپی رہ سکتی ہے۔ ایک فصیح بلیغ عرب نے کہا کہ مجھے فرصت نہیں وگرنہ میں بنا کر لاؤں کسی نے پوچھا کہ فرصت کیوں نہیں کہا کہ کسب معاش کی وجہ سے فرصت نہیں تو لوگوں نے پوچھا کہ کتنی مدت میں بنا لو گے اس نے کہا کہ ایک سال میں لوگوں نے کہا ایک سال کا خرچہ ہمارے ذمہ ہے تو ایک سال لگا کر بنا لے ایک سال کے بعد لوگوں نے پوچھا تو اس نے بنایا والنساء ذات الفروج تو لوگوں نے کہا تَفَّ لَكَ اِحْسَاً ایک اور نے کہا یہ ناکام ہو گیا مجھے خرچہ دو میں یہ کام کرتا ہوں اس نے سورۃ فیل کے مقابلے میں سورۃ بنائی۔ الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل له ذنب صغیر وخرطوم طویل لوگوں نے کہا اِحْسَاً اینا لا یعرف له ذنب صغیر وخرطوم طویل۔

رسول: ..... انسان بحمدہ اللہ لتبلیغ الاحکام مع کتاب و شریعة اور نبی عام ہے چاہے نئی کتاب نئی شریعت ہو چاہے پہلی کتاب و شریعت کے تابع ہو۔ نبی عام ہے رسول خاص ہے رسولوں کی تعداد ۳۱۳ ہے انبیاء کی تعداد بہت زیادہ ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے (عمدة القاری ج ۱ ص ۱۲ پر رسول کی تعریف اس طرح درج ہے الرسول هو النبی الذی معہ کتاب: مرتب) تحقیق لفظ نبی: ..... نبی نبو سے ہے یا نبأ سے۔ اگر نبأ سے ہے تو اصل میں نبی تھا بمعنی خبر دینے والا، فعل کے وزن پر، اس لئے اس کو نبی کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام کی خبر دیتا ہے۔ اگر نبو سے ہے تو بمعنی بلندی کے ہے چونکہ نبی اپنی قوم میں بلند مرتبہ ہوتا ہے اس لیے اس کو نبی کہتے ہیں اس وقت نبی کی اصل نبیو ہوگی یا نبی بمعنی راستہ سے مأخوذ ہے بولا جاتا ہے لاتصلوا علی النبی معنی ہوگا کہ راستہ پر نماز نہ پڑھو چونکہ نبی اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھاتا ہے اس لئے اس کو نبی کہتے ہیں، بعض الفاظ غیر معروف معنی میں استعمال ہوتے ہیں جس سے سامع کو مغالطہ ہوتا ہے جیسا کہ محاورہ بھی ہے جیسے النار فی الشتاء خیر من اللہ ورسولہ۔ من قسمیہ ہے معنی ہوگا اللہ اور اس کے رسول کی قسم۔

فوق: ..... بہر حال نبی اور رسول میں فرق یہ ہے کہ نبی کے لیے صاحب شریعت جدیدہ ہونا ضروری نہیں۔ رسول صاحب شریعت جدیدہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ یہ عام لفظ ہے اللہ کے ہر رسول کو شامل ہے مگر اضافت کبھی کبھی عہد خارجی کی بھی ہوا کرتی ہے جیسا کہ نحو کے اندر پڑھ چکے ہو۔ یہاں بھی اضافت عہد خارجی ہے لہذا اس سے ہمارے رسول ﷺ مراد ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم: ..... علماء نے لکھا ہے کہ جہاں کسی صحابی کا ذکر آئے وہاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا چاہیے خواہ کسی کتاب میں لکھا ہو یا نہ اسی طرح جہاں حضور پاک ﷺ کا نام نامی آئے وہاں درود پڑھنا چاہیے خواہ کتاب میں نہ ہو۔ درود شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت اور سلامتی بھیجے۔ صلوٰۃ کے معنی یہاں پر رحمت کے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف صلوٰۃ کی نسبت ہو تو معنی رحمت کے ہوتے ہیں فرشتوں کی طرف نسبت ہو تو معنی استغفار، اگر بندوں کی طرف نسبت ہو تو دعاء رحمت، صلہ کے بدلنے اور قائل اور فاعل کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اللھم صل علی پڑھتے ہیں یا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے ہیں؟ نہیں، بلکہ رحمت و استغفار مراد ہے۔

حکم صلوٰۃ علی النبی ﷺ: ..... حضرت علامہ کرخیؒ کی رائے یہ ہے کہ ایک بار عمر میں پڑھنا واجب ہے پھر مستحب، علامہ طحاویؒ کی رائے یہ ہے کہ جتنی بار حضور پاک ﷺ کا نام نامی آئے اتنی مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔ در

اصل یہ اختلاف ایک اور اختلاف پر مبنی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ میں صَلُّوا امر کا صیغہ ہے اس آیت کریمہ میں مطلقاً صَلُّوۃ و سلام کا امر فرمایا اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے الامر المطلق لا يقتضى التكرار ولا يحتمله اس قاعدہ کی بنیاد پر امام کرختی کے نزدیک ایک بار پڑھنا واجب ہے پھر مستحب۔ علامہ طحاویؒ فرماتے ہیں کہ درود شریف کا حکم ایک سبب کی بناء پر ہے اور وہ ہے آپ ﷺ کا نام نامی اور قاعدہ یہ ہے کہ تکرار سبب تکرار مسبب کا تقاضا کرتا ہے لہذا جب بھی حضور پاک کا اسم مبارک آئیگا تو درود کا حکم متوجہ ہوگا اور اسکا پڑھنا واجب ہوگا۔ اسکی مثال جیسے ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ میں نماز کا حکم ہے۔

پھر جس مجلس میں نام آئے اس مجلس میں ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس شخص کے سامنے میرا نام آئے اور وہ درود نہ پڑھے تو اس کے لیے ہلاکت ہے۔ صَلُّوا علیہ فرضیت پر دال ہے زندگی میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ ایک ہی مجلس میں بار بار ذکر آئے تو ہر بار پڑھنا مستحب ہے جب محبت کامل ہوگی تو مستحب بھی نہیں چھوٹے گا اسی محبت کے کامل ہونے کی وجہ سے۔ محدثینؒ نے کبھی بھی درود نہیں چھوڑا، کاغذ اور وقت کی بچت نہیں کی

اشکال: ..... صلیٰ اور دعا ہم معنی ہیں اور صلیٰ علیہ کا معنی رحمت کی دعا کے ہیں تو دُعا علیہ کا بھی یہی معنی ہونے چاہئیں اس لیے کہ آپ ان دونوں کے ہم معنی ہونے کے قائل ہیں حالانکہ دُعا علیہ کے معنی بددعا کے آتے ہیں۔ جواب: ..... مترادفین کا ہر چیز میں برابر ہونا ضروری نہیں ہوتا کہ جو دُعا کا معنی ہے وہی صلیٰ کا بھی ہو۔ و قول اللہ عز وجل: ..... جر کے ساتھ پڑھا جائیگا یا رفع کے ساتھ، جر کے ساتھ پڑھا جائے تو ترجمہ الباب کا جزء ہوگا اور لفظ باب اسکی طرف مضاف ہوگا۔ اگر مرفوع پڑھا جائے تو ترجمہ الباب کی دلیل ہوگی، اگر جزء ترجمہ الباب ہوگا تو اس وقت مثبت ہوگا دلیل دوسری تلاش کرنی ہوگی۔ اگر جزء ترجمہ الباب نہ ہو تو یہ خود دلیل ہوگا یا بعض اوقات بطور تبرک ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے ذکر کر دیتے ہیں۔

فائدہ: ..... حضرت امام بخاریؒ کی عادت مبارکہ ہے کہ ترجمہ الباب میں آیت قول صحابی یا تعلیقات کو ذکر کرتے ہیں۔ اشکال اول: ..... ترجمہ الباب ہو یا دلیل ہو ہر دونوں صورتوں میں اشکال ہے۔ جزء ترجمہ الباب ہو تو اشکال یہ ہے کہ دونوں جزؤں میں مناسبت ہونی چاہیے جبکہ یہاں پر عدم مناسبت معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ جزء اول میں بدء کا ذکر ہے اور جزء ثانی میں مطلق وحی کا، اور اگر دلیل ہے تو بھی مطابقت ضروری ہے کہ دعویٰ تو بدؤالوحی ہے اور دلیل میں اسکا ذکر نہیں؟

جواب : ..... دونوں اشکالوں کا جواب یہ ہے کہ بدؤ الوحي سے غرض کیا ہے؟ غرض باب میں مختلف تقریریں کی گئیں ہیں۔  
تقریر اول : ..... حضرت علامہ سندھیؒ کا جواب یہ ہے کہ بدؤ الوحي کی اضافت، اضافتِ بیانیہ ہے بدؤ الوحي کا معنی وحی کا بیان ہوا تو آیت کے اندر بھی وحی کا بیان ہے۔ فلا اشکال فیہ۔

تقریر ثانی : ..... غرض معنوی، عظمتِ وحی کا بیان ہے اس آیت میں بھی عظمتِ وحی کا بیان ہے وہ اس طرح کہ جملہ اسمیہ لائے پھر اللہ تعالیٰ نے نسبت اپنی طرف کی ﴿اِنَّا اَوْحَيْنَا﴾ پھر جمع تفعیل کے لیے لائے اِنْسِی بھی تو کہہ سکتے تھے۔ پھر تشبیہ حضرت نوح علیہ السلام کی وحی کے ساتھ دی پھر دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کا بھی ذکر کیا اس کے بعد آیت میں شہادت کا ذکر ہے پھر منکرین کے لیے جہنمی ہونیکا ذکر ہے ان سارے قرآن نے عظمتِ وحی پر دلالت کی۔

تقریر ثالث : ..... غرض معنوی صداقتِ وحی ہے دلیل یہ بیان کی کہ آپ ﷺ کی وحی کو نوح علیہ السلام کی وحی سے لیکر اخیر تک تمام انبیاء علیہم السلام کی وحی سے تشبیہ دی اور یہ دلیل صداقت ہے کیونکہ وحی بھیجنے والا تمام کی طرف ایک ہی ہے۔

اشکال ثانی : ..... ترجمۃ الباب ہے کیف کان بدؤ الوحي اور باب کے تحت جو احادیث لائے ہیں ان میں سوائے صلۃ الجرس والی روایت کے کوئی بھی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی؟

جواب اول : ..... باب کی غرض، بیانِ وحی ہے، عام ہے کہ مقلو ہو یا غیر مقلو ہو بہر حال اس باب میں وحی کا ذکر ہے یہ جواب علامہ سندھیؒ کے جواب کے مطابق ہے۔

جواب ثانی : ..... حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ سے منقول ہے کہ بدؤؒ کبھی انتہاء کے مقابلے میں آتا ہے اور کبھی عدم کے مقابلے میں جیسے یبدأ الخلق یہاں بدؤ عدم کے مقابلے میں ہے تو بدؤ الوحي کا مطلب وجود وحی ہو گیا اور آگے روایات میں کہیں نہ کہیں وحی کا ذکر ہے لہذا مناسبت ہو گئی۔

جواب ثالث : ..... حضرت اقدس شیخ الحدیث قدس سرہ سے منقول ہے کہ بدؤ بمقابلہ انتہاء کے ہے اور انتہاء سے مراد مرض الوفاات والی وحی ہے اس سے پہلے والی وحی ساری بدؤ الوحي میں داخل ہے خواہ مقلو ہو یا غیر مقلو۔

جواب رابع : ..... حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مقصود وسائلِ وحی ہیں کہ بھیجنے والا کون ہے؟ لانے والا کون ہے؟ کس پر آئی ہے؟ تو ان تین میں سے جس کا ذکر بھی ہو جائے ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت ثابت ہو جائے گی۔

جواب خامس : ..... یہ جواب حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ سے منقول ہے کہ ایک غرض ظاہری ہوتی ہے ایک غرض باطنی ہوتی ہے جیسے عظمتِ وحی، عصمتِ وحی، صداقتِ وحی آیت یا حدیث کسی نہ کسی کے مطابق ہو جائیگی۔

جوابِ سادس: ..... بعض محدثین سے یہ بھی منقول ہے کہ بدء عام ہے زمانے کے لحاظ سے ہو یا مکان کے لحاظ سے۔ لانے والے کے لحاظ سے ہو یا ماننے والے کے لحاظ سے، عمل کے لحاظ سے ہو یا تبلیغ کے لحاظ سے تو آیت اور روایت کسی نہ کسی کے مطابق ہو جائیگی۔

کَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ: ..... آیت میں حضور پاک ﷺ کی وحی کو، حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی وحی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ مذکورہ کلام پر کئی اشکالات کئے گئے ہیں۔

اشکالِ اول: ..... ابتداء وحی کو حضرت نوح علیہ السلام کی وحی کے ساتھ تشبیہ دی، کیا اس سے قبل وحی نہیں اترتی تھی؟ تو حضرت نوح علیہ السلام کی وحی کے ساتھ تشبیہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

جوابِ اول: ..... وحی دو قسم پر ہے ۱۔ وحی تکوینی ۲۔ وحی تشریحی۔ وحی تکوینی اس وحی کو کہتے ہیں جسمیں ایسے احکامات بتائے جائیں جن کا قرب ورضا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک غالب وحی تکوینی تھی کچھ اخلاقی احکامات بھی آئے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام سے حضور ﷺ تک غالب وحی تشریحی تھی اس لیے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی۔

جوابِ ثانی: ..... وحی دو قسم پر ہے ۱۔ جس کے منکر پر عذاب آئے خواہ عذاب دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ ۲۔ جس کے منکر پر عذاب نہ آئے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے وحی ایسی تھی کہ اس کے منکر پر عذاب نہ آتا تھا۔ تو یہ منکر کے معذب ہونیکے اعتبار سے تشبیہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی وحی نوح علیہ السلام کی وحی کی طرح ہے کہ اس کا انکار دنیا و آخرت کے عذاب کا سبب ہے ۲۔ ۲ (بیاض مدنی ص ۳۸ ج ۱)

جوابِ ثالث: ..... یہ تشبیہ صبر کے اعتبار سے ہے کہ جیسے رسولوں میں حضرت نوح علیہ السلام نے وحی میں تکالیف برداشت کیں ایسے ہی آپ علیہ السلام نے بھی بہت سی تکالیف برداشت کیں۔

جوابِ رابع: ..... اولو العزم ہونے کے اعتبار سے تشبیہ ہے کہ رسولوں میں جیسے حضرت نوح علیہ السلام بھی اولو العزم تھے ایسے ہی آپ علیہ السلام بھی اولو العزم ہیں۔

جوابِ خامس: ..... حضرت نوح علیہ السلام سے قبل جو انسانیت چلی آرہی تھی وہ عذاب کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام سے پھر سلسلہ انسانیت شروع ہوا جو کہ آجھ سے اسی (۸۰) تک کی روایات ہیں کہ اتنے بچے اسی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے ۳۔

جواب سادس: ..... حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں بھی شیوع کفر تھا اسی طرح آپ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی کفر کا شیوع تھا۔ تو یہ بھی وجہ تشبیہ ہوئی۔

اشکال ثانی: ..... اس تشبیہ پر دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ تشبیہ تو مساوات کو چاہتی ہے جبکہ آپ ﷺ کی وحی میں ختم نبوت ہے اور تکمیل دین ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي﴾ اور حضرت نوح علیہ السلام کی وحی میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔

جواب: ..... مشبہ اور مشبہ بہ میں تمام چیزوں میں مساوات ضروری نہیں بلکہ منکر کے معذب ہونے کے اعتبار سے مساوات تشبیہ کے لیے کافی ہے۔

اشکال ثالث: ..... حضرت نوح علیہ السلام کی وحی کو مشبہ بہ بنانا دلیل عظمت وحی نوحؑ ہے کیونکہ مشبہ بہ اصل ہوتا ہے۔ جواب اول: ..... مشبہ بہ کے لیے اشہر اور اعراف ہونا شرط ہے افضل ہونا شرط نہیں تو حضرت نوح علیہ السلام کی وحی اشہر اور اعراف ہے۔

جواب ثانی: ..... تشبیہ میں تمام امور میں مشابہت ضروری نہیں بلکہ وجہ شبہ جو بھی متعین کر لی جائے۔ تو یہاں چونکہ مقصود بیان کیفیت وحی تھا کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال رہے اور وحی آتی رہی تو کیفیات وحی اس میں زیادہ ہیں بنسبت حضور علیہ السلام کے، تو یہ جزوی فضیلت ہوئی اس سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔

اشکال: ..... حضرت امام بخاریؒ نے فضائل قرآن میں بھی باب باندھا اول مافزل اس باب میں اور فضائل قرآن والے باب میں تکرار معلوم ہوتا ہے؟

جواب اول: ..... یہاں مقصود وحی سے ابتدائی حالت بیان کرنا نہیں بلکہ مطلق احوال بیان کرنا مقصود ہے جبکہ فضائل قرآن میں ابتدائی احوال کو بیان کرنا ہے۔

جواب ثانی: ..... وہ باب فضائل وحی کے لیے نہیں بلکہ فضائل قرآن کے لیے ہے۔

جواب ثالث: ..... یہاں وحی الیہ سے تعرض ہے وہاں نہیں۔

جواب رابع: ..... یہاں پر وحی عام ہے حضور ﷺ کی طرف کا ذکر ہوا اور انبیاء علیہم السلام کی طرف۔ جبکہ فضائل قرآن میں خاص اس وحی کا ذکر ہے جو حضور ﷺ کی طرف ہو۔

وَالنَّبِيِّنَ مِنْ بَعْدِهِ: ..... ان الفاظ سے اشارہ کر دیا کہ آپکی وحی اتنی عظمت والی ہے کہ تمام انبیاء کی وحی کے لیے جامع ہے تو گویا جامعیت کی طرف اشارہ ہے۔

حسن یوسف ذم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچه خوباں همه دارند تو تنها داری
--------------------------------	-----------------------------------

جیسے شاعر نے ظاہری صفات میں جامع قرار دیا ہے ایسے ہی آپکی وحی بھی تمام خصوصیات کو شامل اور جامع ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی جملہ انواع وحی حضور پاک ﷺ کی طرف ناڈل کیس گئیں ہیں۔

### تعارف رواۃ

حدثنا الحمیدی: ..... حمیدی حضرت امام بخاریؒ کے استاد محترم ہیں۔ حمیدی دادا کی طرف نسبت ہے انکا نام نامی عبداللہ بن زبیرؒ ہے ۲۱۹ھ میں وفات ہوئی ہے۔ سعید حمیدیؒ بھی معروف ہیں اور یہ کی ہیں۔ سفیانؒ: ..... سندوں میں عام طور پر دو سفیان ہوتے ہیں ۱۔ سفیان ثوری ۲۔ سفیان بن عیینہؒ جب مطلق سفیان ذکر کریں تو مراد سفیان بن عیینہؒ ہوتے ہیں چونکہ دونوں ثقہ ہیں اس لیے ابہام مضرب نہیں ہے یہ کی تابعی ہیں، متوفی ۱۹۸ھ۔ یحییٰ بن سعید الانصاری المدنیؒ: ..... مشہور تابعی ہیں۔ آئمہ مسلمین میں سے ہیں مدینہ منورہ کے قاضی رہے۔ متوفی (۱۴۳ھ)

محمد بن ابراہیم التیمیؒ: ..... تیم قریش کا قبیلہ ہے اس کی طرف نسبت ہے وفات ۱۲۰ھ میں ہے۔ علقمہ بن وقاص اللیثیؒ: ..... تابعی ہیں بعض نے صحابیت کا قول بھی کیا ہے۔ توفی بالمدينة ایام عبدالملک بن مروان۔

عمر بن الخطابؒ: ..... نام عمر لقب فاروق ہے۔ صحابہ میں عمر نام کے واحد صحابی ہیں۔ سب سے پہلے آپ امیر المؤمنین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کی موافقات ۱۹ ہیں۔ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو نماز پڑھا رہے تھے ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ نے خنجر سے وار کیا جس سے شہید ہو گئے۔

فائدہ: ..... بعض سندوں میں کچھ لطائف قدرتی طور پر پیدا ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ محدث خود پیدا کرتا ہے۔ حدیث مذکور کی سند میں بھی متعدد لطائف ہیں جو درج ذیل ہیں۔

الاولیٰ: ..... شروع سند کی ہے جس میں حمیدی اور سفیان ہیں جو کہ کی ہیں اور دوسری حدیث امام مالکؒ کی ذکر فرمائی جو مدنی ہیں تو اس سے اشارہ کیا کہ وحی کی ابتداء مکہ مکرمہ سے ہوئی اور اس کا پھیلاؤ مدینہ منورہ میں ہوا۔



الثانية: ..... محدث سند بیان کرنے میں جو الفاظ ذکر کرتا ہے وہ سارے ہی اس سند میں جمع کر دیے۔  
تحدیث، سماع، اخبار، گویا کہ امام بخاریؒ نے سند اول کے اندر تحدیث کے جو اکثر صیغے ہیں انکو جمع فرما دیا ہے۔

الثالثة: ..... جب ایک ہی صفت کے کئی راوی سند کے اندر آ جائیں تو یہ بھی لطائف سند میں شمار ہوتا ہے اور باعث حسن ہوتا ہے یہاں پر حمیدی کے سواء چار تابعی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔

على المنبر: ..... یہ حدیث حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی کے منبر پر سنائی۔ محدثینؒ فرماتے ہیں کہ تعجب ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ حدیث منبر پر سنائی لیکن نقل کرنے والے صرف ایک حضرت علقمہ بن وقاصؒ ہیں اور ان سے نقل کرنے والے بھی ایک ہیں محمد بن ابراہیم تمیمیؒ، آگے یحییٰ بن سعید انصاریؒ بھی اکیلے ہیں ان کے بعد پھر مشہور کہلائی۔ محدثین کی اصطلاح میں یحییٰ تک غریب ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں مشہور وہ ہے جو کسی طبقے میں بھی مشہور ہو جائے۔

الرابعة: ..... کہ پہلی حدیث غریب لائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ غریب حدیث بھی صحیح اور قابل استدلال ہے۔ غیر مقلد کہہ دیا کرتے ہیں کہ جی ارے یہ تو غریب ہی (غریب سی) حدیث ہے۔

انما الاعمال بالنيات: ..... یہ حدیث شریف مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے ۱۔ انما الاعمال بالنيات ۲۔ الاعمال بالنيات ۳۔ العمل بالنية ۴۔ انما الاعمال بالنية ۵۔ الاعمال بالنية ۱۔ انما کلمہ حصر ہے اس میں علماء نحاۃ کا اختلاف ہوا کہ مرکب ہے یا بسیطہ دونوں قول ہیں جو کہتے ہیں کہ مرکب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ان حرف مشبہ بالفعل اور ”ما“ تانیف یا زائدہ ہے البتہ اس پر اجماع ہے کہ یہ کلمہ حصر ہے۔

دلیل اول: ..... انما ان مواقع میں استعمال ہوتا ہے جہاں ”ما“ اور ”الا“ استعمال ہوتے ہیں مثلاً انما قام الازید تو یہاں انما قام زید بھی کہہ سکتے ہیں جیسے قرآن پاک میں ہے ﴿مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ﴾ ۱۔ اسی طرح دوسری جگہ پر ہے ﴿فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ الْمُبِينُ﴾ ۲۔

دلیل ثانی: ..... انما کے کلمہ حصر ہونے پر اجماع ہے جیسے ((انما الماء من الماء)) ۳۔ اس حدیث مبارکہ سے بعض صحابہ کرامؓ نے استدلال کیا ہے کہ اس سال سے غسل واجب نہیں ہوگا۔ اس سال کہتے ہیں کہ دخول ہو پھر کسل ہو جائے اور یعنی سستی ہو جائے اور بغیر انزال کے جدا ہو جائیں۔ جو حضرات بغیر انزال کے غسل کے قائل نہیں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے پھر جن صحابہؓ نے اسکا جواب دیا ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ انما کلمہ حصر نہیں ہے تو صحابہ کرامؓ کا اس کے کلمہ حصر ہونے پر اجماع ہو گیا۔

الاعمال: ..... عمل کی جمع ہے اس کے مقابلے میں فعل ہے۔

اشکال: ..... افعال کیوں نہیں فرمایا، اعمال کا لفظ کیوں استعمال کیا؟

جواب: ..... یہاں عمل کا لفظ ہی مناسب ہے کیونکہ عمل اور فعل میں متعدد وجوہ سے فرق ہے ۱۔

الفرق الاول: ..... عمل خاص اور فعل عام ہے ہر عمل فعل ہوگا لیکن ہر فعل کو عمل نہیں کہہ سکتے عمل میں نیت شرط ہے فعل میں نہیں۔

الفرق الثانی: ..... ہر فعل اختیاری نہیں ہوتا ہر عمل اختیاری ہوتا ہے۔

الفرق الثالث: ..... عمل کے لیے دوام شرط ہے نہ کہ فعل کے لیے۔

الفرق الرابع: ..... عمل کے لیے صحت بھی ملحوظ ہوتی ہے نہ کہ فعل کے لیے مثلاً ایک شخص بے وضوء نماز پڑھتا ہے یہ فعل تو ہوگا لیکن عمل نہیں ہوا۔

بالنیات: ..... نيات نیت کی جمع ہے لغوی معنی توجہ القلب نحو الفعل یعنی قصد کرنا، اصطلاح شرع میں قصد العمل لوجہ اللہ تعالیٰ۔

نیت اور ارادہ میں فرق: ..... یہ ہے کہ ارادہ میں اپنی غرض داخل نہیں ہوتی خواہ غرض ہو یا نہ ہو اور نیت میں نیت کنندہ کی اپنی غرض ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے لئے نیت کا لفظ استعمال نہیں ہوتا ارادہ کا اطلاق آتا ہے۔

نیت کی اقسام: ..... نیت تین قسموں پر ہے۔

الاول: ..... تمییز العبادۃ عن العبادۃ: ایک آدمی فرض بھی پڑھتا ہے نفل بھی۔ یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہ فرض ہے یہ نفل یعنی نیت سے فرق ہوگا اسی طرح حج اور عمرہ کہ لیک تو دونوں کے لیے ایک ہے لیکن نیت سے فرق ہوگا۔

الثانی: ..... تمییز العبادۃ عن العادة: یعنی کھانے، پینے وغیرہ میں سنت اور عبادت کی نیت کر لینا۔

الثالث: ..... تمییز المعمول لها عن المعمول لها: ایک شخص کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتا ہوں دوسرا کہتا ہے کہ میں لات وغزلی کے لیے پڑھتا ہوں، اسی طرح شہرت وغیرہ کے لیے ایسے ہی ایک شخص ہجرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی غرض سے اسکے دین کو پہنچانے کے لیے دوسرا آدمی ہجرت کرتا ہے عورت کو حاصل کرنے کے لیے۔

انما لكل امرء ما نوى: ..... بے شک ہر انسان کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔

امرء: ..... مرد کو کہتے ہیں عورت جمعاً داخل ہو جائیگی۔ امرء کے لفظ میں ایک لطیفہ ہے کہ اسکی راکی حرکت ہمزہ کے اعراب کے تابع ہوتی ہے ہمزہ پر کسرہ ہے تو راء پر بھی کسرہ ہوگا ہمزہ پر ضمہ ہے تو راء پر بھی ضمہ، ہمزہ پر فتح ہے تو راء پر بھی فتح ہوگا۔ کسرہ کی مثال ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾ ۱۔ ضمہ کی مثال ﴿وَإِنَّ امْرَأَتَكَ لَأَشَدُّ رَهَقًا﴾ ۲ فتح کی مثال ﴿مَا كَانَ أَبُوكَ امْرَأًا سَوْءًا﴾ ۳

سوال: ..... انما الاعمال پہلے کہہ دیا اسکے بعد یہ جملہ لائے یہ تو تکرار ہے اس لیے کہ دونوں کا مطلب ایک ہے؟  
جواب: ..... محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہوا ہے کہ یہ جملہ پہلے کی تاکید ہے یا تائیس ہے بعض کے نزدیک تاکید ہے جمہور حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ تائیس ہے محدثین نے اسکے اور پہلے والے جملہ کے درمیان متعدد وجوہ فرق بیان کی ہیں۔

الفرق الاول: ..... کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک جملہ عرفی بول دیا جاتا ہے اسکے بعد شرعی بیان ہوتا ہے پہلا جملہ عرفی دوسرا جملہ شرعی ہوتا ہے جیسے آپ ﷺ کا پاک ارشاد ہے ((لکل امة امین و امین هذه الامة ابو عبیدہ بن الجراح. وقال لكل شئى زينة وزينة القرآن سورة يسین)) ۴

الفرق الثانی: ..... پہلے جملہ میں عمل کا ذکر ہے دوسرے جملہ میں عاملین کا ذکر ہے۔

الفرق الثالث: ..... ہر شئی کے لیے متعدد علل ہوا کرتی ہیں۔ علل اربعہ مشہور ہیں۔ ۱۔ مادی جیسے مٹی ۲۔ صوری جیسے گھڑے کی صورت ۳۔ فاعلی خود گھڑے بنانے والا کمہار ۴۔ غائی جیسے وہ پانی جو گھڑے سے استعمال کیا جائے۔ پس پہلے جملہ میں علت غائی کا ذکر ہے دوسرے جملہ میں علت فاعلی کا ذکر ہے علل اربعہ کو سمجھنے کے لیے وجہ حصر بیان کی جاتی ہے۔

وجہ حصر علل اربع: ..... علت شئی میں داخل ہوگی یا خارج، پھر شئی سے مقدم ہوگی یا مؤخر ۱۔ داخل ہو کر مقدم ہے تو علت مادی ہے ۲۔ اور اگر داخل ہو کر مؤخر ہے تو علت صوری ہے ۳۔ خارج ہو کر مقدم ہے تو علت فاعلی ہے ۴۔ خارج ہو کر مؤخر ہے تو علت غائی ہوگی۔

انما الاعمال بالنیات: ..... اس سے دواہم بحش متعلق ہیں۔

البحث الاول: ..... حدیث پاک کا یہ جملہ عموم پر مبنی ہے یا خصوص پر بظاہر عموم پر معلوم ہوتا ہے اور الف لام استغراقی ہے یعنی تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے یعنی اسکا ثواب نیت پر موقوف ہے لیکن محققین کہتے ہیں کہ الف لام عہدی ماننا پڑیگا

کیونکہ اعمال تین قسم پر ہیں۔ ۱۔ فرائض و واجبات، یعنی عبادات، ۲۔ مباحات، ۳۔ معاصی، پہلی دونوں قسموں میں ثواب نیت پر موقوف ہے تیسری قسم میں نیت پر موقوف نہیں ہے دوسری قسم مباحات میں اگر آپنے سنت کی نیت کر لی تو ثواب ہے مثلاً کپڑے میں ستر ڈھانکنے کی نیت کر لی تو ثواب ہے وگرنہ نہیں۔ اور نیت ثواب کی وہاں ہو سکتی ہے جہاں خیر کا پہلو ہو اور معاصی میں خیر نہیں ہے اس لیے کہ اگر معاصی میں خیر ہوتی تو معاصی نہ قرار دیئے جاتے۔ جس میں اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی ہو وہاں آپ خیر کی نیت کیسے کر سکتے ہیں ایک شخص چوری کرتا ہے کہ امیروں سے لیکر غریبوں کو دوں گا۔ ایسے ہی ایک شخص کہتا ہے کہ ایک عورت کے دل کی تسکین کے لیے زنا کرتا ہوں تو یہاں نیت درست نہیں ہو سکتی۔

البحث الثانی: ..... فقہاء کے نزدیک یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے کیونکہ ظاہر سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر نیت کے عملوں کا وجود ہی نہیں ہے اور یہ ظاہر البطلان ہے اس لیے تاویل کرنی پڑے گی۔ تاویل کرنے میں فقہاء کے دو گروہ ہو گئے ہیں۔

(۱) ..... آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ یہاں صحت کا لفظ محذوف ہے۔ ای صحۃ الاعمال بالنیات۔

(۲) ..... فقہاء حنفیہ کہتے ہیں کہ لفظ ثواب محذوف ہے کہ عملوں کا ثواب نیتوں پر موقوف ہے۔

(۳) ..... بعض حضرات کہتے ہیں کہ حکم الاعمال بالنیات۔

حکم عام ہے صحت کو بھی محتمل ہے ثواب کو بھی۔ حکم صحت اور حکم ثواب۔ لہذا مقابلہ تو پہلے دو کے درمیان ہی ہوا۔ تو جمہور صحت کا لفظ نکال کر کہتے ہیں کہ ہر عمل کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط ہے چاہے مقاصد ہوں چاہے وسائل لہذا جس طرح نماز کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط ہے اسی طرح وضو کے صحیح ہونے کے لیے بھی نیت شرط ہے۔ لیکن حضرات فقہاء حنفیہ فرماتے ہیں کہ ثواب کے لئے نیت شرط ہے عمل کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط نہیں ہے۔

و ثمرۃ الاختلاف تظهر فی الوضوء: ..... کہ اگر بغیر نیت کے وضو کر لیا تو عند الاحناف وضو ہو جائیگا اور عند الجمہور وضو نہیں ہوگا۔

مبنی الاختلاف: ..... یہ اختلاف اصل میں ایک اور اختلاف پر مبنی ہے کہ وضوء عبادت ہے یا نظافت۔ جمہور حضرات فرماتے ہیں کہ عبادت ہے لیکن حنفیہ فرماتے ہیں کہ نظافت ہے اور نماز کے لیے وسیلہ ہے اگر یہ عبادت ہونا ثابت ہو جائے تو حنفیہ بھی نیت کی ضرورت کے قائل ہو جائیں گے اور دوسری صورت میں شافعیہ عدم نیت کے قائل ہو جائیں گے۔

**دلیل جمہور:** حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب متوضی وضو کرتا ہے تو گناہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وضو عبادت ہے کیونکہ گناہوں کا ساقط ہونا عبادت سے ہوتا ہے جیسے جمعہ اگلے جمعہ تک کے گناہوں کو معاف کراتا ہے۔

**دلیل حنفیہ:** ..... مفتاح الصلوۃ الطہور ۱ اور ویلے کے لیے نیت ضروری نہیں ہے جیسے چٹائی و کپڑے وغیرہ کو دھوتے وقت نیت شرط نہیں۔

**سوال:** ..... آپ کہتے ہیں کہ نیت شرط نہیں ہے اور صحت کا لفظ محذوف نہیں مانتے تو پھر نماز میں نیت کو ضروری قرار کیوں دیتے ہو؟ معلوم ہوا کہ وضوء کے بارے میں ثواب کا لفظ اور نماز کے بارے میں صحت کا لفظ محذوف مانتے ہو۔ تو جب نماز کے بارے میں قائل ہو گئے ہو وضوء کے بارے میں بھی قائل ہو جاؤ؟

**جواب اول:** ..... اس حدیث کی وجہ سے نماز میں نیت کو ضروری قرار نہیں دیتے بلکہ قرآنی آیت ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ ۲ کی وجہ سے ضروری قرار دیتے ہیں اور نماز عبادت ہے۔

**جواب ثانی:** ..... نماز کے بارے میں بھی اس حدیث سے استدلال ہے اور ثواب کا لفظ ہی محذوف مانتے ہیں اس طرح کہ نماز سے مقصود ہی ثواب ہے جب نماز میں نیت نہیں کریگا تو ثواب نہیں ملے گا جب کوئی شئی اپنے مقصد سے خالی ہو تو وہ باطل ہوتی ہے جیسا کہ انتفاء لازم سے انتفاء ملزم ہو جاتا ہے ایسے ہی انتفاء مقصد سے انتفاء شئی ہو جاتا ہے۔

**فائدہ:** ..... یہ ساری بحث فقہاء کی طرز پر چلائی گئی ہے ورنہ حضرت علامہ محدث وقت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ تو یہاں بیان مقصود ہی نہیں کہ لفظ ثواب محذوف ہے یا لفظ صحیح بلکہ مقصود حدیث پاک سے اعمال منویہ کا حکم بیان کرنا ہے یعنی الاعمال بالنیات ان خیرا فخیروان شرافشر جیسے نیت ہوگی ویسے ہی مراد۔ تو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے تو اسکو فقہاء کی بحث سے ہی نکال دیا۔ نیت کی جو تین قسمیں ہیں انکا فائدہ ابھی معلوم ہوگا کہ فقہاء نے اس کو تمیز العبادۃ عن العادة سے بنادیا اور حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے تمیز المعمول لہا عن المعمول لہا والی اصطلاح میں داخل کر دیا ہے۔

فمن كانت هجرته الى الله ورسوله: ..... ہجرت دو قسم پر ہے ۱۔ ظاہری ۲۔ باطنی۔

**ہجرت ظاہری:** ..... دار الفساد سے دارالامن کی طرف یا دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا۔

**ہجرت باطنی:** ..... یہ ہے کہ المهاجر من ہجر ما نہی الله عنه اور ایک روایت میں ہے

«والمهاجر من هجر الخطايا والذنوب» ۳ تو جس نے سب منہائی کو ترک کیا وہ کامل مہاجر اور جس نے بعض کو چھوڑا

تو وہ ناقص مہاجر ہے۔

الی دنیا: ..... ”دنیا“ دُنُو سے ماخوذ ہے یا دَنَاء سے۔ (۱) دُنُو سے مشتق ہو تو اصل میں دُنُو ی تھا بمعنی نزدیکی والی، چونکہ دنیا آخرت کے مقابلے میں نزدیک ہے اس لئے اُسے دنیا کہا جاتا ہے۔ (۲) اگر دَنَاء سے مشتق ہو تو اس صورت میں اصل کے اندر دُنُو ی تھا کیونکہ مہموز اللام میں قاعدہ ہے کہ کبھی ہمزہ یا سے بدل جاتا ہے، چونکہ دنیا آخرت کے مقابلے میں کمینی ہے اس لیے اسکو دنیا کہا جاتا ہے پس طالب دنیا کمینی شئی کا طالب ہوا۔ دنیا بروزن فعلی اسم تفضیل ہے اور لزوم تانیث کی بناء پر غیر منصرف ہے۔

امراة ینکحہا: ..... سوال: جبکہ دنیا میں عورت بھی داخل ہے پھر امراة کہہ کر تخصیص کی کیا وجہ ہے؟  
جواب اول: ..... یہ تخصیص بعد التعمیم ہے کیونکہ دنیا میں زیادہ تر فساد عورت کی وجہ سے ہوتا ہے اور زیادہ میلان عورت کی طرف ہوتا ہے کیونکہ یہ مرد کی جنس سے ہے اور میلان طبعی ہم جنس ہی کی طرف ہوتا ہے۔  
جواب ثانی: ..... جواب سے پہلے ایک ضابطہ بطور فائدہ کے سمجھ لیں۔ جیسے آیات مبارکہ کا شان نزول ہوتا ہے ایسے ہی احادیث مبارکہ کا شان ورود ہوتا ہے اگر کسی واقعہ کے بعد آیت نازل ہو تو وہ واقعہ اس آیت کا شان نزول ہوتا ہے اسی طرح اگر کسی واقعہ کے بعد یا کسی واقعہ پر آپ ﷺ کوئی ارشاد فرمادیں تو وہ واقعہ اس حدیث کا شان ورود کہلاتا ہے۔  
حدیث مبارکہ کا شان ورود: ..... اس حدیث مبارکہ کا شان ورود یہ ہے کہ ایک آدمی نے ام قیس نامی عورت کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا انہوں نے کہلا بھیجا کہ اس شرط پر نکاح کر سکتی ہوں کہ تم ہجرت کر لو چنانچہ اس شخص نے اس عورت کے کہنے کی وجہ سے ہجرت کر لی اس وجہ سے اسکو مہاجر ام قیس کہنے لگے، تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امراة ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ۔ خلاصہ یہ کہ تخصیص شان ورود کے اعتبار سے ہے۔

ما ہاجر الیہ: .....

سوال ..... دوسرے جملے میں فہجرتہ الی اللہ ورسولہ صراحتاً بولا ہے جبکہ یہاں پر فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ فرما کر ابہام کر دیا اس ابہام کی کیا وجہ ہے؟

جواب اول: ..... بیان حقارت کے لیے کہ دنیا و عورت اس قابل نہیں کہ انکو بار بار ذکر کیا جائے۔

جواب ثانی: ..... یہ دونوں مستہجن ہیں اور مستہجن چیزوں میں ابہام اچھا ہوتا ہے، مستہجن ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جنکا ذکر اچھا نہیں ہوتا۔

اشکال: ..... واقعی اگر یہی بات ہے جو آپ نے بیان فرمائی تو پھر قرآن پاک میں بار بار عیسیٰ بن مریم کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ صرف عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہی ذکر فرمادیتے؟

جواب: ..... یہ طرز کلام اس بات پر متنبہ کرنے کے لیے ہے کہ آپ یعنی عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

سوال: ..... حضرت امام بخاریؒ نے حدیث میں اختصار کیوں کیا؟ اور پہلا جملہ فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ..... الخ کیوں ترک کر دیا؟

جواب ۱: ..... یہ ان کے ساتھ کرام کا اختصار ہے چنانچہ امام بخاریؒ نے بھی ایسا ہی کر دیا۔

جواب ۲: ..... حضرت امام بخاریؒ نے تو قصداً ایسے کیا تاکہ دعویٰ نہ پایا جائے کہ یہ میرا عمل بہت زیادہ اخلاص پر مبنی ہے۔ یہ دونوں جواب کمزور ہیں اس لیے کہ یہ حدیث چھ موقعوں پر ذکر کی گئی ہے اور پوری بھی ذکر کی ہے اگر تو اصفاً اختصار کیا ہے تو ہر جگہ اختصار ہونا چاہیے۔

جواب ۳: ..... ایک ہے جلب منفعت اور ایک ہے دفع مضرت۔ دفع مضرت، جلب منفعت سے مقدم ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک ہے حسن نیت اور ایک ہے بد نیتی سے بچنا، تو امام بخاریؒ نے پہلا جملہ حذف کر دیا اس بات پر متوجہ کرنے کے لیے کہ حسن نیت اگر متحضر نہ ہو تو بد نیتی سے ضرور بچنا چاہیے۔

جواب ۴: ..... اعمال تین قسم پر ہیں ۱۔ طاعات ۲۔ عبادات ۳۔ قربات ان میں طاعات کے لیے تصحیح نیت شرط نہیں اور نہ ہی معرفت کیونکہ طاعات جیسے تصحیح عقیدہ وغیرہ اس میں ابھی تو وہ معرفت کی کوشش کر رہا ہے۔ معرفت ہوگی تو نیت ہوگی۔ الحاصل طاعات بغیر حسن نیت کے بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن قربات میں معرفت شرط ہے نیت شرط نہیں جیسے قرآن و تلاوت حدیث میں کوئی نیت نہ ہو تو بھی ثواب ملے گا اگر نیت غلط ہوگی تو ثواب نہیں ملے گا۔ تیسری قسم عبادات ہیں ان کے لیے نیت بھی شرط ہے اور معرفت بھی۔ حضرت امام بخاریؒ اختصار کر کے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ حسن نیت ہونہ ہو بد نیتی سے بہر حال بچنا چاہیے۔

سوال: ..... اس حدیث پاک کا باب کے ساتھ کیا ربط ہے؟

جواب: ..... محدثین نے اس کے کئی جوابات دیے ہیں۔

صورت اول: ..... یہ حدیث دراصل امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب کی دلیل میں ذکر ہی نہیں کی کہ اسکی باب کے ساتھ مناسبت تلاش کی جائے اس کو تو بطور خطبہ کے ذکر کیا ہے چند وجوہ کی بنا پر۔

الوجه الاول: ..... طالب علم کو چاہئے کہ حسن نیت نہ ہو تو بھی کم از کم بد نیتی سے تو بچے۔

الوجه الثاني: ..... تحدیث بالعمۃ کے طور پر لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کسی اور غرض سے شروع نہیں کر رہا۔

الوجه الثالث: ..... ہجرت کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ نوع من الهجرة طلب علم کے لیے کرنی پڑیگی۔

الوجه الرابع: ..... یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ طالب آخرت ہونا چاہیے نہ کہ طالب دنیا۔

صورت ثانی: ..... یہ ہے کہ مناسبت ہو پھر مناسبت مختلف وجوہ سے محدثین بیان کرتے ہیں۔

الوجه الاول: ..... وحی سے مقصود احکام و اعمال ہیں تو وحی مبداء احکام ہے اور نیت مبداء اعمال تو ترجمۃ الباب

میں مبداء علوم کا ذکر ہے اور حدیث میں مبداء اعمال کا تو مبداء میں مناسبت ہو گئی۔

الوجه الثاني: ..... مکہ مکرمہ میں وحی کی ابتداء ہوئی اور جب آپ ﷺ مدینہ میں آئے تو سب سے پہلے یہ

حدیث بیان فرمائی تو ہجرت کے بعد پہلی حدیث یہ ہے اس لحاظ سے ابتداء وحی سے مناسبت ہو گئی۔

الوجه الثالث: ..... ایک ہے ابتداء وحی ایک ہے ظہور وحی، تو مدینہ میں ظہور وحی ہوا۔ یہاں ظہور وحی کی طرف

اشارہ ہے اس صورت میں ترجمۃ الباب سے مقصود ظہور وحی ہے۔

الوجه الرابع: ..... غرض احوال وحی ہیں یہ بھی وحی کی قسموں میں سے ایک قسم ہے خواہ وحی جلی ہو یا وحی خفی۔

الوجه الخامس: ..... یہاں عظمت وحی کا بیان ہے کہ اتنی عظمت والی وحی ہے کہ اس سے غرض دنیا یا عورت

نہیں ہو سکتی یہ کیوں نہ عظمت والی ہو کہ کتنی اخلاص والی شخصیت پر نازل ہوئی۔ اور کتنی عظمت والی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے نازل ہوئی۔

الوجه السادس: ..... بدئو الوحی بمقابلہ انتہاء الوحی ہے اور انتہا سے مراد مرض الوفا کی وحی ہے

تو اس حدیث میں اس سے پہلے کی وحی ہے تو مناسبت پائی گئی۔

(۲) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن هشام بن عروة عن ابيه

عبد الله بن يوسف نے ہم سے بیان کیا کہ امام مالکؒ نے هشام بن عروہ سے ہمیں روایت بیان کی انھوں نے اپنے باپ سے

عن عائشة ام المؤمنين رضي الله عنها ان الحارث بن هشام سأل رسول الله ﷺ

انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے بیان کیا کہ حارث بن هشامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا

فقال يا رسول الله كيف يأتيك الوحي فقال رسول الله ﷺ أحيانا يأتيني مثل صلصلة الجرس

عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے



وهو اشدّه علىّ فيفصم عني وقد وعيت عنه ما قال

اور یہ انداز وحی میرے اوپر سب سے زیادہ شاق ہے اور جب یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے تو میں اسے محفوظ کر چکا ہوتا ہوں

واحيانا يتمثل لى الملك رجلا فيكلمنى فأعنى ما يقول .

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ انسان کی شکل میں مجھ سے گفتگو کرتا ہے تو میں اس کے کلمات محفوظ کر لیتا ہوں،

قالت عائشةٌ ولقد رأيته ينزل عليه الوحى فى اليوم الشديد البرد

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو سخت سردی کے دن اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی

فيفصم عنه وان جبينه ليتفصد عرقا

اور جب یہ کیفیت ختم ہوتی تھی تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینہ بہا رہی ہوتی

### ﴿تحقيق وتشریح﴾

حدثنا عبد الله بن يوسف (الدينسى): ..... نسبة الى تينس بكسر التاء والنون المكسورة المشددة ببلدة بمصر ساحل البحر واليوم خراب ان کی وفات ۲۸ھ کی ہے اور آخری آرام گاہ مصر میں ہے امام بخاریؒ کے اساتذہ میں سے ہیں ۲

اخبرنا مالك: ..... مشہور امام مالکؒ مراد ہیں انکی وفات ۷۹ھ کی ہے اور آخری آرام گاہ جنت البقیع میں ہے۔

هشام بن عروة: ..... هشام حضرت عائشہؓ کی بہن حضرت اسماءؓ کے پوتے ہیں۔ ان کی وفات ۱۴۵ھ کی ہے۔

عن ابیه: ..... مراد عروہ بن زبیرؓ ہیں، فقہائے مدینہ میں سے ایک ہیں، ان کی وفات ۹۴ھ میں ہے۔

فائدة: ..... حضرت عبداللہ بن یوسفؒ کے علاوہ باقی سب راوی مدنی ہیں یہ محسناتِ سند میں سے ہے۔

عن عائشة: ..... حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کی بیوی، رفیقہٗ حیات ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ حضور ﷺ کی بیوی ہونے کی وجہ سے ام المؤمنین کہلاتی ہیں، تعظیماً وادباً نہ کہ نسباً، بعض احکام میں ماں ہیں بعض میں نہیں۔

حضرت عائشہؓ کے مختصر حالات: ..... مرویات حضرت عائشہ صدیقہؓ ۲۲۰۰ ہیں۔ انکی نماز جنازہ حضرت

ابو ہریرہؓ نے پڑھائی، جنت البقیع میں مدفون ہوئیں، صحابیات میں عائشہ نام کی ۱۰ عورتیں گزری ہیں ۳

سوال: ..... جب تعظیسی وادبی ماں ہیں تو نکاح کیوں جائز نہیں ہے؟

جواب: ..... بڑی وجہ تو صریح نص ہے قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبْدًا﴾ ۱۔ دوسری وجہ تعظیم ہے کہ عظمت کی وجہ سے امت کے لیے نکاح کو ناجائز قرار دیا گیا انشاء عظمت نبی ﷺ ہے یا عظمت امہات المؤمنین۔ چھ سال کی عمر میں ان کا نکاح ہوا۔ ۱۸ سال عمر تھی کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا۔

حارث بن ہشام: ..... حارث ابو جہل کے بھائی ہیں فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے۔

سوال: ..... یہ سند متصل ہے یا مرسل صحابی ہے؟

جواب: ..... حارث بن ہشام حضور ﷺ سے جس وقت یہ سوال کر رہے ہیں حضرت عائشہؓ پاس موجود ہیں یا نہیں، اگر پاس ہیں تو یہ حدیث متصل ہے اگر حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو سنائی تو بھی متصل ہوگی، اگر دونوں باتیں نہیں تو مرسل صحابی ہوگی کہ کسی صحابی سے سنی ہے۔ مرسل صحابی بالا جماع حجت ہے اور مرسل تابعی میں اختلاف ہے عندا لجمہور حجت ہے بخلاف امام شافعیؒ کے کہ وہ اکمیں اختلاف فرماتے ہیں۔

قال یا رسول اللہ: ..... حضور ﷺ سامنے ہوں تو یا رسول اللہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر حضور ﷺ سامنے نہ ہوں تو اس وقت کہنا کیسا ہے؟ اس میں تفصیل یہ ہے کہ کہنے والے کی تین حالتیں ہیں دو حالتوں میں جائز ہے ایک حالت میں ناجائز۔

۱: یہ کہ کہنے والے کے دل میں یہ ہو کہ جب یہ میرا کلام پہنچے تو اس وقت میں خطاب کرتا ہوں جیسے خط میں السلام علیکم بصیغہ خطاب لکھتے ہیں۔

۲: دوسری حالت یہ ہے کہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کے سامنے یا حضور ﷺ کو اپنے سامنے تصور کر کے کہے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ ان دونوں صورتوں میں جائز ہے۔

۳: تیسری صورت یہ ہے کہ حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھتے ہوئے کہ جہاں درود شریف پڑھا جاتا ہے وہاں آپ ﷺ موجود ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ناجائز ہے چونکہ کثرت سے ناجائز کا التزام شروع ہو گیا ہے تو اس شبہ سے بچنے کے لیے ترک ضروری ہے البتہ تنہائی میں پڑھ سکتے ہیں۔

### مثل صلصلة الجرس:

(۱) ..... زنجیر کو کسی چٹان پر مارا جائے تو اس سے جو مسلسل آواز پیدا ہوتی ہے اس کو صلصلة الجرس کہتے ہیں ۲ صلصلة اس آواز کو کہتے ہیں جو دو لوہوں کے ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہے لیکن بعد میں ہر جھک کار کو صلصلة کہنے لگے۔

(۲)..... جانور کے گلے میں گھنٹی کی آواز کو صلسلہ کہہ سکتے ہیں۔

(۳)..... اسی طرح گاڑی کی آواز کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ الجرس جانور کے گلے میں گھنٹی کو کہتے ہیں۔ بعض روایات میں

کانہ سلسلۃ علی صفوان ہے ۲

(۴)..... الصوت المتدارک الذی لا يفهم اول وهلة۔ ۳

ہوا شدہ علی:..... زیادہ شدید ہونے کی وجہ ہیں۔

۱: اول یہ کہ حواس بشریہ کے تعطل کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔

۲: دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر جبریل علیہ السلام اپنی اصلی شکل میں آکر کلام فرمائیں تو اس آواز سے قرآن پاک کا

اخذ کرنا بڑا مشکل ہے بہ نسبت اس کے کہ حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں آکر کلام فرمائیں، ان دو وجہ سے

حضور ﷺ کو بہت زیادہ شدت معلوم ہوتی تھی۔ اس کا تحمل نبی ہی کر سکتا ہے اسی کے بارے میں قرآن پاک میں

ہے ﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا﴾ ۵ وقال تعالى ﴿لَوْ اَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَاَيْنَهُ

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ ۶ یہ تو آپ نے محض سمجھانے کے لیے صلسلۃ الجرس سے تشبیہ دی ہے۔

سوال:..... آخر یہ کس چیز کی آواز ہے؟

جواب:..... اس میں متعدد اقوال ہیں۔

(۱)..... صوت کلام نفسی ہے کلام نفسی کی صوت بلا کیف ہے، جیسے شیخ عطارؒ نے فرمایا

چچ کس در ملک اوانباز نے	قول اورالحن نے آواز نے
-------------------------	------------------------

(۲)..... تیزی سے فرشتہ سفر کر کے آتا ہے تو آواز پیدا ہوتی ہے یعنی سرعت سیر ملک کی آواز ہے۔

(۳)..... حضرت جبریلؑ کے پروں کی آواز ہے۔

(۴)..... جب اللہ تعالیٰ وحی نازل فرماتے ہیں تو فرشتے عظمت کی وجہ سے پڑماتے ہیں۔ یہ فرشتوں کے پروں کی

پھڑ پھڑاہٹ کی آواز ہے۔

(۵)..... حضرت شاہ ولی اللہؒ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کو اس وحی میں شان بشری سے نکال کر عالم قدس سے ملا دیا

۱۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۱ ۲۔ ایضاً ۳۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۰ ۴۔ (بخاری ج ۱ ص ۲) مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے حاشیہ ۵ پر لکھا ہے مابائی

مثل صلسلۃ الجرس اشد من النوع الثانی لان الفہم من کلام مثل صلسلۃ الجرس اشکل من الفہم من کلام الرجل کذا فی

الکرمانی، علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری ج ۱ ص ۱۱ پر لکھتے ہیں لان الفہم من کلام مثل الصلسلۃ اشکل من الفہم من کلام الرجل

بالتخاطب المعهود: مرتب ۵ پارہ ۲۹ سورۃ المزمل آیت ۵ ۶ پارہ ۲۸ سورۃ الحشر آیت ۲۱

جاتا تھا اور جب شانِ بشری سے نکال کر عالمِ قدس کی طرف ملاتے ہیں تو حواسِ بشریہ معطل ہو جاتے ہیں گویا یہ حواسِ بشریہ کے تعطل کی آواز ہے جیسے کانوں میں انگلیاں ڈالیں تو ایک آوازی پیدا ہو جاتی ہے۔

سوال: ..... وحی کی یہ قسم آپ ﷺ پر مشکل کیوں تھی؟

جواب: ..... کیونکہ فرشتہ اگر انسانی شکل میں آجائے تو بات کرنا آسان ہے اور آواز سے کلام سمجھنی پڑے تو یہ مشکل ہے۔

یتمثل لی الملك رجلاً: ..... رجلاً کے منصوب ہونے کی چار وجہیں ہو سکتی ہیں۔

۱..... مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای یتمثل لی الملك تمثل رجل: مضاف کو حذف کر کے اعراب مضاف الیہ کو دیدئے گئے۔

۲..... منصوب بنزع الخافض یعنی باء محذوف ہے ای یتمثل لی الملك برجل ۲

۳..... حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے ای حال کو نہ رجلاً۔

۴..... نصبہ علی انہ تمیز، اکثر شراح نے یہی فرمایا ہے ۳

سوال: ..... مذکورہ بالا تقریر سے وحی کی متعدد اقسام معلوم ہوئیں جب کہ روایت میں صرف دو اقسام کا ذکر ہے اور قرآن پاک میں صرف تین اقسام کا ذکر ہے دو مذکورہ فی الروایت اور تیسری قسم من وراء الحجاب، تو تعارض ہو اس تعارض کے حل کی کیا صورت ہے؟

جواب اول: ..... سائل کے سوال کا مقصود وحی کی کثیر الوقوع قسموں کے متعلق سوال کرنا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے جواب میں صرف دو ہی قسمیں بیان فرمائیں اور بقیہ نادر الوقوع تھیں اس لیے ان کو بیان نہیں فرمایا۔

جواب ثانی: ..... اس وحی کا بیان ہے جنوبت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اولیاء کو بھی وحی ہوتی ہے لیکن وحی ولایت اور وحی نبوت میں دو فرق ہیں۔

الفرق الاول: ..... وحی نبوت میں رویت منکک ضروری ہے بخلاف وحی ولایت کے۔

الفرق الثانی: ..... وحی ولایت میں امر ونہی نہیں ہوتا بخلاف وحی نبوت کے۔ امر ونہی کا خطاب صرف نبی کو ہوتا ہے۔

احیاناً یا تینی مثل صلصلة الجرس: ..... حدیث میں یا تینی کا فاعل حامل وحی فرشتہ ہے۔

قالت عائشة: ..... اس میں دو احتمال ہیں۔

۱: ..... بسند سابق ہو تو یہ حدیث مرسل بن جائیگی۔ ۲: ..... اگر سند سابق کے ساتھ نہ ہو تو تعلیق ہوگی۔

حکم تعلیقات بخاری: ..... اگر میخذ معروف کے ساتھ ذکر کریں تو حکماً متصل ہوگی اگر میخذ مجهول کے

ساتھ ذکر کریں تو اتصال میں احتمال کی وجہ سے متصل کے حکم میں تو نہیں ہوگی البتہ قابل احتجاج ہوگی دوسرے دلائل کے مقابلے میں مرجوح ہوگی۔

ربط حدیث:.....

۱..... اس حدیث میں عظمت وحی کا بیان ہے۔ لیکن قصداً عرفاً سے عظمت وحی معلوم ہوتی ہے۔

۲..... اس حدیث کے اندر احوال وحی بھی ہیں۔

۳..... ترجمۃ الباب میں قرآن پاک کی جماعت ہے اس میں وحی کا ذکر ہے تو وحی وحی میں مناسبت ہوگئی۔

۴..... وسائل وحی کا ذکر ہے۔

۵..... اس حدیث میں وحی سے مراد وفات سے پہلے کی وحی ہے۔

(۳) حدثنا يحيى بن بكير قال اخبرنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے حدیث بیان کی کہا ہمیں لیث نے خبر دی عقیل (ابن خالد) سے اور انھوں نے ابن شہاب زہری سے

عن عروة بن الزبير عن عائشة ام المؤمنين رضي الله عنها انها قالت اول

انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ سے یہ روایت نقل کی کہ انھوں نے یہ فرمایا کہ پہلی چیز

ما بدئ به رسول الله ﷺ من الوحي الرؤيا الصالحة في النوم

جس سے آنحضور ﷺ پر وحی کی ابتداء ہوئی، رؤیاء صالحہ تھے، جنہیں آپ ﷺ نیند میں دیکھتے تھے۔

فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب اليه الخلاء وكان يخلو بغار حراء

چنانچہ جو خواب بھی دیکھتے صبح کی سفیدی کی طرح سامنے آ جاتا پھر خلوت گزینی آپ کے نزدیک محبوب کردی گئی اور غار حراء میں خلوت گزینی فرماتے

فيتحنث فيه وهو التعبا لليلالي ذوات العدد قبل ان ينزع الي اهله

اور اس میں عبت کرتے اور تحنث بمعنی تعبد ہے (یعنی) اپنے دل کی طرف اشتیاق سے پہلے کئی رات تک اس میں عبت فرماتے تھے

ويتزود لذلك ثم يرجع الي خديجة فيتزود لمثلها

اور اس کے لیے سامان خورد و نوش ساتھ لے جاتے، پھر حضرت خدیجہ کے پاس واپس تشریف لاتے اور اتنی ہی راتوں کے لیے پھر سامان لے جاتے

حتى جاءه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك فقال اقرأ فقال

یہاں تک کہ حق آ گیا جب آپ غار حراء میں تھے چنانچہ فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا اقراء (پڑھیے) آپ نے فرمایا کہ

فقلت ما انا بقارى فخذنى فغطني حتى بلغ منى الجهد  
 میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں (آپؐ نے فرمایا کہ) فرشتہ نے مجھے پکڑا اور دبایا یہاں تک کہ میری طاقت انتہاء کو پہنچ گئی  
 ثم ارسلنى فقال اقرأ فقلت ما انا بقارى فخذنى فغطني الثانية  
 پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا اقرء (پڑھیے) پھر میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر اس نے مجھے پکڑا اور دوسری مرتبہ دبوچا  
 حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلنى فقال اقرأ فقلت ما انا بقارى  
 یہاں تک کہ میری طاقت انتہاء کو پہنچ گئی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا اقرء (پڑھیے) میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں  
 فخذنى فغطني الثالثة ثم ارسلنى فقال ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِى خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾  
 پھر اس نے مجھے پکڑا اور تیسری مرتبہ دبوچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے جس نے انسان کو جسے ہوئے خون سے پیدا کیا  
 ﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾ ﴿فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرَجُفُ فؤاده، فدخل على خديجة﴾  
 پڑھیے آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے یہ آیات لے کر رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے اور آپ کا دل کانپ رہا تھا، چنانچہ آپ حضرت خدیجہؓ  
 بنت خويلد فقال زملونى زملونى، فزملوه حتى ذهب عنه الروع  
 بنت خویلد کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے کبل اڑھا دو، مجھے کبل اڑھا دو، لوگوں نے آپ کو کبل اڑھایا، یہاں تک کہ آپ کا خوف ختم ہو گیا،  
 فقال لخديجة واخبرها الخبر لقد خشيت على نفسى  
 پھر آپ نے اس کیفیت کو حضرت خدیجہؓ سے بیان فرمایا اور پورے واقعہ کی اطلاع دی (اور فرمایا) مجھے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا  
 فقالت خديجة كلا والله ما يخزيك الله ابداً، انك لتصل الرحم  
 حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا خدا کی قسم خداوند قدوس کبھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا، بلاشبہ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں  
 وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقهر الضيف وتعين على نوائب الحق  
 اور ناتواں کا بوجھ اٹھاتے ہیں آپ ٓناروں کے لیے کھاتے ہیں آپ نہمان نوازی کرتے ہیں بلوآپ آگوں کی ان حوالت پر مدد کرتے ہیں جو حق ہوتے ہیں  
 فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل بن اسد بن عبد العزى  
 پھر حضرت خدیجہؓ آپ کو ساتھ لیکر چلیں اور ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں جو اسد بن عبد العزى کے بیٹے  
 ابن عم خديجة وكان امرأ تنصر فى الجاهلية وكان يكتب الكتاب العبرانى  
 اور خدیجہؓ الکبریٰ کے چچا لا بھائی تھے اور یہ وہ ایسے آدمی تھے جو جاہلیت کے زمانہ میں دین نصاریت اختیار کر چکے تھے اور وہ عبرانی خط کے کاتب تھے

فيكتب من الانجيل بالعبرانية ماشاء الله ان يكتب وكان شيخاً كبيراً قد عمى
وہ انجیل میں سے عبرانی زبان میں سے جو خدا کو منظور تھا لکھا کرتے تھے وہ بہت عمر رسیدہ آدمی تھے جن کی بصارت بھی جاتی رہی تھی
فقلت له خديجة يا ابن عم اسمع من ابن اخيك فقال له ورقة يا ابن اخي اما ذاتري؟
ان سے حضرت خدیجہؓ نے فرمایا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے کی بات سنو چنانچہ ورقہ نے آپ سے کہا اے میرے بھتیجے تم کیوں کہتے ہو؟
فاخبره رسول الله ﷺ خبر ما رأى فقال له ورقة هذا الناموس الذى
پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو وہ تمام واقعات سنائے جن کا مشاہدہ فرمایا تھا ورقہ نے کہا یہ تو وہی رازدان ہیں جن کو
نزل الله على موسى، ياليتنى فيها جذاً
اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کی طرف بھیجا کاش میں تمہاری نبوت کے زمانے میں نوجوان ہوتا
ياليتنى اكون حياً اذ يخرجك قومك، فقال رسول الله ﷺ او مخرجى هم
کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کو نکال لگیں، فرمایا کیا وہ میری قوم کے لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟
قال نعم الم يأت رجل قط بمثل ما جئت به الا عودى
ورقہ نے کہا ہاں! کبھی کوئی شخص اس قسم کی دعوت لے کر نہیں آیا جس طرح تم لائے ہو مگر یہ کہ لوگوں نے اس کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کیا
وان يلبس كنى يومك انصرك نصر اموزراً ثم لم ينشب ورقة ان توفي وفتر الوحى.
اور اگر میں ان دنوں تک زندہ رہا تو آپ کی مضبوط مدد کروں گا، پھر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور وحی بھی مقفوف ہو گئی
قال ابن شهاب واخبرنى ابو سلمة بن عبد الرحمن ان جابر بن عبد الله الانصارى
ابن شہابؓ نے کہا کہ اور مجھے ابوسلمہ بن عبد الرحمنؓ نے خبر دی کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ
قال وهو يحدث عن فترة الوحى فقال فى حديثه بينا انا امشى
وحی کے مقفوف ہو جانے کے ایام کی حدیث بیان فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ جا رہا تھا
اذ سمعت صوتاً من السماء فرفعت بصرى فاذا الملك الذى جاءنى بحراى
کہ اچانک میں نے آسمان میں ایک آواز سنی، میں نے اپنی نگاہ اٹھا کر دیکھا تو اچانک وہی فرشتہ جو میرے پاس حراء میں آیا تھا
جالس على كرسي بين السماء والارض فرعبت منه فرجعت فقلت زملونى
آسمان اور زمین کے درمیان کرسی بیٹھا ہے، میں اس سے خوف زدہ ہو کر واپس ہوا اور میں نے کہا مجھے کبل اڑھا دو

زملونی فانزل الله تعالی ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾

مجھے کھل اڑھا دو پھر باری تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے کھلی والے! کھڑے ہو جائے اور لوگوں کو خوف دلائے

وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۱﴾

اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے اور بتوں سے علیحدہ رہیے (جیسا کہ اب تک علیحدہ رہے ہو)

فحمی الوحی و تتابع، ۱

اس کے بعد وحی گرم ہو گئی اور پے در پے آنے لگی

تابعه عبدالله بن يوسف وابوصالح وتابعه هلال بن رداد

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ عبداللہ بن یوسفؒ وابوصالحؒ نے یحییٰ بن بکیرؒ کی متابعت کی ہے اور عقیلؒ کی متابعت ہلال بن ردادؒ نے

عن الزهري وقال يونس ومعمربوادره

زہریؒ سے کی ہے اور یونسؒ و معمر بن بوادرہؒ میں (یرجف فؤادہ کی جگہ یرجف) بوادرہ آیا ہے۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا يحيى بن بكير: ..... بکیر دادا ہیں والد کا نام عبداللہ ہے کنیت ابو زکریا ہے امام بخاریؒ کے اساتذہ

میں سے ہیں۔ وفات: ۲۳۱ھ کی ہے۔

ليث بن سعد: ..... تابعی ہیں ۲

عُقَيْل بن خالد: ..... وفات ۱۴۱ھ کی ہے۔

ابن شهاب زهري: ..... یہ دونوں اول ہیں ان کا نام محمد بن مسلم ہے شہاب ان کے والد نہیں بلکہ ان کے جدِ اعلیٰ ہیں۔

حکیت: ابوبکرؓ ہذا ہر قبیلہ کی طرف منسوب ہیں۔ ان کا نسب ہوں ہے ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری۔

سوال: ..... جس وقت کی حضرت عائشہؓ بات فرما رہی ہیں اس وقت تو آپؐ پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں۔

جواب: ..... محدثینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ جب حضور ﷺ کے ازواج میں آگئیں تو ممکن ہے کہ

حضور ﷺ سے سارا واقعہ سنا ہو تو یہ متصل ہے لیکن سننے کا ذکر نہیں کیا۔ یا کسی صحابیؓ سے سن کر بتا رہی ہوگی تو یہ روایت

مرسل صحابیہ کے قبیل سے ہوگی تو گویا یہ سند متصل یا مرسل ہے۔

۱۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۴۶ مطبوعہ دار الفکر، بیروت، الشارح البخاری ج ۱ ص ۶۹، فحمی بفتح الحاء و کسر المیم معناه کثر نزوله من قولهم حمیت النار والشمس ای کثرت

حوادثها۔ یہ حدیث امام بخاریؒ بخاری شریف میں ۷۲ بار آئے ہیں رقم الاما: ۳، ۳۲۹۲، ۳۹۵۳، ۳۹۵۵، ۳۹۵۶، ۳۹۵۷، ۳۹۵۸، ۳۹۵۹، ۳۹۶۰، ۳۹۶۱، ۳۹۶۲، ۳۹۶۳، ۳۹۶۴، ۳۹۶۵، ۳۹۶۶، ۳۹۶۷، ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۳۹۷۳، ۳۹۷۴، ۳۹۷۵، ۳۹۷۶، ۳۹۷۷، ۳۹۷۸، ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ۳۹۸۲، ۳۹۸۳، ۳۹۸۴، ۳۹۸۵، ۳۹۸۶، ۳۹۸۷، ۳۹۸۸، ۳۹۸۹، ۳۹۹۰، ۳۹۹۱، ۳۹۹۲، ۳۹۹۳، ۳۹۹۴، ۳۹۹۵، ۳۹۹۶، ۳۹۹۷، ۳۹۹۸، ۳۹۹۹، ۴۰۰۰، ۴۰۰۱، ۴۰۰۲، ۴۰۰۳، ۴۰۰۴، ۴۰۰۵، ۴۰۰۶، ۴۰۰۷، ۴۰۰۸، ۴۰۰۹، ۴۰۱۰، ۴۰۱۱، ۴۰۱۲، ۴۰۱۳، ۴۰۱۴، ۴۰۱۵، ۴۰۱۶، ۴۰۱۷، ۴۰۱۸، ۴۰۱۹، ۴۰۲۰، ۴۰۲۱، ۴۰۲۲، ۴۰۲۳، ۴۰۲۴، ۴۰۲۵، ۴۰۲۶، ۴۰۲۷، ۴۰۲۸، ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ۴۰۳۱، ۴۰۳۲، ۴۰۳۳، ۴۰۳۴، ۴۰۳۵، ۴۰۳۶، ۴۰۳۷، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰، ۴۰۴۱، ۴۰۴۲، ۴۰۴۳، ۴۰۴۴، ۴۰۴۵، ۴۰۴۶، ۴۰۴۷، ۴۰۴۸، ۴۰۴۹، ۴۰۵۰، ۴۰۵۱، ۴۰۵۲، ۴۰۵۳، ۴۰۵۴، ۴۰۵۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۴۰۶۰، ۴۰۶۱، ۴۰۶۲، ۴۰۶۳، ۴۰۶۴، ۴۰۶۵، ۴۰۶۶، ۴۰۶۷، ۴۰۶۸، ۴۰۶۹، ۴۰۷۰، ۴۰۷۱، ۴۰۷۲، ۴۰۷۳، ۴۰۷۴، ۴۰۷۵، ۴۰۷۶، ۴۰۷۷، ۴۰۷۸، ۴۰۷۹، ۴۰۸۰، ۴۰۸۱، ۴۰۸۲، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۰۸۵، ۴۰۸۶، ۴۰۸۷، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۳، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۴۰۹۷، ۴۰۹۸، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۴۱۰۱، ۴۱۰۲، ۴۱۰۳، ۴۱۰۴، ۴۱۰۵، ۴۱۰۶، ۴۱۰۷، ۴۱۰۸، ۴۱۰۹، ۴۱۱۰، ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ۴۱۱۳، ۴۱۱۴، ۴۱۱۵، ۴۱۱۶، ۴۱۱۷، ۴۱۱۸، ۴۱۱۹، ۴۱۲۰، ۴۱۲۱، ۴۱۲۲، ۴۱۲۳، ۴۱۲۴، ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۲۸، ۴۱۲۹، ۴۱۳۰، ۴۱۳۱، ۴۱۳۲، ۴۱۳۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶، ۴۱۳۷، ۴۱۳۸، ۴۱۳۹، ۴۱۴۰، ۴۱۴۱، ۴۱۴۲، ۴۱۴۳، ۴۱۴۴، ۴۱۴۵، ۴۱۴۶، ۴۱۴۷، ۴۱۴۸، ۴۱۴۹، ۴۱۵۰، ۴۱۵۱، ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۱۵۵، ۴۱۵۶، ۴۱۵۷، ۴۱۵۸، ۴۱۵۹، ۴۱۶۰، ۴۱۶۱، ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵، ۴۱۶۶، ۴۱۶۷، ۴۱۶۸، ۴۱۶۹، ۴۱۷۰، ۴۱۷۱، ۴۱۷۲، ۴۱۷۳، ۴۱۷۴، ۴۱۷۵، ۴۱۷۶، ۴۱۷۷، ۴۱۷۸، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰، ۴۱۸۱، ۴۱۸۲، ۴۱۸۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵، ۴۱۸۶، ۴۱۸۷، ۴۱۸۸، ۴۱۸۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۱۹۴، ۴۱۹۵، ۴۱۹۶، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۰۲، ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، ۴۲۰۵، ۴۲۰۶، ۴۲۰۷، ۴۲۰۸، ۴۲۰۹، ۴۲۱۰، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۴۲۱۴، ۴۲۱۵، ۴۲۱۶، ۴۲۱۷، ۴۲۱۸، ۴۲۱۹، ۴۲۲۰، ۴۲۲۱، ۴۲۲۲، ۴۲۲۳، ۴۲۲۴، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۴۲۲۷، ۴۲۲۸، ۴۲۲۹، ۴۲۳۰، ۴۲۳۱، ۴۲۳۲، ۴۲۳۳، ۴۲۳۴، ۴۲۳۵، ۴۲۳۶، ۴۲۳۷، ۴۲۳۸، ۴۲۳۹، ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ۴۲۴۲، ۴۲۴۳، ۴۲۴۴، ۴۲۴۵، ۴۲۴۶، ۴۲۴۷، ۴۲۴۸، ۴۲۴۹، ۴۲۵۰، ۴۲۵۱، ۴۲۵۲، ۴۲۵۳، ۴۲۵۴، ۴۲۵۵، ۴۲۵۶، ۴۲۵۷، ۴۲۵۸، ۴۲۵۹، ۴۲۶۰، ۴۲۶۱، ۴۲۶۲، ۴۲۶۳، ۴۲۶۴، ۴۲۶۵، ۴۲۶۶، ۴۲۶۷، ۴۲۶۸، ۴۲۶۹، ۴۲۷۰، ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳، ۴۲۷۴، ۴۲۷۵، ۴۲۷۶، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹، ۴۲۸۰، ۴۲۸۱، ۴۲۸۲، ۴۲۸۳، ۴۲۸۴، ۴۲۸۵، ۴۲۸۶، ۴۲۸۷، ۴۲۸۸، ۴۲۸۹، ۴۲۹۰، ۴۲۹۱، ۴۲۹۲، ۴۲۹۳، ۴۲۹۴، ۴۲۹۵، ۴۲۹۶، ۴۲۹۷، ۴۲۹۸، ۴۲۹۹، ۴۳۰۰، ۴۳۰۱، ۴۳۰۲، ۴۳۰۳، ۴۳۰۴، ۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۴۳۰۷، ۴۳۰۸، ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱، ۴۳۱۲، ۴۳۱۳، ۴۳۱۴، ۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷، ۴۳۱۸، ۴۳۱۹، ۴۳۲۰، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، ۴۳۲۳، ۴۳۲۴، ۴۳۲۵، ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۴۳۲۸، ۴۳۲۹، ۴۳۳۰، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۴۳۳۷، ۴۳۳۸، ۴۳۳۹، ۴۳۴۰، ۴۳۴۱، ۴۳۴۲، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ۴۳۴۵، ۴۳۴۶، ۴۳۴۷، ۴۳۴۸، ۴۳۴۹، ۴۳۵۰، ۴۳۵۱، ۴۳۵۲، ۴۳۵۳، ۴۳۵۴، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷، ۴۳۵۸، ۴۳۵۹، ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۴۳۶۲، ۴۳۶۳، ۴۳۶۴، ۴۳۶۵، ۴۳۶۶، ۴۳۶۷، ۴۳۶۸، ۴۳۶۹، ۴۳۷۰، ۴۳۷۱، ۴۳۷۲، ۴۳۷۳، ۴۳۷۴، ۴۳۷۵، ۴۳۷۶، ۴۳۷۷، ۴۳۷۸، ۴۳۷۹، ۴۳۸۰، ۴۳۸۱، ۴۳۸۲، ۴۳۸۳، ۴۳۸۴، ۴۳۸۵، ۴۳۸۶، ۴۳۸۷، ۴۳۸۸، ۴۳۸۹، ۴۳۹۰، ۴۳۹۱، ۴۳۹۲، ۴۳۹۳، ۴۳۹۴، ۴۳۹۵، ۴۳۹۶، ۴۳۹۷، ۴۳۹۸، ۴۳۹۹، ۴۴۰۰، ۴۴۰۱، ۴۴۰۲، ۴۴۰۳، ۴۴۰۴، ۴۴۰۵، ۴۴۰۶، ۴۴۰۷، ۴۴۰۸، ۴۴۰۹، ۴۴۱۰، ۴۴۱۱، ۴۴۱۲، ۴۴۱۳، ۴۴۱۴، ۴۴۱۵، ۴۴۱۶، ۴۴۱۷، ۴۴۱۸، ۴۴۱۹، ۴۴۲۰، ۴۴۲۱، ۴۴۲۲، ۴۴۲۳، ۴۴۲۴، ۴۴۲۵، ۴۴۲۶، ۴۴۲۷، ۴۴۲۸، ۴۴۲۹، ۴۴۳۰، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲، ۴۴۳۳، ۴۴۳۴، ۴۴۳۵، ۴۴۳۶، ۴۴۳۷، ۴۴۳۸، ۴۴۳۹، ۴۴۴۰، ۴۴۴۱، ۴۴۴۲، ۴۴۴۳، ۴۴۴۴، ۴۴۴۵، ۴۴۴۶، ۴۴۴۷، ۴۴۴۸، ۴۴۴۹، ۴۴۵۰، ۴۴۵۱، ۴۴۵۲، ۴۴۵۳، ۴۴۵۴، ۴۴۵۵، ۴۴۵۶، ۴۴۵۷، ۴۴۵۸، ۴۴۵۹، ۴۴۶۰، ۴۴۶۱، ۴۴۶۲، ۴۴۶۳، ۴۴۶۴، ۴۴۶۵، ۴۴۶۶، ۴۴۶۷، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۴۴۷۰، ۴۴۷۱، ۴۴۷۲، ۴۴۷۳، ۴۴۷۴، ۴۴۷۵، ۴۴۷۶، ۴۴۷۷، ۴۴۷۸، ۴۴۷۹، ۴۴۸۰، ۴۴۸۱، ۴۴۸۲، ۴۴۸۳، ۴۴۸۴، ۴۴۸۵، ۴۴۸۶، ۴۴۸۷، ۴۴۸۸، ۴۴۸۹، ۴۴۹۰، ۴۴۹۱، ۴۴۹۲، ۴۴۹۳، ۴۴۹۴، ۴۴۹۵، ۴۴۹۶، ۴۴۹۷، ۴۴۹۸، ۴۴۹۹، ۴۵۰۰، ۴۵۰۱، ۴۵۰۲، ۴۵۰۳، ۴۵۰۴، ۴۵۰۵، ۴۵۰۶، ۴۵۰۷، ۴۵۰۸، ۴۵۰۹، ۴۵۱۰، ۴۵۱۱، ۴۵۱۲، ۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۵۱۵، ۴۵۱۶، ۴۵۱۷، ۴۵۱۸، ۴۵۱۹، ۴۵۲۰، ۴۵۲۱، ۴۵۲۲، ۴۵۲۳، ۴۵۲۴، ۴۵۲۵، ۴۵۲۶، ۴۵۲۷، ۴۵۲۸، ۴۵۲۹، ۴۵۳۰، ۴۵۳۱، ۴۵۳۲، ۴۵۳۳، ۴۵۳۴، ۴۵۳۵، ۴۵۳۶، ۴۵۳۷، ۴۵۳۸، ۴۵۳۹، ۴۵۴۰، ۴۵۴۱، ۴۵۴۲، ۴۵۴۳، ۴۵۴۴، ۴۵۴۵، ۴۵۴۶، ۴۵۴۷، ۴۵۴۸، ۴۵۴۹، ۴۵۵۰، ۴۵۵۱، ۴۵۵۲، ۴۵۵۳، ۴۵۵۴، ۴۵۵۵، ۴۵۵۶، ۴۵۵۷، ۴۵۵۸، ۴۵۵۹، ۴۵۶۰، ۴۵۶۱، ۴۵۶۲، ۴۵۶۳، ۴۵۶۴، ۴۵۶۵، ۴۵۶۶، ۴۵۶۷، ۴۵۶۸، ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۴۵۷۳، ۴۵۷۴، ۴۵۷۵، ۴۵۷۶، ۴۵۷۷، ۴۵۷۸، ۴۵۷۹، ۴۵۸۰، ۴۵۸۱، ۴۵۸۲، ۴۵۸۳، ۴۵۸۴، ۴۵۸۵، ۴۵۸۶، ۴۵۸۷، ۴۵۸۸، ۴۵۸۹، ۴۵۹۰، ۴۵۹۱، ۴۵۹۲، ۴۵۹۳، ۴۵۹۴، ۴۵۹۵، ۴۵۹۶، ۴۵۹۷، ۴۵۹۸، ۴۵۹۹، ۴۶۰۰، ۴۶۰۱، ۴۶۰۲، ۴۶۰۳، ۴۶۰۴، ۴۶۰۵، ۴۶۰۶، ۴۶۰۷، ۴۶۰۸، ۴۶۰۹، ۴۶۱۰، ۴۶۱۱، ۴۶۱۲، ۴۶۱۳، ۴۶۱۴، ۴۶۱۵، ۴۶۱۶، ۴۶۱۷، ۴۶۱۸، ۴۶۱۹، ۴۶۲۰، ۴۶۲۱، ۴۶۲۲، ۴۶۲۳، ۴۶۲۴، ۴۶۲۵، ۴۶۲۶، ۴۶۲۷، ۴۶۲۸، ۴۶۲۹، ۴۶۳۰، ۴۶۳۱، ۴۶۳۲، ۴۶۳۳، ۴۶۳۴، ۴۶۳۵، ۴۶۳۶، ۴۶۳۷، ۴۶۳۸، ۴۶۳۹، ۴۶۴۰، ۴۶۴۱، ۴۶۴۲، ۴۶۴۳، ۴۶۴۴، ۴۶۴۵، ۴۶۴۶، ۴۶۴۷، ۴۶۴۸، ۴۶۴۹، ۴۶۵۰، ۴۶۵۱، ۴۶۵۲، ۴۶۵۳، ۴۶۵۴، ۴۶۵۵، ۴۶۵۶، ۴۶۵۷، ۴۶۵۸، ۴۶۵۹، ۴۶۶۰، ۴۶۶۱، ۴۶۶۲، ۴۶۶۳، ۴۶۶۴، ۴۶۶۵، ۴۶۶۶، ۴۶۶۷، ۴۶۶۸، ۴۶۶۹، ۴۶۷۰، ۴۶۷۱، ۴۶۷۲، ۴۶۷۳، ۴۶۷۴، ۴۶۷۵، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۴۶۷۹، ۴۶۸۰، ۴۶۸۱، ۴۶۸۲، ۴۶۸۳، ۴۶۸۴، ۴۶۸۵، ۴۶۸۶، ۴۶۸۷، ۴۶۸۸، ۴۶۸۹، ۴۶۹۰، ۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ۴۶۹۳، ۴۶۹۴، ۴۶۹۵، ۴۶۹۶، ۴۶۹۷، ۴۶۹۸، ۴۶۹۹، ۴۷۰۰، ۴۷۰۱، ۴۷۰۲، ۴۷۰۳، ۴۷۰۴، ۴۷۰۵، ۴۷۰۶، ۴۷۰۷، ۴۷۰۸، ۴۷۰۹، ۴۷۱۰، ۴۷۱۱، ۴۷۱۲، ۴۷۱۳، ۴۷۱۴، ۴۷۱۵، ۴۷۱۶، ۴۷۱۷، ۴۷۱۸، ۴۷۱۹، ۴۷۲۰، ۴۷۲۱، ۴۷۲۲، ۴۷۲۳، ۴۷۲۴، ۴۷۲۵، ۴۷۲۶، ۴۷۲۷، ۴۷۲۸، ۴۷۲۹، ۴۷۳۰، ۴۷۳۱، ۴۷۳۲، ۴۷۳۳، ۴۷۳۴، ۴۷۳۵، ۴۷۳۶، ۴۷۳۷، ۴۷۳۸، ۴۷۳۹، ۴۷۴۰، ۴۷۴۱، ۴۷۴۲، ۴۷۴۳، ۴۷۴۴، ۴۷۴۵، ۴۷۴۶، ۴۷۴۷، ۴۷۴۸، ۴۷۴۹، ۴۷۵۰، ۴۷۵۱، ۴۷۵۲، ۴۷۵۳، ۴۷۵۴، ۴۷۵۵، ۴۷۵۶، ۴۷۵۷، ۴۷۵۸، ۴۷۵۹، ۴۷۶۰، ۴۷۶۱، ۴۷۶۲، ۴۷۶۳، ۴۷۶۴، ۴۷۶۵، ۴۷۶۶، ۴۷۶۷، ۴۷۶۸، ۴۷۶۹، ۴۷۷۰، ۴۷۷۱، ۴۷۷۲، ۴۷۷۳، ۴۷۷۴، ۴۷۷۵، ۴۷۷۶، ۴۷۷۷، ۴۷۷۸، ۴۷۷۹، ۴۷۸۰، ۴۷۸۱، ۴۷۸۲، ۴۷۸۳، ۴۷۸۴، ۴۷۸۵، ۴۷۸۶، ۴۷۸۷، ۴۷۸۸، ۴۷۸۹، ۴۷۹۰، ۴۷۹۱، ۴۷۹۲، ۴۷۹۳، ۴۷۹۴، ۴۷۹۵، ۴۷۹۶، ۴۷۹۷، ۴۷۹۸، ۴۷۹۹، ۴۸۰۰، ۴۸۰۱، ۴۸۰۲، ۴۸۰۳، ۴۸۰۴، ۴۸۰۵، ۴۸۰۶، ۴۸۰۷، ۴۸۰۸، ۴۸۰۹، ۴۸۱۰، ۴۸۱۱، ۴۸۱۲، ۴۸۱۳، ۴۸۱۴، ۴۸۱۵، ۴۸۱۶، ۴۸۱۷، ۴۸۱۸، ۴۸۱۹، ۴۸۲۰، ۴۸۲۱، ۴۸۲۲، ۴۸۲۳، ۴۸۲۴، ۴۸۲۵، ۴۸۲۶، ۴۸۲۷، ۴۸۲۸، ۴۸۲۹، ۴۸۳۰، ۴۸۳۱، ۴۸۳۲، ۴۸۳۳، ۴۸۳۴، ۴۸۳۵، ۴۸۳۶، ۴۸۳۷، ۴۸۳۸، ۴۸۳۹، ۴۸۴۰، ۴۸۴۱، ۴۸۴۲، ۴۸۴۳، ۴۸۴۴، ۴۸۴۵، ۴۸۴۶، ۴۸۴۷، ۴۸۴۸، ۴۸۴۹، ۴۸۵۰، ۴۸۵۱، ۴۸۵۲، ۴۸۵۳، ۴۸۵۴، ۴۸۵۵، ۴۸۵۶، ۴۸۵۷، ۴۸۵۸، ۴۸۵۹، ۴۸۶۰، ۴۸۶۱، ۴۸۶۲، ۴۸۶۳، ۴۸۶۴، ۴۸۶۵، ۴۸۶۶، ۴۸۶۷، ۴۸۶۸، ۴۸۶۹، ۴۸۷۰، ۴۸۷۱، ۴۸۷۲، ۴۸۷۳، ۴۸۷۴، ۴۸۷۵، ۴۸۷۶، ۴۸۷۷، ۴۸۷۸، ۴۸۷۹، ۴۸۸۰، ۴۸۸۱، ۴۸۸۲، ۴۸۸۳، ۴۸۸۴، ۴۸۸۵، ۴۸۸۶، ۴۸۸۷، ۴۸۸۸، ۴۸۸۹، ۴۸۹۰، ۴۸۹۱، ۴۸۹۲، ۴۸۹۳، ۴۸۹۴، ۴۸۹۵، ۴۸۹۶، ۴۸۹۷، ۴۸۹۸، ۴۸۹۹، ۴۹۰۰، ۴۹۰۱، ۴۹۰۲، ۴۹۰۳، ۴۹۰۴، ۴۹۰۵، ۴۹۰۶، ۴۹۰۷، ۴۹۰۸، ۴۹۰۹، ۴۹۱۰، ۴۹۱۱، ۴۹۱۲، ۴۹۱۳، ۴۹۱۴، ۴۹۱۵، ۴۹۱۶، ۴۹۱۷، ۴۹۱۸، ۴۹۱۹، ۴۹۲۰، ۴۹۲۱، ۴۹۲۲، ۴۹۲۳، ۴۹۲۴، ۴۹۲۵، ۴۹۲۶، ۴۹۲۷، ۴۹۲۸، ۴۹۲۹، ۴۹۳۰، ۴۹۳۱، ۴۹۳۲، ۴۹۳۳، ۴۹۳۴، ۴۹۳۵، ۴۹۳۶، ۴۹۳۷، ۴۹۳۸، ۴۹۳۹، ۴۹۴۰، ۴۹۴۱، ۴۹۴۲، ۴۹۴۳، ۴۹۴۴، ۴۹۴۵، ۴۹۴۶، ۴۹۴۷، ۴۹۴۸، ۴۹۴۹، ۴۹۵۰، ۴۹۵۱، ۴۹۵۲، ۴۹۵۳، ۴۹۵۴، ۴۹۵۵، ۴۹۵۶، ۴۹۵۷، ۴۹۵۸، ۴۹۵۹، ۴۹۶۰، ۴۹۶۱، ۴۹۶۲، ۴۹۶۳، ۴۹۶۴، ۴۹۶۵، ۴۹۶۶، ۴۹۶۷، ۴۹۶۸، ۴۹۶۹، ۴۹۷۰، ۴۹۷۱، ۴۹۷۲، ۴۹۷۳، ۴۹۷۴، ۴۹۷۵، ۴۹۷۶، ۴۹۷۷، ۴۹۷۸، ۴۹۷۹، ۴۹۸۰، ۴۹۸۱، ۴۹۸۲، ۴۹۸۳، ۴۹۸۴، ۴۹۸۵، ۴۹۸۶، ۴۹۸۷، ۴۹۸۸، ۴۹۸۹، ۴۹۹۰، ۴۹۹۱، ۴۹۹۲، ۴۹۹۳، ۴۹۹۴، ۴۹۹۵، ۴۹۹۶، ۴۹۹۷، ۴۹۹۸، ۴۹۹۹، ۵۰۰۰، ۵۰۰۱، ۵۰۰۲، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴، ۵۰۰۵، ۵۰۰۶، ۵۰۰۷، ۵۰۰۸، ۵۰۰۹، ۵۰۱۰، ۵۰۱۱، ۵۰۱۲، ۵۰۱۳، ۵۰۱۴، ۵۰۱۵، ۵۰۱۶، ۵۰۱۷، ۵۰۱۸، ۵۰۱۹، ۵۰۲۰،



اول ما بدئ به رسول الله ﷺ من الوحي الرؤيا الصالحة: ..... پہلے جو وحی شروع ہوئی وہ رؤیاء صالحہ من النوم ہے۔ نبی کا خواب بھی چونکہ وحی ہوتا ہے اس لیے وحی کے ساتھ تعبیر فرمایا۔ لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اس وقت نبی تو آپ ﷺ بنے ہی نہیں تھے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ وحی کا لغوی معنی ہے القاء فی الروع اور اس معنی کے اعتبار سے وحی نبی کو بھی ہو سکتی ہے ولی کو بھی۔

رؤيا صالحة وصادقه میں فرق: ..... یہ ہے کہ خواب میں سچائی بھی ہو بھلائی بھی ہو تو یہ رؤیاء صالحہ ہے اور صادقہ میں سچائی کا ہونا ضروری ہے نہ کہ بھلائی کا ہونا۔ مثلاً حضور ﷺ نے خواب دیکھا کہ گائے ذبح کی جا رہی ہے اسکی تعبیر احد میں شکست ہے تو صادقہ ہے نہ کہ صالحہ۔ پھر جلدی ظہور بھی ضروری نہیں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب کہ انہیں چاند، سورج اور ستاروں نے سجدہ کیا اس کی تعبیر نبوت کے بعد ظاہر ہوئی۔ پھر تعبیر میں فرق بھی ہو سکتا ہے جیسے آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ احرام باندھ کر عمرہ کر رہے ہیں۔ اسکی تعبیر آپ ﷺ نے اسی سال سمجھی حالانکہ تھا اگلا سال۔ نبوت ملنے سے قبل چھ مہینے آپ ﷺ کو خواب آتے رہے یہ مقدمہ وحی تھے۔

مثل فلق الصبح: ..... یہ تشبیہ سچا ہونے میں ہے کہ جیسے صبح کے روشن ہونے میں شک نہیں ہوتا ایسے ہی ان خوابوں کے سچا ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہوتا تھا۔

ثم حجب اليه الخلاء و كان يخلو ابغار حراء: ..... حراء بقرہ کی تاویل میں ہو کر مؤنث بن جاتی ہے تو غیر منصرف پڑھتے ہیں۔ خلوت اس لیے اختیار فرماتے کہ جلوت میں یکسوئی نہیں ہوتی خلوت میں توجہ ایک طرف کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں ڈال دی گئی تھی اس لیے خلوت کی محبت بھی ہو گئی اور خلوت کی محبت لغیرہ ہوئی، معلوم ہوا کہ یکسوئی پیدا کرنے کے لیے چند دن کی خلوت اختیار کرنا جائز ہے۔ تو مشائخ کا خلوت اختیار کرنا رہبانیت نہیں جو کہ ممنوع ہے بلکہ یکسوئی حاصل کرنے کے لیے ہے جو کہ مطلوب ہے۔

سوال: ..... آپ ﷺ نے خلوت کے لیے غار حراء کا انتخاب کیوں کیا؟

جواب: ..... اس کی چند وجوہ ہیں۔

الوجه الاول: ..... جیسے آپ ﷺ کو تنہائی کی محبت تھی ایسے ہی آپ ﷺ کو بیت اللہ کی زیارت کی بھی چاہت تھی تو اس لیے آپ ﷺ نے ایسی جگہ تلاش کی جہاں سے بیت اللہ پر بھی نظر پڑتی رہے۔

الوجه الثاني: ..... آپ ﷺ کے جدا مجد بھی یہاں پر خلوت اختیار کرتے تھے اس لیے بھی آپ ﷺ کو یہ جگہ پسند تھی۔

الوجه الثالث: ..... موزونیت کی وجہ سے، کیونکہ اس میں کھڑے ہو کر بغیر تکلیف کے عبادت ہو سکتی تھی جبکہ غار ثور میں کھڑے ہو کر عبادت نہیں ہو سکتی تھی۔

۱۔ تقریر بخاری ج ۱ ص ۸۱ ۲۔ تقریر بخاری ج ۸۳ ۳۔ مہمہ القاری ج ۱ ص ۶۱ ۴۔ ایضاً ۵۔ تقریر بخاری ج ۸۲ ۶۔ شیخ الباری ج ۱ ص ۸۳ ۷۔ ثبوت کرمانی ج ۳ ص ۳۳ ۸۔ بحوالہ سیرت المستطی ج ۱ ص ۱۴۷ ۹۔ فیض الباری ج ۱ ص ۲۲ ۱۰۔ تقریر بخاری ج ۸۳

جواب (۳): ..... بعض شراخ نے یہ بحث ہی ختم کر دی اور وہ اس طرح کہ حضور ﷺ کو فرشتے کا تعارف تو ہو ہی چکا تھا کیونکہ نبی کو پہلے ہی یقین ہو جاتا ہے کہ فرشتہ ہے جب ہی توحی پر یقین ہوگا اور یہ خواہوں کے ذریعے ہوتا ہے تو افسر کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ پر ذمہ داری ڈالی جا رہی ہے اور آپ ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ میں یہ ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا تو یہ دبانا اصل میں توجہ ڈالنا ہے تاکہ آپ ﷺ میں اس ذمہ داری کے تحمل کی قوت پیدا ہو جائے تو ماننا بقاری کا مطلب ہے کہ مجھ میں اس ذمہ داری کے برداشت کی طاقت نہیں ہے۔

حتی بلغ منی الجهد: ..... الجهد دال کے رفع اور نصب دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے لیکن مطلب الگ الگ ہوگا رفع کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مشقت میرے لئے اپنی انتہا کو پہنچ گئی یعنی مجھ کو انتہائی تکلیف ہوئی کیونکہ دبائے والا فرشتہ تھا اور حضور ﷺ بشر تھے اور نصب کی صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ جبرئیل میرے طرف سے مشقت کو پہنچ گئے یعنی انہوں نے مجھے اس زور سے بھیجا کہ خود پسینہ پسینہ ہو گئے۔

سوال: ..... فرشتے کے ایک مرتبہ دبائے سے ساری دنیا ختم ہو جائے اور یہاں تو فرشتے نے پوری قوت سے دبایا ہے آپ ﷺ کیسے بچ گئے؟

جواب: ..... فرشتہ جب انسانی شکل میں آتا ہے تو اسکی طاقت بھی انسان کی طاقت کی طرح ہو جاتی ہے جیسے جن اس لیے فرشتے کے دبائے سے آپ کو نقصان نہیں ہوا۔

فائدہ: متن حدیث میں اختلاف: ..... تیسیر القاری میں فقال کے کے بعد فقلت نہیں ہے اور عمدة القاری میں فقال نہیں ہے بلکہ قلت کے الفاظ ہیں جب کہ بخاری شریف کے موجودہ نسخہ میں فقال فقلت کے الفاظ ہیں۔

ضمنی بحث: ..... صوفیاء کرام جو ملکات پیدا کرنے کے لیے بھیج دیتے ہیں اسکا ماخذ بھی یہی ہے اور یہی ضابطہ جبریل ہے۔ شیخ مرید پر جو توجہ ڈالنا ہے اسکی چار قسمیں ہیں (۱) توجہ انعکاسی (۲) توجہ العائلی (۳) توجہ اصلاحی (۴) توجہ اتحادی۔

توجہ انعکاسی: ..... مرید اپنا دل شیشے کی طرح صاف کر لیتا ہے شیخ کے اقوال و اعمال ظاہر ہونے لگتے ہیں جیسے شیشہ پہنتا ہے چلتا پھرتا ہے ویسے ہی مرید کرنے لگتا ہے لیکن یہ بڑی کمزور توجہ ہے۔ کیونکہ جب تک شیشہ سورج کے سامنے رہتا ہے روشنی رہتی ہے اور جب دور ہو جاتا ہے تو روشنی ختم ہو جاتی ہے ایسے ہی جب تک مرید شیخ کے سامنے رہتا ہے تو ملکات باقی رہتے ہیں اور جب شیخ سے دور ہو جاتا ہے تو وہ ملکات زائل ہو جاتے ہیں۔

توجہ العائلی: ..... شیخ اپنے مرید کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اس کے دل کو قوی کرتا رہتا ہے جسکی وجہ سے اسکے دل میں نیکی کا داعیہ پیدا ہوتا رہتا ہے اسکی مثال چراغ کی طرح ہے کہ چراغ جل رہا ہے اور کوئی اس میں تیل ڈال رہا ہے جتنا تیل زیادہ ہوگا اتنی ہی روشنی زیادہ ہوگی لیکن اسکے بھی ختم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے کہ جب توجہ بٹے گی تو آہستہ آہستہ نیکی کا داعیہ بھی ختم ہو جائیگا جیسے چراغ یہ اس وقت تک جلتا ہے جب تک اس میں تیل ڈالا جاتا رہے ورنہ بجھ جاتا ہے۔

توجہ اصلاحی: ..... مرید کسب فیض کے لیے اپنے دل اور دماغ کو گناہوں سے بچانے اور نیکی سے روشن کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس بات کی کوشش کرتا رہتا ہے کہ شیخ میری طرف متوجہ رہے اور اپنے دل کو شیخ کی طرف متوجہ کئے رہتا ہے تو جب شیخ متوجہ ہوتا ہے تو معصیت کا اثر کمزور پڑ جاتا ہے اسکی مثال ایسے ہے کہ نہر کے پاس کھال کھود دیا جائے اب صرف اتنی بات رہ جاتی ہے کہ بند توڑ کر سلسلہ جوڑ دیا جائے، تو اسی طرح توجہ اصلاحی میں حسب ضرورت کامل شیخ کے ذریعے آپ ﷺ کے انوار و برکات حاصل ہوتے رہتے ہیں تو یہ کامل، اصل اور مفید طریقہ ہے اس کا نام ہے جوڑ چونکہ جوڑ اصل ہے لہذا جوڑ رہنا چاہیے۔

فائدہ: ..... ایک طالب علم دین پڑھ کر سکول ٹیچر ہو گیا اسکا ہم سے جوڑ نہیں رہا لیکن اگر کوئی طالب علم کسی مدرسے میں دین پڑھانے بیٹھ گیا تو اس کا ہم سے جوڑ ہے۔

توجہ اتحادی: ..... شیخ مرید پر اتنی توجہ دیتا ہے کہ اعمال کیساتھ ساتھ علم و فہم میں بھی اتحاد پیدا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ بسا اوقات صورت و شکل پر بھی اثر انداز ہوتا ہے کہ مرید کی شکل بھی شیخ کی شکل کی طرح ہو جاتی ہے اسکو نسبت اتحادی کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حضور ﷺ سے نسبت اتحادی حاصل تھی کہ جو آپ ﷺ بیان کرتے وہی حضرت ابو بکرؓ بیان کرتے مثلاً ”اساری بدر“ کے بارے میں جو رائے آپ ﷺ کی تھی وہی رائے حضرت ابو بکرؓ کی تھی۔ اسی لیے خلافت کا حق نسبت اتحادی کی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ کا تھا اگر اس میں خلل ہو جاتا تو بڑا فساد برپا ہو جاتا

سوال: ..... حضور ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور صحابہ کرام بھی وہیں بیٹھے ہوئے ہوتے اور ایسے بیٹھے ہوتے کہ انما علی رؤسهم الطیر توجب کوئی باہر سے آنے والا آتا تو اسکو پتہ نہ چلتا کہ حضور ﷺ کون سے ہیں تو وہ سوال کرتا کہ ایکم محمد (تم میں محمد ﷺ کون ہیں؟) تو جواب دیا جاتا کہ یہ جو ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ پتہ کیوں نہیں چلتا تھا حالانکہ نبی کے چہرے پر ممتاز نور ہوا کرتا ہے اور حضور ﷺ تو سب سے زیادہ حسین تھے؟

جواب ۱: ..... صحابہ کرامؓ کو حضور ﷺ سے نسبت اتحادی حاصل ہو چکی تھی اس وجہ سے لباس و صورت میں سب ایک جیسے نظر آتے تھے۔

جواب ۲: ..... حضور ﷺ جب صحابہ کرامؓ پر توجہ فرماتے تو صحابہ کرامؓ پر بھی حضور ﷺ کے انوار مترشح ہوتے جسکی وجہ سے صحابہ کرامؓ کی آپ ﷺ سے مشابہت ہو جاتی جس کی وجہ سے آنے والا امتیاز نہ کر پاتا۔

جواب ۳: ..... اندھیرے سے آنے والا جب روشنی میں پہنچتا ہے تو اسکی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اسے کچھ نظر نہیں آتا تو حضور ﷺ کی مجلس میں انوار و برکات کی روشنی اور باہر ساری ظلمت ہی ظلمت تو وہ آدمی جب ظلمت سے حضور ﷺ

کی مجلس میں پہنچتا تو انوار برکات کی روشنی سے اسکی آنکھیں چندھیا جاتیں اور اسے کچھ نظر نہ آتا تو اس وجہ سے وہ صحابہ کرامؓ اور حضور ﷺ میں امتیاز نہ کر سکتا اور پوچھتا ایکم محمد؟

سوال :..... اس حدیث کی رو سے تو حضرت جبریلؑ کا حضور ﷺ کا استاد ہونا ثابت ہو گیا اور اسی طریقے سے حدیث جبریلؑ میں آپ ﷺ کا قول حضرت جبریلؑ کے بارے ((اتاکم لیعلمکم دینکم)) اس سے بھی حضرت جبریلؑ کا معلم ہونا ثابت ہوا اور معلم معلم سے افضل ہوا کرتا ہے تو حضرت جبریلؑ کا حضور ﷺ سے افضل ہونا ثابت ہوا اور یہ تو باطل ہے؟

جواب :..... حضرت جبریلؑ کی مثال تو واسطے کی ہے معلم تو خود باری تعالیٰ ہیں جیسے قلم، کاغذ اور تختی واسطہ ہیں، اور واسطہ ذی واسطہ سے افضل نہیں ہوا کرتا۔

اقرأ باسم :..... یہ جو آیات مبارکہ آپ ﷺ کو پڑھائی گئی ہیں ان میں دلائل تحمل ہیں کہ آپ قاری ہو سکتے ہیں یعنی اس نبوت والے بوجہ کو برداشت کر سکتے ہیں۔

ربک :..... رب جو آہستہ آہستہ تربیت کرتا ہے اور کمال تک پہنچاتا ہے تو کیا وہ قرآن شریف پڑھنا نہیں سکھا سکتا؟

خلق :..... جس نے تمہیں پیدا کیا وہ تمہیں سکھا نہیں سکتا یعنی کیا وہ اس امانت کے برداشت کرنے کی قوت پیدا نہیں کر سکتا۔

فائدہ :..... اصطلاح میں ان جیسے قضایا کو قضایا قیاساتھا معہا کہتے ہیں۔

اول وحی وتطبیق :..... اول وحی میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسی کو اول وحی قرار دیا ہے بعض نے ﴿یٰٰسٰٰٓٔیٰ﴾ المذثرؑ اور بعض نے سورۃ فاتحہ کو۔ بہر کیف ان تینوں کے درمیان علماء نے یہ تطبیق دی ہے کہ اولیت حقیقہ تو سورۃ معلق کی ابتدائی پانچ آیات کو حاصل ہے کیونکہ اس حدیث سے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ یہی سب سے پہلے نازل ہوئی۔ اور پوری سورۃ جو سب سے پہلے نازل ہوئی وہ سورۃ فاتحہ ہے تو گویا اس کی اولیت اس حیثیت سے ہے کہ یہ سب سے پہلے کامل سورۃ نازل ہوئی۔ اور چونکہ اقراء کی ان آیات کے نزول کے بعد فترۃ الوحی واقع ہو گئی تھی یعنی وحی بند ہو گئی تھی بعض روایات کے مطابق تین سال مدۃ فترۃ وحی ہے اس کے بعد سورۃ مدثر نازل ہوئی تو اس حیثیت سے سورۃ مدثر کو اولیت حاصل ہے ۳

یرجف فؤادہ :..... یعنی دل کانپ رہا تھا۔

فواد اور قلب میں فرق :..... فواد، وہ گوشت کا لوتھڑا ہے جو لرزتا ہے اور اس میں ایک محل ادراک ہے اسکو قلب کہتے ہیں ان کا ایک دوسرے پر اطلاق ہوتا رہتا ہے۔

قال یونس ومعمربوادرہ :..... اور بعض روایات میں فؤدہ کی بجائے بوادرہ کا لفظ ہے ۴ اس کا معنی ہے گردن اور کندھے کا درمیانی حصہ۔

زملونی: ..... ترمیل اور تذکرہ کا معنی ایک ہی ہے یعنی کپڑا اور ہانا۔

سوال: ..... پہلی بات یہ ہے کہ لیٹف صد عرفا پر زملونی زملونی سے اشکال ہوتا ہے اس لیے کہ تفصد عرق کا تقاضا یہ ہے کہ حضور ﷺ کو گرمی محسوس ہوتی تھی اور زملونی کا تقاضا یہ ہے کہ سردی محسوس ہوتی تھی اس لیے کہ جب کسی کو سردی لگتی ہے تو لحاف اوڑھاتے ہیں؟

جواب: ..... حضور ﷺ کو گرمی عین نزول کے وقت معلوم ہوتی تھی جیسا کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہوتی تھی تو پسینہ پیشانی مبارک سے ٹپک رہا ہوتا تھا اس کے بعد جب آثار ختم ہو جاتے تو آپ ﷺ پسینہ صاف کر لیتے، اس کے بعد سردی لگتی تھی جس کی وجہ یہ ہے کہ پسینہ آنے کے بعد جب ہوا لگتی ہے تو سردی محسوس ہوتی ہے۔

اشکال: ..... دوسرا اشکال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے زملونی کیوں فرمایا، زملینی فرمانا چاہیے تھا؟

جواب: ..... ایسے موقع پر محاورات میں تذکرہ و تانیث کا فرق نہیں کیا جاتا چنانچہ گھر جا کر عام طور پر بیوی سے کہا جاتا ہے کہ کھانا لاؤ۔ یہی جواب رائج ہے ۲۔

فزملوہ: ..... ضمیر حضرت خدیجہؓ کی طرف لوثی ہے اور جمع اعزازاً و تفخیماً لائے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت نقل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اذْ رَأٰی نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا﴾ ۳۔  
لقد خشيت على نفسي: ..... حضور ﷺ کو کیا خوف تھا اسکی کئی تشریحات ذکر کی گئی ہیں۔

الاول: ..... حضرت لنگوہیؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ کو خوف اس وجہ سے ہوا کہ عبا نبوت کا تحمل ہو سکے گا یا نہیں ۴۔  
الشانى: ..... چونکہ حضرت جبریلؑ نے دبوچا تھا اس لیے آپ ﷺ کو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں دوبارہ دبوچا تو موت واقع نہ ہو جائے ان دونوں صورتوں میں ماضی کو مستقبل کے معنی میں کیا گیا ہے ۵۔

الثالث: ..... خشيت کو ماضی پر محمول کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ”ماضی کا خوف ابھی تک محسوس کر رہا ہوں“  
الرابع: ..... ملحدوں نے ایک غلط معنی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کو خوف تردد کی وجہ سے تھا کہ آنے والا جن یا شیطان تو نہیں؟ یا یہ کہ میں رسول ہو گیا ہوں یا نہیں؟ حالانکہ جیسے انسان کو اپنے انسان ہونے کا علم حضوری ہوتا ہے ایسے ہی نبی کو اپنے نبی ہونے کا علم حضوری ہوتا ہے۔ اور ہر نبی کو اپنی نبوت پر ایمان لانا ایسے ضروری ہے جیسے کہ اس کی امت کو اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

تحمل الكل: ..... ترجمہ ناداروں کو بوجھ اٹھواتے ہیں۔ یعنی جو لوگ عاجز کمزور ہیں کمائی نہیں کر سکتے ان کی مدد کرتے ہیں۔

**تکسب المعدوم:** ..... یہ باب افعال سے ہے اور ضرب بضر ب سے بھی۔ افعال سے ہونے کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ آپ معدوم کو کمواتے ہیں یعنی جو کام کاج نہیں کر سکتے انہیں آپ ﷺ کام پر لگواتے ہیں یا جو دوسرے نہیں کر سکتے آپ وہ کام کرواتے ہیں (مدد کرتے ہیں)۔ ضرب بضر ب سے ہونے کی صورت میں ترجمہ ہوگا کہ آپ معدوم کو کماتے ہیں یعنی جو مال والا نہیں ہوتا اس کو کماتے ہیں۔ یعنی مال دیتے ہیں (۲) مکارم اخلاق اور نفائس عطا کرتے ہیں۔

**نوائب الحق:** ..... نوائب، نائبة کی جمع ہے وہی الحادثة والنازلة خیرا او شرًا ۲۔ یہ پہلے سب کلموں کا اجمال ہے الحق کی قید لگا کر اشارہ کر دیا کہ جو ”حوادثات واقعی“ نازل ہونے والے ہیں اس سے مراد آفات سماویہ ہیں جیسے کثرتِ باراں کے سبب مکانات کا منہدم ہو جانا وغیرہ۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حق کی قید لگا کر باطل سے احتراز کر لیا گیا ۳۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ حوادث جو حق پر قائم رہنے سے انسان کو درپیش ہوتے ہیں ان میں آنحضرت ﷺ مدد فرماتے۔

**العبرانیہ:** ..... بعض جگہ عربی کا لفظ ہے حاصل یہ ہے کہ بعض کو عربی بعض کو عبرانی میں لکھ کر دیتا تھا کیونکہ انجیل سریانی زبان میں تھی۔

**فائدہ:** ..... حضرت آدم علیہ السلام سریانی، حضرت ابراہیم علیہ السلام عربی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام عربی بولتے تھے ۴۔

**ابن عم خدیجة:** ..... حقیقت پر محمول ہے۔

**ابن اخی:** ..... عرب کے محاروے میں چھوٹے کو بھتیجا کہتے ہیں یہ مجاز ہے جو میانوالی اور بھکر کے علاقے میں بھی چلتا ہے۔

**الناموس:** ..... اس کا لغوی معنی ہے صاحبِ سر (بھیدی)۔ جاسوس بھی راز دان کو کہتے ہیں لیکن اچھائی معلوم کر کے پہنچانے والے کو ناموس کہتے ہیں۔ اور اس کے برعکس کو جاسوس۔ یہاں مراد فرشتہ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام یا حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

**نزل اللہ علی موسیٰ:** سوال: ..... ورقہ بن نوفل خود عیسائی تھے تو انکو علی موسیٰ کی بجائے علی عیسیٰ کہنا چاہیے تھا جبکہ بعض روایات میں تو عیسیٰ ہی آرہا ہے اس پر کوئی اشکال نہیں، اشکال تو اس روایت پر ہے؟ النکحة للفقار لا للفقار

**جواب ۱:** ..... چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر دونوں یعنی یہودی و عیسائی متفق تھے اس لیے انکا نام لیا ۵۔

**جواب ۲:** ..... شہرت کی بناء پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا۔

**جواب ۳:** ..... یہ تخصیص بالذکر شائد کی بناء پر کی گئی ہے چونکہ ان پر بہت سختیاں آئیں۔

**جواب ۴:** ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وحی میں قصص اور امثال زیادہ تھے جبکہ اوامر و منہیات کم، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحی میں اوامر و نواہی زیادہ تھے بہ نسبت قصص اور امثال کے اور چونکہ حضور ﷺ کی وحی میں بھی ایسے

ہی ہے اس لئے تشبیہ دی۔

جواب ۵: ..... تشبیہ دراصل وحی کی جامعیت میں ہے۔

جواب ۶: ..... بعض جگہ علی عیسیٰ کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص نہیں بلکہ تشبیہ کا ذکر ہے۔

اَوْ مَخْرَجِيْ هُمْ : ..... توراۃ و انجیل میں جیسے آپ ﷺ کی بعثت کا ذکر تھا ایسے ہی آپ ﷺ کے حالات بھی مذکور تھے حتیٰ کہ خلفاء کا بھی ذکر تھا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ﴿ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرَةِ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ﴾ ۱۔

سوال : ..... او مخرجی سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو تعجب ہو رہا ہے لیکن یہ تعجب ہوا کیوں؟

جواب ۱ : ..... آپ ﷺ کو تعجب ہوا اس لیے کہ آپ ﷺ نے خیال فرمایا مذکورہ اوصاف جس میں ہوں کیا اس کو بھی نکال دیں گے؟

جواب ۲ : ..... یا اس وجہ سے کہ اب تک اتنی محبوبیت والی زندگی گزاری ہے تو کیا جسے آج صادق الامین کہتے ہیں اُسے کل کو نکال دیں گے؟

و فتر الوحی : ..... تین سال تک ۲ ایسے ہوتا رہا بچپن کی رہی کہ واقعی آپ ﷺ سچے رسول ہیں وحی نہ آئی۔ حدیث الباب کا ترجمہ سے ربط : ..... (۱) عظمت وحی کا ذکر ہے۔ (۲) احوال وحی کا ذکر ہے اور فترت ایک حال ہے۔ روایات صالحہ وحی کی ایک قسم ہے۔ آپ ﷺ کی مذکورہ اوصاف سے ہمیں بہت سے فوائد و مسائل حاصل ہوئے۔ مسائل مستنبطہ : .....

(۱) ..... اللہ تعالیٰ کے لیے خلوت اختیار کرنا جائز ہے (۲) ..... روایات صالحہ نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

(۳) ..... سفر میں زاد راہ رکھنا توکل کے خلاف نہیں (۴) ..... آدمی کی اصلاح کے لیے توجہ باطنی بھی ثابت ہے۔

(۵) ..... غیر مانوس چیز کو دیکھ کر ڈر جانا نشان نبوت کے منافی نہیں۔ یہ تقاضائے بشریت ہے۔

(۶) ..... کوئی نامناسب واقعہ پیش آ جائے تو گھر والوں کو بتلانا جائز ہے

(۷) ..... گھبراہٹ بڑھانے کی بجائے تسلی دینا چاہیے (۸) ..... مذکورہ کلام سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ باقی

انبیاء تو دعوت کے بعد مصدق یا مکذب ہوئے لیکن آپ ﷺ دعوت سے قبل ہی مصدق ہو گئے۔

(۹) ..... مکارم اخلاق والے کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتے (اس پر حضرت الاستاذ شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے

فرمایا) آپ کبھی بھی یہ دل میں مت لانا کہ ہم پورے دین پر چل رہے ہیں ورنہ دیکھ لیں یہ جتنے مکارم اخلاق بیان کئے



ہیں کیا یہ سب آپ میں ہیں؟ تحمل الكل وتكسب المعدوم وغیرہ۔ یہی سیاست ہے جو کہ تمام انبیاء فرمایا کرتے تھے۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں جو سیاسی نہیں وہ وارث انبیاء نہیں، حدیث شریف میں آتا ہے ((كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء)) لیکن افرنگ کی سیاست نہیں کرنی کیونکہ یہ جھوٹ، دھوکہ پر مبنی ہے، غداری کا نام سیاست نہیں ہے۔ جب کہ فرنگی سیاست کا منشاء لڑاؤ اور حکومت کر رہے۔

اصل سیاست: ..... سیاست کا لفظ لیا گیا ہے ساس الفرس سے یعنی گھوڑے کے دانے پانی کا خیال کرنا اس لیے گھوڑے کے نگران کو سائیں کہتے ہیں۔ پھر لوگوں کے انتظام کرنے والے کو سیاسی کہتے ہیں۔ انبیاء کی سیاست النظام الصالح لاداء حقوق الخالق والمخلوق۔ یعنی خالق و مخلوق کے حقوق اداء کرنے کے لیے نظام نافذ و قائم کرنا۔ غرضیکہ ایسا سیاسی ہر ایک کو بننا ہے جو شخص ایسا سیاسی نہیں وہ وارث انبیاء نہیں۔

اشکال: ..... ورقہ بن نوفل نے کہا کہ اگر زندہ رہوں گا تو مدد کرونگا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے لیکن مشہور یہ ہے کہ مردوں میں اول المسلمین حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔ بچوں میں حضرت علی ؓ اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، ورقہ کا کوئی نام ہی نہیں لیتا۔ اختلاف ہوا ہے کہ ورقہ مسلمان ہوئے کہ نہیں؟ (۱) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے کیونکہ وہ بیان کر رہے ہیں درجہ معرفت اور اس سے انسان مسلمان نہیں ہو جاتا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا ﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾ ۱ کہ باوجود معرفت کے مسلمان نہیں ہوئے (تھے) (۲) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے ۲ تو اس مذہب پر اشکال ہوگا کہ پھر یہ اول المسلمین کیوں نہیں کہلائے؟

جواب ۱: ..... یہ فترت وحی کا زمانہ ہے ابھی آپ ﷺ کو نبوت ملی ہے دعوت دینے کا حکم نہیں ملا، دعوت کا حکم تو آپ ﷺ کو ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ کے نازل ہونے پر ملا ہے، نہ ماننے والا کافر اور ماننے والا مسلمان دعوت کے بعد ہوتا ہے ۳ اور وہ دعوت سے قبل ہی فوت ہو گئے تھے اس سے انکا اسلام لانا ثابت نہیں ہوتا۔

جواب ۲: ..... حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ان کے مؤمن ہونے پر تو اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں مؤمن تھے لیکن انھیں صحابہؓ میں شمار کرنا محل تردد ہے اس لیے کہ ظہور دعوت سے قبل ہی انتقال کر گئے تھے ۵ حاصل یہ ہوا کہ ورقہ بن نوفل کا اسلام لانا مختلف فیہ ہے اس لیے انکو اول المسلمین سے شمار کرنے میں مشکل ہے کیونکہ بعض نے ان کا اسلام تسلیم نہیں کیا اس لیے کہ اسلام لانے کے لیے دوسرے مذہب سے تبری بھی ضروری ہے۔

۱ بخاری شریف ج ۲ ص ۴۹۱ ۲ پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۶ ۳ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۳

۴ کذا فیہم من درس بخاری ص ۶۸ لفظام شیر احمد عثمانی ۵ فیض الباری ج ۱ ص ۳۲

جواب ۳: ..... ایک ہے ایمان لانا صراحۃً اور ایک ہے ایمان لانا کنایۃً و اشارۃً۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے صراحۃً اسلام قبول فرمایا تھا لیکن ورقہ بن نوفل صراحۃً نہیں بلکہ اشارۃً و کنایۃً اسلام لائے۔

حکمتِ فترتِ وحی: ..... چونکہ اس کے بعد دعوتِ والی وحی آپ ﷺ پر نازل کرنی تھی تو پہنچائی پیدا کرنے کے لیے کچھ عرصہ وحی کو روک رکھا گھبراہٹ کو زائل کرنے کے لیے یا مانوس کرنے کے لیے یا دعوت کی استعداد پیدا کرنے کے لیے۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ: ..... (نکتہ) یا محمد نہیں کہا بلکہ جو حالت تھی اس حالت کو بیان کر کے مخاطب کیا اس میں اشارہ کیا کہ مبلغ کو آرام کا طالب نہیں ہونا چاہیے، کپڑا اوڑھ کر لیٹ جانا مبلغ اور داعی کا کام نہیں ہے۔

قم: ..... قم فرمایا بلغ نہیں فرمایا اور نہ ہی ارسل کہا، قیام سے اس میں ہمت باندھنے اور چست ہونے کی طرف اشارہ ہے۔  
فَاصْنِرْ: ..... انذار اس ڈرانے کو کہتے ہیں جس میں دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ آئیو الے خطرات سے ڈرایا جائے، چونکہ انذار، تبشیر سے زیادہ مفید ہوتا ہے اس لیے ابتداءً وحی میں انذار کو لائے۔ تبشیر کی نفی نہیں۔

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ: ..... اے عظمت، اپنے رب کی عظمت بیان کیجئے، اپنے دل میں اور لوگوں کے دل میں اپنے رب کی عظمت ڈالئے۔ گویا داعی کو ترغیب ہے کہ اس راہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں آئیں گی اگر غیر اللہ کا رعب اور اس کی بڑائی دل میں آگئی تو دعوت نہیں چل سکے گی اس لیے کسی کو بار خاطر میں نہ لائیے۔

☆ حضرت حذیفہؓ کا واقعہ: ..... ہے کہ جب کسریٰ کے ساتھ مذاکرات کے لیے گئے تو کھانے کے دوران لقمہ گر گیا تو دوسرے ساتھی نے آہستہ سے کہا ”نوالہ نہ اٹھائیں یہ لوگ برا جانیں گے“ انہوں نے زور سے فرمایا کیا ان بیوقوفوں کی وجہ سے اپنے حبیب ﷺ کی سنت چھوڑ دوں۔

وَيَسَابِكْ فَطَهِّرْ: ..... اپنے کپڑے پاک رکھیں۔ کیجئے نہ کہنا کہ سوء ادب ہے۔ بعض نے یہ ترجمہ کیا کہ اپنے آپ کو گناہوں سے پاک رکھیں۔ تو داعی کا ظاہر باطن پاک ہونا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ علومِ نبوت کو سینے میں لینے اور سمجھنے کے لیے تقویٰ و طہارت شرط ہے اور نیت بھی پاک ہونی چاہیے۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ: ..... یہ امر بھی دوام کے لیے ہی ہے کہ بتوں کو چھوڑے رکھے ۱، رجز کا معنی گناہ بھی آتا ہے کہ گناہوں کو چھوڑے رکھے ۲

قال ابن شہاب ۳: ..... یہ سند سابق کے ساتھ ہے یا نئی سند کے ساتھ؟ اگر سند سابق کے ساتھ ہو تو سند متصل ہوگی اور اگر سند سابق کے ساتھ نہیں تو پھر یہ تحویل ہے تعلیق نہیں ہے۔ تحویل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کثیر الوقوع (۲) نادر الوقوع ..... کثیر الوقوع یہ ہے کہ شروع میں دو طریق ہوں آخر میں ایک ہو جائے اور نادر الوقوع یہ ہے کہ شروع میں تو ایک ہی طریق ہو اور آخر میں دو ہو جائیں یہاں یہی نادر الوقوع والی صورت ہے ۴۔ چنانچہ پہلی سند میں ابن شہاب کے بعد عروہ بن زبیر عن عائشہ ہے جبکہ اس سند میں ابن شہاب کے بعد ابوسلمہ بن عبد الرحمن بواسطہ جابر بن عبد اللہ الانصاریؓ ہے۔ تسہیل کے لیے سند نادر الوقوع کا نقشہ درج ذیل ہے۔

☆ امام بخاریؒ ..... یحییٰ بن بکیرؒ ..... لیث عقیل ..... ابن شہاب  
پھر ابن شہاب سے آگے دو طریق اس طرح ہیں۔

(۱) ☆ ابن شہاب ..... عروہ بن زبیرؒ ..... عائشہؓ ..... رسول اللہ ﷺ

(۲) ☆ ابن شہابؒ ..... ابوسلمہ بن عبد الرحمنؒ ..... جابر بن عبد اللہ الانصاریؓ ..... رسول اللہ ﷺ

تابعہ عبد اللہ بن یوسفؒ: ..... ضمیر منصوب کا مرجع یحییٰ بن بکیرؒ ہیں ۵

و تابعہ ہلال بن ردادؒ: ..... اس میں ضمیر کا مرجع عقیل ہیں ۶ مرجع کا علم راویوں کے طبقات کے ذریعہ ہوتا ہے مثلاً عبد اللہ بن یوسف اور ابوصالح یہ دونوں یحییٰ بن بکیر کے ہم عصر و ہم طبقہ ہیں اس لیے متابعت اولیٰ میں مرجع یحییٰ بن بکیر ہونگے۔ اسی طرح متابعت ثانیہ میں ہلال بن رداد، عقیل کے ہم طبقہ ہیں تو عقیل مرجع ہونگے۔

متابعت: ..... ایک راوی جس سند سے جو متن بیان کرے دوسرا راوی اسکی موافقت کرے اسے متابعت کہتے ہیں۔  
متابعت کی تقسیم سے قبل اس سے متعلقہ اصطلاحات کی توضیح کی جاتی ہے۔

۱۔ معارف القرآن بحوالہ تھانوی ج ۸ ص ۳۶ ۲۔ معارف القرآن ردیہ عن ابن عباسؓ ج ۸ ص ۶۱۱ ۳۔ راویوں کے حالات عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۸  
پر ملاحظہ فرمائیں امام بخاریؒ اس حدیث کو بخاری شریف میں ۹ بار لائے ہیں رقم الاما حدیث: ۴ ، ۳۲۳۸ ، ۳۹۲۲ ، ۳۹۲۳ ، ۳۹۲۴ ، ۳۹۲۵ ، ۳۹۲۶  
۴۔ فیض الباری ج ۱ ص ۳۲ ۵۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۷ ۶۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۶۸

متابعت میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ (۱) متابعت (بکسر الباء) وہ راوی جو دوسرے کے موافق روایت کرے۔  
 (۲) متابعت (بفتح الباء) جو متابعت میں مفعول بنے (جسکے موافق روایت بیان کی گئی)۔ (۳) متابعت عنہ جو متابعت اور متابعت دونوں کا استاد ہے۔ (۴) متابعت علیہ وہ روایت ہے جس پر متابعت ہو رہی ہے جو متابعت اور متابعت روایت کر رہے ہیں۔  
 اب ہم کہتے ہیں کہ متابعت کی دو قسمیں ہیں (۱) متابعت تامہ (۲) متابعت ناقصہ۔ اگر متابعت تمام سند میں متابعت کرے تو متابعت تامہ ہے اور اگر تمام راویوں میں متابعت نہیں تو متابعت ناقصہ ہے۔ پھر تامہ اور ناقصہ میں سے ہر ایک دو قسم پر ہے اگر متابعت عنہ مذکور ہو تو یہ قسم اول ہے اور اگر متابعت عنہ مذکور نہ ہو تو یہ قسم ثانی ہے تو چار قسمیں ہو گئیں۔ متابعت تامہ ہو، متابعت عنہ مذکور ہو یا غیر مذکور متابعت ناقصہ ہو متابعت عنہ مذکور یا غیر مذکور پھر متابعت دو حال سے خالی نہیں۔ الفاظ میں موافقت ہوگی یا نہ ہوگی۔ اول متابعت لفظی ہے اور ثانی متابعت معنوی ہے

امام بخاریؒ اس مقام پر جملہ اقسام کے جواز کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ چنانچہ تابعہ عبد اللہ بن یوسف یہ مثال ہے متابعت تامہ کی کہ جس میں متابعت عنہ مذکور نہ ہو اور تابعہ ہلال بن رداد عن الزہری یہ مثال متابعت ناقصہ کی ہے کیونکہ موافقت وسط والے راوی سے ہے۔ اور اس میں متابعت عنہ مذکور ہے اور وہ زہری ہے۔ وقال یونس ومعمر یہ متابعت ناقصہ ہے اور معنوی ہے کیونکہ لفظوں میں اختلاف ہے بعض لوگ متابعت فی المعنی کو جائز نہیں قرار دیتے اس لیے امام بخاریؒ نے اشارۃً بتا دیا کہ متابعت فی المعنی بھی جائز ہے۔

سوال: ..... ہوتا ہے کہ اسکو بھی تابعہ کی صف میں داخل کر دیتے قال سے کیوں تعبیر فرمایا؟

جواب: ..... اختلاف نوع کی طرف اشارہ ہے۔



(۴) حدثنا موسى بن اسماعيل قال اخبرنا ابو عوانة قال حدثنا موسى بن ابي عائشة قال

ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے کہا ہمیں ابو عوانہ نے خبر دی کہا ہم سے بیان کیا موسیٰ بن ابو عائشہ نے کہا

حدثنا سعيد بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قوله تعالیٰ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ

ہم سے بیان کیا سعید بن جبیر نے انھوں نے سنا ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں (اے پیغمبر) جلدی سے وحی کو

لِتُعْجَلَ بِهِ ﴿﴾ قال کان رسول اللہ ﷺ يعالج من التنزيل شدة وکان مما

یاد کر لینے کے لیے اپنی زبان کو نہ ہلایا کرو، ابن عباسؓ نے کہا آنحضرت ﷺ پر قرآن اترنے سے (بہت) سختی ہوتی تھی اور آپ اکثر

يحرک شفتيه فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما فانا احرکهما لک کما

اپنے ہونٹ ہلاتے تھے (یاد کرنے کے لیے) ابن عباسؓ نے (سعید سے) کہا میں تجھ کو بتاتا ہوں ہونٹ ہلا کر جیسے

کان رسول اللہ ﷺ يحركهما وقال سعيد انا احرکهما کما رأيت ابن عباس رضی اللہ عنہما

آنحضرت ﷺ ان کو ہلاتے تھے، اور سعید نے (موسیٰ سے) کہا میں تجھ کو بتاتا ہوں ہونٹ ہلا کر جیسے میں نے ابن عباسؓ

يحرکهما فحرک شفتيه فانزل اللہ تعالیٰ

کو ہلاتے دیکھا، پھر سعید نے اپنے دونوں ہونٹ ہلائے، ابن عباسؓ نے کہا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾

وحی کو یاد کرنے کے لیے اپنی زبان نہ ہلایا کرو، قرآن کا تجھ کو یاد کرا دینا اور پڑھا دینا ہمارا کام ہے

قال جمعه لک فی صدرك وتقرأه، ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾

ابن عباسؓ نے کہا یعنی تیرے دل میں جمادینا اور پڑھا دینا (پھر یہ جو اللہ نے فرمایا) جب ہم پڑھ چکیں اس وقت تو ہمارے پڑھنے کی پیروی کر

قال فاستمع له وانصت ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ ثم ان علينا ان تقرأه

ابن عباسؓ نے کہا سننے کے لئے کان دھر اور چپ رہ (پھر یہ فرمایا) ہمارا کام ہے کہ اس کا بیان کر دینا یعنی ہمارا کام ہے تجھ کو پڑھا دینا

فکان رسول اللہ ﷺ بعد ذلك اذا اتاه جبرئيل

پھر ان آیتوں کے اترنے کے بعد آنحضرت ﷺ ایسا کرتے (کہ) جب جبریل آپ کے پاس آتے

استمع فاذا انطلق جبرئيل قرأه النبی ﷺ کما قرأه

تو آپ (چپکے) سنتے رہتے، جب وہ چلے جاتے تو آنحضرت ﷺ اسی طرح قرآن پڑھ دیتے جیسے حضرت جبریل نے پڑھا تھا

## ﴿تحقيق و تشریح﴾

حدثنا موسى بن اسماعيل: ..... امام بخاری کے استاذ ہیں متوفی ۲۲۳ ھ ۱

ابو عوانہ: ..... ان کا نام وضاح بن عبداللہ ہے متوفی ۱۹۶ ھ ۲

موسی بن ابی عائشہ: ..... ابوالحسن کوئی ہمدانی آل جعدہ کے مولیٰ ہیں۔

سعید بن جبیر: ..... اجلہ تابعین میں سے ہیں۔ حجاج بن یوسف نے ان کو ظلماً قتل کیا اس لیے کہ انہوں نے اسکی رائے کے خلاف فتویٰ دیا تھا۔

ابن عباسؓ: ..... صغیر اسن مفسر ہیں بلکہ رئیس المفسرین ہیں حضور ﷺ کی وفات کے وقت انکی عمر تیرہ سال تھی۔ ابن عباسؓ کی کل مرویات ۱۶۶۰ ہیں۔ ابن عباسؓ سے آیت کی یہ تفسیر روایت متصل ہے یا مرسل؟ اگر حضور ﷺ سے سنی ہے تو متصل ورنہ مرسل صحابہ میں سے ہے ۵

یعالج: ..... یعالج معالجہ سے ہے اور معالجہ عمل میں مشقت برداشت کرنا ۱

مما یحرک: ..... ای رہا یحرکے لا تُحرک بہ لسانک ۵ اس آیت کا ربط مشکلات میں سے قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ اس سے پہلے بھی احوال قیامت کا تذکرہ ہے اور اس کے بعد بھی۔ اس ظاہری بے ربطی کو اچھا لکھ دوں نے اس آیت کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ قرآن کا جز نہیں ہے۔ اس کے ربط میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

القول الاول: ..... امام قتال مروزی شافعیؒ نے فرمایا کہ ﴿لَا تُحرک بہ لسانک﴾ بھی آخرت ہی سے متعلق ہے یہ ارشاد صرف آپ ﷺ سے متعلق نہیں ہے بلکہ قیامت کے دن جب اعمال نامہ ملے گا اور پڑھنے والا اسے پڑھے گا اور زبان تیزی سے ہلائے گا تو اسے کہا جائیگا کہ آرام سے آہستہ آہستہ پڑھو لیکن یہ جواب شان نزول کے خلاف ہے نیز ما بعد ﴿إِنْ عَلَيْنَا جُمُعَهُ وَقرآنہ﴾ کے بھی خلاف ہے۔

القول الثانی: ..... علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن کا تتبع کیا تو معلوم ہوا کہ قرآن کتاب کا لفظ بولتا ہے تو کبھی وہ کتاب مراد لیتا ہے جو محشر میں دی جائیگی اور کہا جائیگا ﴿اقْرَأْ کِتَابَکَ﴾ اور کبھی کتاب بول کر قرآن کو مراد لیتا ہے اور ثانی پر عمل کرنے یا نہ کرنے پر اول یعنی کتاب محشر مرتب ہے تو قرآن کا انداز و اسلوب ہے کہ جب کبھی ایک کا ذکر کرتا ہے تو مناسبت سے دوسری کا بھی ذکر کرتا ہے الشئی بالشئی یدکر۔ مثلاً سورہ کہف میں ہے ﴿وَوُضِعَ الْکِتَابُ﴾ یعنی کتاب سامنے رکھ دی جائے گی اور تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ ڈرتے ہوں گے

۱ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۷۰ ۲ امام المارجل بخاری ج ۱ ص ۳ ۳ ایضاً ۴ بیاض صدیقی ص ۵۵ ۵ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۷۰ ۶ درسی عثمانی ص ۷۰ ۷ بین اسطور بخاری

ج ۱ ص ۳۷ فیض الباری ج ۱ ص ۳۳ ۸ سورۃ قیامۃ آیت ۱۶ و ۱۷ درسی بخاری ص ۷۷ ۹ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۲ ۱۰ پارہ ۱۵ سورۃ کہف آیت ۳۹

تو کہیں گے افسوس یہ کیسی کتاب ہے کہ اس نے کوئی بڑی چھوٹی چیز چھوڑی ہی نہیں سب لے لی ﴿وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا﴾ یعنی سب کیا ہوا سامنے ہوگا اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کریگا۔ یہ کتاب، کتاب اعمال ہے اسکے بعد آدم علیہ السلام کا قصہ مناسبت سے ذکر کیا اس کے بعد فرمایا ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ﴾ ۱ کہ ہم نے انسانوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں اس قرآن میں بیان کر دی ہیں مگر وہ بہت ہی مجادل ہیں یہ دوسری کتاب یعنی قرآن کا بیان ہوا تو دیکھو یہاں دونوں کتابوں کا ذکر کیا کیونکہ دونوں میں مناسبت ہے اس لیے کہ کتاب محشر کا ترتیب اسی کتاب (قرآن) پر ہے (الی ان قال) اسی طرح سورۃ قیامہ میں بھی یہی کیا کہ پہلے کتاب اعمال کا ذکر کیا اور بعد میں کتاب احکام (قرآن) کا ذکر کیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اتنی مناسبت تناسب آیات کے لیے کافی ہے۔ یہ تفسیر نسبتاً اچھی ہے ۲

**القول الثالث:** ..... امام رازئیؒ نے فرمایا کہ جب یہ آیات (سورۃ قیامہ) نازل ہوئی ہونگی تو حضور ﷺ نے پڑھنے میں تعجل کی ہوگی لہذا اسی وقت درمیان میں تنبیہ کر دی گئی تو یہ جملہ معترضہ ہے جس سے مقصود تنبیہ ہے، ماقبل و مابعد سے اس کا ربط نہیں ہے ۳

**القول الرابع:** ..... سید انور شاہ صاحبؒ کی تقریر کا حاصل سمجھنے سے پہلے ایک مقدمہ سمجھ لو کہ متکلم کی مرادیں کبھی دو ہوتی ہیں اول: ماسبق له الکلام۔ ثانی: ما يفهم مع قطع النظر عن تسلسل الکلام کجی خواہ ماسبق له الکلام ہو یا نہ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ماسبق له الکلام ہی مراد اولیٰ ہے یعنی اولاً وبالقصود وہی مراد ہوتا ہے۔ اور جو چیز تسلسل عبارت اور قصد متکلم سے صرف نظر کر کے خارج سے سمجھ آئے وہ مراد ثانوی ہے۔

اس مقدمہ کے بعد یوں سمجھو کہ یہاں بھی دو مرادیں ہیں۔ اولیٰ: جو نظم قرآن سے سمجھ آ رہی ہے، ثانوی: جو حدیث سے سمجھ آ رہی ہے، ثانوی مراد یہاں ظاہر ہے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے مگر جب تسلسل کلام دیکھیں تو وہاں اس چیز کا ذکر نہیں۔ اس لیے مراد اولیٰ میرے نزدیک یہ ہے کہ جب معاند ﴿إِيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ﴾ ۴ کے الفاظ سے استہزاء کرتا تھا کیونکہ عادت کفار یہ تھی کہ آپ کو دق کرنے کے لیے سوال کیا کرتے تھے کہ کیوں جناب! کب آئیگی؟ کس دن آئے گی؟ چنانچہ قرآن نے جا بجا انکے اعتراضات کے جوابات بھی دے دیے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ آئے گی تو ضرور مگر تعین وقت اللہ کا کام ہے، یہاں جب فرمایا کہ قیامت آئیگی تو انہوں نے پوچھا کب آئیگی؟ ﴿إِيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ﴾ ۵ تو اس کا کچھ جواب دیا اور علامات بتائیں ﴿فَإِذَا بَرِقَ الْبَصْرُ..... الی..... بِمَا قَدَّمَ وَآخَرَ﴾ ۶ تو ممکن تھا کہ جب جواب کھول کر نہیں دیا تو حضور ﷺ کچھ تعجل فرماتے اور جواب دینا چاہتے اس لیے فرمایا ﴿لَا تُحَوِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ ۷

یعنی جتنا ہم نے بتلادیا اتنا ہی کہہ دو۔ جتنا ہم مناسب سمجھیں گے نازل کریں گے ﴿إِنْ عَلَيْنَا جُمُوعُهُ وَقُرْآنَهُ﴾ لکھا قرآن کا پڑھنا، حفظ کرنا، جمع کرنا جیسا مناسب ہوگا ہم ویسا ہی کریں گے اسی قدر نازل کریں گے جس قدر مناسب ہوگا تو یہ مراد اولیٰ ہے کیونکہ تسلسل عبارت بتلاتا ہے کہ حکم انہیں اشیاء سے متعلق ہے اور اس مراد اولیٰ کے اعتبار سے ربط واضح ہے اور جو حدیث میں آیا ہے یہ مراد ثانوی ہے جس کے لحاظ سے ربط ضروری نہیں مگر چونکہ حدیث میں آ گیا ہے تو یہ مراد ثانوی ہے ۲

**القول الخامس:**..... حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ کلام از قبیل ردّ الظہیر علی الظہیر ہے۔ توضیح اسکی یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے اولاً قیامت کا ذکر فرمایا پھر وقوع قیامت پر استدلال کیا کہ قیامت کا حاصل یہی ہے کہ عظام نخرة واجزاء متشترہ کو جمع کیا جائیگا۔ اے منکرین قیامت! اس میں کوئی استبعاد نہیں اس لیے کہ جو رب متفرق حروف والفاظ کو آیت بنا کر آپ ﷺ کے سینے میں جمع کر سکتا ہے وہ متفرق ہڈیوں کو بھی جمع کر کے قائم کر سکتا ہے اور پھر ہر ایک کو اپنے مستقر کی طرف بھیج سکتا ہے۔ حاصل تطبیق:..... یہ ہے کہ احوال قیامت مراد اولیٰ ہے اور شان نزول کے مطابق قرآۃ قرآن مراد ثانوی ہوگا۔ **فاستمع له وانصت:**..... استماع سننے کے لیے کان دھرنا ۵۔ اسکا معنی صرف سنا نہیں ہے بلکہ غور سے سنا اور انصات کا معنی ہے چپ رہنا۔

**ثم ان علينا بيانه:**..... ای ثم ان علينا ان تقرأہ: ان تقرأہ یہ بیانہ کی تفسیر ہے یعنی اسکا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے مطلب یہ ہے کہ آپ اسے پڑھیں یہ بھی ہمارے ہی ذمہ ہے اسکے بارے میں بعض شراح کی رائے یہ ہے کہ یہاں راوی سے کچھ تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے یہ وہم راوی ہے یہ تفسیر بیانہ کی نہیں بلکہ قرآنہ کی ہے اور بیانہ سے مراد یہاں کشف والیضاح ہے یعنی اسکا وضوح و تبیین بھی ہمارے ذمہ ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ یہ بیانہ ہی کی تفسیر ہے کہ ہم آپ کو سمجھائیں گے اور آپ آگے اور لوگوں کو سمجھائیں گے اور آپ کا لوگوں سے قرآن بیان کرنا اور تبلیغ بھی ہمارے ذمہ ہے تقرأہ یعنی تقرأہ علی الناس لوگوں کو سمجھانا ۶ **جمعه لك صدرک:**..... آپ ﷺ کا سینہ جمع کریگا یہ اسناد مجازی ہے۔ جمع کی نسبت صدر کی طرف مجازاً ہے اور بعض روایتوں میں ((جمعه لك في صدرک)) ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ۷

(۵) حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا يونس عن الزهري
ہم سے بیان کیا عبدان نے کہا ہم کو خبر دی عبد اللہ (ابن مبارک) نے کہا ہم کو خبر دی یونس نے زہری کے واسطے سے
ح وحد ثنا بشر بن محمد قال حدثنا عبد الله قال اخبرنا يونس ومعم
تحویل (دوسری سند) اور ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہم کو خبر دی یونس اور معم نے



نحوہ عن الزہری اخبرنی عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس رضي الله عنهما			
ان دونوں نے مانند اس کے زہری سے، زہری نے کہا مجھ کو عبيد الله بن عبد الله نے خبر دی انھوں نے ابن عباس سے			
قال كان رسول الله ﷺ اجود الناس و كان اجود ما يكون في رمضان حين يلقاه جبرئيل			
کہ انہوں نے فرمایا آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان میں تو جب جبرئیل آپ سے ملا کرتے بہت ہی سخی ہو جاتے			
و كان يلقاه في كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن فلرسول الله ﷺ			
اور جبرئیل رمضان کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملا کرتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے، غرض آنحضرت ﷺ			
اجود	بالخير	من	الريح
(لوگوں کو) بھلائی پہنچانے میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے			

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں آٹھ راوی ہیں ان کے تفصیلی حالات جاننے کے لیے عمدۃ القاری ج ۱ ص ۷۴ ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا عبدان: ..... یہ حدیث بھی مرسل صحابی ہے اگر ابن عباسؓ نے حضور ﷺ سے خود نہیں سنا۔

عن الزہری ح وحدثنا: ..... سوال: مدار تحویل عبد اللہ ہے لہذا تحویل عبد اللہ سے ہونی چاہیے تھی نہ کہ زہری سے؟

جواب: ..... یہ تحویل کی قسم اول ہے اس میں مدار تحویل عبد اللہ کو نہیں بنایا کیونکہ عبدانؓ کی روایت میں صرف یونسؓ

راوی ہے جو کہ زہری کا شاگرد ہے اس سے روایت کرتا ہے جبکہ بشر بن محمدؓ کی روایت میں معمرؓ اور یونسؓ دونوں زہریؓ

سے روایت کرتے ہیں تو اس فرق کو بتانے کے لیے مدار تحویل عبد اللہ کی بجائے زہریؓ کو بنادیا ۲

سوال: ..... نحوہ عن الزہری میں نحوہ کا اضافہ کیوں فرمایا؟

جواب: ..... نحوہ کا لفظ اس طرف اشارہ کرنے کے لیے لائے کہ الفاظ روایت یونس کے ہیں معمر صرف اس معنی

کو روایت کرتا ہے الفاظ اس کے نہیں ۳

ح: ..... اسے مفرد (مخفف) پڑھنے کا زیادہ رواج ہے اور اس کے بعد قال محذوف ہوتا ہے ۴

كان اجود ما يكون في رمضان: ..... اس کی ترکیب مختلف طرق سے بیان کی جاتی ہیں۔

اجود: ..... مرفوع ہے یا منصوب، اگر مرفوع ہو تو تین ترکیبیں ہوں گی۔

اول: ..... اجود کان کا اسم ہوگا اور فی رمضان حال ہوگا جو خبر محذوف کے قائم مقام ہے: حاصل ترجمہ ”کان اجود

اكو انه حاصل حال كونه في رمضان“ ۵

۱: عمدۃ القاری ج ۱ ص ۳۳، الامام بخاری یہ حدیث بخاری شریف میں ۵ بار لائے، رقم الاحادیث: ۱، ۱۹۰۲، ۳۲۲۰، ۳۵۵۳، ۳۹۹۷ (مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزيع الرياض)  
۲: بیاض صدیقی ص ۵۱، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱

ثانی: ..... کان میں ضمیر شان اسم ہوا، اجود مبتدا فی رمضان خبر۔ حاصل ترجمہ ”شان یہ ہے کہ اجود اکوان رسول اللہ ﷺ حاصل فی رمضان اس وقت مبتداء خبر مل کر کان کی خبر بنیں گے۔

ثالث: ..... مایکون سے پہلے وقت کا لفظ محذوف ہے۔ حاصل ترجمہ کان اجود اوقاتہ وقت کونہ فی رمضان اجود اوقاتہ کان کا اسم ہے اور وقت کونہ فی رمضان، کان کی خبر ہے۔

اور اگر اجود کو منصوب پڑھیں تو مایکون سے پہلے مدۃ کا لفظ محذوف ہوگا اور لفظ اجود کان کی خبر ہوگا اور کان کا اسم (هو) ضمیر ہوگی ای کان رسول اللہ ﷺ متصفا بالاجود مدۃ کونہ فی رمضان تو مایکون فی رمضان بحذف مضاف اجود کے لیے ظرف ہوگا ۲ روایت کے اعتبار سے رفع پڑھنا اولیٰ ہے ۳

الفرق بین الجود والسخاء: ..... جود کہتے ہیں اعطاء ما ینبغی لمن ینبغی ۴ سخاوت تقسیم مال کا نام ہے ۵ پھر سخاوت میں سخی کی غرض ہوتی ہے اور جود میں جود کی کوئی غرض نہیں ہوتی۔ اسی لیے اللہ کو جود تو کہہ سکتے ہیں سخی نہیں کہہ سکتے ۶ جیسے نیت اور ارادے میں فرق ہے کہ نیت میں اپنی غرض ضرور ہوتی ہے اور ارادہ میں نہیں اسی لیے نوبی اللہ نہیں کہہ سکتے۔

حین یلقاہ جبرئیل: ..... اس حدیث میں حضور ﷺ کے تین جودوں کو علی سبیل الترقی بیان کیا ہے۔

جود اول: ..... تو اجود الناس سے معلوم ہوا کہ آپ اول تو سب ہی لوگوں میں زیادہ سخی تھے۔

جود ثانی: ..... جب رمضان آجاتا تو جود میں اضافہ ہو جاتا حتیٰ کہ ماہ رمضان میں قرض لے کر بھی لوگوں کو کھلایا کرتے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب مسرت ہوتی ہے تو آدمی خوب خرچ کرتا ہے۔ حضور ﷺ کو رمضان میں زیادہ خوشی اور مسرت ہوتی تھی۔

جود ثالث: ..... حین یلقاہ جبرئیل سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں جب آپ ﷺ کی ملاقات جبریل علیہ السلام سے ہوتی اور ہر رات قرآن پاک کا دور ہوتا تو اس وقت کی جود کا حال نہ پوچھو اس وقت صفت جود اور بڑھ جاتی ہے سوال: ..... جود و سخا تو چاہتا ہے کہ سخی کے پاس بہت مال ہو جبکہ حضور ﷺ کے پاس تو مال تھا ہی نہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دو دو ماہ گزر جاتے تھے اور ہمارے چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی؟

جواب: ..... حضور ﷺ پر جو قرض تھا اس کا سبب بھی آپ ﷺ کا جود و سخا تھا حضرت بلالؓ کے ذمے تھا کہ جب کوئی سائل آئے تو قرض لیکر خرچ کر دیا کرو آنحضرت ﷺ کے پاس جو کچھ آتا فوراً خرچ فرما دیتے اس لیے گھر کچھ باقی نہ رہتا جیسا کہ روایات کثیرہ سے یہ مضمون معلوم ہوتا ہے ۸

فیدارسہ القرآن: ..... مدارستہ کا معنی دور کرنا ہے یہاں القرآن کا لفظ ہے جیسے اس کا اطلاق پورے قرآن پر ہوتا ہے ایسے ہی بعض قرآن پر بھی ہوتا ہے۔ پس مطلب یہ ہے کہ جتنا اتر چکا ہوتا تھا اس کا دور کرتے تھے اور قرآن سے

پہلے لفظ بعض محذوف ماننے کی ضرورت نہیں۔ بعض کی رائے یہ کہ سارے قرآن کا دور ہر رمضان میں فرماتے تھے لیکن یہ مرجوح ہے قول اول راجح ہے ورنہ حضور ﷺ مسئلہ افک میں پریشان نہ ہوتے اسی طرح دیگر سوالات کے جواب میں خاموش نہ ہوتے مثلاً ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾ وغیرہ ۲

مسئلہ: ..... ملا علی قاریؒ نے اس لفظ مدارستہ سے مسئلہ نکالا ہے کہ پورے سال میں ایک قرآن تو ضرور مکمل ہو جانا چاہیے شرح نقایہ میں لکھتے ہیں کہ ”قرآن پاک کا ایک ختم مسنون ہے“ کیونکہ ہر سال جتنا قرآن اتر چکا ہوتا اس کا دور فرما لیتے اور آخری رمضان میں دو دور کئے۔ اور صحابہ کے عمل سے تو ختم قرآن پاک بالکل واضح ہے ۳

اجود بالخير من الريح المرسله: ..... مرسلہ سے مراد وہ ہوائیں جو لوگوں کو نفع پہنچانے کے لیے بھیجی جاتی ہیں، گرمی دور کرتی ہیں، پھل پکاتی ہیں اس لیے کثرت خیر کو ترجیح مرسلہ سے تشبیہ دی یعنی ہوا جو ان کثیر نعمتوں کا سبب ہے حضور ﷺ اس سے بھی زیادہ اجود ہیں اور خیر کی سخاوت کرنے والے ہیں یہ نیز جیسے ہوا سے تمام مخلوق کو فیض پہنچتا ہے، اور بے روک و ٹوک سب کو پہنچتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ حضور ﷺ کا رمضان میں فیض ہوتا تھا ۵

ربط ۱: ..... بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ واجود مایکون فی رمضان میں لفظ رمضان سے ترجمہ ثابت ہے کیونکہ تم نور الانوار میں پڑھ چکے ہو کہ قرآن پاک سماء دنیا پر رمضان میں نازل ہوا۔ تو اس لفظ رمضان میں کیفیت بدؤ الوحی کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ سب سے پہلے وحی کے نزول کی جو کیفیت ہے وہ یہ ہے کہ رمضان میں پورا پورا الوح محفوظ سے سماء دنیا پر نازل ہوا یعنی بدء زمانی کی طرف اشارہ ہے ۶

ربط ۲: ..... بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ترجمہ یلقاۃ سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ لقاء اپنے عموم کی وجہ سے لقاء بوقت ابتداء وحی کو بھی شامل ہے۔ نیز وحی اس وقت شروع ہوتی جب جبریل سے ملاقات ہوتی تو ملاقات سے ابتداء ثابت ہو گئی۔

ربط ۳: ..... حضور اقدس ﷺ اور جبریل علیہ السلام وسائط وحی ہیں اور مبادی وحی ہیں اور ترجمہ الباب کے ظاہری مقاصد میں سے مبادی وحی بھی کا ذکر کرنا بھی ہے ۷

ربط ۴: ..... حضرت شیخ الہندؒ کی رائے کے مطابق باب کا مقصود عظمت وحی کا بیان ہے تو اس لحاظ سے بھی مناسبت ہے کہ کیسی عظمت والی وحی ہے جس کا دور حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے ساتھ کرتے تھے اور ہر رمضان میں کرتے تھے۔

ربط ۵: ..... باب کی غرض ان صفات عالیہ کا ذکر ہے جو نزول وحی کے لیے سبب ہیں اور ان میں سے جود ہے حدیث میں اسکے تین مراتب بیان ہوئے ہیں ۸

ربط ۶: ..... اور جن کے نزدیک ترجمہ کی غرض بدء امر یعنی امر دین کی ابتداء بیان کرنی ہے انکی رائے پر بھی کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ اس روایت میں ابتداء امر کا تذکرہ موجود ہے۔

(۶) حدثنا ابو الیمان الحکم بن نافع قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال اخبرني عبيد الله بن

ہم سے بیان کیا ابو یمان حکم بن نافع نے کہا ہم کو خبر دی شعيب نے انھوں نے زہری سے کہا خبر دی مجھ کو عبيد اللہ بن

عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ان عبد اللہ بن عباس اخبرہ ان اباسفیان بن حرب اخبرہ ان ہرقل

عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ ان سے عبد اللہ بن عباس نے بیان کیا ان سے ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ ہرقل (روم کے بادشاہ)

ارسل اليه في ركب من قريش و كانوا تجارا بالشام

نے انکو قریش کے اور کئی سواروں کے ساتھ بلا بھیجا اور یہ قریش کے لوگ اس وقت شام کے ملک میں سوداگری کے لیے گئے تھے

في المدة التي كان رسول الله ﷺ مآذ فيها اباسفیان و كفار قريش

اس زمانہ میں کہ جس میں آنحضرت ﷺ نے ابوسفیان اور قریش کے کافروں کو (صلح کر کے) ایک مدت دی تھی

فاتوه وهم بايلياء فدعاهم في مجلسه و

غرض یہ لوگ اس کے پاس پہنچے جب وہ (ہرقل اور اس کے ساتھی) ایلیاء میں تھے، ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں بلایا اور

حوله عظماء الروم ثم دعاهم ودعاهم اقراب نسبا بهذا الرجل

اس کے گرد اگروم کے رئیس بیٹھے تھے پھر ان کو (پاس) بلایا اور اپنے مترجم کو بھی بلایا وہ کہنے لگا تم میں نسبت کے لحاظ سے کون شخص اس کے زیادہ قریب ہے

الذي يزعم انه نبي، قال ابوسفیان فقلت انا اقر بهم نسبا فقال ادنوه مني

جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے، ابوسفیان نے کہا تو میں اس شخص کا قریب کا رشتہ دار ہوں تب ہرقل نے کہا اسکو میرے پاس لاؤ

و قربوا اصحابه فاجعلوهم عند ظهره، ثم قال لترجمانه قل لهم اني سائل هذا

اور اس کے ساتھیوں کو بھی (اسکے) نزدیک رکھو اس کے پیچھے پر، پھر اپنے مترجم سے کہنے لگا ان لوگوں سے کہیں اس (ابوسفیان) سے

عن هذا الرجل فان كذبنی فكذبوه فوالله

اس شخص کا (پیغمبر صاحب کا) کچھ حال پوچھتا ہوں، اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم کہہ دینا جھوٹا ہے، ابوسفیان نے کہا قسم خدا کی

لولا الحياء من ان يأتروا على كذبا لكذبت عنه، ثم كان اول ما سألتني عنه

اگر مجھ کو یہ شرم نہ ہوتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھوٹا کہیں گے تو میں آپ ﷺ کے بارے میں جھوٹ کہہ دیتا، خیر پہلی بات جو اس نے مجھ سے پوچھی

ان قال كيف نسبه فيكم قلت هو فينا ذونسب قال فهل

وہ یہ تھی کہ اس شخص کا تم میں خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ وہ ہمارے اندر بڑے خاندان والا ہے کہنے لگا کہ پھر یہ بات (کہ میں پیغمبر ہوں)

قال هذا القول منكم احد قط قبله، قلت لا، قال فهل كان من ابائهم من ملك  
اس سے پہلے تم لوگوں میں کسی نے کہی تھی؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگا اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گدڑا ہے؟  
قلت لا، قال فاشراف الناس اتبعوه ام ضعفاؤهم، قلت بل ضعفاؤهم  
میں نے کہا نہیں، کہنے لگا بڑے آدمی (امیر لوگ) اسکی پیروی کر رہے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا نہیں بلکہ غریب لوگ  
قال أيزيدون ام ينقصون، قلت بل يزدون، قال  
کہنے لگا اسکے تابعدار لوگ (روز بروز) بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں بلکہ بڑھتے جاتے ہیں، کہنے لگا  
فهل يرتد احد منهم .سخطه لدينه بعد ان يدخل فيه، قلت لا، قال  
پھر کوئی ان میں سے ایمان لا کر اس کے دین کو برا سمجھ کر پھر جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگا  
فهل كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال، قلت لا، قال فهل يغدر  
یہ بات جو اس نے کہی (میں پیغمبر ہوں اس سے پہلے کبھی تم نے اس کو جھوٹ بولتے دیکھا؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگا اچھا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟  
قلت لا، ونحن منه في مدة لا ندري ماهو فاعل فيها قال ولم تمكني كلمة  
میں نے کہا نہیں بلکہ ہماری اس سے (فصل کی ایک مدت ٹھہری ہے معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرتا ہے) یوسفیان نے کہا مجھ کو کوئی بات  
ادخل فيها شيئاً غير هذه الكلمة قال فهل قاتلتهموه، قلت نعم  
اس میں شریک کرنے کا موقع نہیں ملا، بجز اس بات کے، کہنے لگا اچھا تم اس سے (کبھی) لڑے؟ میں نے کہا ہاں! کہنے لگا  
قال فكيف كان قتالكم اياه، قلت الحرب بيننا وبينه سجال ينال منا  
پھر تمہاری اس کی لڑائی کیسے ہوتی ہے؟ میں نے کہا ہم میں اور اس میں لڑائی ڈولوں کی طرح ہے، وہ ہمارا نقصان کرتا ہے  
وننال منه، قال ماذا يأمركم، قلت يقول اعبدوا الله وحده و  
اور ہم اس کا نقصان کرتے ہیں، کہنے لگا اچھا وہ تم کو کیا حکم کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے بس اکیلے اللہ ہی کو پوجو اور  
لا تشرکوا به شيئاً واتركوا ما يقول ابائكم ويأمرنا بالصلوة والصدق  
اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی (شرک کی) باتیں چھوڑ دو، اور ہم کو نماز پڑھنے، سچ بولنے  
والعفاف والصلوة، فقال للترجمان قل له سألتك عن نسبه فذكرت  
(حرام کاری) سے بچنے کو تا مجھ نے کا حکم دیتا ہے تب ہر قل نے مترجم سے کہا میں نے تجھ سے اس کا خاندان پوچھا تو تو نے کہا

انه فيكم ذو نسب ، وكذلك الرسل تبعث في نسب قومها، وسألتك

وہ ہم میں عالی خاندان ہے اور پیغمبر (ہمیشہ) اپنی قوم میں سے عالی خاندان میں ہی بھیجے جاتے ہیں، اور میں نے تجھ سے پوچھا

هل قال احد منكم هذا القول فذكرت ان لا قلت لو كان احد

یہ بات تم لوگوں میں اس سے پہلے کسی نے کہی تھی؟ تو تو نے کہا نہیں، اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اگر اس سے پہلے دوسرے نے بھی

قال هذا القول قبله لقلت رجل يأتسي بقول قيل قبله، وسألتك هل كان من آبائه

یہ بات کہی ہوئی (پیغمبری کا دعویٰ کیا ہوتا) تب میں یہ کہتا یہ شخص اگلی بات کی پیروی کرتا ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا اسکے بزرگوں میں

من ملك فذكرت ان لا ، فقلت فلو كان من آبائه من ملك قلت رجل

کوئی بادشاہ گزرا ہے تو تو نے کہا نہیں، اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اگر اسکے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے تو یہ سمجھ لوں کہ وہ شخص

يطلب ملك اييه وسألتك هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فذكرت ان لا،

اپنے باپ کی بادشاہت لینا چاہتا ہے اور میں نے تجھ سے یہ پوچھا کہ اس بات کے کہنے سے پہلے تم نے کبھی اس کو جھوٹ بولتے دیکھا تو تو نے کہا نہیں

فقد اعرف انه لم يكن ليذر الكذب على الناس ويكذب على الله،

تو اب میں نے سمجھ لیا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ باندھنے سے پرہیز کرے اور اللہ پر جھوٹ باندھے

وسألتك اشرف الناس اتبعوه ام ضعفاؤ هم فذكرت ان ضعفاؤ هم اتبعوه

اور میں نے تجھ سے پوچھا کیا بڑے (امیر) آدمیوں نے اس کی پیروی کی یا غریبوں نے؟ تو تو نے کہا کہ غریب لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے

وهم اتباع الرسل، وسألتك ايزيدون ام ينقصون

اور پیغمبروں کے تابع دار (اکثر) غریب ہی ہوتے ہیں، اور میں نے تجھ سے پوچھا وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟

فذكرت انهم يزيدون وكذلك امر الايمان حتى يتم، وسألتك

تو تو نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں، اور ایمان کا یہی حال رہتا ہے جب تک وہ پورا نہ ہو، اور میں نے تجھ سے پوچھا

ايرتد احد سخطه لدينه بعد ان يدخل فيه فذكرت ان لا، وكذلك الايمان

کوئی اس کے دین میں آ کر اس کو برا سمجھ کر اس سے پھر جاتا ہے؟ تو تو نے کہا نہیں، اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے

حين تخالط بشاشته القلوب، وسألتك هل يغدر، فذكرت ان لا،

جب اس کی خوشی دل میں سما جاتی ہے (تو پھر نہیں نکلتی) اور میں نے تجھ سے پوچھا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ تو تو نے کہا نہیں،

و كذلك الرسل لاتغدر، وسألتك بما يأمركم فذكرت انه يأمركم

اور پیغمبر ایسے ہی ہوتے ہیں، وہ عہد نہیں توڑتے، اور میں نے تجھ سے پوچھا وہ تم کو کیا حکم دیتا ہے؟ تو تو نے کہا وہ تم کو یہ حکم دیتا ہے

ان تعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وينهاكم عن عبادة الاوثان ويأمركم بالصلوة والصدق

کہ اللہ کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور بت پرستی سے تم کو منع کرتا ہے اور نماز اور سچائی کا

والعفاف، فان كان ما تقول حقا فسيملك موضع قدمي هاتين

اور حرمان کاری سے بچ کر ہنگام حکم دیتا ہے پھر تو جو کہتا ہے اگر سچ ہے تو وہ غریب اس جگہ کا مالک ہو جائے گا جہاں میرے دونوں پاؤں ہیں

وقد كنت اعلم انه خارج ولم اكن اظن انه منكم، فلو اني اعلم اني

(یعنی میں نے سوچا تھا کہ یہ پیغمبر آئے والا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا، پھر اگر میں جان لوں کہ میں

اخلف اليه لتجشمت لقاء ه ولو كنت عنده لغسلت عن قدميه،

اس تک پہنچ جاؤں گا تو اس سے ملنے کی ضرورت کو شش کروں گا۔ اور اگر میں اس کے پاس (مدینہ میں) ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا

ثم دعا بكتاب رسول الله ﷺ الذي بعث به مع دحية الكلبي الى عظيم بصرى،

(خدمت کرتا) پھر اس نے آنحضرت ﷺ کا وہ خط منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبیؓ کو دے کر (۶ھ میں) بصری کے حاکم کی طرف کو بھیجا تھا

فدفعه عظيم بصرى الى هرقل فقرأه فاذا فيه بسم الله الرحمن الرحيم

اس نے وہ خط ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا، ہرقل نے اس کو پڑھا اس میں یہ لکھا تھا: شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ہے

من محمد عبد الله ورسوله الى هرقل عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى

محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل روم کے رئیس کی طرف سلام اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی

اما بعد فاني ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم

اس کے بعد تجھ کو اسلام کے کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی طرف بلاتا ہوں، مسلمان ہو جا تو تو پکار ہے گا

يؤتک الله اجرک مرتین، فان تولیت فان علیک اثم الیریسیین،

اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دیگا، پھر اگر تو یہ بات نہ مانے تو تیری رعایا کا (بھی) گناہ تجھ ہی پر ہوگا

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَوْ لَا نَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

(اور یہ آیت بھی سچی) کتاب والو اس بات پر آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کو نہ پوجیں اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں



وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا  
 اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے دوسرے کو خدا نہ بنالیں، پھر اگر وہ (اس بات کو) نہ مانیں تو (اے مسلمانو) تم ان سے کہہ دو  
 اَشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿١﴾ قَالَ أَبُو سَفْيَانَ فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ وَفَرَّغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ  
 گواہ رہنا ہم تو (ایک خدا کے) تابعدار ہیں۔ ابوسفیان نے کہا جب ہرقل کو جو کہنا تھا وہ کہہ چکا اور خط پڑھ چکا تو  
 كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَأَخْرَجْنَا فَقُلْتُ لَا صَحَابِي حِينَ  
 اس کے پاس بہت شور مچا اور آوازیں بلند ہوئیں اور ہم باہر نکال دئے گئے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب  
 أَخْرَجْنَا لَقَدْ أَمَرَ ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ أَنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مَوْقِنًا  
 ہم باہر نکالے گئے: ابوکبشہ کے بیٹے کا تو بڑا درجہ ہو گیا، اس سے رومیوں کا بادشاہ ڈرتا ہے (اس روز سے) مجھ کو برابر یقین رہا  
 أَنَّهُ سَيُظْهِرُ حَتَّى ادْخَلَ اللَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُورِ صَاحِبَ أَيْلِيَاءَ  
 کہ آنحضرت ﷺ غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو مسلمان کر دیا، (زہری نے کہا) ابن ناطور جو ایلیا کا حاکم  
 وَهَرَقْلُ سَقْفَ عَلَى نَصَارَى الشَّامِ يَحْدُثُ أَنَّ هَرَقْلَ حِينَ قَدَمِ أَيْلِيَاءَ  
 اور ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا پیر پادری تھا وہ بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیا (بیت المقدس) میں آیا  
 أَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيثَ النَّفْسِ فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ قَدْ اسْتَنْكَرْنَا هَيَاتَكَ  
 تو ایک روز صبح کو رنجیدہ اٹھا، اس کے بعضے مصاحب کہنے لگے (کیوں خیر تو ہے) ہم تیری صورت کو اوپر محسوس کرتے ہیں  
 قَالَ ابْنُ النَّاطُورِ وَكَانَ هَرَقْلُ حَزَاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُومِ فَقَالَ لَهُمْ  
 ابن ناطور نے کہا اور ہرقل نجومی تھا اس کو ستاروں کا علم تھا، جب لوگوں نے اس سے پوچھا (تو کیوں رنجیدہ ہے) تو کہنے لگا  
 حِينَ سَأَلُوهُ أَنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ حِينَ نَظَرْتُ فِي النُّجُومِ مَلِكَ الْخَتَانِ قَدْ ظَهَرَ  
 میں نے آج کی رات ستاروں پر نظر کی (تو ایسا معلوم ہوا کہ) ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب ہوا  
 فَمَنْ يَخْتَنُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَالُوا لَيْسَ يَخْتَنُ إِلَّا الْيَهُودُ  
 تو اس زمانے والوں میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ اس کے مصاحب کہنے لگے یہودیوں کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا  
 فَلَا يَهْمُكَ شَأْنُهُمْ وَارْتَبِطْ إِلَى مَدَائِنِ مَلِكِكْ فَلْيَقْتُلُوا مِنْ فِيهِمْ مِنَ الْيَهُودِ  
 تو ان کی کچھ فکر نہ کر اور اپنے علاقہ کے شہروں میں (وہاں کے حاکموں کو) لکھ بھیج جتنے یہودی وہاں ہوں ان کو مار ڈالیں،



فبينما هم على امرهم اتى هرقل برجل ارسل به ملك غسان  
 وہ لوگ یہ باتیں کر رہے تھے اتنے میں ہرقل کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس کو غسان کے بادشاہ (حارث بن ابی شمر) نے بھیجا تھا  
 يخبر عن خبر رسول الله ﷺ فلما استخبره هرقل قال اذهبوا فانظروا  
 وہ آنحضرت ﷺ کا حال بیان کرتا تھا، جب ہرقل نے سب خبر اس سے سن لی تو (اپنے لوگوں سے) کہنے لگا ذرا جا کر اس شخص کو دیکھو  
 أمختن هو ام لا، فنظروا اليه فحدثوه انه مختن وسأله  
 اس کا ختنہ ہوا ہے یا نہیں؟ انھوں نے جا کر اس کو دیکھا اور جا کر ہرقل سے بیان کیا کہ اس کا ختنہ ہوا ہے اور ہرقل نے اس شخص سے پوچھا  
 عن العرب فقال هم يختنون فقال هرقل هذا ملك هذه الامة  
 کیا عرب ختنہ کرتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں ختنہ کرتے ہیں تب ہرقل نے کہا یہی شخص (پیغمبر ﷺ) اس امت کے بادشاہ ہیں  
 قد ظهر ثم كتب هرقل الى صاحب له برومية وكان نظيره في العلم وسار هرقل الى حمص  
 کہ جو غالب ہوئے ہیں، پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست (ضغاطر) کو رومیہ میں لکھا، وہ ہرقل کی مثل تھا علم میں، اور ہرقل خود حمص چلا گیا  
 فلم يرم حمص حتى اتاه كتاب من صاحبه يوافق رأى هرقل على خروج النبي ﷺ  
 ابھی حمص سے نہ نکلا تھا کہ اس کے دوست (ضغاطر) کا خط اس کو پہنچا، اس کی بھی رائے آنحضرت ﷺ کے ظاہر ہونے میں ہرقل کے موافق تھی  
 وانه نبى فاذن هرقل لعظماء الروم فى دسكرة له بحمص  
 یعنی آنحضرت ﷺ سچے پیغمبر ہیں، آخر ہرقل نے روم کے سرداروں کو اپنے حمص والے محل میں آنے کی اجازت دی  
 ثم امر بابوابها فغلقت ثم اطلع فقال يا معشر الروم هل لكم فى الفلاح والرشد  
 (جب وہ آگئے) تو دروازوں کو بند کروادیا، پھر اوپر بالا خانے میں برآمد ہوا اور کہنے لگا روم کے لوگو! کیا تم اپنی کامیابی اور بھلائی  
 وان يثبت ملككم فتبايعوا هذا النبى فحاصوا حيصة حمر الوحش  
 اور اپنی بادشاہت پر قائم رہنا چاہتے ہو؟ اگر ایسا ہے تو اس (عرب کے) پیغمبر سے بیعت کرلو، یہ سنتے ہی وہ پہلے جنگی گدھوں  
 الى الابواب فوجدوها قد غلقت فلما رأى هرقل نفرتهم  
 کی طرح دروازوں کی طرف لپکے، دیکھا تو وہ بند ہیں، جب ہرقل نے دیکھا ان کی نفرت کو  
 وأيس من الايمان قال ردوهم على وقال انى قلت مقاتلى انفا  
 اور ایمان لانے سے ناامید ہو گیا تو کہنے لگا ان سرداروں کو پھر سے میرے پاس لاؤ (جب وہ آئے) تو کہنے لگا میں نے جو بات ابھی تم سے کہی

اختبر بها شدتكم على دينكم فقد رأيت فسجدوا له. ورضوا عنه

وہ تمہارے آ زمانے کو کبھی تھی کہ دیکھوں تم اپنے دین میں کیسے مضبوط ہو، اب میں وہ دیکھ چکا ہوں سب نے اس کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے

فكان ذلك اخر شان هرقل.

یہ ہرقل کا آخری حال ہوا۔

قال ابو عبد الله رواه صالح بن كيسان ويونس ومعمرو عن الزهري

امام بخاری نے کہا اس حدیث کو صالح بن کيسان اور یونس اور معمر عن الزہری سے روایت کیا ہے

### ﴿تحقيق وتشریح﴾

حدثنا ابو اليمان: ..... اس حدیث کا نام حدیث ہرقل ہے اس حدیث سے متعلق تین بحثیں ہیں۔

**پہلی بحث:** ابوسفیان اور ہرقل کی ملاقات۔ **دوسری بحث:** تشریح الفاظ۔

**تیسری بحث:** مناسبتہ ترجمۃ الباب اور مسائل مستنبطہ۔

### البحث الاول

سوال: ..... اس حدیث میں ابوسفیان اور ہرقل کی بیت المقدس میں ملاقات کا ذکر ہے ابوسفیان مکہ کا رہنے والا

اور ہرقل روم کا بادشاہ تھا، اور اس کا دار الخلافۃ قسطنطنیہ تھا تو پھر ان کا بیت المقدس میں اجتماع کیسے ہوا؟

جواب: ..... روم اور فارس کی آپس میں لڑائی ہوئی فارس والے غالب آ گئے (فارس کے بادشاہ کا لقب کسری

ہے، روم کے بادشاہ کا لقب قیصر، مصر کے بادشاہ کا لقب فرعون) روم و فارس کی جنگ میں کسری غالب آ گیا تو مشرکوں

نے خوش منانی کہ جیسے وہاں اہل کتاب ہار گئے ایسے ہی یہاں بھی یہ نبی جو اہل کتاب ہے ہار جائیگا۔ انہوں نے طعنے دئے،

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہہ دیا کہ عنقریب روم غالب آ جائیگا اسی کا ذکر قرآن کی ان آیات ﴿الْمُغْلِبَاتِ الْرُّومُ﴾ ..... ہے

میں ہے۔ ادھر قیصر روم نے منت مانی کہ اگر غالب آ جاؤں تو پیدل حج کروں گا، چنانچہ قرآن پاک کے وعدہ کے مطابق

(بعد کی جنگ میں) اہل فارس مغلوب ہو گئے اور رومی غالب آ گئے تو اسکے شکرانہ میں شاہ ہرقل بیت المقدس آیا ہوا تھا کہ

حضور ﷺ کا والا نامہ وہاں پہنچا چونکہ قریش حضور ﷺ کے ساتھ لڑائیوں میں گھرے رہتے تھے اور کہیں سفر وغیرہ نہیں

۱۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۸۳، علامہ بیہقی نے نشان دی فرمائی کہ امام بخاری یہ حدیث پاک بخاری شریف میں ۱۴ بار لائے ہیں، علامہ کرمائی نے ۱۰ مقامات کی نشان دی فرمائی۔ رقم الاما حادیث: ۷، ۵۱، ۲۶۸۶، ۲۸۰۳، ۲۹۳۱، ۲۹۷۸، ۳۱۷۳، ۳۵۵۳، ۵۹۸۰، ۶۲۶۰، ۷۱۹۲، ۷۵۳۱ (دار السلام

للنشر والتوزيع الرياض) (اخرج مسلم في المغازی، ابوداؤد في الادب، الترمذی فی الاستیعاد، التسانی فی التفسیر: مرتب ۲ پارہ ۲۱ سورة الروم آیت ۱

کر سکتے تھے جب صلح حدیبیہ ہوگئی تو وہ بھی سفر کے لیے نکلے ان میں ابوسفیان کا قافلہ انہی ایام میں جب کہ ہرقل وہاں موجود تھا بغرض تجارت شام پہنچا ہوا تھا جب والا نامہ ہرقل کو ملا تو اس نے ان لوگوں کو اپنے سامنے بلایا اور ابوسفیان کو آگے، باقی اسکے ساتھیوں کو ان کے پیچھے بٹھادیا۔

۶ھ میں صلح حدیبیہ ہوئی اسکے بعد حضور ﷺ کو اہل مکہ سے جب امن ملا تو آپ ﷺ دوسروں کی طرف متوجہ ہوئے سب سے پہلے ان یہود کو نکالا جنہوں نے حضور ﷺ کے خلاف غزوہ بدر و احزاب میں کفار کی مدد کی تھی اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں تھیں اسی طرح محرم ۷ھ کے اندر غزوہ خیبر واقع ہوا۔ اسی زمانے میں آپ ﷺ نے اقطار ارض (اطراف زمین) میں مختلف بادشاہوں کے پاس تبلیغی والا نامہ جات بھیجے، انہی میں سے ایک والا نامہ قیصر روم کے نام تھا جسکو حضور ﷺ نے حضرت وحیہ کلبیؓ کی معرفت اخیر ذی الحجہ میں بھیجا تھا جسکو حضرت وحیہ ابتداً محرم میں لیکر پہنچے تھے اس حدیث کے اندر اسی خط کا تذکرہ ہے ۲

## البحث الثاني

ہرقل: یہ لفظ دو طرح پڑھا گیا ہے ۱۔ ہرقل بکسر الہاء وفتح الراء وسكون القاف ۲۔ ہرقل بکسر الہاء وسكون الراء وکسر القاف مشہور پہلا ہے آسان دوسرا ہے۔ یہ روم کے بادشاہ کا نام ہے۔

مَا ذَ: ..... (بتشديد الدال من باب المفاعلة مما دة) اسکا مجرد مَدَ ہے یعنی مدت مقرر کی يقال مَا ذَ الفریقان اذا اتفقا على اجلي معين ۳۔ قلیل وکثیر سب پر بولا جاتا ہے۔

وهم بايلياء: ..... ای ہرقل واصحابه۔ ايلياء بيت المقدس کو کہتے ہیں۔ ایل بمعنی اللہ اور یاء بمعنی شہر یعنی اللہ کا شہر جیسے ہم بیت اللہ کہتے ہیں ۴ بمعنی اللہ کا گھر۔

اقرب نسبا: ..... ابوسفیان اور حضور ﷺ کے دادا پانچویں پشت میں ایک ہو جاتے ہیں ابوسفیان کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

☆ ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

☆ اور حضور ﷺ کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

## ﴿محمد ﷺ بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف﴾

عبد مناف کے چار لڑکے تھے ۱۔ ہاشم ۲۔ مطلب ۳۔ عبد شمس ۴۔ نوفل۔ عبد شمس کی اولاد سے ابوسفیان تھا اور ہاشم کی اولاد سے حضور ﷺ تھے۔

هذا الرجل: اس سے مراد آپ ﷺ ہیں۔

جواب :..... هذا استعمال حقیقی تو محسوس بمصر کی طرف اشارہ ہی ہے لیکن کبھی مجاز معقول کی طرف اشارے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے تنزیلا للمعقول بمنزلة المحسوس چونکہ آپ ﷺ کی نبوت کا چرچا عام تھا اس لیے معہود فی الذہن کی طرف اشارہ ہے۔

☆ آپ کو جب یہ بات معلوم ہوگئی تو بہت بڑا مسئلہ معلوم ہو گیا کہ ہذا کا لفظ حاضر ناظر کے لیے نص نہیں ہے۔

سوال :..... ماتقول فی هذا الرجل ، منکر تکریر والی حدیث میں جو وارد ہے، اس سے کچھ لوگوں نے حاضر ناظر ہونے پر استدلال کیا ہے کیا یہ انکا استدلال درست ہے؟

جواب ۱ :..... حقد میں نے (جبکہ دیوبندی و بریلوی اختلاف نہ تھا) یہ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا جسم مثالی پیش کیا جاتا ہے یعنی صورت دکھا کر سوال کیا جاتا ہے۔

جواب ۲ :..... آپ ﷺ کی صفات بیان کر کے سوال کیا جاتا ہے کہ ایسے ایسے فیض کے بارے میں کیا خیال ہے؟ علماء کے دونوں قول ہیں۔

جواب ۳ :..... سب سے قوی قول یہ ہے کہ بوجہ شہرت کے مردہ کا ذہن خود بخود آپ ﷺ کی طرف پہنچ جاتا ہے۔

جواب ۴ :..... لفظ ہذا حاضر ناظر ہونے میں نص ہی نہیں ہے پس اس سے مدعی ثابت نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً عقیدہ توالکل ہی ثابت نہیں ہو سکتا۔

جواب ۵ :..... قيل يكشف للميت حتى يرى النبي ﷺ وهي بشرى عظيمة للمؤمن ان صح ذلك لولا الحياء من ان ياتروا على كذباً :..... اگر حياء نہ ہوتی کہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ معلوم ہوا کہ عرب ہر قسم کے عیوب کے باوجود جھوٹ نہ بولتے تھے یہاں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جھوٹ کتنا بڑا گناہ ہے بلکہ نہ پڑھنے کا بھی یہی منشاء تھا جب پڑھا تو علی الاعلان پڑھا نہیں پڑھا تو نہیں، لیکن اظہار خلاف مافی الضمیر نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ خالص عربوں میں کوئی بھی منافق نہیں ملے گا۔

اشراف الناس :..... اشراف سے مراد شرافت دنیوی، سطوت و غلبہ ہے شرافت طبعی اور شرافت نسبی مراد نہیں ہے ورنہ کیا ابو بکر و عمر وغیرہ جو اس سے قبل مسلمان ہو چکے تھے اشراف نہ تھے؟ ح

مسحطة للینه :..... ایک ہے مال و زر وغیرہ کے لالچ میں دین کو چھوڑنا ایسا تو ہوا ہے لیکن دین اسلام ہی کو معیوب سمجھ کر کوئی اسے چھوڑے ایسا نہیں ہوا ورنہ کبھی ایسا ہو سکتا ہے اس لیے کہ دین اسلام عیوب سے مبرا اور معرّی ہے (معیوب ہے ہی نہیں) ح  
سججال :..... سججال جمع ہے کج کی بمعنی بڑا ڈول کہ اگر ایک نکالو تو دوسرا نہ نکال سکو۔ لڑائی کو ایسے ڈول کے ساتھ تشبیہ دی ۵

سوال :..... بصری کے حاکم نے جب ابوسفیانؑ کے جوابات کی وضاحت کی تو اس میں قتال کی وضاحت کیوں نہیں کی؟

جواب :..... بصری کے حاکم نے قتال کے بارے میں وضاحت کی ہے اس مقام پر اگرچہ اس کا ذکر نہیں ہے لیکن بخاری شریف ص ۶۵۳ ج ۲ کی روایت میں اس کی وضاحت موجود ہے اس مقام پر راوی نے اختصار کر دیا۔

لاشترکوا به شیئاً:..... شیئاً نکرہ تحت الہی واقع ہے یعنی کسی بھی قسم کا شرک مت کرو۔ معلوم ہوا کہ شرک کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) شرک فی الذات (۲) شرک فی الصفات (۳) شرک فی العبادت (۴) شرک فی الطاعت (۵) شرک فی العادت۔

شرک فی الذات:..... یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے کہ وہ اللہ ہیں ایک نیکی کو پیدا کر نیوالا دوسرا بدی کو پیدا کر نیوالا، یا ایک اکیلا کام نہیں کر سکتا بلکہ مریم اور عیسیٰ بھی ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔

شرک فی الصفات:..... صفات خاصہ کو اللہ کے علاوہ کسی کے لیے ثابت کرنا شرک فی الصفات ہے۔

شرک فی العبادت:..... جو عبادت، بجدہ، رکوع وغیرہ اللہ نے اپنے لیے خاص کی ہے انکو غیر اللہ کے لیے عبادت کی نیت سے کرنا شرک فی العبادت ہے۔ ایک ہے تعظیم کی نیت سے کرنا، غیر اللہ کو بجدہ کرنا حرام ہے کفر نہیں اس لیے کہ تعظیم بجدہ کر نیوالا اور کروانیوالا کسی کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ میں عابد یا معبود ہوں ایسی صورت میں یہ ساجد و سجدہ ہیں عابد و معبود نہیں۔ سجدہ و معبود میں بڑا فرق ہے بجدہ تعظیفی اگر کفر ہوتا تو کبھی بھی کسی کے لیے بھی جائز نہ ہوتا حالانکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کروایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے کیا۔

شرک فی لطاعت:..... کسی غیر اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا جیسا شرک کرتے ہیں مثلاً غیر اللہ کو محترم و محفل جاننا، جیسے اللہ نے حرام کیا فلاں شئی کو یا حلال کیا ایسے ہی فلاں شخص نے حرام کر دیا یا حلال کر دیا، یہ شرک فی الطاعت ہے۔ ایک ہے رسول اللہ ﷺ کا محرم و محفل ہونا تو وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ ۱۔ فقہاء متنبطہ کر کے احکام اللہ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اپنی طرف منسوب نہیں کرتے (یعنی جس کو اللہ نے حرام یا حلال کیا ہے لیکن ہمیں یہ نہیں ہے تو ہم حلال سے منکر و حرام سے منکر ہوتے ہیں)۔

شرک فی العادت:..... دوسرے ایسے نام رکھنا جو موہم الی الشرک ہیں یہ مکروہ تحریمی ہے۔

فائدہ:..... یہ تمام اقسام شرک جلی کی ہیں شرک خفی ریاء ہے۔

مع دحیۃ الکلبی ﷺ:..... سوال: حضرت دحیہ کلبیؓ کو کیوں خاص کیا؟

جواب ۱:..... بادشاہوں کے پاس جو خطوط بھیجے جاتے تھے تو بادشاہ اس کے خط کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے تھے جو خوبصورت ہوتا تھا، اور حضرت دحیہؓ انتہائی خوبصورت تھے ۲

جواب ۲:..... حضرت جبریل علیہ السلام جب انسانی شکل میں حاضر ہوتے تو حضرت دحیہؓ کی شکل میں ہوتے تھے تو دحیہ کلبیؓ کو وحی لانے والے سے مناسبت ہو گئی ۳

الى عظيم بصرى: ..... سوال: براہ راست ہر قل کو کیوں نہ بھیجا عظیم بصرى کے واسطے سے کیوں بھیجا؟  
جواب: ..... ہر قل اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا تو جو خط براہ راست آتا اسے قبول نہ کرتا اس لیے عظیم بصرى کے واسطے سے بھیجا۔ وذلک لان کل احد لا یمکن له التوصل الى الملوك ۱

آداب خط: ..... ۱۔ پہلے بسم الله الرحمن الرحيم لکھنا ۲۔ پھر کاتب اپنا نام لکھے کہ کس کی طرف سے ہے  
۳۔ پھر مکتوب الیہ کا نام لکھا جائے ۴۔ من محمد عبد الله ورسوله اپنا نام لکھا اور اسکے بعد عبد الله اور پھر رسولہ لکھوایا اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حیثیت کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ تواضع کو برقرار رکھنا چاہیے۔

الى هرقل عظيم الروم: ..... کافر کو خط لکھنے کا اصول یہ ہے کہ السلام علیکم کی بجائے سلام علی من اتبع الهدی لکھا جائے ۲ چونکہ کافر فی ذلہ مستحق تعظیم نہیں لہذا اس کے القاب نہ لکھے جائیں جیسا کہ حضور ﷺ نے اولاً ہر قل لکھوایا ملک وغیرہ کے القاب نہیں لکھوائے ۳

سوال: ..... حضور ﷺ نے بسم الله پہلے لکھی اور نام بعد میں جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکایت قرآن کریم میں ہے اسمیں نام پہلے ہے اور بسم الله بعد میں؟

جواب ۱: ..... ہر نبی کی شریعت جب الگ ہے تو آداب خط بھی الگ ہو سکتے ہیں۔  
جواب ۲: حضرت سلیمان علیہ السلام کو اندیشہ تھا کہ کہیں بلقیس خط کھولتے ہی گالی نہ دے اس لیے انہوں نے اپنا نام پہلے لکھا تا کہ خدا نخواستہ اگر وہ گالی دے تو مجھے دے اللہ کے نام کو نہ دے ۵

جواب ۳: ..... قرآن پاک میں ﴿اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ﴾ ۱ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کا عنوان نہیں ہے بلکہ خط تو فقط ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَنْ لَا تَعْمَلُوْا عَلٰی وَاَتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ﴾ ہے اور جملہ ﴿اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے خط کا مضمون یہ تھا اور یہی حقیقی جواب ہے ۷

امابعد: ..... یہ ”اما“ فصل کے لیے ہے۔ اما اصل میں مہم تھا قلب مکانی کیا ہنما ہو گیا اور غام کے بعد ہنما ہو گیا تو ہاء کو ہمزہ سے بدل دیا آتا ہو گیا۔ ہمزہ کو ہاء سے اور ہاء کو ہمزہ سے بدلنے کا قانون شائع ذائع ہے حتیٰ کہ اگر کہا جائے کہ ہمزہ کی ہاء بھی ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے ہمزہ اصل میں امزہ تھا تو بھی صحیح ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ تمہیں تو ہمزہ کی ہاء کا بھی علم نہیں آگے کیا کلام کرو گے؟ اما بعد کی ابتداء حضرت داود علیہ السلام کے زمانے سے ہوئی ہے ۸

اجروک مرتین: ..... ایک اجر عیسائیت کو قبول کرنے کا اور دوسرا اسلام قبول کرنے کا ۹  
اثم الیریسین: ..... اسکو چار طرح پڑھا گیا ہے (۱) یریسین (۲) اریسین (۳) یریسین (۴) اریسین۔ یہ اختلاف واحد کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ چاروں صورتوں میں اس کا معنی ہے کاشتکار ۱۰

۱۔ لایح الدرداری ج ۱ ص ۵۳۶ ۲۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۹۹ ۳۔ تقریر بخاری ج ۱ ص ۱۰۶ ۴۔ بیاض مدنی ص ۶۰ ۵۔ بیاض ج ۱ ص ۹۹ اسم اہم (نو لفظ حضرت مولانا خورشید احمد صاحب قنوی مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) ۶۔ پارہ ۱۹ سورۃ اہل آیت ۳۰ ۷۔ تقریر بخاری ج ۱ ص ۱۰۵ ۸۔ بیاض مدنی ص ۶۰ ۹۔ فتح الباری ج ۱ ص ۳۲ ۱۰۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۸۶ حاشیہ بخاری ص ۱۵ اور من حدیث پر غور کرنے سے چار صورتیں بنتی ہیں (مرتب)

**فائدہ:** ..... عنوان اجمالی اختیار کرنا جائز ہے جب کہ فتنے کا خوف ہو مثلاً یوں کہنا کہ اللہ کے مقابلہ میں تمام مخلوق کو ایک میٹگی کے برابر بھی نسبت نہیں تو جائز ہے لیکن اگر نام لے لے کر تفصیل شروع کر دے تو انبیاء کے معاملہ میں کافر ہو جائیگا مثلاً یوں کہے کہ فلاں نبی کو اللہ کے مقابلے میں ذرہ بھر نسبت نہیں (العیاذ باللہ)

**سوال:** ..... ﴿يَتَذَرُونَ اِزْرَةً وَّزَرًا خُرَى﴾ کے خلاف ہے کہ کافر تو کاشٹکار رہیں اور گناہ بادشاہ کو بھی ہو؟  
**جواب:** ..... کبھی اثم ارتکاب معصیت کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی معصیت کا سبب بننے کی وجہ سے چونکہ بادشاہ کا کفر پر مستمر ہونا رعایا کے کفر پر مستمر رہنے کا سبب ہے کیونکہ ضابطہ ہے (الناس علی دین ملوکھم) اس لئے بادشاہ کو سیت کا گناہ ہوگا ﴿لَا تَذَرُونَ اِزْرَةً وَّزَرًا خُرَى﴾ کے خلاف تب ہوتا جب رعایا کو گناہ نہ ہوتا صرف بادشاہ کو ہوتا ۲  
**الی کلمۃ سو آء:** ..... سو آء بمعنی مستویۃ ہے ۳

**سوال:** ..... عیسائی عیسی علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے ہیں، یہودی عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے ہیں تو ﴿كَلِمَةً سَوَاءً بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ کیسے صحیح ہوا؟

**جواب:** ..... مساوی حقیقی مذہب من اللہ کے اعتبار سے ہے نہ کہ یہود و نصاری کے محرف دین کے لحاظ سے قرآن، انجیل، تورات تینوں توحید ہی کی تعلیم دیتے ہیں۔

**بانا مسلمون:** ..... سوال: اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان صرف ہم ہی ہیں؟ جبکہ قرآن کریم کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ ادیان حقہ والے بھی مسلمان تھے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے کہا ﴿وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ ۴

**جواب ۱:** ..... ایک ہے لغوی طور پر مسلمان ہونا اس لحاظ سے ہر دین حق والا مسلمان ہے کیونکہ اسلام کا معنی فرمانبرداری کرنا ہے۔ تو عیسائی اپنے زمانے میں مسلمان تھے، یہودی اپنے وقت میں مسلمان تھے لیکن یہ لفظ مسلم بطور لقب امت محمدیہ علی صاحبہا الف تحیۃ و سلام کے ساتھ خاص ہے بعض مرتبہ ایک وصف بہت ساروں میں ہوتی ہے لیکن لقب کسی ایک کے ساتھ خاص ہوتا ہے جیسے حافظ الحدیث بہت سارے گزرے ہیں مثلاً ابن قیم، ابن تیمیہ، ابن دقیق العید لیکن حافظ کا لقب صرف حافظ ابن حجر کا مشہور ہوا ۵ اور جیسے شیخ الحدیث بہت گزرے ہیں لیکن لقب صرف حضرت مولانا زکریا صاحب کو ملا۔

**جواب ۲:** ..... مسلمان وہ ہوتا ہے جو کسی نبی کا انکار نہ کرے۔ تمام انبیاء کو مانے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب سرکارِ دو عالم ﷺ کو مانے۔ جو آپ ﷺ کو ماننے والا نہیں وہ مسلمان نہیں۔ اولاد یعقوب وغیرہ پہلے گزر گئے ان کو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا موقع ہی نہ ملا پس وہ اپنے زمانے کے لحاظ سے مسلمان ہیں تو جس نے حضور ﷺ کو مان لیا اس

نے پہلے تمام انبیاء کو مان لیا لہذا وہ مسلمان ہو گیا۔

ابن ابی کبشۃ: ..... ابن ابی کبشہ سے مراد آپ ﷺ ہیں، یہ نام دینے کی چند وجوہ ہیں۔

الوجه الاول: ..... ابی کبشہ بنی خزاعہ سے تھا، یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بت پرستی چھوڑ کر توحید اختیار کی اس لیے جو بھی موحد ہوا سے ابن ابی کبشہ کہہ دیتے ہیں۔

الوجه الثانی: ..... یہ آپ کے نانا کی کنیت تھی ابو کبشہ تو اسکی کی طرف نسبت کر کے ابن ابی کبشہ کہا۔

الوجه الثالث: ..... بعض نے کہا کہ حلیمہ سعدیہ جو حضور ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں ان کے خاوند کی کنیت ابو کبشہ تھی یہ حضور ﷺ کے رضاعی والد ہیں لہذا ان کی طرف نسبت ہے

الوجه الرابع: ..... بعض نے کہا کہ ابو کبشہ حلیمہ سعدیہ کے دادا کی کنیت تھی۔ وقیل ابو کبشہ عم والد حلیمۃ مزیعۃ علیہ السلام ۲

لیخافہ ملک بنی الاصفہر: ..... رومیوں کا لقب یا کنیت ہے اس وجہ سے کہ ان کا رنگ زرد تھا یا اس وجہ سے کہ ان کے اجداد میں ایک عورت تھی جس کو سونا زیادہ پہنایا گیا تھا۔ بعض نے کہا کہ رومی منسوب ہیں اصف بن روم بن عیسو بن اسحق بن ابراہیم علیہ السلام کی طرف ۳

حتی ادخل اللہ علی الاسلام: ..... حضرت ابوسفیانؓ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے جب اسلام غالب ہوا تو یہ بھی مسلمان ہو گئے جب حضور ﷺ آٹھ ہجری کو فتح مکہ کے لیے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے مکہ سے باہر پڑاؤ ڈالا ہوا تھا، ابوسفیان رات کے اندھیرے میں جاسوسی کے لیے نکلے لیکن حضور ﷺ کے پہرہ داروں نے پکڑ لیا، صبح حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے آپ ﷺ نے اسلام کی شوکت دکھانے کے لیے ایک گھاٹی پر بٹھا دیا قافلے گزرتے گئے اور یہ قافلوں کو دیکھ دیکھ کر ان کے متعلق سوال کرتے رہے بلا خبر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یہ قبیلے کا سردار ہے بڑا آدمی ہے اسے اعزاز ملنا چاہیے، آپ ﷺ نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اسکو امن، ابوسفیان نے عرض کیا یا رسول اللہ سب میرے گھر میں کہاں ساکتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اسکو بھی امان، ابوسفیان نے عرض کیا مسجد بھی کافی نہیں ہو سکتی فرمایا جو اپنے گھر کے دروازے بند کر لے وہ بھی مامون ہے۔ پھر یہ مکہ آیا اور امان ملنے کا اعلان کرنے لگا تو اسکو اس کی بیوی ہندہ نے حرم میں جا کر کہا کہ یہ بدھا سٹھیا گیا ہے ۴

کان ابن الناطور: ..... رائج یہی ہے کہ یہ زہری تک سند سابق کے ساتھ ہے لیکن واسطہ ابوسفیان کا نہیں بلکہ اسکا قائل زہری ہے ۵

۱۔ الوجوہ الثانیۃ من تاریخ البخاری ج ۱ ص ۳۳ ح ۹۳ ح ۹۴ ح ۹۵ ح ۹۶ ح ۹۷ ح ۹۸ ح ۹۹ ح ۱۰۰ ح ۱۰۱ ح ۱۰۲ ح ۱۰۳ ح ۱۰۴ ح ۱۰۵ ح ۱۰۶ ح ۱۰۷ ح ۱۰۸ ح ۱۰۹ ح ۱۱۰ ح ۱۱۱ ح ۱۱۲ ح ۱۱۳ ح ۱۱۴ ح ۱۱۵ ح ۱۱۶ ح ۱۱۷ ح ۱۱۸ ح ۱۱۹ ح ۱۲۰ ح ۱۲۱ ح ۱۲۲ ح ۱۲۳ ح ۱۲۴ ح ۱۲۵ ح ۱۲۶ ح ۱۲۷ ح ۱۲۸ ح ۱۲۹ ح ۱۳۰ ح ۱۳۱ ح ۱۳۲ ح ۱۳۳ ح ۱۳۴ ح ۱۳۵ ح ۱۳۶ ح ۱۳۷ ح ۱۳۸ ح ۱۳۹ ح ۱۴۰ ح ۱۴۱ ح ۱۴۲ ح ۱۴۳ ح ۱۴۴ ح ۱۴۵ ح ۱۴۶ ح ۱۴۷ ح ۱۴۸ ح ۱۴۹ ح ۱۵۰ ح ۱۵۱ ح ۱۵۲ ح ۱۵۳ ح ۱۵۴ ح ۱۵۵ ح ۱۵۶ ح ۱۵۷ ح ۱۵۸ ح ۱۵۹ ح ۱۶۰ ح ۱۶۱ ح ۱۶۲ ح ۱۶۳ ح ۱۶۴ ح ۱۶۵ ح ۱۶۶ ح ۱۶۷ ح ۱۶۸ ح ۱۶۹ ح ۱۷۰ ح ۱۷۱ ح ۱۷۲ ح ۱۷۳ ح ۱۷۴ ح ۱۷۵ ح ۱۷۶ ح ۱۷۷ ح ۱۷۸ ح ۱۷۹ ح ۱۸۰ ح ۱۸۱ ح ۱۸۲ ح ۱۸۳ ح ۱۸۴ ح ۱۸۵ ح ۱۸۶ ح ۱۸۷ ح ۱۸۸ ح ۱۸۹ ح ۱۹۰ ح ۱۹۱ ح ۱۹۲ ح ۱۹۳ ح ۱۹۴ ح ۱۹۵ ح ۱۹۶ ح ۱۹۷ ح ۱۹۸ ح ۱۹۹ ح ۲۰۰ ح ۲۰۱ ح ۲۰۲ ح ۲۰۳ ح ۲۰۴ ح ۲۰۵ ح ۲۰۶ ح ۲۰۷ ح ۲۰۸ ح ۲۰۹ ح ۲۱۰ ح ۲۱۱ ح ۲۱۲ ح ۲۱۳ ح ۲۱۴ ح ۲۱۵ ح ۲۱۶ ح ۲۱۷ ح ۲۱۸ ح ۲۱۹ ح ۲۲۰ ح ۲۲۱ ح ۲۲۲ ح ۲۲۳ ح ۲۲۴ ح ۲۲۵ ح ۲۲۶ ح ۲۲۷ ح ۲۲۸ ح ۲۲۹ ح ۲۳۰ ح ۲۳۱ ح ۲۳۲ ح ۲۳۳ ح ۲۳۴ ح ۲۳۵ ح ۲۳۶ ح ۲۳۷ ح ۲۳۸ ح ۲۳۹ ح ۲۴۰ ح ۲۴۱ ح ۲۴۲ ح ۲۴۳ ح ۲۴۴ ح ۲۴۵ ح ۲۴۶ ح ۲۴۷ ح ۲۴۸ ح ۲۴۹ ح ۲۵۰ ح ۲۵۱ ح ۲۵۲ ح ۲۵۳ ح ۲۵۴ ح ۲۵۵ ح ۲۵۶ ح ۲۵۷ ح ۲۵۸ ح ۲۵۹ ح ۲۶۰ ح ۲۶۱ ح ۲۶۲ ح ۲۶۳ ح ۲۶۴ ح ۲۶۵ ح ۲۶۶ ح ۲۶۷ ح ۲۶۸ ح ۲۶۹ ح ۲۷۰ ح ۲۷۱ ح ۲۷۲ ح ۲۷۳ ح ۲۷۴ ح ۲۷۵ ح ۲۷۶ ح ۲۷۷ ح ۲۷۸ ح ۲۷۹ ح ۲۸۰ ح ۲۸۱ ح ۲۸۲ ح ۲۸۳ ح ۲۸۴ ح ۲۸۵ ح ۲۸۶ ح ۲۸۷ ح ۲۸۸ ح ۲۸۹ ح ۲۹۰ ح ۲۹۱ ح ۲۹۲ ح ۲۹۳ ح ۲۹۴ ح ۲۹۵ ح ۲۹۶ ح ۲۹۷ ح ۲۹۸ ح ۲۹۹ ح ۳۰۰ ح ۳۰۱ ح ۳۰۲ ح ۳۰۳ ح ۳۰۴ ح ۳۰۵ ح ۳۰۶ ح ۳۰۷ ح ۳۰۸ ح ۳۰۹ ح ۳۱۰ ح ۳۱۱ ح ۳۱۲ ح ۳۱۳ ح ۳۱۴ ح ۳۱۵ ح ۳۱۶ ح ۳۱۷ ح ۳۱۸ ح ۳۱۹ ح ۳۲۰ ح ۳۲۱ ح ۳۲۲ ح ۳۲۳ ح ۳۲۴ ح ۳۲۵ ح ۳۲۶ ح ۳۲۷ ح ۳۲۸ ح ۳۲۹ ح ۳۳۰ ح ۳۳۱ ح ۳۳۲ ح ۳۳۳ ح ۳۳۴ ح ۳۳۵ ح ۳۳۶ ح ۳۳۷ ح ۳۳۸ ح ۳۳۹ ح ۳۴۰ ح ۳۴۱ ح ۳۴۲ ح ۳۴۳ ح ۳۴۴ ح ۳۴۵ ح ۳۴۶ ح ۳۴۷ ح ۳۴۸ ح ۳۴۹ ح ۳۵۰ ح ۳۵۱ ح ۳۵۲ ح ۳۵۳ ح ۳۵۴ ح ۳۵۵ ح ۳۵۶ ح ۳۵۷ ح ۳۵۸ ح ۳۵۹ ح ۳۶۰ ح ۳۶۱ ح ۳۶۲ ح ۳۶۳ ح ۳۶۴ ح ۳۶۵ ح ۳۶۶ ح ۳۶۷ ح ۳۶۸ ح ۳۶۹ ح ۳۷۰ ح ۳۷۱ ح ۳۷۲ ح ۳۷۳ ح ۳۷۴ ح ۳۷۵ ح ۳۷۶ ح ۳۷۷ ح ۳۷۸ ح ۳۷۹ ح ۳۸۰ ح ۳۸۱ ح ۳۸۲ ح ۳۸۳ ح ۳۸۴ ح ۳۸۵ ح ۳۸۶ ح ۳۸۷ ح ۳۸۸ ح ۳۸۹ ح ۳۹۰ ح ۳۹۱ ح ۳۹۲ ح ۳۹۳ ح ۳۹۴ ح ۳۹۵ ح ۳۹۶ ح ۳۹۷ ح ۳۹۸ ح ۳۹۹ ح ۴۰۰ ح ۴۰۱ ح ۴۰۲ ح ۴۰۳ ح ۴۰۴ ح ۴۰۵ ح ۴۰۶ ح ۴۰۷ ح ۴۰۸ ح ۴۰۹ ح ۴۱۰ ح ۴۱۱ ح ۴۱۲ ح ۴۱۳ ح ۴۱۴ ح ۴۱۵ ح ۴۱۶ ح ۴۱۷ ح ۴۱۸ ح ۴۱۹ ح ۴۲۰ ح ۴۲۱ ح ۴۲۲ ح ۴۲۳ ح ۴۲۴ ح ۴۲۵ ح ۴۲۶ ح ۴۲۷ ح ۴۲۸ ح ۴۲۹ ح ۴۳۰ ح ۴۳۱ ح ۴۳۲ ح ۴۳۳ ح ۴۳۴ ح ۴۳۵ ح ۴۳۶ ح ۴۳۷ ح ۴۳۸ ح ۴۳۹ ح ۴۴۰ ح ۴۴۱ ح ۴۴۲ ح ۴۴۳ ح ۴۴۴ ح ۴۴۵ ح ۴۴۶ ح ۴۴۷ ح ۴۴۸ ح ۴۴۹ ح ۴۵۰ ح ۴۵۱ ح ۴۵۲ ح ۴۵۳ ح ۴۵۴ ح ۴۵۵ ح ۴۵۶ ح ۴۵۷ ح ۴۵۸ ح ۴۵۹ ح ۴۶۰ ح ۴۶۱ ح ۴۶۲ ح ۴۶۳ ح ۴۶۴ ح ۴۶۵ ح ۴۶۶ ح ۴۶۷ ح ۴۶۸ ح ۴۶۹ ح ۴۷۰ ح ۴۷۱ ح ۴۷۲ ح ۴۷۳ ح ۴۷۴ ح ۴۷۵ ح ۴۷۶ ح ۴۷۷ ح ۴۷۸ ح ۴۷۹ ح ۴۸۰ ح ۴۸۱ ح ۴۸۲ ح ۴۸۳ ح ۴۸۴ ح ۴۸۵ ح ۴۸۶ ح ۴۸۷ ح ۴۸۸ ح ۴۸۹ ح ۴۹۰ ح ۴۹۱ ح ۴۹۲ ح ۴۹۳ ح ۴۹۴ ح ۴۹۵ ح ۴۹۶ ح ۴۹۷ ح ۴۹۸ ح ۴۹۹ ح ۵۰۰ ح ۵۰۱ ح ۵۰۲ ح ۵۰۳ ح ۵۰۴ ح ۵۰۵ ح ۵۰۶ ح ۵۰۷ ح ۵۰۸ ح ۵۰۹ ح ۵۱۰ ح ۵۱۱ ح ۵۱۲ ح ۵۱۳ ح ۵۱۴ ح ۵۱۵ ح ۵۱۶ ح ۵۱۷ ح ۵۱۸ ح ۵۱۹ ح ۵۲۰ ح ۵۲۱ ح ۵۲۲ ح ۵۲۳ ح ۵۲۴ ح ۵۲۵ ح ۵۲۶ ح ۵۲۷ ح ۵۲۸ ح ۵۲۹ ح ۵۳۰ ح ۵۳۱ ح ۵۳۲ ح ۵۳۳ ح ۵۳۴ ح ۵۳۵ ح ۵۳۶ ح ۵۳۷ ح ۵۳۸ ح ۵۳۹ ح ۵۴۰ ح ۵۴۱ ح ۵۴۲ ح ۵۴۳ ح ۵۴۴ ح ۵۴۵ ح ۵۴۶ ح ۵۴۷ ح ۵۴۸ ح ۵۴۹ ح ۵۵۰ ح ۵۵۱ ح ۵۵۲ ح ۵۵۳ ح ۵۵۴ ح ۵۵۵ ح ۵۵۶ ح ۵۵۷ ح ۵۵۸ ح ۵۵۹ ح ۵۶۰ ح ۵۶۱ ح ۵۶۲ ح ۵۶۳ ح ۵۶۴ ح ۵۶۵ ح ۵۶۶ ح ۵۶۷ ح ۵۶۸ ح ۵۶۹ ح ۵۷۰ ح ۵۷۱ ح ۵۷۲ ح ۵۷۳ ح ۵۷۴ ح ۵۷۵ ح ۵۷۶ ح ۵۷۷ ح ۵۷۸ ح ۵۷۹ ح ۵۸۰ ح ۵۸۱ ح ۵۸۲ ح ۵۸۳ ح ۵۸۴ ح ۵۸۵ ح ۵۸۶ ح ۵۸۷ ح ۵۸۸ ح ۵۸۹ ح ۵۹۰ ح ۵۹۱ ح ۵۹۲ ح ۵۹۳ ح ۵۹۴ ح ۵۹۵ ح ۵۹۶ ح ۵۹۷ ح ۵۹۸ ح ۵۹۹ ح ۶۰۰ ح ۶۰۱ ح ۶۰۲ ح ۶۰۳ ح ۶۰۴ ح ۶۰۵ ح ۶۰۶ ح ۶۰۷ ح ۶۰۸ ح ۶۰۹ ح ۶۱۰ ح ۶۱۱ ح ۶۱۲ ح ۶۱۳ ح ۶۱۴ ح ۶۱۵ ح ۶۱۶ ح ۶۱۷ ح ۶۱۸ ح ۶۱۹ ح ۶۲۰ ح ۶۲۱ ح ۶۲۲ ح ۶۲۳ ح ۶۲۴ ح ۶۲۵ ح ۶۲۶ ح ۶۲۷ ح ۶۲۸ ح ۶۲۹ ح ۶۳۰ ح ۶۳۱ ح ۶۳۲ ح ۶۳۳ ح ۶۳۴ ح ۶۳۵ ح ۶۳۶ ح ۶۳۷ ح ۶۳۸ ح ۶۳۹ ح ۶۴۰ ح ۶۴۱ ح ۶۴۲ ح ۶۴۳ ح ۶۴۴ ح ۶۴۵ ح ۶۴۶ ح ۶۴۷ ح ۶۴۸ ح ۶۴۹ ح ۶۵۰ ح ۶۵۱ ح ۶۵۲ ح ۶۵۳ ح ۶۵۴ ح ۶۵۵ ح ۶۵۶ ح ۶۵۷ ح ۶۵۸ ح ۶۵۹ ح ۶۶۰ ح ۶۶۱ ح ۶۶۲ ح ۶۶۳ ح ۶۶۴ ح ۶۶۵ ح ۶۶۶ ح ۶۶۷ ح ۶۶۸ ح ۶۶۹ ح ۶۷۰ ح ۶۷۱ ح ۶۷۲ ح ۶۷۳ ح ۶۷۴ ح ۶۷۵ ح ۶۷۶ ح ۶۷۷ ح ۶۷۸ ح ۶۷۹ ح ۶۸۰ ح ۶۸۱ ح ۶۸۲ ح ۶۸۳ ح ۶۸۴ ح ۶۸۵ ح ۶۸۶ ح ۶۸۷ ح ۶۸۸ ح ۶۸۹ ح ۶۹۰ ح ۶۹۱ ح ۶۹۲ ح ۶۹۳ ح ۶۹۴ ح ۶۹۵ ح ۶۹۶ ح ۶۹۷ ح ۶۹۸ ح ۶۹۹ ح ۷۰۰ ح ۷۰۱ ح ۷۰۲ ح ۷۰۳ ح ۷۰۴ ح ۷۰۵ ح ۷۰۶ ح ۷۰۷ ح ۷۰۸ ح ۷۰۹ ح ۷۱۰ ح ۷۱۱ ح ۷۱۲ ح ۷۱۳ ح ۷۱۴ ح ۷۱۵ ح ۷۱۶ ح ۷۱۷ ح ۷۱۸ ح ۷۱۹ ح ۷۲۰ ح ۷۲۱ ح ۷۲۲ ح ۷۲۳ ح ۷۲۴ ح ۷۲۵ ح ۷۲۶ ح ۷۲۷ ح ۷۲۸ ح ۷۲۹ ح ۷۳۰ ح ۷۳۱ ح ۷۳۲ ح ۷۳۳ ح ۷۳۴ ح ۷۳۵ ح ۷۳۶ ح ۷۳۷ ح ۷۳۸ ح ۷۳۹ ح ۷۴۰ ح ۷۴۱ ح ۷۴۲ ح ۷۴۳ ح ۷۴۴ ح ۷۴۵ ح ۷۴۶ ح ۷۴۷ ح ۷۴۸ ح ۷۴۹ ح ۷۵۰ ح ۷۵۱ ح ۷۵۲ ح ۷۵۳ ح ۷۵۴ ح ۷۵۵ ح ۷۵۶ ح ۷۵۷ ح ۷۵۸ ح ۷۵۹ ح ۷۶۰ ح ۷۶۱ ح ۷۶۲ ح ۷۶۳ ح ۷۶۴ ح ۷۶۵ ح ۷۶۶ ح ۷۶۷ ح ۷۶۸ ح ۷۶۹ ح ۷۷۰ ح ۷۷۱ ح ۷۷۲ ح ۷۷۳ ح ۷۷۴ ح ۷۷۵ ح ۷۷۶ ح ۷۷۷ ح ۷۷۸ ح ۷۷۹ ح ۷۸۰ ح ۷۸۱ ح ۷۸۲ ح ۷۸۳ ح ۷۸۴ ح ۷۸۵ ح ۷۸۶ ح ۷۸۷ ح ۷۸۸ ح ۷۸۹ ح ۷۹۰ ح ۷۹۱ ح ۷۹۲ ح ۷۹۳ ح ۷۹۴ ح ۷۹۵ ح ۷۹۶ ح ۷۹۷ ح ۷۹۸ ح ۷۹۹ ح ۸۰۰ ح ۸۰۱ ح ۸۰۲ ح ۸۰۳ ح ۸۰۴ ح ۸۰۵ ح ۸۰۶ ح ۸۰۷ ح ۸۰۸ ح ۸۰۹ ح ۸۱۰ ح ۸۱۱ ح ۸۱۲ ح ۸۱۳ ح ۸۱۴ ح ۸۱۵ ح ۸۱۶ ح ۸۱۷ ح ۸۱۸ ح ۸۱۹ ح ۸۲۰ ح ۸۲۱ ح ۸۲۲ ح ۸۲۳ ح ۸۲۴ ح ۸۲۵ ح ۸۲۶ ح ۸۲۷ ح ۸۲۸ ح ۸۲۹ ح ۸۳۰ ح ۸۳۱ ح ۸۳۲ ح ۸۳۳ ح ۸۳۴ ح ۸۳۵ ح ۸۳۶ ح ۸۳۷ ح ۸۳۸ ح ۸۳۹ ح ۸۴۰ ح ۸۴۱ ح ۸۴۲ ح ۸۴۳ ح ۸۴۴ ح ۸۴۵ ح ۸۴۶ ح ۸۴۷ ح ۸۴۸ ح ۸۴۹ ح ۸۵۰ ح ۸۵۱ ح ۸۵۲ ح ۸۵۳ ح ۸۵۴ ح ۸۵۵ ح ۸۵۶ ح ۸۵۷ ح ۸۵۸ ح ۸۵۹ ح ۸۶۰ ح ۸۶۱ ح ۸۶۲ ح ۸۶۳ ح ۸۶۴ ح ۸۶۵ ح ۸۶۶ ح ۸۶۷ ح ۸۶۸ ح ۸۶۹ ح ۸۷۰ ح ۸۷۱ ح ۸۷۲ ح ۸۷۳ ح ۸۷۴ ح ۸۷۵ ح ۸۷۶ ح ۸۷۷ ح ۸۷۸ ح ۸۷۹ ح ۸۸۰ ح ۸۸۱ ح ۸۸۲ ح ۸۸۳ ح ۸۸۴ ح ۸۸۵ ح ۸۸۶ ح ۸۸۷ ح ۸۸۸ ح ۸۸۹ ح ۸۹۰ ح ۸۹۱ ح ۸۹۲ ح ۸۹۳ ح ۸۹۴ ح ۸۹۵ ح ۸۹۶ ح ۸۹۷ ح ۸۹۸ ح ۸۹۹ ح ۹۰۰ ح ۹۰۱ ح ۹۰۲ ح ۹۰۳ ح ۹۰۴ ح ۹۰۵ ح ۹۰۶ ح ۹۰۷ ح ۹۰۸ ح ۹۰۹ ح ۹۱۰ ح ۹۱۱ ح ۹۱۲ ح ۹۱۳ ح ۹۱۴ ح ۹۱۵ ح ۹۱۶ ح ۹۱۷ ح ۹۱۸ ح ۹۱۹ ح ۹۲۰ ح ۹۲۱ ح ۹۲۲ ح ۹۲۳ ح ۹۲۴ ح ۹۲۵ ح ۹۲۶ ح ۹۲۷ ح ۹۲۸ ح ۹۲۹ ح ۹۳۰ ح ۹۳۱ ح ۹۳۲ ح ۹۳۳ ح ۹۳۴ ح ۹۳۵ ح ۹۳۶ ح ۹۳۷ ح ۹۳۸ ح ۹۳۹ ح ۹۴۰ ح ۹۴۱ ح ۹۴۲ ح ۹۴۳ ح ۹۴۴ ح ۹۴۵ ح ۹۴۶ ح ۹۴۷ ح ۹۴۸ ح ۹۴۹ ح ۹۵۰ ح ۹۵۱ ح ۹۵۲ ح ۹۵۳ ح ۹۵۴ ح ۹۵۵ ح ۹۵۶ ح ۹۵۷ ح ۹۵۸ ح ۹۵۹ ح ۹۶۰ ح ۹۶۱ ح ۹۶۲ ح ۹۶۳ ح ۹۶۴ ح ۹۶۵ ح ۹۶۶ ح ۹۶۷ ح ۹۶۸ ح ۹۶۹ ح ۹۷۰ ح ۹۷۱ ح ۹۷۲ ح ۹۷۳ ح ۹۷۴ ح ۹۷۵ ح ۹۷۶ ح ۹۷۷ ح ۹۷۸ ح ۹۷۹ ح ۹۸۰ ح ۹۸۱ ح ۹۸۲ ح ۹۸۳ ح ۹۸۴ ح ۹۸۵ ح ۹۸۶ ح ۹۸۷ ح ۹۸۸ ح ۹۸۹ ح ۹۹۰ ح ۹۹۱ ح ۹۹۲ ح ۹۹۳ ح ۹۹۴ ح ۹۹۵ ح ۹۹۶ ح ۹۹۷ ح ۹۹۸ ح ۹۹۹ ح ۱۰۰۰ ح



**اشکال:** ہوتا ہے کہ زہری کی وفات تو ۱۲۵ھ یا اس سے ایک دو سال قبل ہے تو وہ کیسے ابن ناطور سے بیان کرتے ہیں؟  
**جواب:** ..... یہ ہے کہ ابو نعیم نے دلائل النبوة میں لکھا ہے کہ زہری کہتے ہیں کہ ”میں ابن ناطور سے دمشق میں عبد الملک کے زمانے میں ملا ہوں“ ابن ناطور طویل العمر تھا، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اسلام لایا تھا۔ یہ ابن ناطور کا قصہ جو آگے بیان ہو رہا ہے ابوسفیان کے واقعہ سے پہلے کا ہے اگرچہ یہاں روایت میں ابوسفیان کا قصہ پہلے مذکور ہے اور ابن ناطور کا بعد میں۔ راجح یہی ہے گوئیں کا احتمال بھی ہے۔

**صاحب ایلیاء:** ..... ایلیاء کا گورنر اور ہرقل کا دوست،  
**سقف:** ..... پوپ، بڑا پادری: مرفوع ہو تو خبر ہے مبتداء محذوف ”ہو“ کی، اور اگر منصوب ہو تو کان کی خبر ہے  
 کان ابن الناطور ..... سقفاً درمیان میں صاحب ایلیاء و ہرقل یہ ابن ناطور کی صفت ہوگی اور ابن ناطور کان کا اسم ہے۔  
 بعض نے کہا یہ سقف ماضی مجہول کا صیغہ ہے ۵

### ينظر في النجوم: ..... مسئلہ تاثیر نجوم

تاثیر نجوم دو قسم پر ہے ۱۔ ایک جو طبعی طور پر اللہ تعالیٰ نے نجوم میں رکھی ہے ان میں نسبت کرنا جائز ہے  
 ۲۔ دوسری قسم وہ ہے جو لزومی اور طبعی نہیں اسمیں نسبت بھی جائز نہیں۔

پہلی قسم کی مثال جیسے حرارت، برودت، صیف و شتاء اور دن رات کا چھوٹا بڑا ہونا یہ تاثیر لزومی اور قطعی ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، ان تاثیرات کی نسبت نجوم کی طرف جائز ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے  
 ((اذا طلع النجم ارتفعت العاهة او كما قال)) ۱ (ترجمہ) جب ثریا ستارہ چڑھ جاتا ہے تو پھلوں سے آفت اٹھ جاتی ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کہتے ہیں فلاں حکیم کی دوا سے صحت مل گئی پس یہ جائز ہے۔ اور جو تاثیرات درجہ لزوم و قطعیت کو نہیں پہنچی ان میں نسبت جائز نہیں مثلاً خوش بخت یا منحوس ہونا، خوشحالی، بد حالی، تندرستی، بیماری، قحط، بارش کا ہونا یا نہ ہونا ایسے امور کی نسبت جائز نہیں گوئی الجملہ یہ اسباب بنتے ہیں لیکن چونکہ درجہ لزوم میں نہیں اس لیے نسبت جائز نہیں

حدیث میں اس سے ممانعت وارد ہے فرمایا ((وامان قال مطرنا بنوء كذا فكفر بي وآمن بالكواكب)) ۲  
**اُتی ہرقل برجل:** ..... یہ رجل حضرت عدی بن حاتم تھے ان کو ملکہ غسان کے پاس بھیجا تھا ملک غسان نے ہرقل کے پاس بھیج دیا ۵

**أمختن هو:** ..... یہ سنت ابراہیمی ہے چونکہ عرب ملت ابراہیمی پر تھے اس لیے یہ سنت ان میں باقی تھی۔

۱۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۹۳ ح ۲ فتح الباری ج ۲ ص ۲۳ ح ۲ تقریر بخاری ج ۱ ص ۱۰۷ ح ۱۰۷ یعنی ج ۱ ص ۹۳ ح ۵ تقریر بخاری ج ۱ ص ۱۰۷

۲۔ فی فیض الباری ج ۱ ص ۳۳ ح ۵ کذا فیہ من فتح الباری ج ۱ ص ۳۶

آخر شانِ ہر قل: ..... اس سے باب کے ختم کے طرف بھی اشارہ ہے ۶۔ نیز جب اس نسلک کے لیے اس وقت انکار کر دیا تو خاتمہ بھی ایمان پر نہیں ہوا ۷ امام بخاریؒ کا یہی فیصلہ ہے۔

(۱)..... اس حدیث میں موحی الیہ کے حالات بیان ہیں اور ترجمہ میں کیفیت وحی کا ذکر ہے تو موحی الیہ کے حالات بطور تکملہ ذکر فرمائے ۸

(۲)..... ہر قتل کے سوالات کے جوابات سے ابتداء وحی میں حضور ﷺ کے احوال بیان ہوئے ۹

(۳)..... حضرت شیخ الہندؒ کے نزدیک غرض الہام، عظمت وحی کا بیان ہے حدیث ہر قل میں حضور ﷺ کے اوصاف

عالیہ کا بیان ہے جس سے آپ ﷺ کی عظمت معلوم ہوتی ہے اور موجی الیہ کی عظمت سے وحی کی عظمت ظاہر ہے ۱۰

(۴)..... وسائل وحی اور وسائل وحی کا بیان ہے۔

### المسائل المستتبهة:.....

(۱)..... اسلام میں دعوت اہم رکن ہے حضور ﷺ نے تمام بادشاہوں کی طرف دعوت اسلام کے خطوط لکھے، قاصد بھیجے

اسی طرح اہل اسلام کو بھی دعوت دیتے رہنا چاہئے ۱۱

(۲).....تمام انبیاء شریف النسب تھے، شرافت نسبی کو ترجیح ہے ۱۲

۱ مشکوٰۃ ص ۵۰۱ ج ۲ ۲ حفظہ اسلام ص ۳۸۸ ج ۱ ۳ اندامہ منہج التہدیٰ ج ۳ ص ۳۲ ۴ تقریر غلامی ج ۱ ص ۱۹ ۵ کربلا ج ۱ ص ۹۰ ۶ غلامی ص ۵۸ شیعہ ۱ ۷ تقریر غلامی ج ۸ ص ۷۱ ۸ غلامی ص ۵۸ فیصلہ اسلام ۹ عینی ج ۱ ص ۹۰ ۱۰ تقریر غلامی ج ۱ ص ۷۱ ۱۱ عینی ج ۱ ص ۷۱ ۱۲ ایضاً

(۳)..... کذب قبیح لعینہ ہے جاہل بھی اس سے نفرت کرتا ہے۔

(۴)..... صرف معرفت سے ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک تصدیق نہ پائی جائے۔ قال تعالیٰ ﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ﴾

(۵)..... ابتداء خط میں بسم اللہ لکھنا مستحب ہے ۲

(۶)..... خط میں اپنا نام پہلے لکھے اور مکتوب الیہ کا بعد میں ۳

(۷)..... اہل حرب، کفار کے پاس ضرورت کے تحت قرآن کے کچھ الفاظ یا آیات لے جانا جائز ہے ۴

اشکال:..... کافر تو جنبی ہوتا ہے پھر اہل حرب تو ضرور توہین کریں گے۔ جبکہ جمہور علماء لکھتے ہیں کہ جہاد میں اگر توہین کا اندیشہ ہو تو قرآن ساتھ نہ لایا جائے، شوکت و قوت کی وجہ سے اطمینان ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور حضور ﷺ قرآن کی آیات لکھ کر بھیج رہے ہیں۔ تو دو مسئلے علماء نے اس کے خلاف لکھے ہیں ایک جنبی کا قرآن کو ہاتھ لگانا، دوسرا اہل حرب کے پاس بھیجنا۔

جواب ۱:..... یہ کلمات حضور ﷺ نے اپنی طرف سے لکھے تھے، آیت کی صورت میں ابھی تک نازل نہیں ہوئے تھے انہیں آیات قرآنیہ ہونے کا شرف بعد میں حاصل ہوا الغرض یہ از قبیل توارد ہے کہ جو حضور ﷺ نے لکھا بعد میں وہی نازل ہوا۔ لیکن یہ جواب مرجوح ہے اس لیے کہ آگے کتاب الجہاد میں امام بخاریؒ عنوان قائم کریں گے کہ ارض عدو میں قرآن لے جانا جائز ہے یا نہیں؟ تو وہاں دلیل جواز کے طور پر اسی روایت کو ذکر فرمائیں گے ۵

جواب ۲:..... نازل شدہ ماننے کی صورت میں متعدد جواب ہیں ایک یہ کہ اھون البلیتین پر محمول ہے، یہاں بلیتین ہیں ایک بلیۃ ترک دعوت اسلام، دوسرا بلیۃ ترک احترام قرآن، یہ چھوٹا بلیۃ ہے لہذا بڑی مصیبت سے بچنے کے لیے اس کو اختیار کر لیا گیا۔

جواب ۳:..... نیت کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں قرآن کو قرآن کی نیت سے پڑھا جائے تو اور احکام ہیں، دعا اور جھاڑ پھونک کی نیت سے پڑھا جائے تو اور احکام ہیں، یہاں قرآن دعویٰ خط کی حیثیت سے بھیجا جا رہا ہے۔

جواب ۴:..... عظمت قرآن کے لحاظ سے جو مسئلہ لکھا گیا ہے یہ جملہ قرآن یا اکثر اجزاء قرآن کے بارے میں ہے ایک آدھ آیت ان احکام سے مستثنیٰ ہے جیسے جنبی کے بارے میں آپ نے پڑھا کہ تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھ سکتا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ﴿كتاب الايمان﴾

### ﴿تحقيق و تشریح﴾

کتاب مصدر بمعنی کتب ہے اور کتب سے لیا گیا ہے، الکتاب بمعنی الجمع یقال کتب یکتب کتابة و کتابا و مادة کتب دالة على الجمع والضم ومنها الکتابة بمعنی شکر اس لیے کہ لشکر میں بہت سے افراد (شاہسوار) جمع ہوتے ہیں۔ (کتاب) کو کتاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں بہت سے مضامین جمع ہوتے ہیں۔

ترکیب : ..... کتاب الايمان۔ اس جملہ کی تین ترکیبیں ہیں (۱) کتاب الايمان یہ جملہ خبر ہے مبتداء محذوف کی ای ہذا کتاب الايمان (۲) ويجوز العکس (۳) یہ منصوب ہے ای ہاک کتاب الايمان او خذہ ایہا الطالب اقر اکتاب الايمان۔

ربط : ..... کتاب الايمان سے قبل باب بدء الوحی تھا اسے مقدمے کے طور پر بیان کیا اب مقدمہ کے بعد مقصود کو شروع فرماتے ہیں اور اصل مقصود میں سب سے مقدم ایمان ہے لانہ ملاک الامر کلہ اذ الباقی مبنی علیہ مشروط بہ وبہ النجاة فی الدارين۔ ۲

الايمان : ..... لغوی معنی : ایمان یہ امن سے مشتق ہے ۱۔ کما ورد فی الحدیث ((المومن من امنه الناس علی دمائهم)) ۲ ایمان مصدر کا استعمال دو طرح ہے ۱۔ لازمی ۲۔ متعدی لازمی استعمال ہو تو اس وقت ہمزہ صیرورة کے لیے ہے صیور ته ذا امن و آمنت ای صرت ذا امن و سکون۔ ۵

متعدی استعمال ہو تو کبھی متعدی بلا واسطہ ہوتا ہے باب افعال سے ہونے کی وجہ سے ای جعل الغير آمنا اور کبھی متعدی بواسطہ حرف جر ہوتا ہے، پھر حرف جر کبھی باہوتا ہے جیسے ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ ۱ اور ایمان جب باکے ذریعے متعدی ہو تو اقر اور اعتراف کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اور کبھی حرف جلام کے واسطہ سے متعدی ہوتا ہے جیسے ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا﴾ ۲ اگر ایمان مصدر متعدی استعمال ہو تو اس کو تصدیق کا معنی لازم ہے اور اگر لازمی

۱۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۰۱ ح ۱ البنا ح ۲ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۰۲ ، کشاف ج ۱ ص ۳۸ ، فتح الباری ج ۱ ص ۳۹ ، شرح عقائد ص ۸۹ ح ۱ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵

۲۔ بیاض صدیقی ص ۶۳ ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۰۲ ح ۱ پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۲ ح ۱ پارہ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۱۴

استعمال ہو تو وثوق کا معنی لازم ہے ۱۔

اصطلاحی معنی: ..... التصديق بجميع ما جاء به النبي ﷺ بالضرورة تمام وہ اعمال وعقائد جو حضور ﷺ سے بالضرورة ثابت ہیں انکی تصدیق کرنا ۲۔

تصدیق: ..... تصديق اذعان نسبت کو کہتے ہیں ان کا ان اذعاناً للنسبة فتصديق۔ پھر اختلاف ہوا علامہ ہروی فرماتے ہیں کہ تصدیق، لواحقات ادراک سے ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ ادراک ہے، رائج اول مذہب ہے ۳۔ درجات تصدیق: ..... تصديق کے تین درجے ہیں۔ (۱) یقین (۲) ظن (۳) وہم۔

تصدیق پائے جانے کے لیے نسبت کا ثبوت ہونا چاہیے جو سادہ درجہ بھی ہو۔

تصدیق کی اقسام: ..... پھر تصدیق دو قسم پر ہے ۱۔ لغوی ۲۔ اصطلاحی۔ ان دونوں کے درمیان تین فرق ہیں۔

(۱) تصدیق لغوی کے لیے اختیار شرط نہیں بغیر اختیار کے بھی تصدیق صادق آتی ہے ۳۔ چونکہ تصدیق اصطلاحی کے لیے ارادہ و اختیار شرط ہے، اسی لیے کفار کہ مسلمان شمار نہ ہوئے کیونکہ انکو اذعان و تصدیق تو حاصل تھی لیکن بلا ارادہ و اختیار۔ یہی حال یہود کا تھا کہ انکو اذعان و تصدیق حاصل تھی لیکن بلا ارادہ و اختیار۔

(۲) تصدیق لغوی کے لیے متعلق بالنبی ہونا ضروری نہیں ہے جبکہ تصدیق اصطلاحی کے لیے متعلق بالنبی ہونا شرط ہے۔

(۳) تصدیق لغوی کے لیے یقینی ہونا ضروری نہیں غیر یقینی بھی تصدیق ہو سکتی ہے، جبکہ تصدیق اصطلاحی کے لیے یہ بھی ضروری ہے، منطق میں آپ پڑھ آئے کہ ظن، شک، وہم سب تصدیق ہیں۔

سوال: ..... آپ نے کہا کہ ایمان کے لیے تصدیق اختیاری ضروری ہے تو یہ تعریف نام، مجنون، مغشی علیہ پر ٹوٹ گئی کیونکہ اختیار نہیں پایا جا رہا؟

جواب: ..... یہاں دو چیزیں ہیں ۱۔ تصدیق کا اختیاری ہونا ۲۔ تصدیق اختیاری کا متحضر ہونا۔ نام کا اختیار باقی ہے کیونکہ وہ تصدیق اختیاری پر سویا ہے اسی طرح مجنون اور مغشی علیہ میں بھی تصدیق اختیاری پائی جاتی ہے، البتہ استحضار تصدیق نہیں ہے اور وہ شرط بھی نہیں یہ ایسے ہے جیسے بسا اوقات امام قرأت کرتا ہے لیکن ہمیں استحضار نہیں ہوتا تو ہر وقت تصدیق کا استحضار جاتے ہوئے بھی نہیں ہوتا یہ ایمان کے لیے شرط نہیں ہے۔

سوال: ..... ایمان تصدیق کا نام ہے، یہ تعریف اس شخص پر ٹوٹ گئی جس کو تصدیق اختیاری حاصل ہے لیکن اگر اسے کہا جائے کہ کلمہ پڑھو اور وہ انکار کر دے تو یہ شخص کافر ہے حالانکہ تعریف ایمان اس پر صادق ہے پس تعریف دخول غیر سے مانع نہیں؟

جواب: ..... تصديق کے معتبر ہونے کے لیے اقرار عند المطالبہ شرط ہے، اذا فأت الشرط فأت المشروط ۱۔  
سوال ثالث: ..... تم کہتے ہو ایمان تصديق اختيارى کا نام ہے، ایک شخص کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں اقرار بھی کرتا  
ہوں اسکے باوجود (معاذ اللہ) قرآن مجید کو گندگی میں پھینکتا ہے تو وہ بالاجماع کافر ہے، جبکہ تعریف اس پر بھی صادق  
ہے پس تعریف ایمان دخول غیر سے مانع نہیں؟

جواب: ..... تصديق تب معتبر ہوگی جب کوئی علامت مکذ بہ نہ ہو اور قرآن کو گندگی میں پھینکنا علامت مکذ بہ ہے  
لہذا اسکا ایمان معتبر نہیں ۲۔

نوٹ: ..... ایمان کی مناسبت سے اسلام کی تحقیق بیان کی جاتی ہے۔

لفظ اسلام کا مادہ اشتقاق: ..... اسلام، سلم سے مشتق ہے اسکا معنی صلح کرنا ہے یا اسلام سلامتی سے ہے  
حدیث میں ہے ((المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده)) ۳۔

تعریف اسلام: ..... ہو تصديق بالجنان و اقرار باللسان وعمل بالاركان۔

اسلام کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت: ..... اسلام کے لغوی واصطلاحی معنی میں مناسبت یہ ہے کہ  
اسلام کا لغوی معنی ہے انقياد و گردن نہادن۔ اور اصطلاحی معنی ہے انقياد العبد لله تعالى ۴۔ یا اسلام سلامتی سے ہے چونکہ  
بندہ اسلام کی وجہ سے دنیا میں جزیہ و قتال سے اور آخرت میں عذاب سے سلامتی میں آ جاتا ہے اس لیے اسے اسلام کہتے ہیں۔

ایمان اور اسلام کے درمیان نسبت: ایمان اور اسلام میں متعدد طرق سے نسبتیں بیان کی جاتی ہیں۔  
النسبة الاولى: ..... تعریف کے بدلنے سے نسبت بدل جاتی ہے اور جو تعریفیں مسطور ہوئیں اسکے لحاظ سے ان  
دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ایمان اعم مطلق ہے اور اسلام اخص مطلق ہے وهو ظاهر ۵۔ قد جوز  
الغزالي بينهما النسب الثلاث باعتبارات مختلفة غير العموم من وجه (

النسبة الثانية: ..... ایمان انقياد باطنی (تصديق بالجنان) ہے اور اسلام انقياد ظاہری (عمل بالاركان) ہے  
اس تعریف کے مطابق ان میں نسبت عموم و خصوص من وجہ کی ہے جہاں پر عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہو وہاں تین  
مادے ہوتے ہیں، دو افتراقی ایک اجتماعی، اگر کسی میں انقياد ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی تو یہ مادہ اجتماعی ہے کسی میں  
انقياد باطنی تو ہے مگر انقياد ظاہری نہیں تو یہ مادہ افتراقی ہے یعنی ایمان ہے اسلام نہیں ہے اور اگر کسی میں صرف انقياد  
ظاہری ہو تو یہ بھی مادہ افتراقی ہے، اسلام ہے ایمان نہیں ہے محقق دوائی اسی کے قائل ہیں۔

النسبة الثالثة: ..... علامہ مرتضیٰ زبیدیؒ شرح احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ ایمان اور اسلام میں تساوی

اور تلازم کی نسبت ہے۔ مصداق میں اتحاد ہے مفہوم میں تغایر ہے۔ کہ ایمان تصدیق قلبی بشرط انقیاد ظاہری اور اسلام انقیاد ظاہری بشرط تصدیق قلبی کو کہتے ہیں فرق یہ ہے کہ ایمان میں تصدیق باطنی کی طرف اولاً نظر ہوتی ہے اور انقیاد ظاہری کی طرف ثانیاً اور اسلام میں اسکے برعکس انقیاد ظاہری اولاً ملحوظ ہوتا ہے تصدیق باطنی ثانیاً ۱۔

یہ قول زیادہ رائج معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکے مطابق تمام روایات منطبق ہو جاتی ہیں کہ جن روایات سے اسلام اور ایمان میں فرق معلوم ہوتا ہے تو وہ نظر اولی کے اعتبار سے ہے باطن کی طرف نظر اولی کرتے ہوئے ایمان کہہ دیا اور ظاہر کی طرف نظر کرتے ہوئے اسلام کہہ دیا اور جس جگہ اتحاد معلوم ہوتا ہے وہ مصداق کے اعتبار سے ہے۔

ضد الايمان والاسلام: ..... ایمان، امن سے ہے اسکی ضد خوف ہے اور اگر امانت سے ہو تو اسکی ضد خیانت ہے۔ اسلام کا لغوی معنی سلم بمعنی صلح ہے اور اس صورت میں اسکی ضد لڑائی، جنگ ہے۔ اور اگر سلامتی سے ہو تو اسکی ضد بدمنی ہے۔ ایمان اصطلاحی کی ضد کفر ہے، کفر کا لغوی معنی ”چھپانا“ ہے، اور اگر کفران سے ہو تو ناشکری، چونکہ کافر حق کو چھپاتا ہے اس لیے اسے کافر کہتے ہیں یا نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے اس لیے کافر کہتے ہیں۔

چونکہ کفر کا معنی چھپانا ہے اس لیے کسان کو بھی کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ بیج کو زمین میں چھپاتا ہے قال اللہ تعالیٰ ﴿كَمْثَلْ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ﴾ ۲ ای اعجب الزراع نباتہ اسی لیے رات کو بھی کافر کہتے ہیں کیونکہ رات بھی بہت سی چیزوں کو چھپا دیتی ہے۔

ياايها	الليل	طل	اولا	تطل	انی	فی	کلا الحالین	صابر
لی	فیک	اجر	مجاهد	انی	ان	صح	ان	کافر

پھر تو سب اہر سیاہ چیز کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔ پھر اگر کسی سفید چہرے پر کالا تل ہو تو اس (تل) کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں اس لیے کہ وہ چہرے کی سفیدی کو چھپا لیتا ہے۔

کفر: ..... انکار ما جاء به النبی ﷺ یہاں جمع کا لفظ نہیں بولا کیونکہ ایک بھی قطعی بات کا انکار کرنا کفر ہے جبکہ ایمان کے لیے جمع کی تصدیق ضروری ہے۔

اقسام کفر: (۱) کفر انکار: ..... دل، زبان دونوں سے انکار ہو (دل سے اعتقاد نہ ہو) جیسے مشرکین مکہ کا کفر۔  
(۲) کفر عناد: ..... دل سے یقین بھی ہے زبان سے اعتراف اور اظہار بھی ہے لیکن قبول نہیں کرتا (مانتا نہیں اور دین کو اختیار نہیں کرتا) جیسے خواجہ ابوطالب کا کفر۔

(۳) کفر جمود: ..... دل سے حق ہونے کا یقین ہے لیکن زبان سے اقرار نہیں کرتا جیسے یہود اور ابلیس کا کفر

قال تعالى ﴿فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ﴾ ۱ ای اليهود.

(۴) کفرِ نفاق:..... زبان سے اقرار ہوا اور دل سے انکار ہو۔

فائدہ:..... ایمان اور اسلام سے متعلق تین اجزاء ہیں۔ (۱) تصدیق (۲) اقرار (۳) اعمال۔

تینوں کی حیثیت:..... ایمان اور اسلام میں ان کا دخل کس حیثیت سے ہے اسے تین بحثوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

## البحث الاول

### التصديق:

(۱)..... فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ تصدیق وہی معتبر ہے جو مقرون بالاقرار ہو جو تصدیق مقرون بالاقرار نہ ہو وہ معتبر نہیں اسے ایمان نہیں قرار دیا جاسکتا کتصدیق کفار مکہ ۳

(۲)..... علامہ صدر الشریعہؒ فرماتے ہیں کہ تصدیق وہ معتبر ہے جو اختیاری ہو، کفار کو غیر اختیاری تصدیق حاصل تھی اسے ایمان نہ کہا جائیگا۔

(۳)..... علامہ سعد الدینؒ تفتازانیؒ فرماتے ہیں تصدیق وہ معتبر ہے جو مقرون بعلامات الکفر نہ ہو۔  
نفس تصدیق سب کے نزدیک ضروری ہے جنہوں نے احکام دنیا کا اعتبار کیا انہوں نے مقرون بالاقرار ہونے کی شرط لگادی، اور جنہوں نے اس بات کا خیال کیا کہ نفس تصدیق تو کفار کو بھی حاصل ہے انہوں نے اختیاری ہونے کی شرط لگادی اور جنہوں نے اس بات کا خیال کیا کہ ایک آدمی تصدیق بھی کرتا ہے لیکن قرآن کریم کو گندگی میں بھی پھینکتا ہے تو انہوں نے شرط لگادی کہ مقرون بعلامات الکفر نہ ہو۔

## البحث الثانى

### اقرار:

(۱)..... مزجیہ کہتے ہیں کہ اقرار نہ شرط ایمان ہے نہ شرط ایمان، صرف تصدیق قلبی کا نام ایمان ہے ۴

(۲)..... کرامیہ کہتے ہیں کہ ایمان فقط اقرار ہی کا نام ہے۔

(۳)..... جمہور اہل سنت والجماعت اور معتزلہ کے نزدیک اقرار شرط ہے، علامہ ابن ہمامؒ بھی اقرار کو رکن زائد کا درجہ دیتے ہیں ۵

(۴)..... احناف کثر اللہ سوادھمؒ فرماتے ہیں کہ اقرار شرط ہے۔

جو حضرات شرط قرار دیتے ہیں وہ بھی شرط زائد ہونے کے قائل ہیں یعنی ایسا شرط جسکے مفقود ہونے سے کل مفقود نہ ہو۔



### البحث الثالث

**اعمال:** ..... اعمال کے بارے میں اختلاف ہے ایمان کا جزء ہیں یا نہیں؟ عند البعض جزء ہیں، عند البعض نہیں۔ اس اختلاف پر دو مسئلے متفرع ہوتے ہیں۔

(۱) ..... ایمان بسیط ہے یا مرکب؟ جو جزئیت اعمال کے قائل ہیں وہ مرکب کہتے ہیں اور جو جزئیت اعمال کے قائل نہیں ہیں وہ بساطت ایمان کے قائل ہیں۔

(۲) ..... هل الايمان يزيد وينقص ام لا؟ جو بساطت ایمان کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں لا یزید ولا ینقص اور جو ترکیب ایمان کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں یزید و ینقص ایمان کے لیے اعمال کی جزئیت و عدم جزئیت کے سلسلے میں اختلاف سے قبل، فرقوں کا اجمالی تعارف ضروری ہے۔

**الاختلاف الاول:** ..... حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں پیشین گوئی فرمائی تھی کہ تم یہود کے نقش قدم پر چلو گے جیسے ان میں فرقتے ہوتے رہے تم میں بھی فرقتے ہو گئے ان میں سب ناری ہیں صرف ایک جنتی ہے اور وہ ((مانانا علیہ واصحابی)) ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کے بعد صحابہ کے دور اول میں کوئی فرقہ نہ تھا ہر صحابی اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق جو بتاتا لوگ اس پر عمل کرتے صحابہ کے اخیر زمانہ میں، حضرت علیؑ کے زمانہ میں مشاجرات شروع ہوئے اس وقت اہل اسلام کے تین گروہ ہو گئے۔

**الاول:** ..... ایک فرقہ کہتا تھا کہ سارا تصور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے یہ حروریہ تھے خروج عن طاعة الامام کی وجہ سے خارجی کہلائے۔

**الثانی:** ..... دوسرا فرقہ وہ تھا جنہوں نے صحابہ کے فیصلوں کو چھوڑا اور اہل بیتؑ اور حضرت علیؑ کی محبت کا دم بھرنے لگے یہ رافضی کہلائے لانہم رفضوا جماعة الصحابة ای ترکوا۔

**الثالث:** ..... تیسری وہ جماعت تھی جو حد اعتدال پر قائم رہی، الصحابة محکمہم عدول کی قائل، کسی صحابی کو مور والزام نہ ٹھہرایا یہ اہل سنت والجماعت کہلائے۔

**اہل سنت والجماعت کی وجہ تسمیہ:** ..... اوپر حدیث گزری ہے جس کے آخر میں حضور ﷺ نے فرقہ ناجیہ کی علامت مانانا علیہ واصحابی ارشاد فرمائی ہے مانانا علیہ سے مراد سنت ہے واصحابی سے مراد جماعت صحابہ ہے یعنی اجماع صحابہ کو حجت قرار دینے والے اور ان کا اتباع کرنے والے۔ تو اہل السنة والجماعة ای متبعوا السنة وجماعة الصحابة۔

**الاختلاف الثانی:**..... جب کوئی نیا فرقہ بنتا ہے تو وہ اپنے نظریات علیحدہ قائم کرتا ہے پھر ان کے لیے دلائل مہیا کرتا ہے یہ تین فرقے تو ابتداء اسلام میں تھے پھر جبر و قدر کے لحاظ سے اسلام میں دو فرقے اور پیدا ہوئے۔

**انسان مختار مطلق ہے یا مجبور محض؟**..... جنہوں نے عقل کو غالب کیا اور اختیار مانا انہوں نے مختار مطلق کہہ دیا یہ قدر یہ کہلائے، دوسرا فرقہ اسکی ضد میں پیدا ہوا انہوں نے کہا کہ انسان مجبور محض ہے تقدیر میں جو کچھ لکھ دیا گیا ہے وہی ہوتا ہے انسان کچھ نہیں کر سکتا بلکہ انسان تو کمالیت بید الغسل ہے یہ فرقہ جبر یہ کہلایا۔ اہل سنت والجماعت بین الجبر والقدر ہیں کہ اعمال کا کاسب بندہ ہے خالق اللہ تعالیٰ ہیں اگر کسب پر بھی اختیار نہ ہو تو مکلف کیسے ہوگا؟ اور اگر خالق اعمال بھی خود ہی ہو تو پھر بخیر کیوں لاحق ہوتا ہے؟

**واقعہ:**..... ایک جبری عقیدے والا باغ میں چلا گیا انکو توڑ کر کھانے شروع کر دیے مالی نے منع کیا تو کہنے لگا خدا کا باغ ہے خدا کا بندہ ہے خدا ہی کھلا رہا ہے مالی سمجھ گیا کہ جبری ہے اس نے کہا کہ تیرا داغ ابھی درست کرتا ہوں ڈنڈا لیا اور پٹائی شروع کر دی جبری کہنے لگا یہ کیا؟ مالی نے کہا خدا کا بندہ، خدا کا ڈنڈا، خدا ہی چلا رہا ہے۔ معتزلہ کا عقیدہ بھی قدر یہ والا ہے۔

**الاختلاف الثالث:**..... اعمال کو ایمان کا جزء قرار دینے نہ دینے کے اعتبار سے مشہور گروہ تین ہیں ۱۔ (۱) قدریہ، معتزلہ خارجیہ (۲) کرامیہ، مرجئہ (۳) اہل السنۃ والجماعۃ ایک فرقہ:..... کہتا ہے کہ اعمال ایمان کا جزء ہیں لہذا اگر کبیرہ کا ارتکاب کر لیا یا ایک عمل بھی چھوڑ دیا تو ایمان نہ رہے گا یہ مسلک قدریہ، معتزلہ اور خارجیہ کا ہے۔

**دوسرا فرقہ:**..... ان کے مقابلے میں کرامیہ اور مرجئہ ہیں۔ مرجئہ کہتے ہیں کہ ایمان کے لیے تصدیق محض کافی ہے عمل کی کوئی ضرورت نہیں اور چونکہ اقرار بھی عمل ہے لہذا اسکی بھی ضرورت نہیں۔ کرامیہ نے کہا کہ ایمان فقط اقرار ہے اعمال کی کوئی ضرورت نہیں اور تصدیق بھی ایک عمل ہے، اسکی بھی کوئی ضرورت نہیں۔

**الحاصل:**..... کرامیہ اور مرجئہ یہ دونوں فرقے اعمال کو ضروری نہیں سمجھتے۔

**مذہب اہل سنت والجماعت:**..... اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ اعمال کے ترک سے بندہ مستحق نار ہوگا اور اچھے اعمال کرنیوالا بفضل خدا سیدہ جنت میں جائیگا۔

**مختصر تعبیر:**..... آسانی کے لیے یوں سمجھ لیں کہ جزئیات اعمال کے لحاظ سے تین گروہ ہیں۔

۱. مفرطین ۲. مفرطین ۳. عادلین

(۱) مفرطین: ..... جزئیت اعمال میں افراط کر نیوالے۔

(۲) مفرطین: ..... جزئیت اعمال میں تفریط کر نیوالے۔ مفرطین کے دو گروہ ہیں۔ (۱) معتزلہ (۲) خارجیہ

(۳) عادلین: ..... جزئیت اعمال میں اعتدال سے کام لینے والے۔

(۱) مذهب معتزلہ: ..... معتزلہ کہتے ہیں کہ تارک اعمال ایمان سے خارج ہے البتہ کفر میں داخل نہیں بلکہ بین الاسلام والکفر ہے۔

(۲) مذهب خارجیہ: ..... خارجیہ کے نزدیک تارک اعمال خارج عن الایمان اور داخل فی الکفر ہے۔

مفرطین: ..... کے بھی دو گروہ ہیں ۱۔ مرجہ ۲۔ کرامیہ

مذهب مرجئہ: ..... مرجئہ کہتے ہیں کہ صرف تصدیق مؤمن ہونے کے لیے کافی ہے عمل کی کوئی ضرورت نہیں اور چونکہ اقرار بھی ایک عمل ہے لہذا اسکی بھی ضرورت نہیں۔

مذهب کرامیہ: ..... کرامیہ کہتے ہیں کہ ایمان کے لیے محض اقرار کافی ہے اعمال کی کوئی ضرورت نہیں اور چونکہ تصدیق بھی ایک عمل ہے لہذا اسکی بھی ضرورت نہیں۔

مذہب عادلین: ..... عادلین کے بھی دو گروہ ہیں ۱۔ جمہور محمدیین و جمہور ائمہ کرام ۲۔ امام اعظم و جمہور متکلمین۔

مذہب جمہور: ..... جمہور کہتے ہیں کہ اعمال ایمان کا جزء ہیں لیکن تارک اعمال ایمان سے خارج نہیں ہوگا بلکہ فاسق ہوگا۔

مذہب جمہور متکلمین اور امام اعظم: ..... امام اعظم اور جمہور متکلمین فرماتے ہیں کہ اعمال ایمان کا جزء نہیں ہے البتہ اعمال دخول اولی کے لیے ضروری ہیں تارک اعمال مستحق نار ہوگا۔ یہ دونوں عادلین ہیں اہل سنت والجماعت ہیں ان میں اختلاف محض تعبیر و عنوان کا ہے کیونکہ جمہور سے جب ان کے قول کی تشریح پوچھیں کہ آیا تارک اعمال خارج عن الایمان ہے یا نہیں؟ تو کہیں گے کہ نہیں اسی طرح اگر امام اعظم سے پوچھا جائے کہ آیا اعمال کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں؟ تو کہیں گے کہ بہت ضرورت ہے۔

خلاصہ: ..... یہ ہے کہ ایک ہے نفس ایمان اور ایک ہے کمال ایمان۔ اعمال نفس ایمان کا جزء نہیں کمال ایمان کا جزء ہیں۔ پس اعمال کے فوت ہونے سے نفس ایمان فوت نہیں ہوتا کمال ایمان فوت ہو جاتا ہے جیسے درخت کہ اگر اسکے پھول، پتے، شاخیں ہوں تو کامل ہے اور اگر انکو کاٹ دیا تو پھر بھی درخت تو ہے لیکن ناقص ہے اور انسان جس کے ہاتھ پاؤں ناک، کان وغیرہ کاٹ دیے جائیں تو بھی انسان ہے لیکن ناقص، کامل تب ہوگا جب یہ اعضاء موجود و سالم ہوں۔

الغرض اعمالِ ایمان میں داخل نہیں بلکہ ذخیل ہیں یعنی کمالِ ایمان پیدا کرنے کے لیے اور دخولِ اولیٰ کے لیے ذخیل ہیں۔

سوال : ..... تعبیر و عنوان کا اختلاف کیوں ہوا جبکہ حقیقت میں اختلاف نہیں؟

جواب : ..... تعبیر و عنوان کا یہ اختلاف زمانے کے اختلاف کی وجہ سے ہے امام صاحبؒ کے دور میں اہل سنت والجماعت کے مقابل خوارج تھے جو کہتے تھے کہ اعمال چھوڑنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو اس ارتداد سے امت کو بچانے کے لیے امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ترکِ اعمال سے کفر لازم نہیں آتا اس لیے ایمان کے لیے صرف تصدیقِ قلبی کافی ہے۔

اور جمہور محدثین کا زمانہ مؤخر ہے ان کا مقابلہ کرامیہ اور مرجئہ کے ساتھ تھا جو کہتے تھے کہ اعمال کی ضرورت ہی نہیں فقط اقرار یا تصدیق کافی ہے تو محدثین نے خیال کیا کہ ایسے تو لوگ اعمال کو چھوڑ دیں گے اس لیے محدثین نے جزئیتِ اعمال کا قول کیا۔  
الغرض جمہور محدثین نے لوگوں کے اعمال بچانے کے لیے یہ تعبیر اختیار کی اور امام صاحبؒ نے لوگوں کا ایمان بچانے کے لیے اوپر والی تعبیر اختیار کی ورنہ دونوں تصدیق کو اصلِ ایمان اور اعمال کو مکملاتِ ایمان قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو احنافؒ اعمال چھوڑ دیتے جبکہ سب سے زیادہ پکے اعمال میں احناف ہی ہیں کتنے اولیاء ہیں جنہوں نے ساری زندگی سنت پر عمل کرنے میں گزاری حالانکہ وہ خفی ہیں ورنہ تو احناف ننگے سرؤکوں پر بیٹھ رہتے کہ اعمال کی ضرورت نہیں اور کپڑا پہننا ایک عمل ہے لہذا اس کی بھی ضرورت نہیں۔

## دلائل احناف

دلائل کا استقصاء تو پورے قرآن وحدیث کو نقل کر دینا ہے جو موجب طوالت ہے اس لیے یہاں اصولی دلائل

بیان ہو گئے۔

دلیلِ اصولی اول : ..... امام صاحبؒ کا مستدل وہ آیات و روایات ہیں جن میں ایمان کو قلب کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اگر ایمان میں اعمال جو ارج داخل ہوتے تو صرف قلب کو محلِ ایمان کیوں کہتے جبکہ بکثرت آیات میں محلِ ایمان قلب کو بتایا ہے۔ مثلاً

(۱) ..... ﴿قُلْهُ مُطْمَئِنُّ بِآلِ اِيْمَانٍ﴾ ۱ امام صاحب نے ایمان کا تعلق صرف قلب سے قرار دیا ہے چنانچہ اگر زبان سے کلمہ کفر بھی کہہ دے (بحالتِ اکراہ) لیکن دل مطمئن ہو تو کافر نہیں معلوم ہوا کہ ایمان کا تعلق صرف قلب سے ہے۔

(۲) ..... ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا ﴿كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَوَلَمْ تُؤْمِنْ﴾ عرض کیا

﴿بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ﴾ ۲

(۳) ..... ﴿كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانِ﴾ ۳

(۴) ..... ﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبُ الْإِيمَانِ وَزَيْنُهُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ ۱ معلوم ہوا کہ ایمان کا تعلق صرف دل سے ہے۔

(۵) ..... ﴿وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ ۲

(۶) ..... ﴿قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ﴾ ۳

(۷) ..... حدیث میں ہے ((من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من الإيمان)) ۴ یہ دلیل نہیں صرف نوع من الدلائل ہے۔

دلیل ثانی اصولی: ..... وہ آیات و روایات ہیں جن میں اعمال صالحہ کو ایمان پر بطور عطف ذکر کیا گیا ہے اس لیے کہ عطف مغایرت کی دلیل ہے اگر اعمال جزو ایمان ہوتے تو عطف سے کیوں بیان کرتے۔ اور یہ کہنا کہ جزء کاکل پر عطف ہے صحیح نہیں، اول تو اس لیے کہ یہ شائع نہیں۔ دوم اس لیے کہ عطف میں اصل مغایرت ہے ۵ مثلاً ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾ ۶ دوسری جگہ فرمایا ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا﴾ ۷ اور فرمایا ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا﴾ ۸

دلیل ثالث اصولی: ..... وہ آیات و روایات ہیں جن میں ایمان والوں کو توبہ اور تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کے زائل ہونے کے باوجود ایمان باقی ہے جیسی تو امنوا کے لفظ سے تعبیر کیا جا رہا ہے مثلاً ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ ۹

دلیل رابع اصولی: ..... وہ روایات جن میں صرف کلمہ پڑھنے پر دخول جنت کی بشارت ہے مثلاً حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ((ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك الا دخل الجنة)) عرض کیا ((وان زنى وان سرق)) فرمایا ((وان زنى وان سرق)) تین بار تکرار ہوا ۱۰

اسی طرح ایک حدیث میں ہے فرمایا ((يخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن شعيرة من خير)) ۱۱ ای ایمان کما صرح بہ فی روایۃ اخری، نیز اس میں ایمان کا کل قلب کو بتایا ہے۔

دلیل خامس اصولی: ..... وہ آیات جن میں عمل صالح کے ساتھ وہو مومن کی قید لگائی ہے اگر عمل جزء ہوتا تو یہ قید کیوں لگاتے؟ یہ بھی مشعر ہے کہ عمل ایمان سے علیحدہ شئی ہے مثلاً ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ ۱۲ اور فرمایا ﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ۱۳

۱ پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۳ ۲ پارہ سورۃ المائدہ آیت ۴۱ ۳ بخاری شریف ص ۸ ج ۱۲ درس بخاری ص ۱۱۷ ۴ پارہ ۱۶ سورۃ الکلیف آیت ۱۰۷ ۵ پارہ ۱۵ سورۃ الکلیف آیت ۳۰ ۶ پارہ ۱۶ سورۃ مريم آیت ۹۶ ۷ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۸ ۸ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۰۱۳ بخاری شریف ج ۱ ص ۱۱ ۹ پارہ ۱۶ سورۃ طہ آیت ۱۱۳ ۱۰ پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۱

دلیل سادس اصولی: ..... وہ آیات و روایات ہیں جن میں باوجود عصیان کے ایمان کا اطلاق ہوا ہے جیسے ﴿وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ﴾ ۱۔ تو باوجودیکہ باغی گروہ اللہ کے امر سے ہٹا ہوا ہے اس کو مؤمن کہا گیا ہے۔

### دلایل جمہور

- (۱)..... ((بنی الاسلام علی خمس)) ۲
  - (۲)..... ((الايمان بضع وستون شعبة)) ۳
  - (۳)..... ((الحیاء شعبة من الايمان)) ۴
  - (۴)..... ((لا یومن احدکم حتی یحب لایحیه ما یحب لنفسه)) ۵
- امام بخاریؒ نے کتاب الايمان میں آخر تک جتنے تراجم قائم کیے ہیں ان سب کے تحت جمہور کے متدلات ذکر فرمائے ہیں۔ اکثر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان مجموعہ کا نام ہے۔

### دلایل معتزلہ و خارجیہ

وہ روایات و آیات جن میں ترک اعمال سے ایمان کی نفی کی گئی ہے یا تارک کو کافر کہا گیا ہے مثلاً

- (۱)..... ((لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عهد له)) ۱
- (۲)..... ((من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر)) ۲
- (۳)..... ﴿مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ ۖ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا﴾ ۳

### دلایل کرامیہ و مرجئہ

وہ احادیث جن میں نفس تصدیق یا نفس اقرار کو ایمان قرار دیا گیا ہے اور نجات کی بشارت دی گئی ہے مثلاً

- (۱)..... ((من قال لا اله الا الله دخل الجنة))
- (۲)..... ((امرت ان اقاتل الناس حتی يشهدوا ان لا اله الا الله فاذا فعلوا ذلك فقد عصموا مني دمانهم واموالهم الا بحق الاسلام)) ۹

### جوابات

زیادہ تر جوابات کا رخ جمہور محدثین کی طرف ہے ساتھ ساتھ کرامیہ، مرجئہ، معتزلہ اور خارجیہ کا جواب بھی ہو جائیگا۔  
جواب اول اصولی: ..... احتیاف کی طرف سے جواب یہ ہے کہ ایک ہے نفس ایمان ایک ہے کمال ایمان،

۱۔ پارہ ۲ سورہ انجرات آیت ۲ بخاری ج ۵ ص ۶ بخاری ج ۶ ص ۵۱۱ ایضاً لا مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵

۲۔ پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۹۳ و مشکوٰۃ الصالح ج ۱ ص ۱۲

نفسِ ایمان تصدیق کا نام ہے اور وہ بسیط ہے، کمالِ ایمان کے لیے اعمالِ صالحہ ضروری ہیں۔ مثال جیسے ذاتِ انسان اور اعضاءِ زائدہ کہ اگر کسی کے اعضاء نہ ہوں تو وہ انسان تو ہے لیکن ناقص ہے۔ اور جیسے درخت کہ ایک انکی ذات ہے جیسے تناور دوسری چیز اجزاء زائدہ ہیں جیسے پھل، پھول، شاخیں وغیرہ اسی طرح نفسِ ایمان اور کمالِ ایمان ہے۔ کہ جن آیات میں ایمان کا محلِ قلب کو قرار دیا گیا ہے وہ نفسِ ایمان کے لحاظ سے ہے اور جن آیات و روایات میں شعبِ ایمان کا ذکر ہے یا یہ ذکر ہے کہ ایمان مجموعے کا نام ہے تو وہ کمالِ ایمان پر محمول ہیں کیونکہ اعمالِ کمالِ ایمان کے اجزاء ہیں۔ اور من ترک الصلوٰۃ جیسی احادیث تشبیہ و تغلیظ پر محمول ہیں۔

**جوابِ ثانی اصولی:** ..... ایک ہے نفسِ ایمان اور ایک ہے نورِ ایمان، نفسِ ایمان تصدیق سے حاصل ہو جاتا ہے البتہ نورِ ایمان اعمال سے حاصل ہوتا ہے پس اعمال نورِ ایمان کا جزء ہیں نہ کہ نفسِ ایمان کا۔

**جوابِ ثالث اصولی:** ..... ایک ہے ایمانِ قالی اور ایک ہے ایمانِ حالی، ایمانِ قالی نفسِ تصدیق سے متحقق ہو جاتا ہے ایمانِ حالی معصیت کے ساتھ جمع نہیں ہوتا نہ ہی بغیر اعمال کے متحقق ہوتا ہے۔ ((لا یزنی الزانی حین یزنی و هو مومن)) سے یہی مراد ہے کہ انکی حالت ایمان والی نہیں۔

**جوابِ رابع اصولی:** ..... ایک ہے نفسِ ایمان ایک ہے قوتِ ایمان، نفسِ ایمان تصدیق سے حاصل ہو جاتا ہے قوتِ ایمان اعمال سے پیدا ہوتی ہے تو ((لا ایمان لمن لا امانۃ له)) میں قوتِ ایمان کی نفی ہے۔

**جوابِ خامس اصولی:** ..... ایمان دو قسم پر ہے ایک ”ایمان منجی مطلقاً“ اسکو ایمانِ فطری بھی کہہ سکتے ہیں دوسرا ”ایمان منجی اولاً“ دوسری تعبیر اس طرح ہے کہ دخولِ جنت دو قسم پر ہے ایک دخولِ اولی دوسرا دخولِ مطلق۔ جن آیات و روایات میں بغیر عمل کے دخولِ جنت کا ذکر ہے ان سے مطلق دخولِ جنت مراد ہے اور جن میں اعمال کی شرط لگائی ہے وہاں دخولِ اولی مراد ہے تو اعمال دخولِ اولی کے لیے شرط اور جزء ہیں۔

**خلاصہ:** ..... اصل جواب ایک ہی ہے تعبیرات مختلف ہیں۔ جس کا ایمان کامل ہو گیا اس کو نورِ ایمان بھی حاصل ہو گیا اسکو دخولِ اولی بھی حاصل ہو گیا جسکا ایمان کامل ہو گیا اسکو قوتِ ایمان بھی حاصل ہو گئی اسکو حلاوتِ ایمان بھی حاصل ہو گئی۔ امام صاحبؒ کی اس تشریح کے بعد کوئی آیت کوئی روایت آپس میں متعارض نہ رہی اور امام صاحبؒ کا مذہب کسی آیت و روایت کے خلاف بھی نہ رہا۔

ایک حدیث میں ہے کہ دوزخ پر ایک وقت ایسا آ جائیگا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ نبیوں نے، ولیوں نے، حافظوں نے سب نے شفاعت کر لی۔ پھر جنتیوں سے کہا جائیگا کہ دیکھو تمہارا کوئی ایمان والا جہنم میں تو نہیں چنانچہ جنت والے نکالیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اب میری باری ہے تو اللہ تعالیٰ تین لپٹیں (چٹو) نکالیں گے۔ بعض

نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک لپ اتنی بڑی ہوگی کہ کوئی دوزخ میں نہ رہے گا۔

حضرت مدنی کا مقولہ ہے کہ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ دوزخ میں کیسے بھیجیں گے جبکہ اسکے خلاف دلائل قوی ہیں، ایمان تو صفت رحمت کی تجلی ہے مجھے یہ مسئلہ سمجھ نہیں آتا تھا تو فرمایا کہ جب مجھے جیل میں بھیجئے گا حکم ہوا تو کہا کہ کپڑے اتار دو اور جیل کے کپڑے پہن لو تو فرمایا کہ اس وقت یہ مسئلہ بھی سمجھ آ گیا۔

اعمال کی جزئیت پر دو مسئلے متفرع ہوتے ہیں۔

مسئلہ اولی: ..... ایمان بسیط ہے یا مرکب؟ جو جزئیت اعمال کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مرکب ہے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بسیط ہے۔ دلائل و جوابات ص ۸۲ پر گزر چکے ہیں۔

مسئلہ ثانیہ: ..... هل الايمان يزيد وينقص ام لا؟ اهل سنت والجماعت کے اس بارے میں تین مسلک ہیں۔

الاول: ..... امام شافعیؒ و جمہور محدثینؒ قائل ہیں کہ یزید و ينقص. ۱۔

الثانی: ..... امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یزید ولا ينقص. ۲۔

الثالث: ..... امام اعظمؒ فرماتے ہیں لا یزید ولا ینقص. ۳۔

☆ وقال الامام (ابو حنیفہؒ) هذا البحث لفظی لان المراد بالايمان ان كان هو التصديق فلا يقبلهما وان كانت الطاعات فيقبلهما ثم قال الطاعات مكملات للتصديق. ۴۔

### دلائل جمہور محدثینؒ

امام بخاریؒ چونکہ جمہور محدثینؒ کے ساتھ ہیں اس لیے الايمان یزید و ينقص کے دلائل لائے ہیں جو

بخاری شریف میں مذکور ہیں۔

دلائل امام مالکؒ: ..... امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ تمام آیات و روایات جو جمہور محدثینؒ ذکر کرتے ہیں ان سب میں الايمان یزید کا ذکر تو ہے لیکن ینقص کا ذکر نہیں ہے پس الايمان یزید ولا ینقص لیکن یہ بات سرسری ہے کیونکہ زیادتی و کمی آپس میں متقابلین ہیں پہلے کی تھی اسی لئے تو زیادتی ہوئی۔

### جوابات

جواب اول: ..... یہ کمی بیشی ایمان کے لحاظ سے نہیں بلکہ مومن بہ کے لحاظ سے ہے مثلاً اس آیتیں نازل ہوئیں ان پر ایمان لے آئے پھر دس اور اتریں ان پر بھی ایمان لے آئے تو اس طرح ایمان بڑھ گیا۔

جواب ثانی: ..... زیادتی اجمال و تفصیل کے لحاظ سے ہے کہ جب ایمان لانا ہے تو اجمالاً بجمع ما



جاء به النبی ﷺ پر ایمان لانا ہے اور جب تفصیل معلوم ہوگی تو تفصیل کے لحاظ سے زیادتی ہوگی اجمال کے اعتبار سے کوئی زیادتی نہ ہوگی۔

جواب ثالث: ..... ایمان منجی مطلقاً اور ایمان فطری میں کوئی زیادت و نقصان نہیں اور وہ ایمان جو دخول اولیٰ کا سبب ہے (یعنی کمال ایمان) اس میں کمی زیادتی ہو سکتی ہے۔

جواب رابع: ..... تصدیق کے دو درجے ہیں (۱) نفس تصدیق (۲) کیفیت تصدیق۔

نفس تصدیق کے اعتبار سے الایمان لایزید ولا ینقص ہے اور کیفیت تصدیق کے لحاظ سے الایمان یزید و ینقص جیسے زیر و کابل و کابل و سوا کا بلب نفس ضوء میں برابر ہیں کیفیت ضوء میں متفاوت ہیں۔

جواب خامس: کمی بیشی ایمان محقق میں آتی ہے ایمان مقلد میں نہیں محقق اسے کہتے ہیں جو تصدیق کرتا ہے باستحضار دلائل۔ مقلد جس کا ایمان، تصدیق بدوں استحضار دلائل ہو کیونکہ ایمان مقلد تشکیک مشکک کا محتمل ہے بخلاف ایمان محقق کے، کہ وہ تشکیک مشکک سے زائل نہیں ہوتا۔

لطیفہ: ..... کہا جاتا ہے کہ ایمان مقلد معتبر نہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایمان غیر مقلد معتبر ہے۔ مقلد کے مقابلہ میں غیر مقلد کی اصطلاح حادث ہے۔ اس جملہ میں مقلد بمقابلہ محقق ہے اصطلاح معلوم نہ ہونے کی وجہ سے غیر مقلد بن جاتا ہے۔ ایسے ہی ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ تو کیا اللہ تعالیٰ اپنی ہلاکت پر بھی قادر ہے؟

جواب: ..... یہ ایک عیب ہے و هو تعالیٰ منزہ عن العیوب۔ ایسے ہی اپنا شریک بنانا بھی عیب ہے واللہ تعالیٰ مبوء عن ذلک۔ ایسے ہی کوئی کہے کہ کذب شان نبوت کے خلاف نہیں تو جاہل سننے والا کہے گا ”بے ادب گستاخ کافر ہو گیا“ کیونکہ جاہل کے ذہن میں کذب کا ایک ہی معنی ہے حالانکہ مجاز، کنایہ، تشبیہ، استعارہ سب کذب کی اقسام ہیں اور ان کا استعمال شان نبوی کے خلاف نہیں۔

فائدہ: ..... امام شافعیؒ کے نزدیک محل ایمان دل ہے، اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک محل ایمان دماغ ہے ۱۔



(۲)

﴿بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ بَنَى الْإِسْلَامَ عَلَى

خَمْسٍ وَهُوَ قَوْلٌ وَفَعْلٌ وَيَزِيدٌ وَيَنْقُصُ﴾

آنحضرت ﷺ کے یہ فرمانے کے بیان میں کہ اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی ہے اور ایمان قول، فعل کو کہتے ہیں اور وہ بڑھتا ہے، گھٹتا ہے

قَالَ	اللَّهُ	تَعَالَى	لِيَزِدَّادُوا	إِيمَانًا	مَعَ	إِيمَانِهِمْ
اللہ تعالیٰ نے (سورہ فتح آیت ۴) فرمایا تاکہ (ان کے پہلے) ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو، اور (سورہ کہف آیت ۱۳)						
وَزِدْتُهُمْ هُدًى. وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى. وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا						
ہم نے انکو اور زیادہ ہدایت دی اور (سورہ مریم آیت ۷۶) جو لوگ سیدھے راہ پر ہیں، اور (سورہ قتال میں) جو لوگ راہ پر ہیں						
زَادَهُمْ هُدًى وَاتَّهَمُ تَقْوَاهُمْ وَيَزِدَّادُ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا						
انکو اللہ تعالیٰ اور زیادہ ہدایت دی، اور انکو پرہیزگاری عطا فرمائی، اور (سورہ مدثر آیت ۳۱) جو لوگ ایماندار ہیں انکا ایمان اور زیادہ ہوا						
وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا، فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا						
اور (سورہ براءۃ آیت ۱۲۴) فرمایا اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھایا جو لوگ ایمان لائے ان کا ایمان بڑھایا						
وَقَوْلُهُ فَآخِشَوْهُمْ زَادَهُمْ إِيمَانًا						
اور (سورہ آل عمران آیت ۱۷۳) فرمایا (لوگوں نے مسلمانوں سے کہا) تم کافروں سے ڈرتے رہنا تو ان کا ایمان اور بڑھ گیا						
وَقَوْلُهُ وَمَا زَادَهُمُ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا						
اور (سورہ احزاب آیت ۲۲) فرمایا انکا کچھ نہیں بڑھا مگر ایمان اور اطاعت کا شیوہ						
وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبَغْضُ فِي اللَّهِ مِنَ الْإِيمَانِ						
(اور حدیث کی رو سے) اللہ کی راہ میں محبت رکھنا اور اللہ کی راہ میں دشمنی رکھنا ایمان میں داخل ہے						
وَكُتُبُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ أَنَّ لِلْإِيمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُودًا						
اور عمر بن عبد العزیزؓ (خليفة) نے عدی بن عدیؓ ۱۔ کو لکھا کہ ایمان میں فرض ہیں اور عقیدے اور حرام باتیں						

وَسَنَّا فَمَنْ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ وَمَنْ لَمْ يَسْتَكْمِلَهَا

اور مستحب اور مسنون باتیں پھر جو کوئی ان کو پورا ادا کرے اس نے اپنا ایمان پورا کر لیا اور جو کوئی ان کو پورا ادا نہ کرے

لَمْ يَسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ فَانْ اَعَشْ فَاَسْبِيْنَهَا لَكُمْ حَتَّى تَعْمَلُوا بِهَا

اس نے اپنا ایمان پورا نہیں کیا، پھر اگر (آئندہ) میں جیتا رہا تو ان سب باتوں کو ان پر عمل کرنے کے لیے تم سے بیان کروں گا

وَ اَنْ اَمْتُ فَمَا اَنَا عَلٰى صَحْبَتِكُمْ بِحَرِيصٍ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَكِنْ

اور اگر میں مر گیا تو مجھ کو تمہاری صحبت میں رہنے کی کچھ ہوس نہیں ہے، اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا: لیکن

لَيُطْمَئِنِّ قَلْبِي ، وَقَالَ مَعَاذَ اجْلَسَ بِنَا نَوْمًا سَاعَةً

میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسلی ہو جائے اور معاذ نے (اسود بن ہلال سے) کہا ہمارے پاس بیٹھ ایک گھڑی ایمان کی باتیں کریں

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْيَقِيْنَ الْاِيْمَانَ كُلَّهُ وَقَالَ ابْنُ عَمْرٍ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيْقَةَ التَّقْوٰى حَتَّى

ابن مسعود نے کہا یقین پورا ایمان ہے، اور ابن عمرؓ نے کہا بندہ تقویٰ کی اصل حقیقت (یعنی کنہ) کو نہیں پہنچ سکتا اس وقت تک کہ

يَدْعُ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ

جو بات دل میں کھٹکے اس کو چھوڑ دے، اور مجاہدؓ نے کہا اس آیت کی تفسیر میں (اس نے تمہارے) لئے دین کا وہی رشتہ ٹھہرایا

مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا اَوْ صِيْنَاكَ يَا مُحَمَّدٌ وَاَيَاہُ دِيْنًا وَاَحَدًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

جس کا نوح کو حکم دیا تھا، ہم نے تجھ کو اے محمد اور نوح کو ایک ہی دین کا حکم دیا۔ اور ابن عباسؓ نے کہا (اس آیت کی تفسیر میں)

شَرْعَةً وَمِنْهَا جَا سَبِيْلًا وَسُنَّةٌ وَدَعَاؤُكُمْ اِيْمَانُكُمْ

شرعہ و منها جا یعنی راستہ اور طریقہ اور (سورہ فرقان کی اس آیت کی تفسیر میں کہا) دعاؤکم یعنی ایمانکم

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ کا مقصود اس باب سے ترکیب ایمان ثابت کرنا ہے۔ نیز

مرجہ کی تردید مقصود ہے جو محض تصدیق کو ایمان قرار دیتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ امام اعظمؒ کی تردید مقصود ہے کیونکہ

وہ بھی صرف تصدیق قلبی کو ایمان کہتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام صاحبؒ کا اختلاف صرف تعبیر و عنوان میں

ہے معنوں میں نہیں ۲

بنی الاسلام علی خمس:..... یہ ایک حدیث کا قطعہ ہے اس حدیث میں اسلام کو ایک خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جیسے اسکے پانچ ستون ہوتے ہیں ایسے ہی اسلام کے بھی پانچ ستون ہیں ایک درمیان میں اور چار کونوں میں پھر جس طرح بناء کے اجزاء ہوتے ہیں اسی طرح اسلام کے بھی اجزاء ہیں تو تشبیہ کی وجہ سے اسلام کا مرکب ہونا معلوم ہوا ۱

اشکال اول:..... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلام کے اجزاء صرف پانچ ہیں حالانکہ روایات سے اور بھی ثابت ہیں چنانچہ بعض روایات میں سبع و سبعون کا لفظ ہے تو یہ تعارض ہوا؟  
جواب ۱:..... خمس کے ذکر سے تحدید مقصود نہیں بلکہ صرف ترکیب ثابت کرنا مقصود ہے۔

جواب ۲:..... اس جگہ ان اجزاء کا بیان کرنا مقصود ہے جو مہتم بالشان ہیں اور اسلام کے مہتم بالشان اجزاء پانچ ہیں۔  
اشکال ثانی:..... امام بخاریؒ کا یہ استدلال ناقص ہے کیونکہ اس میں ہے بنی الاسلام علی خمس۔ اسلام مبنی ہے اور خمس مبنی علیہ ہے اور قاعدہ ہے کہ مبنی اور مبنی علیہ میں تغایر ہوتا ہے پس اس حدیث سے تو اسلام اور خمس میں تغایر ثابت ہوا نہ کہ ترکیب۔ جبکہ غرض بخاریؒ ترکیب کو ثابت کرنا ہے۔

جواب:..... حروف جارہ ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں یہاں پر علی بمعنی من ہے ای بنی الاسلام من خمس۔ اب تغایر نہ رہا کیونکہ اعتراض کا مبنی علیہ ہی نہ رہا ۲

اشکال ثالث:..... امام بخاریؒ نے یہ حدیث ترکیب ایمان ثابت کرنے کے لیے ذکر کی ہے حالانکہ اس سے ترکیب ایمان ثابت نہیں ہو رہی کیونکہ قول النبی ﷺ بنی الايمان نہیں ہے بلکہ بنی الاسلام ہے، پس حدیث باب کے مطابق نہیں؟

جواب:..... امام بخاریؒ کی اصطلاح میں ایمان، اسلام، ہدایت (ہدی) تقویٰ، دین اور برّ، یہ سب شئی واحد ہیں۔ پس بنی الاسلام کا معنی بنی الايمان ہے اسی طرح آئندہ آیات و روایات میں امام بخاریؒ کی مراد یہ ہے کہ یہ سب مصداق کے اعتبار سے متحد ہیں اور مفہوم کے اعتبار سے متغائر اور یہ مراد نہیں کہ ایمان تقویٰ وغیرہ مترادف ہیں فانہ باطل ۳

وهو قول وفعل:..... ہو ضمیر کا مرجع ایمان ہے چونکہ امام بخاریؒ کے نزدیک ایمان و اسلام میں مترادف ہے اس کے پیش نظر اگر اسلام کی طرف لوٹائیں تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ۴

سوال: امام بخاریؒ تراجم میں قرآن کریم کی آیت یا الفاظ حدیث یا قول سلف نقل کیا کرتے ہیں اپنا قول ذکر نہیں کرتے یہاں اس کے خلاف اپنا قول نقل کیا ہے کیوں؟

جواب:..... حقیقت میں قول سلف ہی نقل کر رہے ہیں لیکن اختصار کی وجہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ قول سلف ہے اور

وہ قول سلف جس کو مختصر کیا وہ یہ ہے الایمان ہو اعتقاد و قول و عمل۔ امام بخاریؒ نے ایک اختصار تو یہ کیا کہ اعتقاد کو حذف کر دیا اور دوسری تبدیلی یہ فرمائی کہ عمل کی جگہ فعل کہہ دیا۔

اعتراض: ..... یہ اختصار تو محل بالمراد ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ اعتقاد اور تصدیق ایمان کے لیے ضروری نہیں؟  
جواب ۱: ..... چونکہ اعتقاد و تصدیق کا اسلام کے لیے ضروری ہونا ایک مسلم امر ہے اس لیے یہ مفروغ عن البحث ہے۔ کیونکہ یہ قطعی اور یقینی تھا اس لیے ذکر نہیں کیا۔

جواب ۲: ..... امام بخاریؒ نے اختصار کیا ہے کیونکہ قول سے مراد عام ہے ظاہری ہو یا باطنی، جب قول کو عموم پر محمول کر لیا تو اعتقاد کو بھی شامل ہو جاتا ہے کیونکہ قال کی نسبت جب دل کی طرف کریں تو اعتقاد کے معنی میں ہوتا ہے، جب پاؤں کی طرف کریں تو چلنے کے معنی میں اور سر کی طرف کریں تو اشارہ کے معنی میں آتا ہے۔

تغییر ثانی: ..... عمل کی جگہ فعل کو ذکر فرمایا اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب: ..... دوسرے محدثین عمل اور فعل میں فرق کرتے ہیں اور امام بخاریؒ ان میں فرق نہیں کرتے، اس لئے امام بخاریؒ نے عمل کی جگہ فعل فرمایا۔ امام بخاریؒ نے قول و فعل کہہ کر الاسلام کی تشریح کی جو بنی الاسلام میں مذکور ہے، تو حدیث سے ترکیب ایمان معلوم ہوئی اور یہی ترکیب قول سلف سے بھی معلوم ہو رہی ہے۔

سوال: ..... ائمہ حنفیہ قول سلف کے کیوں قائل نہیں؟

جواب: ..... قول سلف کی شرح تشریحات کے عنوان سے درج ذیل ہے جو حنفیہ کے خلاف نہیں۔

تشریح اول: ..... اجزاء دو قسم کے ہوتے ہیں ۱۔ اجزاء اصلیہ ۲۔ اجزاء کمال۔ اجزاء اصلیہ وہ ہیں جو شئی کے لیے مقوم ہوں اور ان کے فوت ہو جانے سے شئی فوت ہو جاتی ہو۔

اجزاء کمال وہ ہیں جن کے فوت ہو جانے سے شے فوت نہ ہو۔ یہ اجزاء، اجزاء کمال ہیں اجزاء اصلیہ نہیں ہیں فلا تعارض  
تشریح ثانی: ..... اجزاء دو قسم کے ہیں ۱۔ اجزاء حقیقی ۲۔ اجزاء عرفی۔ اجزاء حقیقی کے فوت ہو جانے سے شے فوت ہو جائے اور اجزاء عرفی اسکے برعکس۔ یہ اجزاء عرفی ہیں۔

تشریح ثالث: ..... شئی کی ایک ہیئت اصلیہ ہے اور ایک ہیئت محسنہ۔ یہ اجزاء ہیئت اصلیہ اور ہیئت محسنہ دونوں کے ہیں۔ سلف ہیئت محسنہ کو ذکر کرتے ہیں، ہیئت محسنہ جیسے ناک ہے داڑھی ہے یہ ہیئت محسنہ کے اجزاء ہیں داڑھی کا حسن شرعی ہے علماء نے لکھا ہے کہ داڑھی جبراً کانٹے سے نصف دیت واجب ہوتی ہے، جیسے کان کانٹے سے حسن کے بگڑنے کی وجہ سے نصف دیت واجب ہوتی ہے لیکن فساد مزاج کی وجہ سے اسکا احساس نہیں کہ داڑھی حسن ہے اور اسکا منہ وانا بد صورتی ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔

واقعه:..... ایک بادشاہ کا واقعہ ہے کہ اس کے ملک میں جو عورت جرم کرتی اسکی ناک کٹا دیتا اور ایک علیحدہ بستی بنا رکھی تھی جس عورت کی ناک کاٹا اسے اس بستی میں بھیج دیتا۔ ایک مرتبہ بادشاہ کی بیوی کو خیال ہوا کہ وہ تو بہت بد صورت نظر آتی ہوگی چنانچہ ان کو دیکھنے کے لیے ان کی بستی میں گئی جب کلٹیوں نے دیکھا تو شور مچا دیا، ناک کو آگنی! ناک کو آگنی! اس نے اپنا ناک چھپایا اور چلی آئی۔ آج ڈاڑھی والوں، مولویوں کی یہی حالت ہے۔

تشریح رابع:..... ایک ہے نفسِ ایمان اور ایک ہے مظہرِ ایمان۔ تو امام صاحب "نفسِ ایمان کو ذکر کرتے ہیں اور سلف مظاہرِ ایمان کو ذکر کرتے ہیں۔ ایمان تو نفسِ تصدیق ہے اس کے مظاہر مختلف ہیں جب اسکا مظہر دل ہو تو اسے تصدیق کہتے ہیں جب اسکا مظہر جسم ہو تو اعمال و جود میں آتے ہیں اور جب اسکا مظہر زبان ہو تو اسے اقرار کہتے ہیں۔

تشریح خامس:..... ایک ہی چیز ہے اسکے مواظن بدلنے سے نام بدل جاتے ہیں تو یہ اختلاف الاسامی باختلاف المواظن ہے جب ایمان کا موطن دل ہو تو اسکا نام تصدیق، زبان ہو تو اقرار، اعضاء ہوں تو اعمال۔

تشریح سادس:..... قولِ سلف میں بیانِ ترحیب ہے نہ کہ بیانِ ترکیب۔ کہ پہلے ایمان دل میں آتا ہے پھر جب زبان پر آتا ہے تو اقرار کہلاتا ہے پھر جب اعضاء میں آتا ہے تو اعمال کہلاتا ہے دل میں آتا ہے تو تصدیق کہتے ہیں پھر پھوٹ پھوٹ کر زبان پر اقرار کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر پھوٹ پھوٹ کر اعمال کی صورت میں جسم پر ظاہر ہوتا ہے تو آدمی مجدد ریز ہو جاتا ہے۔

آٹھ آیاتِ مبارکہ:..... امام بخاریؒ نے یزید و یمنقص ثابت کرنے کے لیے آٹھ آیتیں ذکر کیں ہیں اتنی آیات اور کہیں ذکر نہیں فرمائیں۔ اس مسئلہ پر بڑا زور دیا ہے لیکن یہ آیات احناف کے خلاف نہیں اس لیے کہ ایک ہے نفسِ تصدیق وہ تو کم و بیش نہیں ہوتی اور ایک ہے ثمراتِ ایمان، حلاوتِ ایمان، درجاتِ ایمان، طمانینتِ ایمان، نورِ ایمان، قوتِ ایمان، تفصیلِ ایمان، یا مومن بہ ان کے لحاظ سے ایمان میں زیادتی، کمی ہوتی رہتی ہے۔

والحب فی اللہ والبغض فی اللہ من الایمان:..... اس سے ترکیبِ ایمان پر استدلال کیا ہے کہ من جمع فیہ ہے معنی یہ ہوا کہ اللہ کے لیے محبت کرنا اور بغض رکھنا ایمان کا جزء ہے تو من جمع فیہ سے ایمان کی جزئیات ثابت ہوئی۔ نیز محبت کلی مشکلک ہے کم زیادہ ہوتی ہے اور یہ ایمان کا جزء ہے تو جب جزء میں کمی بیشی ہوتی ہے تو کل میں بھی کمی بیشی ہوگی۔

عذل العواذل حول قلبی الثانیہ ﴿ ۱ ﴾ وهوی الاحبة منه فی سودائه

اس شعر میں کلی مشکلک کو ثابت کیا ہے کہ آخری محبت وہ ہے جو سوداءِ قلب تک پہنچتی ہے باقی محبتیں باہر رہتی ہیں۔

ونحن نقول انها للابتداء والاتصال کما فی قوله ﷺ ((انت منی بمنزل هارون من موسی))

فلابدل على الجزئية فالمعنى ان الحب فى الله انما يبتدى من الايمان ۱

قصہ، راہ چلتے کی محبت: ایک عورت جا رہی تھی۔ ایک مرد کی نظر پڑی پیچھے چل پڑا۔ عورت نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ تم سے محبت ہو گئی ہے۔ عورت نے کہا ارے بے سمجھ ایہ پیچھے تو دیکھ مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت عورت آرہی ہے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا، عورت نے ایک تھڑر سید کیا اور کہا یہی محبت ہے؟

قصہ، اصلی محبت: ..... حضور ﷺ کے سات آٹھ صحابہ قید ہو گئے۔ کفار نے کہا محمد (ﷺ) کا ساتھ چھوڑ دو تمہارا اکرام کریں گے۔ انکار پر پٹائی کی۔ واقعہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ ابن اثیرؒ نے کامل (کتاب) میں عبد اللہ بن حذافہ سہمیؓ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں یہ امیر لشکر بن کر رومیوں کے مقابلہ میں لڑنے کے لیے گئے۔ اتفاقاً مغلوب ہو کر قید ہو گئے۔ بادشاہ نے ان سے کہا ہم تمہارے مرتبہ سے واقف ہیں تم اگر ہماری بات مان لو اور اپنا دین چھوڑ کر عیسائی مذہب قبول کر لو تو نہ صرف یہ کہ ہم تمہیں چھوڑ دیں گے بلکہ تم کو اچھا عہدہ دیں گے اور شاہی خاندان میں شادی بھی کر دیں گے وغیرہ۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ نے فحارت کے ساتھ یہ پیش کش ٹھکرا دی تو انھیں مع ساتھیوں کے قید کر دیا اور کھانا پانی بند کر دیا حتیٰ کہ جان پر بن آئی اور منہ کی حالت کو پہنچ گئے تو خنزیر کا گوشت اور شراب پیش کی گئی فرمایا کہ ہر چند کہ اس وقت منہ کی حالت ہے اور ایسی حالت میں شریعت جان بچانے کے لیے اس کی اجازت دیتی ہے مگر میری غیرت ایمانی اسے قبول نہیں کرتی ہے میں اسے نہ کھاؤں گا، صاف انکار کر دیا اور دیگر تمام صحابہ کرامؓ نے بھی انکار کر دیا۔ پھر اس نے یہ تدبیر اختیار کی کہ ایک بڑے کڑھاؤ میں تیل گرم کر لیا اور ان کے سامنے ایک مسلمان مجاہد کو اس میں ڈال دیا اور ادیر میں وہ جل کر کباب ہو گئے (اللہ کی ہزار رحمتیں ہوں ان پر، امین) پھر ان کی طرف مخاطب ہو کر بولا تمہارے ساتھ بھی یہی معاملہ کرنے والا ہوں مگر ایک بار اور موقع دیتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ میری بات مان لو اس کے بعد بھی انھوں نے انکار ہی میں جواب دیا۔ تب اس نے جل کر حکم دیا کہ ان کو بھی اس کڑھاؤ میں ڈال دو۔ جب لوگ ان کو لیکر چلے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ وہ رو رہے ہیں۔ حکم ہوا کہ لوٹا لاؤ۔ لائے گئے تو بولا شاید عقل آ گئی ہے موت نے ہوش ٹھیک کر دیے۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا میرے آنسوؤں سے تجھے دھوکا لگا خدا کی قسم میں موت کے ڈر سے نہیں رویا بلکہ اس وقت دل میں یہ حسرت اور تپنا پیدا ہوئی کہ انفس میرے پاس صرف ایک جان ہے جو اس وقت پیش کر رہا ہوں۔ کاش میرے پاس ہزار جانیں ہوتیں تو انہیں بھی اسی طرح اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا۔ بس یہ تپنا آنسو بن کر ٹپک پڑی اور تجھ کو خیال ہوا کہ میں موت سے ڈر گیا۔ بادشاہ اس جذبہ حق سے مرعوب ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں تجھے چھوڑ دوں گا بشرطیکہ تم میری پیشانی کو ایک بوسہ دے دو۔ سوچ کر بولے تنہا مجھے چھوڑ دے گا یا میرے سب ساتھیوں کو بھی؟ بادشاہ نے جواب دیا، سب کو، فرمایا منظور ہے۔ بادشاہ نے دربار سجایا اور انہوں نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور سب کو چھڑا لائے۔ (کیا فہمی صحابہؓ

فہم تھی صحابہؓ کی، سبحان اللہ) جب یہ مدینہ منورہ پہنچے اور امیر المؤمنین کو واقعہ کی اطلاع ملی تو دربار سجایا اور فرمایا کہ اس جانباز کا حق ہے کہ آج ہر شخص اس کی پیشانی کو بوسہ دے چنانچہ سب مسلمانوں نے بوسہ دیا اور خود امیر المؤمنین نے بھی! بوسہ دیا۔  
 حدیث اول کا جواب ۱: ..... کی پیشی کمال ایمان میں ہے اور محبت و بغض فی اللہ اسی (کمال ایمان) کے اجزاء ہیں۔  
 جواب ۲: ..... من الایمان میں من تعین فیہ نہیں ہے بلکہ ابتدائیہ ہے۔

جواب ۳: ..... یہ حدیث ابو داؤد کی ہے اگر ساری حدیث نقل کی جائے تو حنفیہ کی دلیل بنتی ہے اور وہ یوں ہے۔  
 اخرج ابو داؤد من حدیث ابی امامۃ ((ان رسول اللہ ﷺ قال من احب لله وابغض لله واعطى الله ومنع الله فقد استكمل الایمان)) ۲ اب اس میں الحب فی اللہ من الایمان کے لفظ ہی نہیں ہیں اسی طرح دیگر روایات میں بھی یہ لفظ من الایمان نہیں۔

و کتب عمر بن عبدالعزیز ۲: ..... عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسئلہ پوچھنے کے طور پر لکھا، فرائض سے مراد اعتقادات ہیں، شرائع سے اعمال مراد ہیں، حدود سے منہیات مراد ہیں اور سنن سے مستحبات و مندوبات مراد ہیں ۳  
 ☆ اس سے بھی ترکیب ایمان اور ایمان میں کمی بیشی کو ثابت کر رہے ہیں۔ جہاں انھوں نے ترکیب اور زیادت و نقصان کو ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے وہاں حنفیہ کو بھی موقع دیدیا کیونکہ فقہ استکمل الایمان فرمایا ہے حتیٰ کہ حافظ ابن حجرؒ نے بھی کہہ دیا فالمراد انھا من المکملات کہ یہ ایمان کے اجزاء تکمیلیہ ہیں ۵۔ پس معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ یہ دلائل حنفیہ کی رد میں نہیں پیش کر رہے بلکہ مرجعہ کے خلاف پیش فرما رہے ہیں۔

فائدہ: ..... کتب عمر الخ یہ تعلیقات بخاری سے ہے ۱

وقال ابراہیم ۱ لِيَطْمَنَنَّ قَلْبِي:

اشکال: ..... قول ابراہیم علیہ السلام قرآن پاک ہے تو ماسبق میں مذکور آیات کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے تھا؟  
 جواب ۱: ..... بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ یہ قول ابراہیم علیہ السلام ہے اس لیے یہاں علیحدہ ذکر کر دیا لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ جب قرآن میں مذکور ہے تو قرآن ہے خواہ جس کا بھی قول ہو ۵  
 جواب ۲: ..... گزری ہوئی آٹھ آیات میں زیادت ایمان صراحتاً مذکور تھی اور اس آیت سے زیادتی استنباط معلوم ہوتی تھی اسی فرق کو بتانے کے لیے فصل کیا ۱

فائدہ: ..... اس آیت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ایمان میں کچھ کمی تھی اس لیے زیادتی کا

۱۔ درس بخاری ج ۱ ص ۱۶۷ ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۹۵ ۲۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۳ ۳۔ وصلى انس خلفه قبل خلافة ثم قال ما رأيت احدا شبه صلوة برسول الله ﷺ من هذا الفتي اى عشرين عبدالعزیز جمعہ روز جس میں ۱۰ احاد کو انتقال ہوا عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۳ ۴۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۳ ۵۔ درس بخاری ص ۱۳۸، ۱۳۹ ۶۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۵۱ ۷۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۳ ۸۔ عمرانی لفظ ہے آپ علیہ السلام عراق میں پیدا ہوئے، کپڑے کی تجارت کی، عراق سے شام کی طرف ہجرت کی بکلی عمر مبارک ۵۰ سال ۲۰۰ سال قبر مبارک خرمون (خلیل للطنین) میں ہے۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۳ ۹۔ تقریر بخاری ج ۱ ص ۱۱۶ ۱۰۔ یعنی ج ۱ ص ۱۱۳



سوال کیا امام بخاریؒ بھی اسی جماعت میں شامل ہیں۔ لیکن یہ بات سرسری ہے اگر غور کیا جائے تو وہی بات سامنے آتی ہے جو ابن ہمامؒ نے فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام کا یقین انتہاء کو پہنچا ہوا تھا کیونکہ جب کسی چیز کا یقین انتہاء کو پہنچ جاتا ہے تو اس کو دیکھنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو سوال کا یہ طرز پسند نہ آیا اس لیے فرمایا ﴿اَوَلَمْ تُؤْمِنْ﴾ وقال معاذ ۲ اجلس بنا نؤمن ساعة: ..... اور معاذؓ نے اسود بن ہلالؓ سے کہا ہمارے پاس بیٹھ ایک گھڑی ایمان کی باتیں کرتے ہیں یعنی ایمان زیادہ کرتے ہیں۔

وقال ابن مسعود ۳ اليقين الايمان كله: ..... اور ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ یقین پورا ایمان ہے امام بخاریؒ نے لفظ کل سے استدلال کیا ہے اس لیے کہ لفظ کل سے ذواجزاء (اجزاء والی چیز) کی تاکید لائی جاتی ہے۔ جواب: ..... کمال ایمان ذواجزاء ہے نفس ایمان نہیں۔ ۲

وقال ابن عمر ۵ لا يبلغ العبد حقيقة التقوى: ..... یعنی ٹھیک ٹھیک اور پوری طرح تقویٰ کا تحقق اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک شک کی چیز نہ چھوڑ دے۔ تقویٰ کی انتہاء کو ذکر کیا جا رہا ہے اسکے ابتدائی درجات بھی تو ہونگے لہذا اس سے کمی بیشی ثابت ہوگی۔

جواب: ..... کمال ایمان میں کمی بیشی ہے اس لیے کہ تقویٰ کے مراتب ہیں۔

وقال مجاهد ۱ شرع لكم من الدين ما وصى به نوحاً: ..... مجاہدؒ نے اس کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے اوصیناک یا محمد وایاہ دینا واحدا دونوں کے دین کو ایک ہی قرار دیا حالانکہ ان کے ایمان و دین اور انکی امتوں کے ایمان و دین میں فرق ہے کیونکہ اس دین کے بارے میں فرمایا الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ تو ترکیب و جزئیات ثابت ہوگئی۔

جواب: ..... ان قوله دينا واحدا باعتبار الاصول لا باعتبار الفروع لان الفروع مختلفة بين الانبياء فما ثبت منه جزئية الاعمال والجواب من كل المستدللات ان المراد منه كمال الايمان وهو مركب فلا ضير في قوله اوصيناك يا محمد وایاہ دینا واحدا

امام بخاریؒ کی بیان کردہ تفسیر و تشریح پر علامہ بلقینی شافعی المتوفی ۷۲۲ھ نے اعتراض کیا ہے۔

اعتراض: ..... یہ تصحیف ہے اور درست اوصیناک یا محمد وانیاء ہ ہے ۱ اور قاعدہ عربیہ سے معلوم ہوتا ہے صحیح تفسیر یہی ہے کیونکہ عمومی قاعدہ ہے کہ صیغہ غائب کی تفسیر غائب سے کی جاتی ہے نیز ایاء کی ضمیر کو نوح علیہ السلام کی طرف راجع کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس سے ما قبل اور انبیاء بھی مذکور ہیں چونکہ امام بخاریؒ مجاہد سے نقل کر رہے ہیں لہذا اس پر ذمہ داری ہوگی۔ عبد بن حمید، فربنی، طبری، ابن منذر نے اسی تفسیر کو ذکر کیا ہے۔

۱ یعنی ج ۱ ص ۱۱۳ کل روایات ۱۵۷، ۱۸۰، ۳۳۰ سال کی عمر میں عوس (بن الرملة وبيت المقدس) میں انتقال ہوا یعنی ج ۱ ص ۱۱۵ کل روایات ۸۸۸، متوفی ۳۲۲ھ درس بخاری ص ۱۳۰ ج ۱ کل روایات ۱۶۳۰، انتقال بحی بن بکیر توفی بمكة بعد الحج ودفن بالمصعب (ایک قول یہی ہے) عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۶ ج ۱ حوامامی الفقہ والتفسیر والحدیث متوفی ۱۰۰۰ھ ۸۳۰ سال کی عمر میں محدث کرتے ہوئے مکة المکرمہ میں انتقال ہوا عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۷ ج ۱ ص ۸۷ بخاری ص ۲۳۰ ج ۱ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۷

جواب: ..... علامہ ابن حجر عسقلانی نے جواب دیا۔ (۱) ایہ کی ضمیر حضرت نوح علیہ السلام کی طرف لوثی ہے اس لیے کہ حضرت نوح علیہ السلام اس سلسلہ میں اصل ہیں تو اصل کا ذکر کافی سمجھا گیا تو ایہ کی ضمیر سے مراد خاص نہیں بلکہ سب ہی مراد ہیں۔ (۲) روایت نقل و قسم پر ہے باللفظ وبالمعنی تو عارف عربیت کے لیے روایت بالمعنی جائز ہے تو امام بخاری نے روایت بالمعنی کی ہے۔ علامہ عینی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ تصحیف نہیں ہے بلکہ صحیح ہے نوح کو آیت مبارکہ میں الگ ذکر فرمایا اور باقی انبیاء کو نوح کے ذکر پر عطف کیا کیونکہ جس چیز کی وصیت حضرت نوح کو کی گئی تمام انبیاء اس میں شریک ہیں ان میں سے ایک کو ذکر کرنا باقیوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ مذکرین میں سے نوح اقرب ہے لہذا اولیٰ یہ ہے کہ ضمیر کو اسی کی طرف لوٹایا جائے۔

وقال ابن عباس: ..... شرعة ومنهاجا سیلا وسنة لف وشر غیر مرتب ہے۔ سیلا منهاجا کی تفسیر ہے اور سنة شرعة کی۔ منهاجا بزرارستہ، شرعة چھوٹا راستہ، تو منهاجا سے اصول مراد ہیں اور شرعة سے فروع۔ استدلال اس طرح ہے کہ شرعة ومنهاجا دین کی تفسیر ہے اور دین مرکب ہے تو ایمان کا مرکب ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ جواب: ..... کلام لفظ ایمان میں ہے اور اس کے ہم معنی چار (ایمان، تقویٰ، ہدیٰ، بر) لفظ مانے تھے جن میں شرعة کا لفظ نہیں ہے پس یہ مانع فیہ سے خارج ہے۔

دعاء کم ایمانکم: ..... یعنی فسر ابن عباس قوله تعالى ﴿قُلْ مَا يَعْبُوْهُ بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاءُكُمْ﴾ فقال المراد من الدعاء الإيمان. ۳ اس سے ترکیب اس طرح ثابت ہوئی کہ دعاء کم کی تفسیر ایمان سے کی ہے اور ظاہر ہے کہ دعاء عمل ہے اور دعاء میں کمی بیشی ہوتی ہے تو ایمان میں بھی کمی بیشی ہوگی نیز ترکیب بھی ثابت ہوگئی۔ استدلال بخاری کا جواب: ..... اس اطلاق کے جواز کا کوئی منکر نہیں وہ جائز بلکہ واقع ہے انکار تو نفس ایمان میں کمی بیشی ہونے کا ہے، وہو لم یثبت بعد ۴ (اور وہ ابھی تک ثابت نہیں ہوا)

(۷) حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ قال انا حظلة بن ابی سفیان عن عکرمہ بن خالد
ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن موسیٰ نے کہا، ہم کو خبر دی حظلة بن ابی سفیان نے انھوں نے سنا عکرمہ بن خالد سے
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان
انھوں نے ابن عمر سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی ہے، گواہی دینا اس بات کی کہ
لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ
اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کو درستی سے ادا کرنا، اور زکوٰۃ دینا

## والحج وصوم رمضان. ١

اور حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

سند کی خوبی:..... اس میں تحدیث، اخبار اور عنعنہ تینوں ہیں۔

حدثنا عبيد الله بن موسى :..... اسلام کو تشبیہ دی گئی ہے خیمہ کے ساتھ، یہ استعارہ ہے۔ استعارہ مجاز کی ایک قسم ہے۔ حقیقت اور مجاز کے لیے علاقے کی ضرورت ہوتی ہے اگر علاقہ تشبیہ کا ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔ اگر الفاظ تشبیہ ملفوظ یا مقدر ہوں تو تشبیہ کہا جاتا ہے، اور اگر نہ ملفوظ ہوں اور نہ مقدر ہوں تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔ اگر مشبہ بہ بول کر مشبہ مراد لیا جائے تو استعارہ تصریحیہ ہے جیسے جاء نی اسد۔ اور اگر مشبہ بول کر مشبہ بہ مراد لیا جائے تو استعارہ بالکنایہ ہے اور اگر مشبہ بول کر مشبہ بہ کے لوازمات مراد لیے جائیں تو استعارہ تخیلیہ ہے۔ اور اگر مشبہ بول کر مشبہ بہ کے مناسبات مراد لیے جائیں تو استعارہ ترشیحیہ ہے ۲۔ جیسے شاعر کہتا ہے ۔

واذا المنية انشبت اظفارها	❦	الفيت كل تميمة لاتنفع
---------------------------	---	-----------------------

توبنی الاسلام علی خمس میں استعارہ ترشیحہ بھی ہے، تخیلیہ بھی ہے اور استعارہ بالکنایہ بھی ہے۔  
اسلام کو خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے یہ استعارہ بالکنایہ ہے اور بناء کا ذکر کرنا یہ استعارہ تخیلیہ ہے۔ اور خمس  
دعائم (پانچ ستون) کو ثابت کرنا یہ استعارہ ترشیحہ ہے  
شہادۃ: ..... مجرور ہو تو بدل ہے خمس سے، منصوب ہو تو اُغنی کا مفعول بہ ہے اور مرفوع ہو تو مبتداء محذوف کی  
خبر سے والراجع ہو الاول۔

**سوال:..... اسلام کے ان یا نچ کے علاوہ اور بھی ارکان ہیں ان کو کیوں ذکر نہ کیا؟**

جواب ۱: ..... یہ حدیث قبل از مشروعیت کی ہے۔ ”واغرب ابن بطلال فزعم ان هذا الحديث كان اول الاسلام قبل فرض الجهاد“ ۳ لایخفی مافیہ۔

جواب ۲: ..... فرض عین کو ذکر کرنا مقصود ہے اور جہاد فرض عین نہ تھا۔

جواب ۳: ..... مقصود تجدید نہیں ہے بلکہ صرف فرائض مہمہ کا ذکر ہے۔

سوال:..... فرائض مہمہ کا ذکر مقصود ہے تو ان یا بیچ کی تخصیص کیوں فرمائی؟

فی امام بخاری اس حدیث کو 2 مرتبہ لے ہیں دوسری کتاب التفسیر میں اسے عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۸ ۲ کان عالم بالقوآن رأسا فیہ توفی بالاسکندریة سنة ثلث عشرہ الاربع عشرہ ومانین عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۹، ۱۱۸ دوسرے راوی حنظلہ توفی ۱۵۱ھ تیسرے راوی عکرمہ بن ابی خالد مات بمکہ بعد عطاء و مات عضوا سنة اربع عشرہ الاربع عشرہ ومانیۃ لیسے راوی عبداللہ بن عمر مشہور بخاری میں، ۲، تفسیر المغانی ص ۷۷ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۱۱، فتح الباری ج ۱ ص ۴۳

جواب ۱:..... شرح حدیث نے فرمایا کہ ایمان دو حال سے خالی نہیں اعتقاد سے متعلق ہو گا یا اعمال سے ظاہر ہے اعتقاد کے بغیر تو ایمان ہوتا ہی نہیں اسکے بڑے ستون شہادتین ہیں اس لیے ان کو ذکر فرمایا۔ رہ گئے اعمال سو وہ تین قسم پر ہیں۔

(۱) بدنی (۲) مالی (۳) ان دونوں کا مجموعہ

اعمال بدنی جیسے نماز اور روزہ عمل مالی جیسے زکوٰۃ عمل مرکب جیسے حج۔

جواب ۲:..... بعض نے اس طرح بیان کیا کہ اعمال تو لی ہو گئے یا فعلی، قولی شہادتین ہیں۔ فعلی دو قسم پر ہیں۔

۱: ایک وہ جن میں حاکمیت کی شان ہے۔

۲: وہ جن میں محبوبیت کی شان ہے۔ نماز اور زکوٰۃ میں حاکمیت کی شان ہے۔ اور روزہ اور حج میں محبوبیت کی

شان ہے۔ اب آپ کو یہ نکتہ بھی معلوم ہو گیا کہ قرآن کریم میں اقامۃ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کو اکٹھا کیوں ذکر کیا گیا۔

مناسبة بترجمة الباب:..... مناسبة بترجمة الباب یہ ہے کہ لفظ (بُئِنِ) سے ترکیب اسلام ثابت ہوئی۔

مسائل مستنبطہ:..... (۱) اقرار باللسان ضروری ہے۔ (۲) ارکان اسلام کی اطلاع ہو گئی (۳)..... لفظ

رمضان بغیر ترکیب کے بولنا جائز ہے، بعض نے کہا کہ شہر رمضان مرکب بولنا چاہیے اس لیے قرآن میں مرکب

مذکور ہے اور نام مرکب ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے صحیح مذہب جمہور کا ہے اور ان کا متدل روایت بالا ہے۔

(۳)

### ﴿باب امور الایمان﴾

یہ باب ایمان کے امور کے بیان میں ہے

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُواْ وَجُوهَكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نیکی یہی نہیں ہے کہ (نماز میں) اپنا منہ پورب یا پچھم کی طرف کر لو،

وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ إِلَى قَوْلِهِ الْمُتَّقُونَ ﴿١٨﴾ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾

بلکہ اصل نیکی ان کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے۔ اخیر آیت میں متقون تک۔ اور قد افلح المؤمنون اخیر تک

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ربط اول:..... اس باب کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ پہلے باب میں تہابنی الاسلام علی خمس اس سے وہم پیدا ہوتا تھا

کہ ایمان، اسلام کے صرف پانچ ہی اجزاء ہیں امام بخاریؒ نے اس وہم کو دور کرنے کے لیے امور الایمان کا باب قائم فرمایا ۳

ربط ثانی:..... بعض نے دوسرا ربط بیان کیا ہے کہ ایمان کے اجزاء دو قسم پر ہیں ۱۔ اجزاء حقیقیہ ۲۔ اجزاء محسۃ

باب سابق میں اجزاء حقیقیہ اور محسۃ دونوں کا ذکر تھا اس باب میں صرف اجزاء محسۃ کا ذکر ہے۔

ربط ثالث: ..... اجزاء ایمان دو قسم پر ہیں۔ (۱) اصولی (۲) فروعی۔ باب سابق میں اجزاء اصولیہ کا ذکر تھا باب ہذا میں اجزاء اصولیہ و فروعیہ دونوں کا ذکر ہے۔

عنوان کے بعد دو آیتیں ذکر فرمائیں ذکر آیتین سے مقصود استدلال ہے پس یہ آیتیں دعویٰ نہیں بلکہ دلیل ہیں ۱۔

سوال: ..... ان دو آیتوں کو کیوں خاص کیا؟

جواب: ..... اس لیے کہ ان میں بسط اور تفصیل سے امور ایمان مذکور ہیں ۲۔

لیس البر ان تولوا وجوهکم: ..... یہ آیت یہود اور نصاریٰ کے رد میں نازل ہوئی جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو یہود اور نصاریٰ نے اعتراض کیا کہ اس نبی کا کچھ پتہ ہی نہیں چلتا کبھی کہتا ہے بیت اللہ کی طرف منہ کر دو اور کبھی کہتا ہے بیت المقدس کی طرف، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی یہی نہیں ہے کہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لی جائے نیکی تو اطاعت اور ایمان ہے جس جہت کا بھی حکم ہو جائے۔

نجوی اشکال: ..... البر: مصدر ہے اور من امن ذات ہے پس حمل ٹھیک نہیں؟

جواب ۱: ..... بر کی جانب میں مضاف محذوف مان لو ای ولكن صاحب البر او ولكن ذا البر۔

جواب ۲: ..... من امن کی جانب میں مضاف محذوف مان لو ای لکن البر بر من امن۔ ۳۔

جواب ۳: ..... مجاز لغوی ہے بر بمعنی بار مبالغہ کے لئے، زید عدل کے قبیل سے ہے۔

قد افلح المؤمنون: ..... قال البعض "ويحتمل ان يكون تفسيراً لقوله المتقون هم الموصوفون بقوله ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ الخ" قلت لا يصح هذا أيضاً هو الراجح انه ائمة مستقلة اس آیت میں بھی آخر تک صفات مومنین کا بیان ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان بسیط نہیں بلکہ مرکب ہے۔ اس لیے کہ باب امور الايمان میں اصافۃ بیان ہے کہ وہ امور جو بعینہ ایمان ہیں ان کا ذکر ہے، امام بخاری کا اشارہ ادھر بھی ہے کہ یہ اجزاء ایمان ہیں۔

امام بخاری کے استدلال کا جواب: ..... جس معنی میں ان کا اجزاء ہونا ثابت ہوتا ہے اس کے ہم منکر نہیں کیونکہ ہم انھیں فروع کہتے ہیں اور چاہے تو اجزاء بھی کہہ سکتے ہو مگر ایسے اجزاء نہیں کہ ان میں سے کسی جزء کے نہ ہونے سے ایمان کا انقضاء ہو جائے ۱۔



(۸) حدثنا عبد الله بن محمد، الجعفی قال ثنا ابو عامر العقلى قال ثنا سليمان بن بلال
هم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد جعفیؒ نے کہا ہم سے بیان کیا ابو عامر عقدیؒ نے کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن بلالؒ نے
عن عبد الله بن دينار عن ابی صالح عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال
انھوں نے عبد اللہ بن دینارؒ سے انھوں نے ابی صالحؒ سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے انھوں نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا
الايمان بضع وستون شعبة والحياة شعبة من الايمان
کہ ایمان کی ساٹھ اور کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ اور حیات ایمان کی ایک شاخ ہے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں ۶ راوی ہیں جن کے حالات عمدۃ القاری میں دیکھے جاسکتے ہیں ۲ چھٹے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں جن کی کل مرویات پانچ ہزار تین سو چوبیس (۵۳۷۴) ہیں۔ قال کان یسمى فی الجاهلیة عبد شمس وسمى فی الاسلام عبد الرحمن واسم امه میمونة وقيل أمية وقد اسلمت بدعاء رسول الله ﷺ مع مات بالمدينة سنة سبع وخمسين قيل ثمان وقيل تسع وله ثمان وسبعين سنة. حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس ایک تھیلی تھی جس کے لیے آپ ﷺ نے برکت کی دعاء فرمائی تھی، شہادت حضرت عثمانؓ کے دن وہ تھیلی گم ہو گئی تو فرمایا کرتے تھے۔

للناس هم ولي همان	فقد الجواب وقتل عثمان
-------------------	-----------------------

عن ابی هريرة ؓ: ..... سوال: ہریرہؓ، ہریرہؓ کی تصغیر ہے اور ابو کا مضاف الیہ ہے تو اسے فتح التاء کیوں پڑھتے ہیں بکسر التاء پڑھنا چاہیے؟

جواب: ..... یہ غیر منصرف ہے۔

فائدہ: ..... آپ کہیں گے کہ یہ مرکب اضافی ہے منع صرف تو نہیں ہے پھر غیر منصرف کیسے ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کثرت استعمال کی وجہ سے اس کو علم بنا دیا گیا۔

الايمان بضع وستون شعبة: ..... اس حدیث میں ایمان کو ہرے بھرے درخت سے تشبیہ دی ہے یہ استعارہ بالکنایہ ہے اور شعبہ کا ذکر استعارہ تخیلیہ ہے اور عدد کا ذکر استعارہ تریخیہ ہے۔

سوال: ..... بظاہر یہ حدیث اس دوسری حدیث کے معارض معلوم ہوتی ہے کہ جس میں بضع وسبعون مذکور ہے؟  
جواب ۱: ..... عدد قلیل کثیر کے منافی نہیں کیونکہ عدد کثیر عدد قلیل ہی ہے مع شیء زائد۔

جواب ۲: ..... حضور ﷺ کو شعب الايمان کی تعلیم تدریجاً دی گئی ممکن ہے کہ جب بضع وستون فرمایا اس وقت اتنے ہی تعلیم کئے گئے ہوں۔

جواب ۳: ..... بعض شعبوں میں فرق بہت کم ہے تو جن رواۃ نے فرق کو ملحوظ رکھا ہے انہوں نے ہر شعبہ کو علیحدہ علیحدہ شمار کیا تو تعداد زیادہ ہو گئی اور جنہوں نے فرق ملحوظ نہ رکھا انہوں نے تذلل کر لیا تو تعداد کم ہو گئی تو صرف لفظی فرق ہے مقصد میں فرق نہیں۔

فائدہ: ..... علماء نے ان شعبوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے اس سلسلے میں سب سے زیادہ جامع کتاب ”شعب الايمان للبيهقي“ ہے۔

الحیاء شعبۃ من الايمان: ..... اس روایت میں اختصار ہے بعض روایات میں اعلیٰ اور ادنیٰ کا بھی ذکر ہے اعلیٰ درجہ شہادت قول (لا اله الا الله) ہے اور ادنیٰ ((اماطة الاذی عن الطريق)) ہے ۱۔

حضرات صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ادنیٰ سے مراد کم درجہ نہیں بلکہ ادنیٰ بمعنی اقرب ہے اور اذی سے مراد نفس اور اسکی شہوات ہیں اور مطلب یہ ہے کہ طریق تزکیہ کے لئے نفس کو درمیان سے ہٹا دینا اقرب الی الايمان ہے۔ سوال: ..... اس روایت میں حیاء کو خصوصیت سے ذکر فرمایا حالانکہ یہ درمیان والا شعبہ ہے اس پر سوال ہے کہ اعلیٰ اور ادنیٰ کا ذکر تو صحیح ہو سکتا ہے لیکن وسطانی کو ذکر کرنا صحیح نہیں کیونکہ وسط میں اور بھی شعبے ہیں اسکا ذکر کیا خصوصیت ہے؟

جواب ۱: ..... جواب جاننے سے پہلے حیاء کے معنی مختصر ہونے چاہئیں۔ (۱)..... انقباض النفس عن القبائح وترکھا للذلک (۲)..... التجنب عن الاذی (۳)..... ترک الفعل لخوف الملامۃ او ترک ما یلام علیہ۔

تو حیاء ایک ایسی صفت ہے جس کو یہ حاصل ہو جائے وہ بہت سارے قبائح کو چھوڑ دیتا ہے تو چونکہ یہ بہت سے امور کا مدار ہے اس لئے اس کو خصوصیت سے ذکر کیا اور مشہور جملہ ہے ((اذا فاتک الحیاء فافعل

ما شئت)) اور حدیث پاک ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت ۲۔

جواب ۲: ..... حیاء کو مخصوص بالذکر اس لئے فرمایا کہ اسکے بارے میں شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید یہ شعبہ ایمان سے نہ ہو تو اس شبہ کے ازالہ کے لیے فرمایا ((الحیاء شعبۃ من الايمان))۔

سوال: ..... دوسرے جواب سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حیاء ایک فطری اور طبعی امر ہے اور ایمان کسبی، پس حیاء ایمان کا شعبہ کیسے بنا؟

جواب اول : ..... ایک ہے نفس حیاء (حیاء کا پایا جانا) یہ امر فطری ہے اور ایک ہے حیاء کے ثمرات اور اس پر مرتب ہونیوالے نتائج مثلاً بمقتضائے حیاء کوئی کام کرنا یا نہ کرنا، یہ ثمرہ حیاء اختیاری اور کسبی ہے۔ اور حدیث میں (کسی) ثمرہ ہی مراد ہے۔ فالحياء شعبة من الايمان۔

جواب ثانی : ..... حیاء ابتداءً فطری امر ہے لیکن انتہاءً کسبی ہو جاتی ہے۔

جواب ثالث : ..... حیاء کی دو قسمیں ہیں (۱) طبعی (۲) عقلی۔ پس جس حیاء کو شعبہ ایمان قرار دیا وہ عقلی ہے اور وہ کسبی بھی ہے مطلب یہ ہوا کہ ایک تو حیاء طبعی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کی گئی ہے یہ وہی ہے اور ایک ہے کہ اس حیاء کے مقصدی پر عمل کرنا لہذا بتقاضائے حیاء جو کام کیا جائیگا وہ حیاء عقلی ہوگا ۱۔

بعض نے حیاء کے تین شعبے بیان کئے ہیں

(۱) حیاء عرفی : ..... عرف جس کو قبیح سمجھے اسے ترک کرنا جیسے لقمہ گر جائے تو اٹھا کر کھانا۔

(۲) حیاء عقلی : ..... عقل جس کو قبیح قرار دے اسے ترک کرنا۔

(۳) حیاء شرعی : ..... شریعت جس کو قبیح قرار دے اسے ترک کرنا۔ حدیث میں حیاء شرعی مراد ہے نہ کہ عرفی و عقلی ۲۔

ترمذی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((استحيوا من الله حق الحياء)) صحابہؓ نے عرض کیا ((انا نستحي من الله يا نبي الله والحمد لله)) آپ ﷺ نے فرمایا ((ليس ذلك ولكن من استحيى من الله حق الحياء فليحفظ الرأس وما وعى وليحفظ البطن وما حوى وليذكر الموت والبلى ومن اراد الآخرة ترك زينة الدنيا)) ۳۔

مناسبة بترجمة الباب : ..... اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت ظاہر ہے کیونکہ اس حدیث میں فرمایا کہ ایمان کے ساتھ سے اوپر شعبے ہیں تو امور الایمان ثابت ہو گیا۔





(٣)

## باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں

(٩) حدثنا آدم بن ابى اياس قال حدثنا شعبة عن عبد الله بن ابى السفر واسماعيل			
ہم سے بیان کیا آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انھوں نے عبد اللہ بن ابی السفر اور اسماعیل ابن ابی خالد سے			
عن الشعبي عن عبد الله بن عمرو عن النبي ﷺ قال المسلم من			
انھوں نے (عامر) شععی سے، انھوں نے عبد اللہ بن عمرو سے، انھوں نے نبی ﷺ سے، فرمایا مسلمان وہ ہے			
سلم المسلمون من لسانه ويده والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه			
جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا			
قال ابو عبد الله وقال ابو معاوية ثناداؤد بن ابى هند عن عامر قال سمعت			
امام بخاری نے کہا اور کہا ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا داؤد نے انھوں نے عامر (شععی) سے، کہا کہ میں نے سنا			
عبد الله بن عمرو يحدث عن النبي ﷺ وقال عبد الاعلى عن داؤد			
عبد اللہ بن عمرو سے انھوں نے سنا آنحضرت ﷺ سے (پھر یہی حدیث بیان کی) اور عبد الاعلیٰ نے اس کو روایت کیا داؤد سے			
عن	عامر	عن	عبد الله
عن	النبي ﷺ	عن	عبد الله
انھوں نے عامر سے، انھوں نے عبد اللہ سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے			

## تحقيق وتشریح

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں، چھٹے راوی عبد اللہ بن عمرو ہیں، باپ سے پہلے مسلمان ہوئے، کان

غزیر العلم مجتہد فی العبادۃ وکان اکثر حدیثا من ابی ہریرۃ۔ ۲

ترجمة الباب:..... اس باب میں حدیث ہی کے ایک ٹکڑے کو ترجمۃ الباب بنایا ہے اس لیے ترجمۃ الباب کی حدیث کے ساتھ مناسبت واضح ہے۔

ربط:..... وہی ہے جو باب سابق میں بیان ہوا اور آئندہ بھی یہی ربط ہوگا جو کہ تین طرح ہے۔

المسلم من سلم المسلمون:..... مبتدأ اور خبر دونوں معرفہ ہیں بظاہر حصر ہوگا معنی یہ ہونگے کہ مسلمان وہی ہے کہ دوسرے مسلمان الخ۔ ۳

سوال اول:..... یہ حصر درست نہیں ہے کیونکہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو

ستائے تو یہ ستانے والا کافر ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے؟

جواب: ..... اسکی تین توجہیں ہیں۔

التوجیہ الاول: ..... الف لام عہدی ہے المسلم سے مراد کامل مسلمان ہے۔

التوجیہ الثانی: ..... یہ حصر مبالغہ کے لیے ہے کہ ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کا سلامت رہنا اتنا ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ ہوا تو گویا وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

التوجیہ الثالث: ..... تنزیل الناقص بمنزلة المعدوم۔

سوال ثانی: ..... المسلم من سلم المسلمون میں مسلمون مذکر کا صیغہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو تکلیف پہنچانے میں کوئی حرج نہیں؟

جواب: ..... قرآن وحدیث کے بے شمار احکام ایسے ہیں جن میں مذکر کے صیغہ استعمال ہوئے اور مؤنثات متبعاً شامل ہیں۔ یہاں ایسا ہی ہے۔

من لسانہ ویدہ: ..... سوال اول: لسان اور ید کی تخصیص کیوں کی؟

جواب: ..... یہ تخصیص احترازی نہیں بلکہ اعلیٰ ہے کہ عام طور پر انسان ہاتھ اور زبان سے ایذا پہنچاتا ہے غرض یہی ہے کہ اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

سوال ثانی: ..... ید اور لسان میں میں لسان کو مقدم کیوں کیا؟

جواب اول: ..... لسان سے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ جاہ کی ہے اور ہاتھ سے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ مال اور جان کی۔ شرح انکی یہ ہے کہ انسان جو دوسرے کو نقصان پہنچاتا ہے وہ تین قسم پر ہے ۱۔ نقصان جاہی ۲۔ نقصان مالی ۳۔ نقصان جانی۔ اور جاہ کا نقصان سب سے بڑا نقصان ہے اور وہ زبان سے ہوتا ہے اس لیے لسان کو مقدم کیا۔

جواب ثانی: ..... ایک نقصان دائمی ہوتا ہے دوسرا عارضی، جاہ کا نقصان دائمی ہے مال و جان کا عارضی اور جاہ کا نقصان جو کہ دائمی ہے وہ زبان سے ہوتا ہے اس لیے لسان کو مقدم کیا۔

جراحات	السنان	لها التثام	ولا يلتام	ما جرح	اللسان
--------	--------	------------	-----------	--------	--------

پنجابی میں اسی کا ترجمہ ہے۔

تلواریں دے پھٹ مل جائدے	بولاں دے پھٹ سکیں ملدے
چھری کا، تیر کا، تلوار کا گھاؤ بھرا	لگا جو زخم زبان کا رہا ہمیشہ ہرا

جواب ثالث: ..... لسان سے ماضی، حال، مستقبل تمام کے لحاظ سے نقصان پہنچ سکتا ہے تو لسان کی ایذا رسانی عام ہے بخلاف ہاتھ کے نقصان کے کیونکہ اس سے خاص زمانہ حال میں ہی ایذا پہنچ سکتی ہے البتہ اگر ہاتھ سے لکھ دے تو یہ بھی زبان کے برابر ہے بلکہ یہ توہین اشد ہے!

سوال ثالث: ..... لسان کہا کلام کیوں نہ کہا؟

جواب اول: ..... لسان کلام کا آلہ ہے اس لیے بطور مجاز آلہ کلام ذکر کر کے کلام مراد لیا۔

جواب ثانی: ..... بعض اوقات انسان بولتا نہیں بلکہ زبان سے اشارہ کر کے دوسرے کو تکلیف پہنچا دیتا ہے۔  
اشکال: ..... پوری حدیث کے مضمون سے متعلق ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جب اسلام میں ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان سے سلامتی ضروری قرار دی گئی تو اس سے لازم آتا ہے کہ کسی مسلمان کو حدایا قصاصا بھی قتل نہ کیا جائے کیونکہ یہ سلامتی کے خلاف ہے؟

جواب: ..... سلامتی دو قسم کی ہے ۱۔ سلامتی افراد ۲۔ سلامتی جماعت

مسلمان وہ ہے جس سے مسلمان جماعت کی سلامتی وابستہ رہے بعض لوگ ایسا جرم کرتے ہیں جس سے مسلم معاشرے کی سلامتی متاثر ہو جاتی ہے تو مطلوب سلامتی معاشرہ ہے۔ معاشرہ کی سلامتی کی خاطر اس کو مارا جائے گا کیونکہ سلامتی معاشرہ سلامتی افراد سے مقدم ہے جیسے بدن پر کوئی ایسا ناسور ہو جائے کہ باقی بدن کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کو کاٹ دیا جائیگا تاکہ باقی بدن سلامت رہے۔ تو حد وغیرہ سلامتی کے خلاف نہیں ایک وفاقی وزیر نے کہا کہ اسلامی حدود ظلم ہیں سب سے پہلے یہ جملہ مودودی نے کہا پھر پرویز نے کہا (العیاذ باللہ من ذلک) اب تو اس میں ترمیم کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

المہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ: ..... اس میں حضور ﷺ نے مہاجر کامل کی تعریف فرمائی ہے۔  
ہجرت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ہجرت ظاہری۔ دار الفساد سے دارالامان کی طرف یا دار الکفر سے دارالاسلام کی طرف نقل مکانی (۲) منہیات کو چھوڑنا۔ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ کامل مہاجر وہ ہے جو گناہوں کو بھی چھوڑ دے۔  
قال ابو عبد اللہ: ..... امام بخاریؒ کی کنیت ہے کبھی اپنے آپ کو اسی کنیت سے ذکر فرماتے ہیں اور کبھی محمد بن اسماعیل کہہ کر اسم ظاہر غائب کے حکم میں ہے یہ توضیح کے طور پر غائب کے صیغہ سے ذکر کرتے ہیں کیونکہ قلت اور قلنا میں دعویٰ اور تعلیٰ ہے۔  
وقال ابو معاویہ: ..... یہ امام بخاریؒ نے دو تعلیقیں ذکر فرمائی ہیں انکے چند فوائد ہیں۔

فائدہ اولی: ..... پہلی سند جو ذکر ہوئی اس میں عنعنہ ہے یہ تعلیق اس لیے نقل کی تاکہ عنعنہ میں جو عدم لقاء کا احتمال ہے وہ رفع ہو جائے۔

فائدہ ثانیہ: ..... قال عبد الاعلیٰ والی تعلیق میں داؤد مطلق ہے پہلی تعلیق ذکر کر کے بتا دیا کہ دوسری تعلیق میں داؤد ابن ابی ہند مراد ہیں۔

فائدہ ثالثہ: ..... دوسری تعلیق میں عبد اللہ مطلق ذکر ہے اور محدثین کا قاعدہ ہے کہ جب عبد اللہ مطلق ذکر کیا جائے تو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ مراد ہوتے ہیں جبکہ یہاں پر مراد عبد اللہ بن عمرؓ ہیں، دوسری تعلیق سے پیدا ہونے والا غلط وہم بھی پہلی تعلیق سے دفع ہو گیا۔

(۱۰) حدثنا سعيد بن يحيى بن سعيد الاموى القرشى قال ثنا ابى قال ثنا ابو بردة  
هم سے بیان کیا سعید بن یحیی بن سعید اموی قرشی نے، کہا ہم سے بیان کیا والد نے، کہا ہم سے بیان کیا ابو بردہ  
ابن عبد اللہ بن ابی بردہ عن ابی بردة عن ابی موسى قال قالوا يا رسول الله!  
بن عبد اللہ بن ابو بردہ نے، انھوں نے ابو بردہ سے، انھوں نے ابو موسیٰ اشعرئ سے، صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ!  
ای الاسلام افضل؟ قال: من سلم المسلمون من لسانه ويده  
کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں، پانچویں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ہیں، ان کی کل مرویات ۳۶۰ ہیں،  
ما قبل سے ربط: ..... لمافرغ البخاری عن اجزاء الاسلام اراد ان یذکر مراتب الاسلام . ۱  
ترجمة الباب سے غرض: ..... امام بخاریؒ بتا رہے ہیں کہ ایمان کنی خصلتوں کو شامل ہے اسی لئے تو حدیث الباب  
میں سوال کیا جا رہا ہے کہ اسلام کی کوئی خصلت افضل ہے؟ پس اسلام کی ترکیب ثابت ہوئی اسکے تین جواب گذر چکے ہیں۔  
آئی: ..... یہ لفظ کئی معانی میں مستعمل ہے ۱۔ کبھی شرطیہ ہوتا ہے ﴿يَا مَاتَدْعُوا فُلَّهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ﴾ ۲۔ نیز  
﴿يَا مَاتَدْعُوا فُلَّهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ﴾ ۳۔ کبھی موصولہ ہوتا ہے ﴿يَا مَاتَدْعُوا فُلَّهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ﴾ ۴۔  
۳۔ کبھی نکرہ کی صفت ہو کر مبالغہ کے لیے آتا ہے مردت برجل آئی رجل ای کامل فی صفات الرجال  
۴۔ اور کبھی معرفہ سے حال واقع ہوتا ہے لقیت عبداللہ ای رجلا ۵۔ کبھی ای کا لفظ حرف نداء اور معرف بالام  
کے فرق کے لیے ہوتا ہے تاکہ دو آلہ تعریف بلا فصل جمع نہ ہو جائیں مثلاً ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ﴾ ۶۔ کبھی استفہام کے  
لئے آتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ﴾ ۷۔ نیز ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ﴾ ۸۔ کبھی استفہام کے لیے ہے۔

[illegible]

اس باب کو ثابت کرنے کے لیے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت نقل کی۔ روایت الباب سے ترجمۃ الباب کا تعلق واضح ہے۔  
سوال : ..... سوال وجواب میں مطابقت نہیں، سوال خصلت اسلام سے متعلق ہے اور جواب میں ذات کا ذکر ہے؟  
جواب : ..... سوال وجواب میں دو طرح سے مطابقت ہے۔

تطبیق اول : ..... سوال کی جانب مضاف محذوف مان لو ای ذی خصلۃ الاسلام افضل یا جواب کی طرف مضاف محذوف مان لو ای خصلۃ من سلم المسلمون ۱۔

تطبیق ثانی : ..... یہ جواب علی اسلوب الحکیم ہے کہ سائل کے سوال سے زائد جواب دیا جائے جس زائد کا معلوم ہونا سائل کے لیے ضروری تھا یا سائل کا سوال ناقص ہو اور جواب کامل دیدیا جائے یہاں سوال خصلت کے متعلق تھا، آپ ﷺ نے خصلت اور ذی خصلت دونوں کے متعلق بتا دیا۔

سوال ثانی : ..... اس حدیث میں صحابہؓ نے سوال کیا (( ای الاسلام افضل؟ )) جواباً فرمایا (( من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ )) دوسری روایت میں ہے ای الاعمال احب؟ جواب میں فرمایا الايمان بالله بعض روایات میں ہے (( ای الاسلام افضل؟ )) جواب میں فرمایا (( تطعم الطعام وتقرأ السلام )) ایک روایت میں ہے (( ای الاسلام افضل؟ )) جواب میں فرمایا (( الصلوة لمیقاتها )) تو ان سب میں تعارض ہے؟  
جواب ۱ : ..... اختلاف الفاظ، اختلاف اوقات پر محمول ہیں کسی وقت کسی عمل کی فضیلت ہوتی ہے اور کسی وقت کسی عمل کی، جہاد کی ضرورت کے وقت جہاد کی، قحط کے وقت اطعام الطعام کی، وعلى هذا القياس

جواب ۲ : ..... اختلاف فی الجواب مع الاتحاد فی السؤال بوجه اختلاف احوال سائلین کے ہے مثلاً اگر سائل میں شان سلامتی کی کمی ہے تو اسے من سلم المسلمون الخ جواب دیا اور اگر سائل کنجوس ہو تو اسے تطعم الطعام الخ جواب دیا ۲۔ شاہ اسحاق صاحب کا قول ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ملائی ہو، شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

### چشم مور و پائے مار و نان ملاً کس ندید

جواب ۳ : ..... اختلاف فی الجواب اختلاف فی السؤال کی وجہ سے ہے کبھی ای الاسلام خیر سے سوال کیا اور کبھی ای الاسلام افضل سے۔ افضل فضائل لازمہ سے ہوتا ہے جیسے علم وغیرہ اور خیر فضائل متعدیہ کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اسی لیے ای الاسلام خیر کا جواب تطعم الطعام سے دیا۔ ای الاسلام افضل کا جواب من سلم المسلمون سے دیا، کہیں ای الاعمال احب سے ہے تو اس کا جواب الصلوة لوقتہا سے دیا یہ کمال بلاغت ہے کہ ہر موقع پر الفاظ کے فرق کو سمجھ کر اس کے مطابق جواب دیا ۳۔

جواب ۴: ..... افضل الاعمال ایک نوع ہے اسکے مختلف افراد ہیں کبھی کسی فرد کا ذکر فرمایا کبھی کسی فرد کا تو ایک کا افضل ہونا دوسرے کے افضل ہونے کے منافی نہیں۔ یہ جواب مع تفصیل زائد امام طحاویؒ سے منقول ہے۔

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ لوگ اعمال کی حکمتیں پوچھتے ہیں کہ فجر میں دو رکعتیں کیوں فرض ہوئیں اور ظہر میں چار کیوں؟ وغیرہ وغیرہ میں ایک سب سے بڑی حکمت بتاتا ہوں کہ اللہ کی مرضی ہے کیونکہ ہر عمل اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔

بے حکم شرع آب خوردن خطا است



اگر بفتوی خون ریزی روا است

ایک قصہ: ..... شیخ سعدیؒ کو سفر میں روٹی کی ضرورت پیش آئی، بھاریاں کے پاس گئے کہ روٹی دید و اس نے کہا آج مجھ کو فرصت نہیں ہے کیونکہ دوسری بھاریاں کے ساتھ گالیوں کا مقابلہ ہے۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا میں تیری طرف سے گالیاں دینے کا وکیل بنوں گا، بھاریاں نے کہا وہ بہت تیز ہے اسے بہت گالیاں آتی ہیں شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ اگر میں ہار بھی گیا تو تم کہنا کہ وہ میرا وکیل نادان تھا دوبارہ مقابلہ رکھ لینا، وہ راضی ہو گئی مقابلہ شروع ہونے لگا تو سعدیؒ نے فرمایا کہ پہلے کچھ شرطیں طے کر لیں تو طے ہوا کہ جو گالی ایک مرتبہ دیدے تو دوبارہ وہ گالی نہ دی جائے، سعدیؒ نے کہا چل پہلے تو شروع کر اس نے کچھ گالیاں دیں تو سعدیؒ نے کہا جتنی گالیاں تو نے دی ہیں اور جتنی آئندہ دے گی اور جتنی گالیاں کبھی کسی نے دی ہوں یا آئندہ دے ان سب کا ایک طوق بنا کر میں نے تیرے گلے میں ڈال دیا، پھر شیخ سعدیؒ نے کہا اور گالیاں دے جواب دوں گا چنانچہ پھر وہ جو بھی گالی دیتی شیخ سعدیؒ فرماتے کہ یہ تو اس طوق میں دی جا چکی کوئی اور دے اس طرح شیخ سعدیؒ جیت گئے۔ (مذہب و حکم ص ۱۱۱)

حاصل باب: ..... اس باب میں ایک تو فرقہ مرجعہ کا روح تھا دوسرے حقوق العباد کی رعایت کی ترغیب تھی۔

(۶)

باب اطعام الطعام من الاسلام

کھانا کھانا اسلام کی خصلت ہے۔

(۱۱) حدثنا عمرو بن خالد قال ثنا الليث عن يزيد عن ابي الخير

ہم سے بیان کیا عمرو بن خالد نے، کہا بیان کیا ہم سے لیث نے، انھوں نے یزید سے، انھوں نے ابو خیر سے

عن عبد الله بن عمرو ان رجلا سأل رسول الله ﷺ اى الاسلام خير

انھوں نے عبد اللہ بن عمرو سے ایک مرد نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا، اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے؟

قال تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف

آپ ﷺ نے فرمایا کھانا کھلانا اور (ہر ایک مسلمان کو) سلام کرنا اس کو پہنچانا ہو یا نہ پہنچانا ہو۔

### تحقیق و تشریح

اطعام الطعام من الاسلام: ..... کھانا کھلانا بھی اسلام کا ایک جزء ہے، ترکیب ثابت ہوگئی اور روایت میں تطعم

الطعام آگیا اس سے ربط ہو گیا اور پر کی طرح یہاں بھی خصال کا لفظ محذوف ہے ای ای خصال الاسلام خیر؟

سوال: ..... جواب سوال کے مطابق نہیں کیونکہ سوال ہے ای الاسلام خیر۔ تو جواب ہونا چاہیے تھا ان تطعم الطعام

تو اگر الخیر کا لفظ محذوف مانا جائے تو تطعم الطعام پر خیر کا حمل صحیح نہیں کیونکہ یہ فعل ہے اور فعل نہ مبتداء بنتا ہے نہ خبر۔

جواب: ..... یہ کلام تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ کے قبیل سے ہے جیسے اس میں ان مصدر یہ محذوف

ہے ایسے ہی یہاں بھی ان مصدر یہ محذوف ہے۔

سوال: ..... جب یہ موقع حذف ان کے مواقع میں سے نہیں ہے تو کیسے محذوف مان لیں؟

جواب: ..... ایک ان ناصبہ (مصدر یہ) ہے اور ایک ان مصدر یہ وہ ہے جو کہ فعل کو نصب نہیں دیتا لیکن مصدر کے

معنی میں کرتا ہے جیسے تسمع بالمعیدی الخ اس کو اس طرح بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے (تاکہ نحوی چستان نہ بن جائے) ان مصدر یہ جب اپنے مواقع حذف میں حذف ہو تو نصب دیتا ہے جب غیر مواقع حذف میں حذف

ہو تو نصب نہیں دیتا جیسے تسمع بالمعیدی میں ۲

تطعم الطعام: ..... مفعول ذکر نہیں کیا تعلیم کے لئے۔ صالح، فاسق، مسلم، کافر بلکہ جانور کو بھی کھلانے میں ثواب

ہے ایک زانیہ عورت ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے بخشی گئی ۳ لیکن نیکوں کو کھلانا زیادہ ثواب ہے، چنانچہ

حدیث شریف میں ہے ((ولایاکل طعامکم الا تقی)) ۴

بظاہر ان دونوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔

تطبیق اول: ..... دوسری حدیث میں افضلیت کا بیان ہے فلا تعارض

تطبیق ثانی: ..... طعام دو قسم کا ہے۔ (۱) طعام ضرورت (۲) طعام دعوت۔ تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ طعام

ضرورت ہر ضرورت مند کو کھلائے اور طعام دعوت صالحین کو کھلائے۔

۱۔ امام بخاری نے حدیث بخاری میں تین بار اسے، رقم الاحادیث: ۱۲، ۲۸، ۶۲۶۱، أخرجه مسلم فی الایمان، النسانی فی الایمان و ابو داؤد فی

الادب وابن ماجہ فی الاطعمۃ ۲، بیاض حدیثی ص ۸۲، شرح جامی ص ۳۸۹، سلمج ص ۲۳۷، ترمذی شریف ص ۲۵



## وتقرأ السلام.....

سوال :..... یہاں بھی تطعم الطعام کی طرح تسلم السلام فرمادیتے تو کلام میں روانگی پیدا ہو جاتی؟

جواب :..... جواب کا یہ انداز اختیار فرمایا تاکہ زبان کے ذریعے سلام ہو یا تحریر کے ذریعہ، ہر دو کو شامل ہو جائے۔

ملاقات کے وقت سلام کا یہ تحفہ پیش کرنا اسی امت کو ملا اور کسی امت کو نہ ملا لیکن ہم ناشکری کرتے ہیں۔ سلام سنت اور اس کا جواب واجب ہے لیکن یہ ایسی سنت ہے جس کا ثواب واجب سے زیادہ ہے۔ اسکی کئی خصوصیات ہیں۔ دعا بھی ہے، پیغام سلامتی بھی ہے، بشارت بھی ہے یعنی مخاطب کو سلامتی کی دعا بھی دیدی اس کو مطمئن کر دیا کہ میری طرف سے کوئی تکلیف نہ ہوگی تو پیغام امن بھی ہوا اور بشارت بھی ۲ عرب کے بدو جس کو سلام کر لیں یا اس کے سلام کا جواب دیدیں اس کو نہیں لوٹتے۔

یہ عبادت بھی ہے، لیکن یہ عبادت تب بنے گا جب حدیث کے تعلیم فرمودہ طریقہ پر کرے۔

علی من عرفت ومن لم تعرف :..... اگر کسی کو پہچان کر سلام کرتے ہو تو یہ سلام مواجہت ہے یا سلام رشوت، اگر صرف مسلمان دیکھ کر سلام کیا تو سلام عبادت ہے۔

حاصل باب :..... يفهم من هذا الباب : مكارم الاخلاق وفيه اشارة الى عبادة المالى والبدنى وبان لهما دخل فى الايمان. ۳

(۷)

## ﴿باب من الايمان ان يحب لاختيه ما يحب لنفسه﴾

ایمان کی بات یہ ہے کہ جو اپنے لیے چاہے وہی اپنے بھائی (مسلمان) کے لیے چاہے

(۱۲) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن شعبة عن قتادة عن انس
هم سے بیان کیا مسدد نے، کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ نے، انھوں نے روایت کی شعبہ سے، انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس سے
عن النبي ﷺ وعن حسين المعلم قال ثنا قتادة
انھوں نے آنحضرت ﷺ سے (دوسری سند، یحییٰ نے اس کو روایت کیا) حسین معلم سے، کہا ہم سے بیان کیا قتادہ نے
عن انس عن النبي ﷺ قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاختيه ما يحب لنفسه
انے روایت کی انس سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے، فرمایا کہ کوئی تم میں سے اس وقت تک مومن نہیں ہوتا
یہاں تک کہ اپنے لئے جو چاہتا ہے وہی اپنے بھائی (مسلمان) کے لیے چاہے۔

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں، چھٹے انس بن مالکؓ ہیں جنکی کنیت ابو حمزہ ہے، نبی پاک ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے۔ آپ کی کل مرویات ۲۲۸۶ ہیں۔

وعن حسین المعلم: ..... واذا عطف شعبہ پر ہے کہ شعبہ اور حسین دونوں قنادہ سے نقل کرتے ہیں امام بخاریؒ نے دوسندیں اس لئے ذکر فرمائیں کہ ان کے استاد نے ایسے ہی ذکر کی تھیں ۲

ترجمة الباب کی غرض: ..... حدیث الباب سے ترجمۃ الباب صراحتاً ثابت ہے مقصود یہ ہے کہ اجزاء ایمان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایثار کرے۔ ماقبل سے ربط کی تین تقریریں پہلے باب امور الایمان کے تحت گزر چکی ہیں۔ لایؤمن احدکم: ..... ۱۔ یعنی مؤمن کامل نہیں ہو سکتا۔ ۲۔ نفی لیاقت کی ہے کہ مؤمن کی یہ شان نہیں

۳۔ تنزيل الناقص بمنزلة المعلوم ۳

مفہوم حدیث: ..... بظاہر یہ حدیث ناقابل عمل معلوم ہوتی ہے یعنی بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو کسی چیز کے استعمال پر استغناء نہیں اور وہ کوئی چیز استعمال نہیں کر سکتا کیونکہ مفہوم حدیث یہی ہے کہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرے اب وہ بھائی بھی تو مؤمن ہے وہ کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے اسکو پسند نہ کرے وہلم جوا۔ مثلاً ایک جگہ آپ نے بیٹھنے کے لیے پسند کی جب تک آپ دوسرے کے لیے یہ جگہ پسند نہیں کریں گے آپ کامل مؤمن نہیں اور وہ دوسرا تیسرے کے لیے اور تیسرا چوتھے کے لیے الی غیر انتہا یہ آپ کے گھر والوں نے آپ کے لیے بہترین رشتہ تلاش کیا آپ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے بھائی کے لیے یہ رشتہ پسند نہ کریں۔ آخر حدیث کا کیا مطلب ہوا؟ ایسے تو کوئی شخص بخاری شریف نہ بھی پڑھا سکے گا کیونکہ حدیث پر بھی تو عمل کرنا ہے۔ نیز اس حدیث پر کسی نبی نے بھی عمل نہیں کیا مثلاً سلیمانؑ نے کہا رب ھب لی ملکاً لا ینبغی لا حد من بعدی اور قرآن میں اللہ پاک نے نیک بندوں کی دعا کے بارے میں فرمایا واجعلنا للمتقین اماماً اور حضور ﷺ نے فرمایا دعوا الی الوسيلة .

جواب ۱: ..... یہ حدیث استعمال اشیاء یا ترجیح مناصب پر محمول نہیں ہے بلکہ یہ حدیث معاملات پر محمول ہے ایک دوسرے کے ساتھ معاملات، رہن سہن، لین دین، ان میں اپنے بھائی کے لیے وہ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے مثلاً خود کو چشم پوشی، پردہ پوشی پسند ہے تو دوسرے کے لیے بھی یہی پسند کرے۔

جواب ۲: ..... یہ حدیث مشاورت پر محمول ہے کہ کوئی آپ سے کسی معاملہ میں مشورہ طلب کرے تو آپ اسکو وہی مشورہ دیں جو اپنے لیے پسند کریں۔

جواب ۳: ..... یہ حدیث معاقبت پر محمول ہے کہ اگر کوئی مجرم ہونے کی حیثیت سے پیش ہو تو اسکے ساتھ ایسا

سلوک کرے جیسا کہ ایسے موقع پر اپنے لئے پسند کرتا تھا۔

جواب ۴: ..... یہ حدیث ایثار، موثرات پر محمول ہے کہ اپنی ضروریات پر دوسرے کی ضروریات کو ترجیح دے مثلاً پیاس لگی ہے تو دوسرے بھائی کو پہلے پلائے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر اسی ایک حدیث پر عمل ہو جائے تو سارے جھگڑے فسادات مٹ جائیں۔ اس حدیث پر اولیٰ بالعمل علماء کرام ہیں۔

جواب ۵: ..... یہ حدیث مقاسمت پر محمول ہے کہ چیزوں کی تقسیم میں اپنے پر دوسروں کو ترجیح دو۔  
فائدہ: ..... اسلام جو تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہے کہ ادا نیکی حقوق میں عجلت کرے اور مطالبہ حقوق میں صبر کرے۔ سارے اسلامی اخلاق انہی دو چیزوں کے ارد گرد گھومتے ہیں۔  
خلاصہ: ..... اس حدیث کا مقصد ادا نیکی حقوق ہے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ کسی نے کہا کہ آپ اپنے اقرباء کو ترجیح دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون انصاف کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اثرات کو اختیار نہیں کیا میرے بعد اثرات ہوگی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا صبر کرو اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرو عزیز طلباء آپ ﷺ نے ہڑتالوں کا حکم نہیں دیا، اور یہ اسلامی طرز نہیں ہے۔

(۸)

### ﴿باب حب الرسول ﷺ من الايمان﴾

آنحضرت ﷺ سے محبت رکھنا ایمان کا ایک جزء ہے

(۱۳) حدثنا ابو اليمان قال ثنا شعيب قال ثنا ابو الزناد عن الاعرج

ہم سے بیان کیا ابو ایمان نے، کہا ہم کو خبر دی شعیب نے، کہا ہم سے بیان کیا ابو زناد نے، انھوں نے اعرج سے

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال والذی نفسی بیدہ

انھوں نے ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس (خدا) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولده۔

تم میں سے کوئی شخص (پورا) مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اسکے باپ اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

(۱۳) حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال ثنا ابن علية عن عبد العزيز بن صهيب
ہم سے بیان کیا یعقوب بن ابراہیم نے، کہا ہم سے بیان کیا ابن علیہ نے، انھوں نے عبد العزیز بن صہیب سے
عن انس عن النبي ﷺ ح وحدثنا ادم بن ابی ایاس قال
انھوں نے انس سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے۔ تحویل اور ہم سے بیان کیا آدم ابن ابویاس نے، کہا
ثنا شعبة عن قتادة عن انس قال قال رسول الله ﷺ
ہم سے بیان کیا شعبہ نے، انھوں نے قتادہ سے، انھوں نے انس سے، کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا
لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولده والناس اجمعین۔
کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ کی غرض ترجمۃ الباب سے اثبات ترکیب ہے کہ آپ ﷺ کی محبت بھی ایمان کا جزء ہے۔

حدیث کا مفہوم :..... مفہوم حدیث ہے کہ کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک مذکورہ فی الحدیث چیزوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

سوال :..... من والدہ وولده والناس اجمعین تین چیزوں کا ذکر فرمایا: والدہ: اس میں تمام اصول داخل ہیں۔ ولده: اس میں تمام فروع آگئے اورو الناس اجمعین میں تمام لوگ آگئے لیکن اپنی جان (من نفسه) کا ذکر نہیں فرمایا کہ اسکی اپنی جان سے بھی آپ ﷺ زیادہ محبوب ہوں حالانکہ ایمان مکمل کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے؟ جواب :..... اس حدیث کو جامع کرنے کے لیے توجیہات کی گئی ہیں۔

التوجیہ الاول :..... انسان کی اپنی جان والد اور ولد کے ضمن میں آگئی۔ جب حضور ﷺ والد اور ولد سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے تو اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے کیونکہ ان پر آدمی اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔

التوجیہ الثانی :..... انسان کی اپنی جان کا ذکر والناس اجمعین میں ہے کیونکہ یہ بھی ناس میں داخل ہے۔

التوجیہ الثالث :..... اپنی جان سے زیادہ محبوب ہونے کا ذکر دوسری حدیث میں ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ مجھے سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں لیکن پسلیوں کے اندر جو جان ہے اس سے زیادہ محبوب نہیں معلوم ہوتے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مر! بات نہیں بنے گی جب تک کہ پسلیوں میں جو جان ہے اس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اب آپ اپنی جان سے بھی

زیادہ محبوب ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، ((الآن یا عمر))

سوال ثانی: ..... بعض اوقات بال بچوں اور بیوی کی محبت اور یاد ستاتی ہے لیکن حضور ﷺ کی یاد نہیں ستاتی تو پھر یہ آدمی مؤمن کیسے ہوا؟

جواب اول: ..... محبت دو قسم کی ہے ۱..... ایک محبت طبعی ۲..... دوسری محبت عقلی۔

محبت طبعی: ..... جو محبت طبعیت کے تقاضے سے ہو جاتی ہے۔

محبت عقلی: ..... جو انسان سوچ سمجھ کر اپنے اختیار سے محبت لگاتا ہے۔ یا یوں تعبیر کر لو کہ غیر اختیاری اور اختیاری۔ حدیث میں محبت اختیاری مراد ہے۔ تقابل سے امتحان ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کی بیوی حضور ﷺ کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کرتی ہے اور یہ صبر کر جاتا ہے تو یہ مؤمن نہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بچوں اور بیوی کی ایسی بات کو امتی ہرگز برداشت نہیں کرتا یہی محبت مع الرسول ﷺ ہے۔

جواب ثانی: ..... بعض محدثین نے دوسرا جواب دیا ہے۔ لیکن تعبیر کا ہی فرق ہے کہ، ایک حب طبعی ہے اور ایک حب ایمانی ہے۔ حب ایمانی، حب طبعی سے زائد اور اس پر غالب ہوتی ہے ۲۔

واقعہ ۱: ..... چنانچہ حضرت خنساءؓ کا خاوند، بیٹا اور بھائی تینوں شہید ہو گئے جب ان سے کہا گیا کہ آپ کا فلاں بیٹا شہید ہو گیا، آپ کے خاوند اور بھائی سب شہید ہو گئے تو وہ فرمائے زلگئیں کہ حضور ﷺ کا حال سناؤ، جواب ملا کہ آپ بجز اللہ محفوظ ہیں، کہنے لگیں مجھے دکھلا دو، جوں ہی دیدار سے مشرف ہوئیں بولیں کل مصیبة بعدک جلیل (ای حقیر) ۳

واقعہ ۲: ..... عبداللہ بن زیدؓ اپنے کھیت یا باغ میں تھے کہ نبی ﷺ کی وفات کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے فوراً دعا مانگی کہ یا اللہ میری بینائی سلب کر لے میں اپنی آنکھ سے اپنے محبوب ﷺ کے بعد کسی اور کو نہیں دیکھنا چاہتا چنانچہ انکی یہ دعا قبول ہوئی اور بینائی جاتی رہی ۴

واقعہ ۳: ..... حضرت ثمامہ بن اثالؓ قیدی ہو کر آئے اسلام لانے کے بعد فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ اسلام سے پہلے آپ اور آپ کا شہر سب سے زیادہ مبغوض تھا اب آپ اور آپ کا شہر سب سے زیادہ محبوب ہے۔

مجنوں کہتا ہے۔

امر علی	الديار	ديار	ليلی	اقبل	ذا	الجدار	وذا	الجدار
ما	شغفن	حب	الديار	قلبی	ولكن	حب	من	سكن
								الديار

اس محبت طبعی کو محبت عشقی بھی کہتے ہیں لیکن یہ انتہائی ناپسندیدہ لفظ ہے قرآن و حدیث نے اس لفظ کو

استعمال نہیں کیا۔ بجز صرف ایک جگہ کے اور وہ بھی مذمت کے طور پر ذکر کیا ہے۔ فرمایا ایاکم ولحون اهل العشق ۱۔  
عن الاعرج: ..... اس سے مراد ابو داؤد و عبد الرحمن بن ہر مزہ ہے، امام مالکؒ اس سے بالواسطہ روایت کرتے  
ہیں۔ ایک دوسرے عبد اللہ بن یزید بن ہر مزہ ہیں اس سے بلا واسطہ روایت کرتے ہیں اور اس سے فقہ بھی حاصل کی ہے  
تو جہاں بھی امام مالک کی سند میں ابن ہر مزہ آئے گا وہاں عبد اللہ بن یزید بن ہر مزہ ہی مراد ہونگے۔

(۹)

### ﴿باب حلاوة الایمان﴾

یہ باب ایمان کی مٹھاس کے بیان میں ہے

(۱۵) حدثنا محمد بن المثنی قال ثنا عبد الوهاب الثقفي قال ثنا ايوب عن ابي قلابه
ہم سے بیان کیا محمد بن مثنیٰ نے، کہا ہم سے بیان کیا عبد الوهابؒ ثقفی نے، کہا ہم سے بیان کیا ایوبؒ نے انھوں نے ابو قلابہ سے
عن انس عن النبي ﷺ قال ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الایمان
انھوں نے انسؓ سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے، فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا
ان يكون الله ورسوله احب اليه مما سواه ما وان يحب المرء لا يحبه الا الله
ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو، دوسرے یہ کہ فقط اللہ کے لیے کسی سے دوستی رکھے،
وان يكره ان يعود في الكفر كما يكره ان يقذف في النار. ۲
تیسرے یہ کہ دوبارہ کافر بننا اس کو اتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ حلاوت سے حلاوت معنوی مراد ہے کہ دین کے لیے مشقتوں کا برداشت کرنا آسان  
ہو جائے اللہ کی محبت میں اطاعت انشراح صدر کے ساتھ کرتا ہو اسی طرح آپ ﷺ کی محبت کی وجہ سے آپ ﷺ کی اتباع  
کرتا ہو خلاصہ یہ کہ اعمال کے وقت طبیعت میں بوجھ، گھٹن پیدا نہ ہو اور مشقتیں برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔  
۲۔ بعض محدثینؒ نے فرمایا کہ حلاوت معنوی کے ساتھ ساتھ حلاوت حسی بھی مراد ہو سکتی ہے کہ انسان ذکر، طاعت سے  
مٹھاس، لذت محسوس کرے، یہ بعض اشخاص کے لحاظ سے ہے۔

## ذوق این بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

لیکن ذوقیات سمجھائیں نہیں جاسکتیں۔

اذا لم تر الهلال فسلم	لانا س	راؤہ	بالابصار
-----------------------	--------	------	----------

مثلاً آپ کو بھوک لگتی ہے کسی دوسرے کو بھوک نہیں لگتی آپ اسکو سمجھا نہیں سکتے۔ آم کا مزہ کسی نے چکھا نہ ہو آپ اسے سمجھا نہیں سکتے۔

لطیفہ: ..... ایک نابینے سے پوچھا گیا کہ کھیر کھاؤ گے کہنے لگا کھیر کیسی ہوتی ہے بتایا گیا کہ سفید ہوتی ہے، کہنے لگا سفید کیسا ہوتا ہے، جواب ملا بگلے کی طرح پوچھنے لگا کہ بگلا کیسا ہوتا ہے اس نے ہاتھ بگلے کی طرح ٹیڑھا کیا اور نابینے کا ہاتھ اوپر پھروایا، اندھے نے ہاتھ پھیر کر کہا یہ تو بڑی میڑھی کھیر ہے مجھ سے نہیں کھائی جائے گی۔

دوسرا لطیفہ: ..... حضرت تھانویؒ کے ملفوظات میں ہے کہ ایک نابینے کو شادی کا شوق دلایا گیا، لوگوں نے کہا شادی بڑی لذت والی ہوتی ہے کہہ کہلا کر اسکی شادی کر دی اس نے سمجھا کوئی کھانے کی چیز ہوگی دوسرے دن اس سے پوچھا گیا کوئی لذت آئی؟ کہنے لگا کوئی لذت نہیں آئی۔

مماسواہما: ..... اس میں حضور ﷺ اور اللہ تعالیٰ کو ایک ہی ضمیر میں جمع کر دیا جس سے ان دونوں کا مساوی ہونا معلوم ہوتا ہے حالانکہ ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ کے قریب ہی ایک خطیب خطبہ دے رہا تھا اس نے کہا من یطع اللہ ورسولہ ومن یعصمہما آپ ﷺ نے فرمایا: ((بنس الخطیب انت))۔ کیونکہ ایک ہی ضمیر میں دونوں کو جمع کر دیا تو ایسے ہی یہاں آپ ﷺ نے خود جمع کر دیا جو کل اشکال ہے؟

جواب ۱: ..... اس کلام میں آپ ﷺ خود متکلم ہیں اگر غیر کا کلام ہو، غیر ذکر کرے تو شرک کا شبہ ہو سکتا ہے اگر آپ ﷺ خود کریں تو یہ محتمل شرک نہیں ہے۔ ۲

جواب ۲: ..... آپ ﷺ کی نکیر ابتدائی زمانہ پر محمول ہے کیونکہ ابھی تو حیدراخ نہیں ہوئی تھی اس لیے شرک کے شبہ والے کلمے سے بھی احتراز کیا اور جس وقت آپ ﷺ نے یہ کلام فرمایا اس وقت تو حیدراخ ہو چکی تھی۔

جواب ۳: ..... خطبہ بیان تو حید کا مقام ہے وہاں ایسا موہم شرک لفظ بولنا درست نہیں جبکہ آپ ﷺ کے کلام کا موقع ایسا نہیں ہے۔

جواب ۴: ..... خطبات میں ایضاح و تفصیل مقصود ہوتی ہے ایسے موقع پر ایسا موہم لفظ بولنا مناسب نہیں تو آپ ﷺ کے بنس الخطیب فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ خطیب آداب خطابت سے ناواقف ہے۔

جواب ۵: ..... آپ ﷺ کے کلام میں جملے الگ نہیں ہیں (ان یكون الله ورسوله احب اليه مما سواهما) اکٹھا کلام ہے اور خطیب کے کلام میں جملوں کے الگ الگ ہونے کی وجہ سے غلط معنی کا وہم پیدا ہو گیا (مَنْ يَطْعَ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رُشِدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى)

جواب ۶: ..... یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

جواب ۷: ..... آخر میں آپ ﷺ نے فیصلہ دیدیا۔ اس مسئلہ میں نفس جواز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ایسا فرمایا۔ لایحہ الا الله: ..... محبت کسی اور غرض کے لیے نہ ہو کیونکہ جو کسی غرض کے لیے ہو وہ ٹوٹ جاتی ہے اور جو اللہ کے لیے ہو تو چونکہ اللہ دائمی ہے اس لیے وہ محبت بھی باقی رہتی ہے۔

وان یکره ان یعود: ..... سوال: لفظ یعود سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث خاص ہے ان لوگوں کے ساتھ جو کفر سے اسلام میں داخل ہوئے کیونکہ عود حالت اولیٰ کی طرف لوٹنے کو کہتے ہیں؟  
جواب: ..... یعود بصیر کے معنی میں بھی آتا ہے۔ معناه هنا معنی الصیرورة۔ قال تعالیٰ وما یكون لنا ان نعود فیها۔

کما یکره ان یقذف فی النار: ..... اس کے تحت ملاحظہ ہو حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ جو ”کتاب الایمان الحب فی الله والبغض فی الله من الایمان“ کے تحت گزرا۔

(۱۰)

### ﴿باب علامة الایمان حب الانصار﴾

انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے

(۱۶) حدثنا ابو الولید قال ثنا شعبه قال اخبرني عبد الله بن عبد الله بن جبر قال
هم سے بیان کیا ابو الولید نے، کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے، کہا مجھ کو خبر دی عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر نے، کہا
سمعت انس بن مالک عن النبي ﷺ قال اية الایمان حب الانصار
میں نے انس بن مالک سے سنا، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا: ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے
واية النفاق بغض الانصار۔
اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض (بغض) رکھنا ہے۔



## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ربط: ..... لمافرغ عن الحب مطلقا وكان عاما اردفه بذكر محبة الطائفة وانتخب منها الانصار  
یعنی پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا ذکر تھا اب باب قائم فرمایا کہ محبوب کی محبت والوں اور اس کے انصار کے  
ساتھ محبت کرنا علامت ایمان ہے۔ انصار حضور ﷺ سے محبت کرنے والے تھے حضور ﷺ کو بھی ان کے ساتھ  
محبت تھی۔ ہم انصار سے محبت کریں حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے۔

سوال: ..... تمام صحابہ میں انصار کی تخصیص کیوں فرمائی؟

جواب: ..... اس لیے کہ انصار میں محبت ابتداء ہی سے تھی۔ اور دین کے زیادہ مددگار انصار ہی ہوئے، مہاجرین کی  
مدد بھی انصار ہی نے کی تو انصار سے محبت حضور ﷺ ہی کی محبت کی وجہ سے ہے اور حضور ﷺ کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔  
انصار: ..... لفظ انصار کے زیادہ تر مصداق اوس و خزرج کے دو قبیلے ہیں۔



(۱۱) حدثنا ابو اليمان قال حدثنا شعيب عن الزهري قال انا ابو ادريس عائد الله
انهم من بيان کیا ابو یمن نے، کہا ہم سے بیان کیا شعیب نے انھوں نے زہری سے کہا ہم کو خبر دی ابو ادريس عائد الله
ابن عبد الله ان عبادة بن صامت و كان شهد بدرا و هو احد النقباء ليلة العقبة
ابن عبد الله نے ان سے (بیان کیا) عباده بن صامت نے بدر میں شریک تھے جو بدر میں شریک تھے اور عقبہ کی رات میں وہ بھی ایک نقیب تھے
ان رسول الله ﷺ قال و حوله عصاة من اصحابه بايعوني على ان
کہ آنحضرت ﷺ نے (صحابہ سے) فرمایا ان کی ایک جماعت آپ کے گرد گردھی تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ
لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنا ولا تقتلوا اولادكم. ولا تأتوا ببهتان
اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو نہ مارو گے۔ اور اپنے ہاتھ اور پاؤں
تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفى منکم
کے سامنے (جان بوجھ کر) کوئی بہتان بنا کر نہیں اٹھاؤ گے اور نیک کاموں میں نافرمانی نہ کرو گے پھر جو کوئی تم میں یہ اقرار پورا کرے

فاجره على الله ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب في الدنيا
اس کا ثواب اللہ پر ہے، اور جو کوئی ان (گناہوں) میں سے کچھ کر بیٹھے اس کو دنیا میں اس کی سزا دی جائے گی
فهو كفارة له ومن اصاب من ذلك شيئا ثم ستره الله
(حد پڑ جائے) تو اس کا گناہ اتر جائے گا اور جو کوئی ان (گناہوں) میں سے کچھ کر بیٹھے پھر اللہ (دنیا میں) اس کو چھپائے رکھے
فهو الى الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبايعنا ه على ذلك
تو وہ اللہ کے حوالہ ہوا اگر چاہے (آخرت میں بھی) اس کو عاف کر دے اور اگر چاہے عذاب کرے پھر ہم نے ان باتوں پر آپ ﷺ سے بیعت کر لی

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں، پانچویں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں کل مرویات ۱۸۱ ہیں اول من ولی قضاء فلسطين، توفى اربع وثلاثين، واعلم ان عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ فرد فى الصحابة رضی اللہ عنہ وفيهم عبادة بدون ابن الصامت اثني عشر نفسا ۲۔

کان شهد بدرا: ..... چونکہ بدریوں کا مقام دوسرے صحابہ سے فائق تھا اس لیے بیان فضیلت کی غرض سے یہ الفاظ بولے اسی طرح کسی موقع پر وہو البدري بولا جاتا ہے۔

احد النقباء: ..... نقباء: نقیب کی جمع ہے۔ نقیب اسے کہتے ہیں جو کسی قوم کے احوال کی تفتیش کرے اور بیان کرے۔ جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ ﷺ سے بیعت کی تھی ان میں سے ہر ایک کو آپ ﷺ نے نقیب قرار دیا تھا تا کہ وہ جا کر قوم کو تبلیغ کریں اور دین پہنچائیں۔

سوال: ..... لیلۃ العقبہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ..... لیلۃ العقبہ سے مراد وہ رات ہے جس رات حضور ﷺ نے منیٰ میں ایک گھائی کے پاس مدینہ منورہ سے آنیوالوں کی بیعت فرمائی۔ ۶ یا ۷ یا ۸ آدمی تھے اور اسلام میں داخل کیا اسکو بیعت عقبہ بھی کہتے ہیں۔

اختلاف: ..... بیعت عقبہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ دو مرتبہ ہوئی یا تین مرتبہ، بعض کے نزدیک دو مرتبہ اور بعض کے نزدیک تین مرتبہ رائج یہی ہے کہ تین مرتبہ ہوئی پہلی مرتبہ سن ۱۱ نبوی کو حج کے موسم میں مدینہ منورہ والوں نے سنا کہ مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، سو چا ان سے دین سمجھنا چاہیے اس سال ۶، ۷ یا ۸ آدمی آئے

آپ ﷺ نے ان کو دین سمجھایا تو انہوں نے قبول کر لیا اور چلے گئے ان میں ایک اسعد بن زرارہؓ بھی تھے۔ اگلے سال سن ۱۲ نبوی کو بارہ یا چودہ آدمی آئے ان میں عبادہ بن صامتؓ بھی تھے انہوں نے اسلام قبول کیا۔ سن ۱۳ نبوی کو ۷۰ کے قریب آدمی آئے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی۔ تو یہاں بیعت عقبہ اولیٰ مراد ہے یا ثانیہ؟ مشہور یہ ہے کہ یہ نقباء بیعت عقبہ ثانیہ میں سے ہیں بعض نے اولیٰ کے نقباء میں شمار کیا ہے۔ بعض نسخ میں باب کا لفظ نہیں ہے تو یہ حدیث پہلے باب کے تحت ہوگی اس صورت میں دونوں حدیثوں کے درمیان ربط بیان کرنا ہوگا جو دو طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔

ربط اول: ..... پہلی حدیث میں حب الانصار کو علامت ایمان قرار دیا دوسری حدیث میں اسکی دلیل بیان کی گئی کہ کیوں علامت ایمان ہے

ربط ثانی: ..... دوسری حدیث میں انصار کو انصار کہنے کی وجہ بیان فرمائی ہے جن نسخوں میں باب بلا ترجمہ ہے تو اسکی وجوہات بیان کرنا ضروری ہے۔ سوا اسکی چند وجوہ ہیں۔

### بلا ترجمہ باب ذکر کرنے کی وجوہات

الوجه الاول: ..... اگر باب بلا ترجمہ ہو تو دراصل پہلے باب کی فصل ہوتی ہے تو اسکا ربط پہلے باب کے ساتھ ہوتا ہے جو ابھی معلوم ہو چکا ہے

الوجه الثاني: ..... دوسری وجہ شیخ الہندؒ سے منقول ہے تخریذ اذہان "کہ طالبعلم اپنے ذہن پر دباؤ ڈالے اور سوچے کہ اس پر کیا ترجمہ قائم ہو سکتا ہے؟ مثلاً اس حدیث پر مندرجہ ذیل ترجمے قائم ہو سکتے ہیں۔ (۱) باب من الایمان ترک الکباثر (۲) باب من الایمان دوام الطاعة (۳) باب فی علة حب الانصار من الایمان، وعلى هذا القياس الوجه الثالث: ..... تکثیر فوائد۔ ایک ترجمہ قائم کرنے سے طالبعلم کا ذہن اسی ترجمہ میں منحصر ہو جاتا ہے کہ بس یہی ترجمہ ثابت ہوا۔

بایعونی: بیعت کرو تم میری یعنی مجھ سے عہد اطاعت کرو، یہ بیع سے ہے اسکا معنی بیچنا یا بک جانا ہے۔ چونکہ بیعت کرنے والا اپنے جذبات و خواہشات کو مقتدا کے حوالے کر دیتا ہے اس لیے اسکو بیعت کہتے ہیں۔

اقسام بیعت: ..... بیعت کی چار قسمیں ہیں ۵

۱: بیعت اسلام: ..... کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا۔

۲: بیعت خلافت: ..... کسی کو امیر المؤمنین تسلیم کرنا اور عہد اطاعت کرنا۔

۳: بیعت جہاد: ..... امیر لشکر اپنے لشکریوں سے جہاد کے لیے بیعت لے جیسے صلح حدیبیہ میں حضور ﷺ نے لی۔  
 ۴: بیعت طریقت: ..... گناہوں کو چھوڑنے اور نیکیوں پر پابندی کے لیے کسی صالح کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔  
 آپ ﷺ سے بیعت کی چاروں قسمیں ثابت ہیں۔ بیعت اسلام عقبہ اولیٰ و ثانیہ میں تھی، بیعت طاعت سب صحابہؓ نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر کی، بیعت جہاد بیعت رضوان ہے، بیعت طریقت: بھی عبادہ بن صامتؓ کی دوسری روایت سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ((بایعونی)) عرض کیا ((قلہایعناک یا رسول اللہ)) دوبارہ ارشاد فرمایا ((بایعونی)) اب جب کہ وہ بیعت اسلام کر چکے تھے جہاد کا بھی اس وقت ارادہ نہ تھا تو یہ بیعت طریقت ہی تھی۔

سوال: ..... یہاں کون سی بیعت مراد ہے؟

جواب: ..... اس میں علماء کی دو رائیں ہیں۔

الاول: ..... پہلی رائے یہ ہے کہ یہ بیعت اسلام ہے، قرینہ اس پر وہو احد النقباء لیلۃ العقبۃ کا لفظ ہے کیونکہ لیلۃ عقبہ میں جو حاضر ہوئے تھے انہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا لہذا یہ بیعت اسلام ہوئی نیز لفظ **هَٰؤَآءِ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا** بھی اسی کا مؤید ہے۔

الثانی: ..... دوسری رائے یہ ہے کہ یہ بیعت طریقت ہے، بیعت اسلام نہیں ہے کیونکہ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد موسم حج کا ہے، رہا احد النقباء کا لفظ تو وہ محض تعارف کے لیے ہے، حافظ ابن حجرؒ کی رائے یہی ہے۔

والراجح هو الاول: ..... قرینہ یہ ہے کہ لفظ حوله عصابة من اصحابہ ہے اگر فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہوتا تو لاکھوں کی جماعت ہوتی چھوٹی سی جماعت نہ ہوتی۔

فائدہ: ..... بعض لوگ بیعت طریقت کو بدعت کہتے ہیں یہاں جب چاروں قسم کی بیعت ثابت ہو گئی تو معلوم ہوا کہ بدعت نہیں ہے ہمارے ملک میں اور بیرون میں بھی بیعت طریقت کے مشہور چار سلسلے ہیں۔

۱۔ چشتی ۲۔ قادری ۳۔ نقشبندی ۴۔ سہروردی۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سلسلے کو قادری کہتے ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے سلسلے کو سہروردی کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے سلسلے کو چشتی کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبندؒ کے سلسلے کو نقشبندی کہتے ہیں۔

مسئلہ: ..... بیعت مستحب ہے لیکن اس پر نجات موقوف نہیں ہے چونکہ یہ حصول ہدایت میں معاون ہوتی ہے اس لیے مستحب ہے مقصود اصلی احکام کو بجالانا، گناہوں سے بچنا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی سے پوچھ پوچھ کر طاعت کرتا رہے اور گناہوں سے بچتا رہے تو بیعت کوئی ضروری نہیں۔ آپ نہ بدعت کہیں نہ واجب۔ دونوں بدعت ہیں دونوں غلو

ہیں۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ اور مولانا سید سلمان ندویؒ ندوة العلماء کے بڑے ستونوں میں سے ہیں انہوں نے مولانا حسین احمد مدنیؒ کو لکھا کہ ہم آپ سے بیعت کرنا چاہتے ہیں، حضرت مدنیؒ نے لکھا کہ آپ عالم لوگ ہیں اور میں جاہل، حضرت تھانویؒ عالم ہیں آپ کی اور ان کی طبعیتیں مل جائیں گی ان سے بیعت کر لیں۔ انہوں نے حضرت تھانویؒ کی خدمت میں خط لکھا تو حضرتؒ نے جواب دیا کہ آپ حضرات خادم قوم ہیں اور میں نادم قوم ہوں، مولانا حسین احمد مدنیؒ خادم قوم ہیں (خادم سے مراد سیاست میں حصہ لینے والے) ان سے آپ کی طبعیتیں مل جائیں گی ان سے بیعت کر لیں۔ یہ دونوں حضرات حضرت مدنیؒ کے پاس گئے حضرت مدنیؒ انکو لیکر حضرت تھانویؒ کی پاس آگئے اور عرض کیا، حضرت ان کو بیعت کر لیں آپ عالم ہیں، حضرت تھانویؒ نے فرمایا حضرت آپ ہی کر لیں بار بار اصرار ہوا آخر حضرت مدنیؒ نے عرض کیا حضرت آپ بڑے ہیں بیعت کر لیں، حضرت تھانویؒ نے فرمایا ”عجیب بات ہے بڑا بھی کہتے ہو اور بات بھی نہیں مانتے“ حضرت مدنیؒ نے بیعت کر لیا اور فرمایا کہ خط و کتابت حضرت تھانویؒ سے رکھنا۔

ان لاتشرکوا باللہ شیئا:..... اس پر بحث اور شرک کی اقسام حدیث ہر قل کے تحت گزر چکی ہیں۔  
ولاتأتوا بہتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم:..... بہتان اس عیب کو کہتے ہیں جو کسی میں نہ ہو اور اسکے ذمہ لگایا جائے اور اگر عیب ہو اور پس پشت بیان کیا جائے تو اسے غیبت کہتے ہیں۔

### بین ایدیکم وارجلکم اس جملہ کی کئی تفسیریں ہیں۔

التفسیر الاول:..... بین ایدیکم وارجلکم کا تعلق لاتأتوا سے ہے کہ سامنے مت لاؤ۔ ایک ہے پس پشت عیب لگانا اور ایک ہے سامنے منہ پر عیب لگانا یہ بہت بے شرمی کی بات ہے ۱۔ کما قالہ الخطابیؒ۔ اگلا آدمی حیران پریشان ہو جاتا ہے انکار بھی نہیں کر سکتا۔

الثانی:..... اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ شرمگاہ کا عیب مت لگاؤ کیونکہ شرمگاہ پاؤں اور ہاتھوں کے درمیان ہے۔ اس لئے بین ایدیکم وارجلکم سے تعبیر کیا اس سے خصوصیت کے ساتھ منع کرنا اس لیے ہے کہ یہ زیادہ بے عزتی کا باعث بنتا ہے کیونکہ اس سے مراد زنا ہوتا ہے۔

الثالث:..... بین ایدیکم وارجلکم سے مراد دل ہے یعنی اپنی طرف سے گھر کر عیب مت لگاؤ اور دل بین ایدیکم وارجلکم ہی ہوتا ہے اس لئے کہا ولاتأتوا بہتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم:۔

الرابع:..... بین ایدیکم وارجلکم کنایہ ہے ذات سے کیونکہ اکثر کام انہی سے ہوتے ہیں۔ افعیہ الممعات میں ہے نیارید دروغے را کہ پیدامی کنید اور امیان دستہائے خود و پائشہائے خود یعنی از ذاتہائے خود

الخامس:..... در اصل یہ لفظ عورتوں کی بیعت کے وقت کہا گیا ہے کیونکہ عورت کا بچہ جوہین الایدی والارجل زنا کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اسکو زوج کی طرف نسبت کرنے سے منع فرمایا تو یہ لفظ اصل بیعت نساء میں تھا پھر بیعت رجال میں بھی استعمال کیا گیا لہذا معنی بھی بدل گئے!

عورتیں ایسا کیا کرتی تھیں کہ کسی سے زنا کیا اور بچہ خاوند کے نام لگا دیا یا زنا کسی سے کیا اور معلوم ہونے پر نام دوسرے کا لے لیا تو اس سے منع کیا گیا جیسے جرج بنی اسرائیل میں ایک راہب گزرے ہیں ایک مرتبہ یہ نماز پڑھ رہے تھے کہ والدہ نے آواز دی اس نے کہا اللھم صلونی وامی تین بار ایسے ہی ہوا ماں نے بدعاء کر دی کہ تجھے موت نہ آئے جب تک کسی زانیہ کے منہ نہ لگے۔ ایک زانیہ نے کسی چرواہے سے بدکاری کی بچہ پیدا ہوا۔ ادھر اس راہب کے کچھ حاسد کسی ایسی بات کی تلاش میں ہی تھے جس سے ان کی بدنامی ہو جب انہیں اس کے بیٹے کا پتہ چلا تو انہوں نے اس عورت سے کہا کہ یہ الزام اس راہب کے سر تھوپ دینا، چنانچہ جب لوگوں نے اس عورت سے پوچھا کہ کس سے زنا کیا ہے؟ اس نے راہب جرج کا نام لے دیا۔ لوگوں نے آکر پٹائی شروع کر دی یہ کہتے رہے کہ مجھے بتاؤ تو سہی میرا قصور کیا ہے؟ آخر لوگوں نے بتایا کہ تو نے زنا کیا ہے انہوں نے کہا میں نے زنا نہیں کیا، میری بات پر اعتماد کرتے ہو یا بچہ گواہی دے؟ لوگوں نے کہا بچہ گواہی دے تو خدا تعالیٰ نے بچے کو قوت گویائی دی اس نے کہا میں فلاں چرواہے کا بیٹا ہوں!

ولا تعصوا فی معروف:..... معروف کی قید اللہ اور رسول کے لحاظ سے واقعی ہے اوروں کے لحاظ سے احترازی ہے۔ فاجرہ علی اللہ:..... علی لزوم کے لیے آتا ہے اس سے معتزلہ نے استدلال کیا ہے کہ اللہ پر نیک آدمی کو اجر دینا واجب ہے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ لایجب علی اللہ شئی کیونکہ جس پر کوئی چیز واجب ہو وہ مکلف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مکلف نہیں ہے اگر سزا دیں تو یہ انکا عدل ہے اور جزا دیں تو فضل ہے معتزلہ کے استدلال کا جواب:..... وجوب دو قسم پر ہے ۱۔ وجوب استحقاقی کسی کا حق کسی کے ذمہ ہو ۲۔ وجوب تفصیلی بطور فضل کے اپنے اوپر کسی چیز کو لازم کر لے علی سے مستفاد وجوب استحقاقی نہیں تفصیلی ہے۔

سوال:..... جب عمل کیا تو جزاء کا مستحق کیوں نہیں؟ حالانکہ اجر عوض عمل ہے؟

جواب ۱:..... بندے کی طرف سے کوئی عمل بھی نہیں پایا گیا جس پر وہ اجر کا مطالبہ کرے اس لیے کہ بندہ کی کوئی چیز اپنی نہیں ہے اور عمل بھی فضل الہی ہے تو فضل علی فضل پر اجر کا مطالبہ؟ لَنْ يَجْزِيَ الْبَنِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۳

حضرت تھانویؒ نے اس کو ایک مثال کے ذریعے سمجھایا کہ ایک شخص نے ایک باغ لگایا مزدور بھی رکھا اسکو مزدوری ملتی رہی پھول کھلے تو مزدور گلدستہ بنا کر لے آیا پھلوں کا موسم آیا تو مزدور پھلوں کا ٹوکرا بھر کر لے آیا مالک

نے انعام دیدیا تو درحقیقت یہ مزدور کسی انعام کا مستحق نہیں ہے۔ اس لیے کہ مزدوری اسکو ملتی ہے باقی سب چیزیں مالک کی ہیں مالک خوش ہو کر انعام دیدیتا ہے کہ چلو ایک صورت بنادی اعمال صالحہ کی مثال ایسے ہی ہے کہ جسم وصلاصیتیں خدا کی طرف سے عنایت ہے وقت اور توفیق خدا کی طرف سے عطا فرمودہ۔

جواب ۲: ..... ان اعمال کی اجرت بندہ پیشگی وصول کر چکا ہے لہذا جاجر ملے وہ خالص فضل ہی فضل ہے۔ واعظوں سے سنا کہ ایک شخص حساب کے لیے پیش ہوگا پانچ سو سال عمر ہوگی ساری عمر عبادت میں گذاری ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جا میرے فضل سے جنت میں داخل ہو جا، وہ کہے گا یا اللہ! ساری زندگی تو عبادت میں گذاردی اب بھی تیرے فضل ہی سے جنت میں جا رہا ہوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے (یہ کوئی حسابی آدمی معلوم ہوتا ہے) اس سے حساب کرو حساب کر کے فرشتے کہیں گے اسکی پانچ سو سال کی عبادت اسکی ایک آنکھ کے بدلے میں ہے الحاصل اجر پیشگی وصول کر چکا۔ ابن عطاء اسکندریؒ کا ملفوظ ہے لا کبیرۃ عند الفضل ولا صغیرۃ عند العدل۔ پنجابی میں محاورہ ہے کہ شاہاں نال حساب کرو گے تے کج دینا ای پنے گا (یعنی بادشاہوں کے ساتھ حساب کرو گے تو کچھ دینا ہی پڑے گا)

فہو کفارة له: ..... ﴿مسئلہ ”حدود“ کفارات ہیں یا نہیں؟﴾

جمہور ائمہ: ..... کہتے ہیں کہ حدود کفارات ہیں۔

احناف: ..... کا مسلک یہ ہے کہ حدود زواجر ہیں کفارات نہیں ۱۔ بعض اوقات متحن پوچھ لیتا ہے کہ الحدود زواجر ام سواتر؟ زواجر کا معنی ہے کہ آئندہ روکنے والی ہیں گناہ جس پر حد لگی معاف نہیں ہوگا۔ جمہور کہتے ہیں کہ سواتر ہیں گناہ کو صاف کرنیوالی ہیں۔

دلیل جمہور: ..... حدیث باب ہے۔ فہو کفارة له۔

ائمہ حنفیہ کہتے ہیں کہ کبیرہ کی معافی کے دو طریقے ہیں ۱۔ توبہ ۲۔ فضل الہی اور صغیرہ کی معافی کے تین طریقے ہیں دو اوپر والے اور تیسرا نیک عمل۔ لیکن حقوق کی تخصیص ہے کہ وہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ انکی تلافی بھی شرط ہے۔

جمہور کبیرہ کی معافی کا ایک سبب اجراء حد بھی قرار دیتے ہیں اس طرح جمہور کے نزدیک کبیرہ کی معافی کے بھی تین طریقے ہیں۔

دلائل احناف کثر اللہ سوادھم: ..... آئمہ حنفیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں حدود کا ذکر کیا ہے وہاں آخر میں توبہ کو بھی ذکر کیا ہے چنانچہ ۱۔ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ کے بعد

﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ﴾ بھی ذکر ہے ۲۔ آیت ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ﴾ کے آخر میں ہے ﴿وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ﴿۳﴾۔ وفی الطحاوی ((انه عليه السلام اتى بلص واعترف اعترافا ولم يوجد معه المتاع فقال له النبي ﷺ ما اخالك سرقت قال بلى يا رسول الله فامر به فقطع ثم جنى به فقال النبي ﷺ استغفر الله وتب اليه ثم قال عليه السلام اللهم تب عليه)) ۲۔

۳۔ ایک روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے متدرک حاکم میں محشی نے نقل کی ہے لَا أَذْرِي الْحُدُودَ كَفَارَاتٍ أَمْ لَا (صححه علی شرط الشيخين)

۵۔ حد توف کو بیان کرنے کے بعد بھی فرمایا ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا﴾ ان تمام دلائل کی وجہ سے خفیہ حدیث الباب کی توجیہات کرتے ہیں۔ چند توجیہات درج ذیل ہیں۔  
التوجیہ الاول: ..... گناہ کی معافی کا ایک سبب قریب ہے اور ایک سبب بعید۔ توبہ سبب قریب ہے حد اور عقوبت سبب بعید چونکہ حد اور عقوبت توبہ کا باعث بنتی ہیں اس لیے کہہ دیتے ہیں کہ حد اور عقوبت کفارہ ہیں۔  
التوجیہ الثانی: ..... حدیث الباب میں عقوبت سے مراد حدود نہیں بلکہ مصائب و آفات ہیں کوئی مصیبت آدمی پر آتی ہے تو وہ کفارہ بن جاتی ہے اس لئے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مایصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذى ولا غم حتى الشوكة يشاكها الا كفرا لله بها من خطايا هر تكليف جو بندہ پر پڑتی ہے اس سے بندے کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

سوال: ..... مصیبت اگر کفارہ ہو سکتی ہے تو حد کو بھی کفارہ ہونا چاہیے یہ بھی اللہ ہی کی طرف سے مقرر کردہ ہے اس کا نزول بھی تو آسمانوں سے ہی ہے؟

جواب: ..... حد اور مصیبت میں دو فرق ہیں ۱۔ مصائب میں اسباب متعین نہیں ہوتے کہ یہ مصیبت کس گناہ کی سزا ہے سزا اللہ نے دینی ہے دنیا میں دے یا آخرت میں یا معاف فرمادیں لیکن حدود میں اسباب متعین ہوتے ہیں کہ فلاں حد فلاں مصیبت کی وجہ سے ہے۔

۲۔ مصائب میں کسب عبد کو دخل نہیں، جبکہ حد میں کسب عبد کو دخل ہے گویا یہ خود اپنے آپ کو سزا دے رہا ہے جیسے کوئی اپنا خود ہاتھ کاٹ لے لہذا حد کو مصیبت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

التوجیہ الثالث: ..... حدود جاری ہونے کے بعد لوگ تین قسم پر ہوتے ہیں۔

۱۔ ..... محدود قائب: جو حد گننے کے بعد توبہ کر لے۔



۲..... محدودِ منزجر: جو حد لگنے کے بعد رک جائے۔

۳..... محدودِ متعنت: جو حد لگنے کے باوجود ارتکابِ معصیت میں مبتلا ہو اور حد کی وجہ سے معصیت سے نہ رکے تو پہلی دو قسموں میں حنفیہ بھی جمہور کے ساتھ ہیں، تیسری قسم میں جمہور کو بھی حنفیہ کے ساتھ ہونا چاہیے۔

التوجیہ الرابع: ..... یہاں ایک صلح کی بات بھی ہے کہ احناف کے نزدیک حدود ابتداء زواج ہیں اور انتہاء سواتر ہیں۔ جمہور کے نزدیک برعکس ہے آخر میں دونوں اکٹھے ہو گئے احناف پہلے قرآن کو دیکھتے ہیں قرآن کی منشاء یہ ہے کہ محدود تو بہ کرے، تو اگر قرآن تو بہ کا مطالبہ کرتا ہے تو تو بہ ہی سے معاف ہوگا۔

(۱۲)

### ﴿باب من الدین الفرار من الفتن﴾

بالفتن سے بھاگنا دینداری ہے کے بیان میں ہے

(۱۸) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الرحمن
هم سے بیان کیا عبد اللہ بن مسلمہ نے، انھوں نے (امام) مالک سے، انھوں نے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن
بن ابی صعصعة عن ابیه عن ابی سعید الخدریٰ انه قال قال رسول الله ﷺ
ابن ابوصعصعہ سے، انھوں نے اپنے باپ (عبد اللہ) سے، انھوں نے ابوسعید خدریٰ سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے
یوشک ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال
فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کے
ومواقع القطر یفر بدینہ من الفتن۔ ۱
مقاموں میں وہ اپنا دین فتنوں سے بچائے ہوئے بھاگتا پھرے گا۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں، پانچویں ابوسعید خدریٰ ہیں جن کا نام سعد بن مالک ہے اور بعض نے عبد اللہ بن ثعلبہ بتایا اور بعض نے سان بن مالک، کل مرویات ۱۱۰ ہیں، متوفی ۶۴۰ھ یا ۷۳۰ھ ۲

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس سے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ جیسے اعمال صالحہ کرنا اجزاء دین

۱ امام بخاری یہ حدیث ۵ بار لائے ہیں رقوم الاحادیث بحسب البخاری المطبوعة بدار السلام الرياض ۱۹: ۳۳۰۰، ۳۶۰۰، ۶۳۹۵، ۷۰۸۸

۲ أخرجه ابوداؤد والنسائی ۲ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۶۱

میں سے ہے اسی طرح معاصی سے بچنا، گناہ چھوڑنا بھی اجزاء دین میں سے ہے۔ امام بخاریؒ نے من تعیفیہ سے استدلال کیا ہے۔

جواب استدلال: ..... نقول من جانب الحنفیۃ النہا (من) ابتدائیۃ ۱۔

فتن: ..... اس سے مراد عرف میں یہ ہے کہ دینی امور کی مخالفت عام ہو جائے اور دین کی حفاظت مشکل ہو جائے اور اسباب و ذرائع مفقود ہو جائیں تو کمزوروں کو اجازت ہے کہ وہ حفاظت دین کی خاطر کل بھاگیں ۲۔  
غنم: ..... مختصر مال مراد ہے مکروں میں انحصار نہیں ہے۔

یفر بدینہ: ..... بامعیت کے لیے ہے۔ معنی یہ ہوگا دین کی خاطر فتنوں سے بھاگے یعنی دین کی حفاظت کی خاطر یا بامعیت کے لیے ہے معنی یہ ہوگا فتنوں سے دین کو لے کر بھاگے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ففر الحجر بٹوبہ کے معنی ہیں وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگ گیا ۳۔

سوال: ..... علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ روایت الباب سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ترجمۃ الباب ہے من الدین الفرار من الفتن، کہ میں فرار من الفتن جزو دین ہے جبکہ روایت الباب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرار من الفتن صیانت دین ہے روایت الباب سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فرار من الفتن جزو دین ہے؟

جواب: ..... صیانت دین بھی تو دین ہی ہے روایت سے ثابت ہوا کہ فرار من الفتن صیانت دین ہے اور صیانت دین بھی دین ہے پس فرار من الفتن دین ہے وہو الصواب ۴۔

سوال: ..... اس حدیث میں عزلت و رہبانیت کی تعلیم دی جارہی ہے جبکہ دوسری جگہ فرمایا ((لارہبانیۃ فی الاسلام)) جواب: ..... تعلیم رہبانیت نہیں ہے بلکہ تعلیم صیانت دین ہے اور نبی وہاں ہے جہاں رہبانیت کو ہی دین سمجھ لیا جائے۔

### مسئلہ: ..... صحبت افضل ہے یا عزلت؟ ۵۔

آدمی دو حال سے خالی نہیں اسے مزاحمت پر قدرت ہوگی یا نہیں۔ مزاحمت پر قدرت ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں ۱۔ قدرت بافضل ہو یا بحسب القل اور فی الحال ہو یا بحسب المال بہر تقدیر اسکے لیے صحبت واجب ہے اور واجب بالحقین ہے۔  
۲۔ یا فی الحال تو قدرت نہیں ہے لیکن امید ہے کہ قدرت حاصل ہو جائے گی تو ایسی صورت میں صحبت واجب بالکفایہ ہے، عزلت ان تمام کے لیے جائز نہیں ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ فتن کی مزاحمت پر قدرت نہ ہو تو اس میں تین مذہب ہیں۔

**المذهب الاول:** ..... جمہور کہتے ہیں کہ صحبت بہتر ہے کیونکہ تعلیم و تعلم، حضور جنازہ، حضور جمعہ، حضور جماعات تکثیر سواد المسلمین، عیادۃ المرضى، انشاء سلام، امر بالمعروف اور اعانت محتاج وغیرہ طاعات کا موقع صحبت ہی میں میسر ہے لہذا صحبت افضل ہے ۱۔

**المذهب الثانى:** ..... علامہ کرمائی نے فرمایا کہ ہمارے اس زمانہ میں خلوت ہی افضل ہے اس لیے کہ مجالس کم ہی معاصی سے خالی ہوتی ہیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں ”میرا خیال بھی یہی ہے۔ فان الاختلاط مع الناس فى هذا الزمان لا یجلب الا الشرور“ ۲ اور نیز خلوت میں تعلق مع اللہ میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

**المذهب الثالث:** ..... بعض حضرات تفصیل کے قائل ہیں کہ وہ فقیہ جو خطرہ میں ہے اور مقاومت نہیں کر سکتا اسکے لیے عزلت افضل ہے اور وہ مجاہد جو باطل کو پہچان کر اس سے اجتناب کر سکتا ہے اور حق کو پہچان کر اس پر عمل کر سکتا ہے اس کے لیے صحبت افضل ہے۔ جاہل کے لیے بہر صورت صحبت ہی افضل ہے یہ تنہائی میں جا کر کیا کرے گا۔ الغرض مزاج اور طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔

من عادتی حب الدیار لاهلها	❦	وللناس فیما یعشقون مذاهب
---------------------------	---	--------------------------

جالس الحسن او ابن سیرین: چاہے نانو توئی کی ہم نشینی اختیار کر چاہے گنگوہی کی، مدنی کا، ہم نشین بن خواہ تھا نوئی کا، کسی کو کچھ مت کہو سب ٹھیک ہے یہ مزاجوں کا اختلاف ہے۔ ہر گل رارنگ و بوئے دیگر است۔ آپ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادریوں اور خالد بن ولیدؓ کی شجاعتوں کے قصے اور واقعات سنتے ہیں کبھی آپ نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری کے قصے بھی سنے؟ حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حسان کا شعر تیر کی طرح لگتا ہے۔ مزاج اور شانیں الگ الگ ہیں تو کیا ان میں سے کسی کی توہین کرو گے؟ نعوذ باللہ من ذلک۔



(۱۳)

﴿باب قول النبی ﷺ انا اعلمکم باللہ وان المعرفة فعل القلب  
لقول اللہ تعالیٰ وَلَکِنْ یُؤْخِذْکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوبُکُمْ﴾

یہ باب آنحضرت ﷺ کے فرمان کہ میں تم سے زیادہ اللہ کا جاننے والا ہوں اور معرفت (یقین) دل کا فعل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقرہ میں) فرمایا (لیکن ان قسموں پر تم کو پکڑے گا جو تمہارے دلوں نے (جان بوجہ کر) کھائیں) کے بیان میں

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کی غرض: ..... امام بخاری کا مقصود اس باب سے الایمان یزید وینقص ثابت کرنا ہے۔ امام بخاری نے ترجمہ الباب میں تین جزء ذکر کئے ہیں۔

۱۔ انا اعلمکم باللہ ۲۔ وان المعرفة فعل القلب ۳۔ وَلَکِنْ یُؤْخِذْکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوبُکُمْ  
الجزء الاول: ..... انا اعلمکم باللہ

سوال: ..... کتاب الایمان کا عنوان چل رہا ہے، مقصود الایمان یزید وینقص ثابت کرنا ہے انا اعلمکم باللہ کا تعلق اس سے کیا ہوا؟ یہ ترجمہ تو کتاب العلم سے متعلق ہے اس لیے کتاب العلم میں ذکر کرنا چاہیے تھا؟  
جواب: ..... اس اعتراض کو دیکھ کر بعض شراح نے یہ کہہ دیا یہ باب درحقیقت کتاب العلم میں تھا سہو کا تب کی وجہ سے یہاں درج ہو گیا۔ لیکن یہ جواب غلط ہے محض اعتراض کی وجہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کتاب العلم کا باب تھا سہو کا تب کی وجہ سے یہاں لکھ دیا گیا۔ ۲

جواب ثانی: ..... اس ترجمہ سے مقصود قیاس النظیر علی النظیر ہے مقصد ایمان کی کمی زیادتی بیان کرنا ہے اس کو علم کی کمی بیشی پر قیاس کیا۔ ۳

جواب ثالث: ..... علم، معرفت، یقین سب ایمان کے ساتھ متحد ہیں باتحاد ذاتی و تغایر مفہومی۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ علم کے دو درجے ہیں۔

(۱) درجہ تکمال جس کو علم حالی بھی کہتے ہیں اور جامع الاعمال بھی کہتے ہیں۔ (۲) دوسرا درجہ جو غلبہ محال نہ ہو یعنی

جامع للاعمال نہ ہو۔

پہلی قسم میں اور ایمان میں اتحاد ذاتی ہے تو یہاں اعلمکم باللہ سے یہی درجہ مراد ہے تو اعلمکم کا مطلب ہوا ازیدکم ایمانا اب کتاب الایمان سے مناسبت بھی ہوگئی اور زیادت و نقصان بھی ثابت ہوگئی۔

جواب رابع: ..... علم کے دو درجے ہیں۔ (۱) غیر اختیاری، اس کو معرفت کہتے ہیں۔

(۲) اختیاری، اس کو تصدیق کہتے ہیں۔ تو یہاں علم سے مراد اختیاری ہے جو کہ تصدیق کا درجہ ہے اور یہ ایمان کے مرادف ہے لہذا کتاب الایمان سے مناسبت ہوگئی۔

الجزء الثانی: ..... وان المعرفة فعل القلب.

اس میں شرح حدیث کی دورائیں ہیں۔

۱..... عند البعض مستقل ترجمے کا ذکر ہے اور اس سے مقصود کرامیہ پر رد ہے جو فقط اقرار لسانی کو ایمان کے لیے کافی قرار دیتے ہیں تو ان پر رد فرمایا کہ فقط اقرار لسانی کافی نہیں بلکہ معرفت ضروری ہے اور معرفت فعل قلب ہے اس لیے صرف زبان سے اقرار کافی نہیں۔  
۲..... عند البعض دوسرے جزء سے پہلے کی تشریح مقصود ہے کہ پہلے جزء میں علم سے مراد معرفت ہے اور معرفت بھی اختیاری جو کہ فعل قلب ہے ولذا قال ان المعرفة فعل القلب.

سوال: ..... معرفت و علم از قبیل کیف ہیں نہ کہ از قبیل فعل تو امام بخاریؒ نے کیسے کہہ دیا ان المعرفة فعل القلب؟  
جواب: ..... امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ معرفت سے مراد اختیاری ہے جو کہ فعل قلب ہے ای ان عقاد القلب یعنی قلب کو کسی کے ساتھ جوڑنا۔ دل کو جب کسی کے ساتھ اختیاراً جوڑا جائے تو یہ فعل قلب ہے اسی کا نام عقیدہ ہے تو انسان کا عقیدہ اختیاری ہے اور فعل قلب ہے۔ عقیدہ، فعلیۃ کے وزن پر ہے عقد سے ماخوذ ہے معقودۃ کے معنی میں ہے یعنی گرہ دی گئی۔ اصطلاحی معنی ان عقاد القلب علی القضية۔ ربط القلب علی القضية دل کو کسی قضیہ کے ساتھ جوڑ دینا۔ قضیہ کہتے ہیں یحتمل الصدق والكذب جو صدق و کذب (سچ، جھوٹ) کا احتمال رکھے، تو حق کے ساتھ جوڑا تو عقیدہ حق ہوگا باطل کے ساتھ جوڑا تو عقیدہ باطل ہوگا۔

الحاصل: ..... عقیدہ حق بھی ہو سکتا ہے اور باطل بھی اور چونکہ عقائد اسلامیہ کے مخبر محمد رسول اللہ ﷺ سچے ہیں تو عقائد اسلامیہ سب کے سب سچے ہیں اور اسلام کے خلاف سب عقائد باطل ہونگے۔ بعض مرتبہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کافر سچے ہوتے ہیں، کائنات میں اس سے بڑا کوئی جھوٹ نہیں کہ کافر سچے ہوتے ہیں۔ یہ کمرہ کس نے بنایا؟ ایک کہتا ہے خود بخود بنا ہے تو یہ سچا ہے یا جھوٹا؟ اور اگر نور محمدؐ نے بنایا ہے اور وہ کہتا ہے کہ غلام رسولؐ نے بنایا ہے تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ کافر کی تو ابتداء ہی جھوٹ سے ہے۔ کوئی ایک آدھ بات خرید و فروخت میں سچ کہہ دی تو کافر کو سچا کہنا

شروع کر دیا مسلمان میں آج اتنی مرعوبیت ہے۔

الجزء الثالث: ..... ﴿وَلَكِنْ يُوَاحِدُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ﴾

سوال: ..... امام بخاریؒ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ معرفت فعل قلب ہے یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت ایمان (بالفتح) سے متعلق ہے اور دعویٰ ایمان (بالکسر) سے متعلق ہے ایمان فعل لسان ہے اور معرفت و ایمان فعل قلب ہے تو ایسی آیت جس کا تعلق فعل لسان سے ہے اس سے فعل قلب معرفت و ایمان پر استدلال کیسے صحیح ہوا؟

جواب: ..... ایمان کی ایک قسم یقین لغو ہے جس کا تعلق لسان سے ہے اور وہ فعل لسان ہے اور دوسری قسم یقین منعقدہ ہے مواخذہ اس پر ہے اور یہ فعل قلب ہے اس آیت کے اندر یہی مراد ہے اور یہ یقین تام نہیں ہوتی جب تک انضمام عقیدہ اور اعتقاد نہ ہو اور یہ فعل قلب ہے فہو مناسب لقوله وان المعرفة فعل القلب لهذا دعویٰ اور دلیل میں تطابق و توافق ہو گیا۔

(۱۹) حدثنا محمد بن سلام قال انا عبدة عن هشام عن ابيه
ہم سے بیان کیا محمد بن سلام نے کہا خبر دی ہم کو عبدة نے، انھوں نے هشام سے، انھوں نے اپنے باپ (عروہ) سے
عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ اذا امرهم امرهم من الاعمال بما يطيقون
انھوں نے حضرت عائشہؓ سے، کہا کہ آنحضرت ﷺ جب صحابہؓ کو کوئی حکم دیتے تو انھیں کاموں کا حکم دیتے جن کو وہ کر سکتے تھے
قالوا انا لسنا كهيتك يا رسول الله ان الله قد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر
وہ عرض کرتے یا رسول اللہ! ہم آپؐ کی طرح تھوڑے ہیں؟ آپؐ کے تو اللہ نے سب اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں
فيغضب حتى يعرف الغضب في وجهه ثم يقول ان اتقاكم واعلمكم بالله انا.
یہ سن کر آپؐ اتنا غصہ ہوتے کہ آپؐ کے (مبارک) چہرہ پر غصہ نمودار ہوتا، پھر آپؐ فرماتے (کیا تم کو
معلوم نہیں) تم سب میں زیادہ پرہیز گار اور اللہ کو زیادہ جاننے والا میں ہوں۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا محمد بن سلام: ..... سلام بالتحقیف ہے یا بالتشدید؟ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ صواب یہی ہے کہ بالتحقیف ہے وہ قطع المحققون۔ بعض نے کہا کہ بالتشدید ہے لیکن علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ لایوافق علی

هذه الدعوى فانها مخالفة للمشهور

لسنا کھیتک: ..... کاف بمعنی علی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہمیں زیادہ عبادت کی اجازت ہونی چاہیے اس لیے کہ آپ ﷺ تو مغفور ہیں آپ ﷺ کو عمل کی ضرورت نہیں اس کے باوجود آپ ﷺ اعمال کا اتنا اہتمام فرماتے ہیں تو ہمارا کیا حال ہوگا جبکہ ہمارے گناہ بھی زیادہ ہیں اور ہم بخشے بخشائے بھی نہیں پس ہمیں حضور ﷺ سے بھی زیادہ عبادت کی اجازت ہونی چاہیے حضور ﷺ نے اس پر رد فرمایا کہ مجھے زیادہ عمل کرنے چاہئیں اس لئے کہ ان اتفاقاً (الحدیث) یا رسول اللہ: ..... اسکی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ حدیث میں ہے کہ قبل الدعاء بعد الاذان درود شریف پڑھنا چاہیے بریلوی اس پر عمل نہیں کرتے سنت ترک کرنا، بدعت کو رواج دینا ان کا مقصد ہے۔ اصلح اللہ حالہم۔ فیغضب: ..... سوال: آپ ﷺ ناراض کیوں ہوئے حالانکہ لسنا کھیتک صحیح ہے؟

جواب: ..... اس لیے کہ انہوں نے خلاف فطرت سلیمہ سوال کیا۔ فطرت سلیمہ سے سمجھنا چاہئے تھا کہ کمال اور نجات اتباع سنت میں ہے سنت سے تجاوز کرنے میں نہیں ہے۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ تین صحابہ کرام حضور ﷺ کے اعمال کے بارے میں تفتیش کے لیے آئے۔ ازواج مطہرات سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ کبھی سوتے ہیں اور کبھی قیام فرماتے ہیں کہ کبھی واحیاء لیل فرماتے ہیں کبھی روزہ رکھتے ہیں اور کبھی افطار کرتے ہیں۔ کبھی ازواج سے ملتے ہیں اور کبھی نہیں، انہوں نے سوچا کہ یہ تو کم ہے مگر اس لئے کہ آپ ﷺ بخشے بخشائے ہیں۔

تو ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ رات کو نماز پڑھتا رہوں گا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں بیوی سے علیحدہ رہوں گا۔ تو انہوں نے حضور ﷺ کے بتائے ہوئے معمول سے زیادہ عمل کا ارادہ کیا اور یہ بات خلاف فطرت سلیمہ اور منافی اتباع سنت تھی اس لئے آپ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا میں زیادہ تقویٰ اور زیادہ علم و معرفت والا ہوں، ((انا اتفاقکم واعلمکم باللہ انا))، میں آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ میری معرفت بھی زیادہ ہے اور تقویٰ بھی، یعنی مجھے قوت علمیہ اور عملیہ کا کمال حاصل ہے کوئی امتی ان چیزوں میں میرے برابر نہیں ہو سکتا۔

استنباط: ..... اس سے حضرت انور شاہ صاحبؒ نے استنباط کیا ہے کہ کمال عبادت کمال معرفت سے حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق طاعت کرنے کو کہتے ہیں تو جس کو اللہ تعالیٰ کی مرضی جتنی زیادہ معلوم ہوگی اتنی ہی اس کے مطابق طاعت کریگا۔ اور یہ کمال عبادت زیادتی مشقت پر موقوف نہیں جنہوں نے زیادتی مشقت پر موقوف سمجھا آپ ﷺ نے ان کو سمجھایا کہ اسکا تعلق کمال معرفت کے ساتھ ہے نہ کہ زیادتی مشقت کے ساتھ ۵

مثال: ..... آپ کے پیر صاحب آپ کے ہاں مہمان ہوئے گرمی کا موسم ہے دوپہر کا وقت ہے کمال خدمت کا مقتضی یہ ہے کہ آپ پہچان لیں کہ ان کو پیاس لگی ہے اور ٹھنڈے پانی کا گلاس لادیں نہ یہ کہ لوہاری گیٹ سے عمدہ قسم کی آئس کریم لینے چلے جائیں وہاں نہ ملے تو بوہڑ گیٹ چلے جائیں دو گھنٹے بعد آئس کریم لیکر صاحب آئے ادھر پیر صاحب کا جگر پیاس سے خشک، جل رہا ہے تو کیا یہ آئس کریم لانا زیادہ خدمت ہے یا صرف ٹھنڈے پانی کا پلانا؟

معلوم ہوا کہ پہچان کر نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرنا یہ افضل ہے۔ ایک آدمی تمام رات کھڑا رب انہی مغلوب فانتصر کہتا رہا اور صبح سو گیا نماز رہ گئی یا جماعت رہ گئی۔ دوسرا تمام رات سوتا رہا آخر شب میں اٹھ کر باجماعت نماز پڑھ لی۔ کون صحیح اور افضل ہے؟ باجماعت نماز فجر ادا کر نیوالا افضل ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی کے متعلق پوچھا (جسکی والدہ کا نام شفاء تھا) کہ صبح نماز پڑھنے نہیں آیا تو انہیں بتایا گیا کہ ساری رات عبادت کرتا رہا نیند آگئی۔ ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ کا یہی معنی ہے۔ علماء، عرفاء کے معنی میں ہے۔ فاضل خیر المدارس، قاسم العلوم واثرفیہ نہیں ہے بلکہ علم پر عمل کرنے سے حقیقی عالم وفاضل بنتا ہے۔ اس سے اتفاق کے بعد اعلیٰ علم فرمانے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی کہ تقویٰ بلا معرفت حاصل نہ ہوگا۔ سنت کے مطابق دو رکعتیں تمام رات خلاف سنت اور مخترعبادت سے افضل ہیں۔

ان الله قد غفر لك : ..... نکتہ: شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ وعدہ مغفرت کا مقتضی عمل و احتیاط ہے نہ کہ ترک عمل و عدم احتیاط۔ اسی وجہ سے جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کی تو مغفرت ہو چکی پھر آپ ﷺ اتنی زیادہ عبادت کیوں کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ((افلا اکون عبدا شکورا)) معلوم ہوا کہ مغفرت کا مقتضی یہ ہے کہ شکرانے کے طور پر عمل میں اضافہ اور زیادتی کی جائے نہ یہ کہ عمل کو کم کر دے یا چھوڑ دے۔ اسی طرح اصحاب بدر کے بارے میں ((اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم)) آیا ہے۔ افلا اکون عبدا شکورا سے یہ مشکل بھی حل ہوگئی کہ اسمیں انہیں ترک عمل کی اجازت نہیں مل رہی۔ (تفصیل جلد ثانی کتاب المغازی میں آئیگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ)

ما تقدم من ذنبك و ما تاخر : ..... سوال: مغفرت کا تعلق ما تقدم کے ساتھ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ما تاخر کے ساتھ سمجھ میں نہیں آتا اس لیے کہ مغفرت کا مقتضی یہ ہے کہ پہلے گناہ ہو چکا ہے اور مائتاخر کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تک جو نہیں ہوا، تو ما تاخر کی مغفرت کیسے ہوگی؟

جواب اول: ..... ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ مغفرت سبقت ذنب کا تقاضا کرتی ہے اس لیے کہ آئندہ کے



ذنوب کی مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ اگر گناہ صادر ہوا تو مؤاخذہ نہ ہوگا پس مغفرت بمعنی عدم مؤاخذہ ہے ۲۔  
جواب ثانی: ..... غفر کنایہ ہے عدم صدور ذنب سے کیونکہ مغفرت کے بعد ذنب نہیں رہتا یعنی یہ مجاز بحسب مایؤول کے ہے۔

جواب ثالث: ..... غفر لک کے معنی رکاوٹ اور پردے کے ہیں اسی سے مغفرت ہے خود یعنی لوہے کی فوجی ٹوپی۔ تو غفر لک کا معنی ہوا کہ آپ ﷺ کے اور ذنب کے درمیان پردہ اور رکاوٹ ڈال دیا پس آپ ﷺ سے اسکا صدور نہ ہو سکے گا۔

جواب رابع: ..... اعلان مغفرت علم الہی کے اعتبار سے ہے اور علم الہی میں ماضی، حال، مستقبل سب برابر ہیں یعنی علم الہی میں سب موجود ہیں تو گناہ کے بعد مغفرت ہے نہ کہ اس سے پہلے۔

جواب خامس: ..... مغفرت احکام آخرت میں سے ہے اور آخرت میں سب ماتقدم کے تحت داخل ہونگے اگرچہ دنیا میں بعض ماتقدم اور بعض ماتاخر ہیں ۱۔

سوال: ..... انبیاء تو سب کے سب مغفور ہیں پھر آپ ﷺ کی اس میں کیا خصوصیت ہوئی؟

جواب: ..... واقعی تمام انبیاء کرام سب کے سب مغفور ہیں لیکن حضور ﷺ کی خصوصیت اعلان کے اعتبار سے ہے کہ اعلان صرف آپ ﷺ کی مغفرت کا کیا گیا اور کسی نبی کی مغفرت کا اعلان نہیں کیا گیا ۲۔ تاکہ شفاعت بالاذن کر سکیں۔

### ﴿ مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام ۳ ﴾

قولہ یا رسول اللہ ان اللہ قد غفر لک ماتقدم من ذنبک وماتاخر اس سے اور سورۃ فتح کی دوسری آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ ہو جاتا ہے تو یہ عصمت انبیاء کے خلاف ہوا اس بارے میں مختلف مذاہب ہیں، اصولی طور پر تین مذاہب ہیں۔

المذہب الاول: ..... انبیاء قبل النبوة وبعد النبوة کفر وشرک سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور بعد النبوة عمد أو سہو اکبار سے معصوم ہوتے ہیں۔ قبل النبوة سہو اکبار ہو سکتے ہیں۔ تو صغائر بھی ہو سکتے ہیں۔

المذہب الثانی: ..... انبیاء علیہم السلام قبل النبوة وبعد النبوة کفر وشرک اور کبار سے معصوم ہوتے ہیں۔ البتہ صغائر قبل النبوة یا بعد النبوة ہو سکتے ہیں۔ عمد اہوں یا سہو۔ یہ اشاعرہ کا مذہب ہے۔

المذہب الثالث: ..... انبیاء علیہم السلام کبار و صغائر سے قبل النبوة وبعد النبوة پاک ہوتے ہیں۔ پھر بعض کہتے ہیں قبل النبوة سہو اصغائر ہو سکتے ہیں یہی مذہب رائج ہے لیکن علامہ انور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ صغائر کے تین درجے ہیں

۱۔ معصیت جس کا ترجمہ نافرمانی ۲۔ خطاء جس کو نادرست کہتے ہیں ۳۔ ذنب جس کو خلاف شان کہتے ہیں۔ تو صغیرہ کبیرہ معصیت کی قسم ہے اس سے انبیاء پاک ہیں اور خطاء سے بھی پاک ہیں۔ البتہ خلاف شان کبھی ان سے کوئی عمل ہو جاتا ہے۔

### دلائل عصمتِ انبیاء

اول:..... اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی جماعت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ﴿وَأَنَّهُمْ عِنْدَنَا مِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ﴾ جو اللہ پاک کے چنے ہوئے پسندیدہ ہوں ان سے ناپسندیدہ عمل کیسے ہو سکتا ہے؟ انبیاء علیہم السلام سے ذنب کا صدور مان لیا جائے تو اس سے اللہ پاک کے چناؤ میں غلطی بی لازم آئے گی اور یہ محال ہے۔

ثانی:..... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ نبوت والا عہدہ ظالموں کو نہیں مل سکتا، اور گناہ ظلم ہے۔ ثالث:..... اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ رسول اس لئے بھیجے ہیں تاکہ اللہ پاک کے اذن سے ان کی اطاعت کی جائے۔ ظاہر ہے نبی ہر وہ قدم اٹھائے گا جو قابل اطاعت ہوں کہ اس کے برعکس۔ اور معصیت قابل اطاعت نہیں۔

رابع:..... مرتکب معصیت قابل عتاب ہوتا ہے اگر نبی سے ارتکاب معصیت ہو جائے تو امت کی طرف سے معتبوب ہونا لازم آئے گا اور یہ مقام نبوت کے خلاف ہے۔

خامس:..... امت میں جو انسانی کمالات ہوتے ہیں نبی ان سے بدرجہ اولیٰ مشرف ہوتا ہے، احسن صورۃ، احسن عملاً، شیخ، انجی واقعی ہوتا ہے حالانکہ منصب نبوت تشریف ہی ہے لیکن اللہ پاک ظاہری لحاظ سے بھی اونچا رکھتے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ افضلی بھی ہونگے۔ اللہ پاک کو نبی میں کسی قسم کا عیب پسند نہیں ہے۔

### خلاف عصمت روایات کی تاویلات

الاول:..... جن روایات میں انبیاء کی طرف بظاہر ذنب کی نسبت ہے ان سے مراد امت کے ذنب ہیں مطلق ذنب مراد نہیں ذنبک ای ذنب امتک۔

الثانی:..... علامہ انور شاہ صاحب نے فرمایا کہ خلاف شان کو ذنب کہتے ہیں معصیت کو نہیں ۳

الثالث:..... ذنب دو قسم پر ہے۔ (۱) ذنب حقیقی (۲) ذنب مزعوی، کہ ذنب نہیں ہوتا لیکن نبی اپنے زعم میں ذنب قرار دے لیتا ہے۔

الرابع:..... نیکوں کے دو درجے ہیں (۱) فاضلیت (۲) افضلیت۔

فاضل امور پر عمل کرنے والے ابرار کہلاتے ہیں اور افضلیت پر عمل کرنے والے مقرب کہلاتے ہیں یوں سمجھ لیں کہ نیک لوگوں کی دو قسمیں ہیں ۱۔ ابرار ۲۔ مقرب فاضل پر عمل کرنے والے ابرار افضل پر عمل کرنے والے مقرب۔ اگر

کوئی مقرب افضل کو چھوڑ کر فاضل پر عمل کرتا ہے تو اپنے آپ کو قصور وار ٹھہراتا ہے۔ حسنات الابرار سینات المقربین اسی کا نام ہے۔

مزید وضاحت: ..... کبھی نیکی کے دودر جے ہوتے ہیں۔ (۱) اعلیٰ (۲) ادنیٰ۔ اللہ پاک بتلانے سے پہلے نبیوں کا امتحان کرتے ہیں تو نبی اپنے اجتہاد سے یا کسی بشری تقاضے یا کسی حکمت سے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ پر عمل کرتا ہے تو اللہ پاک کی طرف سے عتاب آجاتا ہے کہ مطلوب تو اعلیٰ درجے کی نیکی تھی۔

مثال: ..... اس کی مثال ایسے ہے کہ ایک طالب علم کو استاد نے بہت محنت سے پڑھایا امتحان میں دو سوال دیئے گئے ۱۰۰ نمبروں والا، ۹۹ نمبروں والا۔ استاد کو اپنی محنت کے لحاظ سے امید ہوتی ہے کہ ۱۰۰ نمبروں والا سوال حل کریگا لیکن وہ ۹۹ نمبروں والا سوال حل کرتا ہے تو اس پر استاد ڈانٹتا ہے کہ ۱۰۰ نمبروں والا سوال حل کیوں نہیں کیا۔

☆ واقعہ: ایک مرتبہ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے ایک کتاب کا امتحان لیا پچاس میں سے انچاس نمبر آئے (نوٹ اس وقت کل نمبر پچاس ہوا کرتے تھے (آجکل سو (۱۰۰) ہیں) تو استاد محترم حضرت مولانا عبد اللہ صاحبؒ جامعہ رشیدیہ ساہیوال نے ایک نمبر کم لینے پر ڈانٹا ڈانٹا لیس نمبر لینے والوں کو نہیں ڈانٹا۔

### خلاف عصمت روایات کی توجیہ کے لیے دو اصول

اصول اول: ..... فاعل اور قائل کے بدل جانے سے فعل اور قول کی حیثیت بدل جاتی ہے۔ مثلاً انبت الربیع البقل یہی جملہ اگر موحد استعمال کرتا ہے تو اسناد مجازی ہے اور اگر کافر استعمال کرتا ہے تو اسناد حقیقی ہے۔ اردو میں ”چلا“ فعل ہے۔ انسان چلا، ہزار پا چلا، پانی چلا، آندھی چلی، عورت چلی اس میں ہر ایک کے چلنے کی حقیقت جدا جدا ہے۔ اگر صحابہ ایک دوسرے کو منافق کہیں تو اور حقیقت ہے۔ اگر مودودی اور شیعہ صحابہؒ کو منافق کہے تو حقیقت اور ہوگی۔

اصول ثانی: ..... عنوان کی ختمی کبھی فعل کے سخت ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی فاعل کی عظمت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جیسے ایک چھ سالہ بچہ مدرسہ میں داخل ہوا۔ قرآن حفظ کیا، تجوید پڑھی، دورہ حدیث تک محنت سے پڑھا۔ جب فارغ ہونے سے تقریباً دو ہفتے رہ گئے نظر نہ آیا پوچھا کہاں گیا بتلایا گیا کہ کبیر والہ چلا گیا، نیوٹاؤن چلا گیا۔ اس نے کیا گناہ کیا؟ اس پر کوئی شرعی تعزیر نہیں۔ لیکن جب استاد سے ملتا ہے تو استاد کہتا ہے کہ چلا جاسبق میں مت بیٹھ جب کہ دوسرا طالب علم جو چند دن سبق میں بیٹھنے کے بعد پھر چلا جاتا ہے اس کے ساتھ یہ معاملہ نہیں۔

ہرکہ خواہد بروہرکہ خواہد بیا	داروگیر	درگہ	مانیسٹ
------------------------------	---------	------	--------

اللہ پاک انبیاء علیہم السلام کی پوری نگرانی کرتے ہیں۔ اگر کہیں کسی موقع پر اجتہاد میں غیر مصیب ہوا تو عتاب آتا ہے کہ وحی کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔

## بظاہر خلاف عصمت آیات و احادیث کی توجیہات

الاول: ..... قال اللہ تعالیٰ ﴿وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ﴾ ۱۔ جس نے اہل سنت والجماعت سے نہیں پڑھا وہ ترجمہ کرے گا ”نافرمانی کی آدم نے اور گمراہ ہو گئے“ لیکن جس کو دلائل عصمت متحضر ہوں گے وہ ترجمہ کرے گا ”آدم سے چوک ہو گئی پس بہک گئے“

✽ قصہ یہ ہوا کہ آدم و حوا جنت میں تھے اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا۔ مہمانی کی غایت یہ تھی کہ یہ درخت کھالیں گے تو زمین پر چلے جائیں گے۔ آدم علیہ السلام کے اصول موضوعہ میں تھا۔ ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾۔ شیطان کو بے قراری شروع ہوئی کہ ان کی مہمانی ختم کر دو اؤں۔ اس نے خیال ڈالا کہ اس درخت سے اس لئے روکا ہے کہ اس کی تاثیر ہے کہ اگر کھالو گے تو ہمیشہ جنت میں رہو گے حضرت آدم علیہ السلام نے سوچا ”واہ“ ہمیشہ اللہ کا قرب رہیگا۔ دوسرا خیال یہ ڈالا کہ شروع میں منع تھا کہ ثقیل ہے اب طبعیت موافق ہو گئی ہے۔ تیسرا خیال یہ ڈالا کہ اشارہ محسوس مبصر کے لیے تھا اس نوع کا درخت مراد نہیں ہے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے شوق قرب میں کھالیا، نفی کو موقت سمجھ کر کھالیا تو آدم علیہ السلام نے اجتہاد کر کے کھالیا تو عتاب آیا کہ تمہیں وحی کا انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ ہم نے تمہیں اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تمہارا اتنا خیال کیا، تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اور اس درخت میں بلوغ کی صفت تھی اور مردانگی کی طاقت کی تاثیر بھی، جب کھالیا تو فوراً احساس پیدا ہوا کہ میں ننگا ہوں۔ اپنے آپ کو ڈھانپنا شروع کر دیا جیسے چھوٹا بچہ ننگا پھرتا رہتا ہے لیکن اس کو احساس نہیں ہوتا۔ پھر بڑا ہو کر شعور پیدا ہوتا ہے تو جسم کو ڈھانپتا ہے۔ تو یہاں نہ عصی کا مطلب نافرمانی ہے اور نہ غوی کا مطلب گمراہی ہے۔

ایک اصطلاح: ہمارے ہاں پانچویں سوار کی اصطلاح چلتی ہے۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ چار آدمی گھوڑوں پر سوار دہلی کی طرف جارہے تھے ان کے پیچھے ایک گدھے پر سوار آ رہا تھا گدھے سوار سے کسی نے پوچھا کتنے سوار آ رہے ہیں۔ گدھے والے نے سوچا کہ اگر ان میں سے کسی نے جواب دیا تو وہ چار ہی کہے گا کیونکہ اصطلاح میں سوار، گھوڑا سوار کو کہتے ہیں۔ تو اس نے جلدی سے جواب دیا کہ پانچ ہیں۔ تو ہماری یہ اصطلاح خاص کر مودودی کے بارے میں ہے۔ پانچواں سوار کہتا ہے کہ نبی کو جو عصمت بعد از نبوت حاصل ہوتی ہے وہ قبل از نبوت حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبوت سے پہلے قبطی کو قتل کر کے بہت بڑا گناہ کیا۔ اور متعہ کے بارے میں کہتا ہے کہ ایک فرقہ نے تنگی اختیار کی اور ایک نے فراخی، میرے نزدیک معاملہ بیچوں بیچ ہے کہ ضرورت کے وقت جائز ہو اور عدم ضرورت کے وقت ناجائز۔ جیسے سمندر میں جہاز جارہا ہو اور غرق ہو جائے ایک تختہ کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت چمٹ جائیں اور وہ تختہ لڑھکتے لڑھکتے لڑھکتے

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام سے جو نافرمانی مراد ہوتی تھی وہ نبوت کے منصب پر فرماؤ نہ ہونے سے پہلے کی ہے اور قبل از نبوت کسی نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا کہ انھوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا تھا (رسالہ وسائل ص ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲،

(تقریباً پندرہ مرتبہ ذکر کیا ہے) ایک جزیرہ میں پہنچ جائے تو اب ان کے لیے متعہ جائز ہوگا۔

الثانی: ..... بدر کے ستر قیدیوں کے متعلق مشورہ ہوا تو آپ ﷺ کی اور حضرت ابوبکرؓ کی رائے ایک تھی کہ فدیہ لیکر چھوڑ دینا چاہیے۔ حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ انکو ان کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا جائے تاکہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ وحی نہیں آئی تھی آپ ﷺ نے اجتہاد سے کام لیا اور فدیہ لے لیا۔ تو آپ ﷺ نے کونسا کام کیا، افضل کو چھوڑ کر فاضل پر عمل کیا چنانچہ آیت اتری ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُفْخِنَ فِي الْأَرْضِ﴾ ۱۔

الثالث: ..... آپ ﷺ کے پاس کچھ رؤساء قریش بیٹھے تھے ایک نابینا صحابی عبداللہ ابن مکتوم بھی آگئے آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ یہ تو بعد میں بھی آسکتے ہیں شاید ان رؤساء کو ابھی بات سمجھ آ جائے آپ ﷺ نے نفع عام کو نفع خاص پر ترجیح دی۔ لیکن اللہ پاک کو اس وقت یہ بات پسند نہ آئی چنانچہ آیت اتاری ﴿عَسَىٰ وَتَوَلَّىٰ﴾ ۲ افضل اور فاضل کا فرق ہو گیا۔ تنبیہ آنا دلیل محبت ہے۔

الرابع: ..... حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہو گئے بیٹا نہیں آ رہا تھا اس کے لیے دعا کر دی تو اس میں کیا گناہ ہے؟ آیت اتری ﴿لَا تَخَاطَبُنِي فِي الدِّينِ ظَلَمُوا﴾ ۳ صرف اتنا کیا تھا کہ افضل کو چھوڑ کر فاضل پر عمل کیا۔

الخامس: ..... حضرت یونس علیہ السلام نے بددعاء کی اور قبولیت کی پیشین گوئی ہو گئی عام طور پر یہ ہوتا کہ تین دن بعد عذاب آجاتا تھا لیکن تین دن تک عذاب نہ آیا تو قوم کی ملامت یا اس خطرہ سے کہ کہیں زیادہ توہین کر کے زیادہ عذاب کے مستحق نہ ہوں نکل گئے کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی ڈوبنے لگی پوچھا گیا کون ہے جو انے مالک سے بھاگا ہوا ہے؟ فرمایا کہ میں ہوں کشتی بان نے کہا نہیں آپ نہیں ہو سکتے چنانچہ قرعہ ڈالا تو آپ کا نام نکل آیا آپ علیہ السلام نے چلاٹنگ لگا دی ۴ اللہ پاک نے فرمایا ﴿ظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ﴾ ۵ جاہل اس کا ترجمہ کرے گا "اس نے گمان کیا کہ ہم اس پر قادر نہیں ہیں" اور جس نے اہل سنت والجماعت سے پڑھا ہو گا وہ ترجمہ کریگا "انہوں نے گمان کیا کہ ہم مؤاخذہ نہیں کریں گے"

السادس: ..... ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ا۔ ﴿إِنِّي مَقْنَنٌ﴾ ۱ ۲۔ اسی طرح فرمایا ﴿فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْتَأْذَنُوا﴾ ۳ حضرت سارہ کے بارے میں فرمایا ہلذہ اختی ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ((ثلث کذبات)) ۴ اب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی نے جھوٹ بولا اور یہ گناہ ہے تو نبی معصوم کیسے ہو گیا۔ لہذا ایسی تفسیر کریں جو شان عصمت کے خلاف نہ ہو اور وہ یہ ہے کہ یہاں کذب صریح نہیں ہے بلکہ تور یہ مراد ہے۔ کذب کی حقیقت یہ اسناد الشنی الی غیرہ۔ کذب ایک اصطلاح ہے جسکی کئی اقسام ہیں۔

(۱) کذب صریح (۲) استعارہ (۳) تشبیہ

۱ پارہ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۶۷ ج پارہ ۳۰ سورۃ یس آیت ۱ ج پارہ ۱۲ سورۃ صود آیت ۳۷ ج تفسیر طبری ص ۳۳۸ ج پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۷ ج پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۸۹ ج پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۶۳ ج بخاری شریف ج ۱ ص ۳۷۴ طبرستان آراء عام بخاری ج ۱ ج ۳۷۶ ج ۳۷۶ ج

آیت اولی: ..... اِنِّیْ مَسْقِمٌ ، اِیْ مَسْأَمِمْ و یعنی مستقبل میں بیمار ہوگا ہر شخص مستقبل میں بیمار ہونے والا ہے۔ اور نہیں تو موت کے وقت تو ہوگا۔

آیت ثانیہ: ..... (۱) فَعَلَهُ کَبِیْرُهُمْ هَذَا ، فَعَلَهُ پَرُوْقِفْ کَرِیْسْ اَبْرَهْ گِیَا کَبِیْرُهُمْ هَذَا ”کسی کرنے والے نے کیا۔ یہ انکا بڑا ہے اس سے پوچھ لو“۔

(۲) یا کَبِیْرُهُمْ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ کو لیا۔ نبی اپنی امت میں سب سے بڑا ہوتا ہے یہی بات دیوبندیوں نے کہہ دی تو ساری دنیا مخالف ہو گئی۔ انسان سب بھائی بھائی ہیں۔ نبی سب سے بڑا بھائی ہوتا ہے ان کی بڑے بھائی کی طرح قدر کرنی چاہیے یہی ((افا سید ولد آدم)) کی تفسیر ہے لیکن بریلویوں نے نبی بھائی سمجھا۔  
جملہ ثالثہ: ..... هذه اختی: ای اختی فی الاسلام ، بہن بھائی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ دینی بھائی، قبیلہ کا بھائی، استاد بھائی، پیر بھائی آج کل حاجی بھائی بھی بنا ہوا ہے جس سے پاکستانی عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔

مودودی کا جواب: ..... مودودی نے ان سب کا ایک جواب دیا ہے کہ بخاری شریف کی روایت کو جھٹلا دو لیکن یہ بھی سلف سے بدگمانی کرنے کی سازش ہے۔ لوگ کہتے ہیں دین کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ جب یہ الفاظ سنتے ہیں تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کسی مودودی مذہب والے کو کسی نبی سے عقیدت نہیں کیا یہ دین کی خدمت ہے؟ سب سے پہلے حدود پر اس نے ظلم کا اطلاق کیا، کہتا ہے جب معاشرہ سے بھوک دور نہیں کی اور اسی فیصد غریب ہیں اور وہ بھوک کی وجہ سے چوری کرتے ہیں تو کیا حد لگنا ظلم نہیں؟ یہ پھر کہتا ہے کہ معاشرہ خراب ہے عورتوں مردوں کا غلط ملط ہے تو جب تک کہ اس معاشرہ کو نہیں بدلتے حد زنا ظلم ہے۔ ہر دین کا کام اخلاص کے ساتھ کرنے والے کو برا بھلا مت کہو لیکن ناجائز راستہ اختیار نہ کرنا۔

السابع: ..... ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّآیْ بُرْهَانَ رَبِّهٖ﴾ ۴ (۱) اگر اللہ کی برہان کو نہ دیکھتے تو ارادہ کر لیتے (۲) ”ہم“ کے دو معنی ہیں۔ (۱) ارادہ اختیار (۲) ارادہ غیر اختیاری۔ تو یہاں ارادہ غیر اختیاری مراد ہے ۵ (۳) ایک بزرگ گزرے ہیں جن کو علم لدنی حاصل تھا وہ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے کوئی پڑھتا ہے تو سن کر پتہ چل جاتا ہے کہ قرآن پڑھ رہا ہے یا حدیث۔ کیونکہ قرآن پڑھتے وقت الگ روشنی آسمان کی طرف اٹھتی ہے اور حدیث پڑھتے وقت الگ۔ پڑھے ہوئے کچھ نہیں تھے جب قرآن پڑھا جاتا تو بتلا دیتے کہ یہاں سے غلط پڑھا گیا ہے۔ لیکن غلطی نہیں بتا سکتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب غلط پڑھا جاتا ہے تو روشنی منقطع ہو جاتی ہے یہ بزرگ جواب

۱۔ ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۲۲ انبیاء کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنے سے بدتر جہاں ہے کہ اس روایت کے لوگوں کی طرف سے منسوب کیا جائے (رسائل و مسائل حصہ ۳ ص ۱۸۱ اشاعت مئی ۱۹۶۵ء) حصہ ۳ ص ۱۸۱ مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی، لاہور پاکستان سن اشاعت ۱۹۵۲ء) ۲۔ رسائل و مسائل ص ۸۲۳ حصہ ۳ ج ۱۲ صفحہ ۱۲ آیت ۱۳ ج ۱۲ ص ۱۲۱ مائتھے ۱

دیتے ہیں وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ اٰی باخِذْ یوسفَ اور وَهَمَّ بِهَا اٰی بدفعہا وہی بات ہے کہ قائل اور فاعل کے بدلنے سے فعل اور قول کی حقیقت بدل جاتی ہے۔

(۱۴)

﴿باب من کرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یلقى فی النار من الايمان﴾  
جو شخص پھر کافر ہو جانے کو اتنا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا، وہ سچا مومن ہے

(۲۰) حدثنا سليمان بن حرب قال ثنا شعبه عن قتادة عن انس

ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے، کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے، انھوں نے قتادہ سے، انھوں نے انس سے

عن النبی ﷺ قال ثلث من کن فیہ وجد حلاوة الايمان

، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا

من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواہما ومن احب عبد اللہ الیہ

ایک تو اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو، دوسرے کسی بندہ سے خالص اللہ کے لیے دوستی رکھے

ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد اذ انقذہ اللہ کما یکرہ ان یلقى فی النار

تیسرے پھر کفر میں جانا جب اللہ نے اس سے کفر چھڑا دیا اتنا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔

نوٹ: اس باب کے تحت حدیث کے تمام اجزاء پر بحث گزر چکی ہے اور روایت الباب کا ترجمہ الباب سے ربط بھی واضح ہے

(۱۵)

﴿باب تفاضل اهل الايمان فی الاعمال﴾

ایمان داروں کے اعمال کے رو سے ایک دوسرے پر افضل ہونے کے بیان میں

(۲۱) حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن عمرو بن يحيى المازني

ہم سے بیان کیا اسماعیل (ابن ابی اویس) نے، کہا مجھ سے بیان کیا (امام) مالک نے، انھوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے

عن ابيه عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال

انھوں نے اپنے باپ (یحییٰ مازنی) سے، انھوں نے ابوسعید خدری سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا

يدخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار ثم يقول الله

(حساب کتاب کے بعد) بہشت والے بہشت میں اور دوزخ والے دوزخ میں چل دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا

اخرجوا من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان فيخرجون منها

جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو، پھر ایسے لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے

قد اسودوا فيلقون في نهر الحيا او الحياة شك مالك.

وہ (جل کر) کالے ہو گئے ہوں گے، پھر برسات کی نہریا (کہا) زندگی کی نہر میں ڈالے جائیں گے (امام) مالک گوشتک ہے

فينبتون كما تنبت الحبة في جانب السيل الم ترانها

وہ اس طرح (نئے سرے سے) اُگ آئیں گے جیسے دانہ ندی کے کنارے اُگ آتا ہے، کیا تو نہیں دیکھتا

تخرج صفراء ملتوية قال وهيب حدثنا عمرو الحياة

کیسے زرد لپٹا ہوا نکلتا ہے۔ وہیب نے کہا ہم سے عمرو (بن سکیت) نے (نہر) حیات کے الفاظ بیان کئے ہیں

وقال خردل من خير

(اور ایمان کے بدلے) خردل من خیر (رائی کے دانے کے برابر خیر) کا لفظ کہا۔



(۲۲) حدثنا محمد بن عبيد الله قال ثنا ابراهيم بن سعد عن صالح عن ابن شهاب

ہم سے بیان کیا محمد بن عبيد اللہ نے، کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن سعد نے، انھوں نے صالح سے، انھوں نے ابن شہاب سے

عن ابى امامة بن سهل بن حنيف انه سمع ابا سعيد الخدري يقول قال رسول الله ﷺ

انھوں نے ابو امامہ (بن سہل) ابن حنیف سے، انھوں نے سنا ابو سعید خدریؓ نے فرمایا

بيننا انا نائم رأيت الناس يعرضون علي وعليهم قمص

ایک مرتبہ میں سو رہا تھا، میں نے (خواب میں) لوگوں کو دیکھا وہ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں

منها ما يبلغ الثدى ومنها مادون ذلك وعرض علي عمر بن الخطاب

بعضوں کے کرتے چھاتیوں تک ہیں اور بعضوں کے اس سے بھی کم اور عمر بن خطابؓ میرے سامنے لائے گئے



وعليه قميص يجره قالوا فما اوت ذلك يا رسول الله قال الدين!

وہ ایسا کرتے پہنے ہوئے ہیں جس کو وہ کھینچ رہے ہیں (اتنا بچا ہے) صحابہؓ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کی تعبیر کیا دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، دین!

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... اعمال میں ایک دوسرے پر افضل ہونا، یعنی فضیلت ایک دوسرے پر اعمال میں ہوگی نفس ایمان میں نہیں۔ معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ وہی مسلک رکھتے ہیں جو ائمہ حنفیہؒ رکھتے ہیں کہ نفس ایمان، لایزید ولا ینقص ہے معلوم ہوا کہ اس باب سے مقصود مرجیہ اور کرامیہ کا رد ہے نہ کہ حنفیہ کا۔

سوال: ..... امام بخاریؒ نے ایک جگہ فرمایا: الايمان هو العمل تو ترجمہ کی حقیقت بدل جائیگی اور مقصود یہ ہوگا تفاضل اهل الايمان في الايمان؟

جواب: ..... یہ ہے کہ ترجمہ کا مقصد بدل جائے گا ترجمہ بے معنی تو نہیں ہوگا۔ جیسے تفاضل اهل العلم في العلم۔ اعتراض: ..... اس باب پر اعتراض یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے ج ۱ ص ۱۱۱ پر باب زيادة الايمان ونقصانه کے عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے دونوں بابوں میں ایک ہی حدیث ذکر کی ہے تو تکرار لازم آیا؟

جواب ۱: ..... محدثینؒ نے فرمایا کہ یہاں تکرار حقیقی نہیں، تکرار حقیقی وہ ہوتا ہے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو اور جہاں پر تکرار میں کوئی نہ کوئی فائدہ ہو اسے تکرار صوری کا نام دیا جاتا ہے تکرار حقیقی ممنوع ہے صوری نہیں۔ اول تو الفاظ سے ہی واضح ہے، یہاں اہل ایمان کی فضیلت کا ذکر ہے اور وہاں زیادتی کا۔ زیادتی کے مقابلے میں نقصان ہے۔ افضل کا مقابل فاضل اور فضل ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں آپ نے زیادتی کا لفظ نہیں سنا ہوگا کہ ان کا درجہ فلاں سے زیادہ ہے کہ اس کے مقابلے میں ناقص آجائے۔ لیکن افضل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

جواب ۲: ..... یہاں موصوفین کا بیان ہے وہاں صفت کا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیں، یہاں اشخاص کا بیان ہے وہاں احوال کا۔

خرد دل: ..... رائی کا دانہ۔

اشکال: ..... حبة من خردل تو وزنی چیز ہے۔ اور گیلی چیز ہے جب کہ ایمان تو ایسا نہیں ہے پھر حبة من خردل کہنا کیسے درست ہوا؟

جواب: ..... تشبیہ المعقول بالمحسوس ہے۔

نہرا الحیا:..... حیا شرمندگی کے معنی میں نہیں۔ بلکہ حیا زندگی کے معنی میں ہے۔ کل ماہہ نحصل الحیا! مراد وہ نہر ہے جس میں غوطہ دینے سے زندگی آجاتی ہے۔ یا حیا بمعنی بارش ہے اور حیا سے تعبیر اس لئے کیا کہ بارش سے زمین آباد ہو جاتی ہے تو گویا بارش زمین کی زندگی کا باعث ہے۔

او الحیا:..... ”او“ شک کے لیے ہے۔ دوسری روایت کے الفاظ میں شک نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ شک امام مالکؒ، یا امام مالکؒ سے نیچے کے کسی راوی کو ہوا ہے۔

کما تنبت الحبة:..... ”حبة“ اس خودرو دانے کو کہتے ہیں جو صحراء میں اُگتا ہے۔ اور اس کی جمع حَبَات ہے۔ اور حَبّ کی جمع حَبوب آتی ہے بعض نے کہا کہ الحبة پر الف لام عہدی ہے۔ مراد اس سے وہ دانہ ہے جو تالاب اور جوہڑوں کے کنارے پراگتا ہے۔ عربی میں اس کو بقلة الحمقاء ج کہتے ہیں اور پنجابی میں پد پڑا کہتے ہیں۔

صفر آء ملتوية:..... یہ دانہ جب اُگتا ہے تو شروع میں زرد بھی ہوتا ہے اور نیلر جابھی۔ قال وھیب:..... فائدہ: یہاں سے تعلیق کا بیان ہے۔ رولیت مالکؒ اور تعلیق وھیبؒ میں متعدد فرق ہیں۔

فرق نمبر ۱: مالکؒ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وھیبؒ حدثنا سے۔

فرق نمبر ۲: وہاں لفظ حیا میں شک ہے یہاں نہیں ہے۔

فرق نمبر ۳: پہلی روایت میں خود دل من ایمان ہے اور اس میں خود دل من خیر ہے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ پہلی روایت میں جو ایمان کا لفظ ہے اس سے مراد بھی خیر ہی ہے تاکہ روایت الباب ترجمۃ الباب کے مطابق ہو جائے۔ اس لیے کہ خیر سے مراد عمل ہے چاہے اس بات کو سوال و جواب کے طور پر بیان کر لو کہ ترجمۃ الباب میں اعمال کی کمی بیشی ذکر ہے اور روایت الباب میں کمی بیشی ایمان کے لحاظ سے ہے۔

ثُدی:..... ثُدی کی جمع ہے۔

الدین:..... دین سے مراد عمل ہے تو دین یعنی دین کے عمل کے لحاظ سے لوگ کم و بیش ہونگے۔

اشکال:..... باب کی دوسری روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ تمام صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ قیص جو اعمال پر دال ہے۔ ان کی سب سے لمبی ہے حالانکہ ابو بکرؓ بالا جماع افضل ہیں۔

جواب:..... اشاعت دین کے لحاظ سے فضیلت جزئی ہے چنانچہ عمرؓ کے زمانہ میں جتنا دین پھیلا ہے اور اسلام

کو غلبہ ہوا اتنا کسی اور کے زمانہ میں نہیں ہوا۔

**مضمون حدیث:** ..... اس حدیث میں شفاعت کا ذکر ہے کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں، نبیوں، اولیاء کرام حتیٰ کہ اہل جنت سے فرمائیں گے جس کا دل چاہے رائی کے برابر بھی جس میں ایمان ہو اس کو نکال لو۔ تو وہ نکال لیں گے۔ ایک تفصیلی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اعلان فرمائیں گے جس کے دل میں ادنیٰ خرد دل عن الایمان ہو اس کو نکال لو۔ پھر اعلان ہوگا جس کے دل میں ادنیٰ خرد دل عن الایمان ہو نکال لو۔ آپ ﷺ کو حکم ہوگا کہ جن اہل ایمان کو پہچان لیں نکال لیں، چنانچہ آپ ﷺ نکال لیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سب نے شفاعت کر لی۔ اب میری باری ہے تو تین لمبیں بھر کر نکالیں گے اور جنتیوں میں ان کو عتقاء اللہ کے نام سے پکارا جائے گا تو تفضل اہل ایمان ثابت ہوا کہ کچھ پہلے جنت میں چلے جائیں گے اور کچھ کو بعد میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بخش دیں گے۔ میر کا شعر ہے لیکن اسکے نام کی جگہ اپنا نام رکھ دیا ہے۔

یہ کہہ کر بخش دیا داور محشر نے مجھے	✽	جب نہ کوئی اور صورت دیکھی
عمر بھر بندہ بتا رہا صدیق عاصی	✽	تو نے اپنے گناہ اور میری رحمت دیکھی

**سوال:** ..... اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اہل ایمان میں سے جن کو پہچانو نکال لو۔ سوال یہ ہے کہ جنتی کیسے پہچانیں گے حالانکہ کچھ ایسے اہل ایمان بھی ہونگے جنکو کوئی بھی نہیں پہچان سکے گا؟

**جواب (۱):** ..... ایسے مؤمنین جن کو کوئی بھی نہیں پہچان سکے گا ان کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نکالیں گے۔

**جواب (۲):** ..... جتنے بھی مومن ہوں گے انکی تین قسمیں ہو جائیں گی

۱..... المومنون الماثورون بآثار اعمال الجوارح.

۲..... المومنون الموصوفون بآثار الایمان ای بآثار اعمال القلب.

۳..... المومنون بدون الآثار.

پہلی قسم کو لوگ جلدی پہچان لیں گے کہ سجدہ کا نشان وغیرہ ہوگا اور دوسری قسم کو آپ ﷺ ہی پہچانیں گے۔ حدیث پاک میں ایک جگہ آتا ہے کہ خاص حضور ﷺ کو حکم ہوگا نکال لو۔ اور جن پر کوئی آثار نہیں ہونگے ان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پہچانیں گے اور نکال لیں گے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جن میں اعمال کے آثار زیادہ ہونگے ان کو ادنیٰ سے ادنیٰ جنتی بھی پہچان کر نکال لے گا۔ تو تفضل اہل ایمان دونوں طرف سے ثابت ہوا نکلنے والوں کی طرف سے بھی اور نکالنے والوں کی طرف سے بھی۔

(۱۶)

## ﴿ باب الحياء من الایمان ﴾

حیا (شرم) ایمان کا ایک جزء ہے۔

(۲۳) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالک بن انس عن ابن شهاب
نہم سے بیان کیا عبد اللہ بن یوسف نے، کہا ہم کو خبر دی (امام) مالک بن انس نے، انھوں نے ابن شہاب سے
عن سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله ﷺ مر على رجل من الانصار
انھوں نے سالم بن عبد اللہ سے، انھوں نے اپنے باپ (عبد اللہ بن عمرؓ) سے کہ آنحضرت ﷺ ایک انصاری مرد پر گزرے
وهو يعظ اخاه في الحياء فقال رسول الله ﷺ دعه فان الحياء من الایمان۔
اور وہ اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا حیا کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا، جانے دے، کیونکہ شرم تو ایمان میں داخل ہے۔

## ﴿ تحقیق و تشریح ﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں، پانچویں عبد اللہ بن عمرؓ ہیں، والد کے ساتھ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے قال میمون بن مهران مارأیت اورع من ابن عمرو ولاعلم من ابن عباس ومات سنة ثلاث وسبعین بعد قتل ابن الزبیر بثلاثة اشهر۔ ۲

ما قبل سے ربط:..... الحياء من الایمان پہلے ضمناً گزر چکا ہے اب اس کو مستقل باب میں ذکر کر رہے ہیں روایت الباب سے ترجمہ الباب واضح ہے۔

دعه فان الحياء من الایمان:..... سوال: جب بھائی حیا کی نصیحت کر رہا ہے تو آنحضرت ﷺ اس کو منع کیوں فرما رہے ہیں؟ اور پھر منع کرنے کی علت یوں بیان کر رہے ہیں فان الحياء من الایمان۔ جبکہ اس علت کا تقاضا تو یہ ہے کہ مزید اہتمام کے ساتھ حیا نصیحت کی جائے۔ الحاصل دعویٰ پر دلیل منطبق نہیں؟

جواب: ..... وهو يعظ اخاه في الحياء كايه مطلب نہیں کہ حياء کرنے کی نصیحت کر رہا تھا بلکہ اس کو حياء چھوڑنے کی نصیحت کر رہا تھا کہ اتنی حياء نہ کیا کر فی الحياء ای فی ترک الحياء۔

سوال ثانی: ..... پھر سائل سوال کرتا ہے کہ جب حياء ایمان میں سے ہے تو صحابی، صحابی ہو کر اس سے کیوں روک رہا ہے؟

جواب: ..... اصل میں وہ بہت حياء کرتا تھا جس کی وجہ سے بہت سارے امور میں کمزور رہ جاتا تھا جب حياء بہت زیادہ ہو تو آدمی اپنے حقوق بھی وصول نہیں کر سکتا۔ وہ بہت زیادہ حياء سے روک رہا تھا جس سے بعض مرتبہ آدمی دینی امور بھی پورے نہیں کر سکتا۔

سوال ثالث: ..... اگر کوئی شخص حياء کی وجہ سے شریعت کے کسی امر پر عمل نہیں کرتا تو کیا یہ ایمان میں سے ہوا؟ جبکہ حدیث میں الحياء من لايمان ہے۔ مثلاً حياء کی وجہ سے نماز چھوڑ دے یا داڑھی نہ رکھے؟

جواب: ..... حياء تین قسم پر ہے۔ ۱. حياء طبعی ۲. حياء عرفی ۳. حياء شرعی

حياء طبعی: ..... طبعی طور پر ایک آدمی با حياء ہوتا ہے جس عمل کو لوگ ناپسند کرتے ہیں آدمی حياء طبعی کی وجہ سے اس عمل کو چھوڑ دیتا ہے۔

حياء عرفی: ..... عرف میں جسے ناپسند کرتے ہیں آدمی حياء عرفی کی وجہ سے اس عمل کو اسے چھوڑ دیتا ہے۔

حياء شرعی: ..... یہاں حياء شرعی مراد ہے۔ ایک چیز عرف میں ناپسندیدہ ہے لیکن شریعت میں پسندیدہ ہے اور اس کو وہ شریعت کی وجہ سے کرتا ہے تو حياء شرعی ہے۔ جیسے ایک آدمی کا لقمہ گر جاتا ہے تو شریعت کی وجہ سے لقمہ اٹھا کر صاف کر کے کھا لیتا ہے۔

امام راغبؒ نے لکھا ہے کہ حياء کے دو رکن ہیں۔ ۱۔ جن ۲۔ عفت،

اس لیے جس میں عفت ہوگی وہ کبھی فسق کے کام نہیں کرے گا۔ جس میں جن نہیں ہے بہادری ہے تو وہ کسی کام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوگا تو جن اور عفت سے ملکر حياء پیدا ہوتی ہے تو دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔

(۱۷)

﴿باب فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيْلَهُمْ﴾

اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو

(۲۴) حدثنا عبد الله بن محمد المسندي قال حدثنا ابو روح الحرمي بن عمارة قال
ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمدؒ نے، کہا ہم سے بیان کیا ابو روح حرمی بن عمارہؒ نے، کہا
حدثنا شعبة عن واقد بن محمد قال سمعت ابي يحدث عن ابن عمرؓ
ہم سے بیان کیا شعبہؒ نے انھوں نے واقد بن محمدؒ سے کہا کہ سنائیں نے اپنے باپ سے، وہ عبد اللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے تھے
ان رسول الله ﷺ قال امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا
کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے (خدا کا یہ) حکم ہوا ہے کہ لوگوں سے (کافروں سے) اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دیں
ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وقيموا الصلوة ويؤتوا الزكوة
کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں اور نماز درستی سے ادا کریں اور زکوٰۃ دیں
فاذا فعلوا ذلك عصمو امنى دماءهم واموالهم الابحق الاسلام وحسابهم على الله
جب وہ یہ کرنے لگیں تو انھوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچالیا مگر اسلام کے حق سے اور ان (کے دل کی باتوں) کا حساب اللہ پر رہے گا۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب كى غرض :..... میں دو تقریریں کی جاتی ہیں۔

اول :..... مرجعہ اور کرامیہ کا رد ہے جو عمل کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں طرز استدلال یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد صلوٰۃ و زکوٰۃ ادا کرنے کا ذکر ہے۔

ثانی :..... امام بخاریؒ کی غرض ترکیب ایمان کو ثابت کرنا ہے۔ فرمایا کہ کفر کی سزا یہ ہے کہ اس کے مرتکب کو مارا جائے قتل کیا جائے۔ معصوم قرار نہ دیا جائے۔ معصوم الدم ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ (۱) اقرار شہادتین

(۲) اقامت صلوٰۃ ۳۔ ایتاء زکوٰۃ

طریق استدلال:..... یہ ہے کہ عصمت دم کے تجلیے تینوں کا مجموعہ شرط ہے معلوم ہوا کہ ایمان ان تین چیزوں سے مرکب ہے اور عصمت دم ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔ جمہور اسی کے قائل ہیں کہ عصمت ان تین چیزوں سے ہے لیکن حنفیہ توجیہ کرتے ہیں کہ کمال عصمت کمال ایمان کے لیے ضروری ہے۔

دلائل حنفیہ:..... اول: ابو داؤد کی روایت ہے کہ اگر کوئی نماز قائم نہیں کرتا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، چاہے اللہ پاک اسکو معاف کر دے چاہے عذاب دے ۱۔ تارک صلوٰۃ کو مشیت ایزدی کے سپرد کرنا دلیل ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ کافر کی بخشش مشیت پر معلق نہیں ہے۔

ثانی:..... تارک صلوٰۃ کو جمہور ائمہ کافر نہیں کہتے۔

حکم تارک صلوٰۃ:..... اس میں تین مذہب ہیں۔

اول:..... امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک حد اقل کیا جائے ۲

ثانی:..... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قید کیا جائے حتیٰ یتوب ۳ اویموت۔

ثالث:..... امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ مرتد ہو جاتا ہے، مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔

الحاصل:..... تارک صلوٰۃ کو تین امام کافر قرار نہیں دیتے ایک امام کافر قرار دیتے ہیں۔

امام شافعیؒ و امام مالکؒ حد اقل کے قائل ہیں۔ امام احمدؒ ردۃ اور امام اعظمؒ بھی تعزیر اقل کے قائل ہیں۔ تعزیر اور حد میں فرق ہے تعزیر معاف ہو سکتی ہے لیکن حد نہیں۔

لطیفہ:..... امام احمدؒ امام شافعیؒ کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے امام احمدؒ سے پوچھا کہ تارک صلوٰۃ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا مرتد ہے امام شافعیؒ نے فرمایا توبہ کی کیا صورت ہے؟ فرمایا نماز پڑھ لے، امام شافعیؒ نے فرمایا کافر کی نماز لا یعنبر (اس کا اعتبار نہیں) ہے۔ فرمایا کلمہ پڑھ لے۔ فرمایا کلمہ تو وہ پہلے ہی پڑھتا ہے، فسکت احمد ۴

ویقیمو الصلوٰۃ:..... یہ روایت جمہور ائمہ کی دلیل ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جس طریقے سے شہادتین کے منکر قتل کیا جاتا ہے ایسے ہی اقامت صلوٰۃ کے چھوڑنے والے کو بھی قتل کیا جائے۔

جواب اول:..... احتافؒ کہتے ہیں کہ یہاں قاتل ہے قتل نہیں والقتال غیر القتل۔ قتال لڑائی کو کہتے ہیں اور قتل باندھ کر یا پکڑ کر مارنا۔ قتال کا لفظ حدیث پاک میں ((ما رین یدی المصلی)) کے بارے میں بھی آیا ہے اور اجماع ہے کہ ما رین یدی المصلی کا قتل جائز نہیں۔ قتال: المنع بشئہ کے معنی میں ہے۔ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ

جو ہستی تارک اذان ہو جائے اس کے ساتھ قتل کیا جائے گا جو قبیلہ ختنہ کروانا چھوڑ دے اس سے بھی قتل کیا جائے گا۔ ۱۔  
جواب ثانی: ..... یہاں ایفاء زکوٰۃ کا حکم بھی ہے اگر اس حدیث سے تارک صلوٰۃ کے قتل پر استدلال ہے تو تارک ایفاء زکوٰۃ کے قتل پر بھی استدلال ہونا چاہیے۔

جواب ثالث: ..... ابتداء اسلام میں اقامت صلوٰۃ اور ایفاء زکوٰۃ کو علامت کے درجہ میں قرار دیا جائے گا لیکن امام اعظمؒ نے مجموعہ دلائل سے استدلال کیا ہے کہ تارک نماز کا فرہین۔

سوال: ..... حضرت ابو بکر صدیقؓ مانعین زکوٰۃ کے بارے میں قتل کے قائل تھے اور حضرت عمرؓ قائل نہیں تھے بلکہ روک رہے تھے اگر مانعین زکوٰۃ اسلام سے خارج اور مرتد تھے تو حضرت عمرؓ کیوں روک رہے تھے؟ اور اگر مرتد نہیں تھے تو ابو بکر صدیقؓ نے قتل کا حکم کیوں دیا؟

جواب: ..... مانعین زکوٰۃ مرتد نہیں تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ ارتداد کی وجہ سے قتل نہیں کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کو بھی یہی شبہ تھا حضرت ابو بکر صدیقؓ کا موقف یہ تھا کہ جو عمل آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ہوتا تھا اگر اس کو چھوڑ دیا گیا تو دین میں کمزوری آجائے گی اس لیے قتل کو ضروری قرار دیتے تھے وہ مانعین زکوٰۃ تھے منکرین زکوٰۃ نہیں تھے اور کافر منکرین زکوٰۃ کو کہتے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ اپنی مرضی سے جسکو چاہیں گے زکوٰۃ دیں گے یعنی مطلق زکوٰۃ کی ادائیگی کے منکر نہیں تھے بلکہ ادا الی الامیر کے قائل نہیں تھے۔

عصمو امنی د ماء ہم: ..... سوال: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر جب تک کلمہ نہیں پڑھے گا خون معاف نہیں ہوگا۔ حالانکہ اگر کافر جزیہ دینا قبول کر لے تو خون معاف ہے اس کو قتل کرنا جائز نہیں؟

جواب اول: ..... یہ حدیث خصوص عنہ البعض ہے اپنے عموم پر باقی نہیں۔ کیونکہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا ((دما نھم کدما ننا و اموالھم کاموالنا و اعراضھم کاعراضنا)) ۱۔  
جواب ثانی: ..... یشھلوا کا مصداق عام ہے کہ کلمہ پڑھ لے یا کلمہ کی حاکمیت کو تسلیم کر لے۔ لہذا یہ ذمی کو بھی شامل ہے۔

الابحق الاسلام: ..... حق اسلام میں تین آدمیوں کو قتل کیا جاسکتا ہے ۱۔ جو شخص اسلام قبول کرے اور مرتد ہو جائے۔ ۲۔ جماع ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے (پاکستان کے ۷۳ء کے آئین میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے ۷۳ء کے آئین میں مرزائیوں کو کیونکہ مسلمان لکھا ہوا ہے پاکستانی قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۴۸ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم قرار دیا) ۲۔ وہ شخص جو کسی کو ناحق قتل کر دے تو اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔ ۳۔ اگر کوئی شادی شدہ زنا کرے اس کو بھی رجم کیا جائے گا۔



و حسابهم على الله: ..... مطلب یہ ہے کہ کسی نے اپنا ظاہر اسلام کے مطابق کر لیا اور دل سے تسلیم نہیں کیا تو اس کا معاملہ اللہ پاک کے سپرد ہے لیکن جب وہ اسلام ظاہر کرے گا تو دنیا میں اسلام اس کے لیے مفید ہوگا اور آخرت میں مفید اس وقت ہوگا جبکہ اندر بھی ہو۔

(۱۸)

### ﴿باب من قال ان الايمان هو العمل﴾

اس شخص کے بیان میں جس نے کہا کہ ایمان ایک عمل ہے

لقول الله تعالى (وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) بوجہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے (سورہ زخرف میں) فرمایا یہ جنت جس کے تم وارث ہوئے تمہارے عمل کا بدلہ ہے وقال عدة من اهل العلم في قوله تعالى (فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ) اور کئی عالموں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (جو سورہ حجر میں ہے) تم ہے تیرے مالک کی ہم ان سب لوگوں سے ان کے عمل کی باز پرس کریں گے کی تفسیر میں عن قول لا اله الا الله: وقال تعالى (لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ) یہ کہا کہ لا اله الا الله کہنے سے، اور (سورہ ولعقت میں) فرمایا (ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے)



(۲۵) حدثنا احمد بن يونس وموسى بن اسماعيل قال حدثنا ابراهيم بن سعد  
ہم سے بیان کیا احمد ابن یونس اور موسیٰ ابن اسماعیل نے، کہا دونوں نے ہم سے بیان کیا ابراہیم بن سعد نے  
قال حدثنا ابن شهاب عن سعيد بن المسيب عن ابى هريرة ان رسول الله ﷺ  
کہا ہم سے بیان کیا ابن شہاب نے، انھوں نے سعید بن مسیب سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے کہ (لوگوں نے) آنحضرت ﷺ  
سئل ائى العمل افضل؟ فقال ايمان بالله ورسوله، قيل ثم ماذا؟ قال  
سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، کیا گیا پھر کون سا؟ (عمل) فرمایا  
الجهاد فى سبيل الله، قيل ثم ماذا؟ قال حج مبرور. ۱  
اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا گیا پھر کون سا عمل؟ فرمایا: وہ حج جو مبرور (مقبول) ہو۔

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... غرض باب کی دو تقریریں ہیں۔  
التقریر الاول :..... مرجعہ کی رو ہے ۱۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کرامیہ کی رو ہے جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان صرف قول ہے عمل کی ضرورت نہیں۔

وجہ رد :..... امام بخاریؒ نے تین آیات نقل کی ہیں جن میں ایمان کو عمل سے تعبیر کیا گیا ہے اور ایک حدیث بھی۔  
آیت اولی :..... ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ ۲ یہاں عمل سے مراد ایمان ہے۔  
آیت ثانیہ :..... ﴿لَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ﴾ ۳ قول لا الہ الا اللہ۔  
آیت ثالث :..... ﴿لِيُعْمَلْ لَهَا فَيَعْمَلَ الْعَامِلُونَ﴾ ۴ ای فلیؤمن المومنون  
فی الحدیث :..... ای العمل الفضل ؟ اس کے جواب میں فرمایا ایمان باللہ ورسولہ معلوم ہوا کہ ایمان عمل ہے۔  
حج مبرور :..... اس کی کئی تفسیریں منقول ہیں۔

تفسیر اول :..... وہ حج ہے جس میں ریاکاری و شہرت کی طلب نہ ہو آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ امیر لوگ سیر کے لیے اور غریب مانگنے کے لیے متوسط درجہ کے لوگ کاروبار کے لیے اور علماء و صلحاء شہرت کے لیے حج کا سفر کریں گے ۵

تفسیر ثانی :..... حج مبرور ہو حج لا اثم فیہ ۱۔

تفسیر ثالث :..... حج مبرور وہ ہے جو زندگی میں تبدیلی لائے کہ حج کے بعد حاجی شریعت کا پابند ہو جائے۔ ۲۔  
تفسیر رابع :..... یوں سمجھ لیں ان تین تفسیروں سے تین حالتوں کی طرف اشارہ ہے ۱۔ کہ چلنے وقت نیت صحیح ہو ۲۔ درمیان میں گناہ نہ ہو ۳۔ واپس آ کر ترک احکام نہ ہو۔

التقریر الثانی :..... اس باب سے مقصود ان لوگوں کا رد ہے جو ایمان کو عام کہتے ہیں تصدیق اختیاری یا غیر اختیاری۔  
امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ایمان تصدیق اختیاری ہی ہے تصدیق غیر اختیاری معتبر نہیں۔ اس لیے کہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں بطور حصر کہا ان الایمان هو العمل۔ اگر بغیر حصر کے کہتے تو یہ مرجعہ اور کرامیہ پر رد ہوتی۔ لیکن یہاں حصر

ہے کہ ایمان تو عمل ہی ہے یعنی تصدیق اختیاری ہی ہے مرجہ اور کرامیہ کی رد اس لئے نہیں بنتی کہ حصر کی کل تین قسمیں ہیں تینوں میں سے جو سبھی حصر مان لیں مرجہ اور کرامیہ کی رد نہیں بنتی۔

**اقسام حصر:**..... حصر تین قسم پر ہے۔ (۱) حصر قلب (۲) حصر افراد (۳) حصر تعین۔

- ۱: حصر قلب:..... مخاطب کے اعتقاد کے خلاف حصر اس کو حصر قلب کہتے ہیں کہ مخاطب جس کا اعتقاد رکھتا ہے وہ مراد لیں۔
  - ۲: حصر افراد:..... مخاطب شرکت کا اعتقاد رکھتا ہو اس کی رد کے لیے حصر، حصر افراد ہے کہ شرکت نہیں بلکہ ایک ہی ہے۔
  - ۳: حصر تعین:..... مخاطب کو شک ہے اس کے شک کو رفع کرنے کے لیے جو حصر لایا جائے گا وہ حصر تعین کہلائے گا۔
- امثلہ:..... آپ کو کسی نے بتایا کہ جامعہ خیر المدارس میں علامہ محمد شریف صاحب کشمیریؒ بخاری شریف پڑھا رہے ہیں آپ نے جواب دیا کہ نہیں (مولانا) محمد صدیق (مظلّم العالی) پڑھا رہے ہیں۔ تو یہ حصر قلب ہے اور کسی نے کہا کہ دونوں پڑھا رہے ہیں تو جواب میں کہیں کہ نہیں صرف (مولانا) محمد صدیق صاحب پڑھا رہے ہیں یہ حصر افراد ہے۔ اگر سائل کو شک ہو کہ علامہ کشمیری صاحبؒ پڑھا رہے ہیں یا (مولانا) محمد صدیق (صاحب) (مظلّم العالی) آپ جواب میں کہیں کہ (مولانا) محمد صدیق (صاحب) (مظلّم العالی) پڑھا رہے ہیں تو یہ حصر تعین ہے۔ (جتنی ہماری کل عمر ہے اتنے سال علامہ صاحب نے حدیث پڑھائی ہے۔ تقریباً ساٹھ سال حدیث کا درس دیا ہے، بڑے تعلق کی بات ہے)

**ان الایمان هو العمل :**..... مرجہ اور کرامیہ کی رد نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس معنی میں ان تینوں حصروں میں سے کوئی بھی نہیں بن سکتا اس لیے کہ مرجہ کہتے ہیں کہ صرف تصدیق ایمان ہے اور کرامیہ کہتے ہیں کہ صرف قول ایمان ہے۔ حصر قلب جب بنتا کہ بقول مرجہ ایمان صرف تصدیق ہے اس کے مقابلہ میں امام بخاریؒ کا مذہب یہ ہوتا کہ ایمان تصدیق نہیں بلکہ صرف عمل ہے۔ یا کرامیہ کے لحاظ سے یہ مذہب ہوتا کہ ایمان قول نہیں ہے بلکہ صرف عمل ہے اور حصر افراد بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ مرجہ اور کرامیہ شرکت کے تو قائل ہی نہیں ہیں کہ تصدیق اور عمل مل کر یا قول و عمل مل کر ایمان بنتے ہیں اور حصر تعین جب بنتا جب مرجہ اور کرامیہ کو تردد ہوتا کہ ایمان یہ ہے یا یہ؟ لہذا متعین ہو گیا کہ امام بخاریؒ ان لوگوں کا رد کرنا چاہتے ہیں جو ایمان کو عام بتلاتے ہیں کہ تصدیق اختیاری اور غیر اختیاری دونوں کو شامل ہے۔ امام بخاریؒ نے بتلایا کہ ایمان عمل ہے یعنی تصدیق اختیاری ہے۔

❦ باب اذا لم يكن الاسلام على الحقيقة  
وكان على الاستسلام او الخوف من القتل ❦  
کبھی اسلام سے اس کے حقیقی (شرعی) معنی مراد نہیں ہوتے  
بلکہ ظاہری تابع داری یا جان کے ڈر سے مان لینا

لَقَوْلِهِ	تَعَالَى	قَالَتْ	الْأَعْرَابُ	إِمَّا	قُلْ	لَمْ	تُؤْمِنُوا
اللہ تعالیٰ نے (سورہ حجر ات میں) فرمایا: گنوار لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے، اے پیغمبران سے کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے							
وَلَكِنْ	قُولُوا	أَسْلَمْنَا	فَإِذَا	كَانَ	عَلَى	الْحَقِيقَةِ	فَهُوَ
اور لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے، لیکن اسلام جب اپنے حقیقی معنی (شرعی معنی) میں ہوگا تو وہ							
قَوْلِهِ	جَلَّ	ذَكَرَهُ	إِنَّ	الدِّينَ	عِنْدَ اللَّهِ	الْإِسْلَامَ	الْأَيُّهُ
اللہ کے فرمان جس کا ذکر برتر ہے (اسلام ہوگا) جو (سورہ آل عمران کی) اس آیت میں ملتا ہے کہ اللہ کے نزدیک (سچا) کوین اسلام ہے، (آخر تک)							



(۲۶) حدثنا أبو اليمان قال أخبرنا شعيب عن الزهري قال أخبرني عامر بن  
هم سے بیان کیا ابو یمان (حکم بن نافع) نے، کہا ہم کو خبر دی شعیب نے، انھوں نے زہری سے، کہا مجھ کو خبر دی عامر بن  
سعد بن ابی وقاص عن سعد بن رسول الله ﷺ اعطى رهطاً  
سعد بن ابوقاص نے، انھوں نے اپنے باپ سعد بن ابوقاص سے کہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا  
وسعد جالس فترك رسول الله ﷺ رجلاً هو اعجبهم الى  
اور سعد بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ایک شخص (جعیل بن سراقہ) کو چھوڑ دیا (ندیا) وہ ان سب لوگوں میں مجھے زیادہ پسند تھا  
فقلت يا رسول الله مالک عن فلان فوالله انى لأراه مؤمناً فقال او مسلماً  
میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا، قسم خدا کی میں تو اس کو مومن سمجھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: یا مسلم؟

فسكت قليلا ثم غلبني ما اعلم منه فعدت لمقاتلي فقلت مالک عن فلان

پھر تھوڑی دیر میں چپ ہا پھر جھل میں اس کا جانتا تھا اس نے زور کیا (تقاضا کیا) تو میں نے دوبارہ عرض کیا آپ نے فلاں شخص کو کیوں چھوڑ دیا

فوالله انى لأراه مؤمنا فقال او مسلما فسكت قليلا ثم غلبني ما اعلم منه

خدا کی قسم میں اس کو مومن جانتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا مسلم؟ پھر تھوڑی دیر میں چپ ہا پھر جھل میں اس کا جانتا تھا اس نے تقاضا کیا

فعدت لمقاتلي وعاد رسول الله ﷺ ثم قال يا سعد انى لا عطى الرجل

تو میں نے تیسری بار وہی عرض کیا اور آنحضرت ﷺ نے وہی فرمایا اس کے بعد یہ فرمایا اے سعد! میں ایک شخص کو کچھ دیتا ہوں

وغيره احب الى منه خشية ان يكبه الله في النار

اور دوسرے شخص کو اس سے اچھا سمجھتا ہوں، مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں اللہ اس کو اوندھا دوزخ میں نہ دھکیل دے

ورواه يونس وصالح ومعمرو ابن اخي الزهري عن الزهري.

اس حدیث کو یونس اور صالح اور معمر اور زہری کے بھتیجے نے (شعیب کی طرح) زہری سے روایت کیا ہے۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں حضرت سعد بن ابوقاصؓ ہیں اور یہ عشرہ مبشرہ میں سے

ہیں ان کی کل مرویات ۲۷۰ ہیں، مات بقصره بالعقيق على عشرة اميال من المدينة المنورة سنة سبع

وخمسين وهو ابن بضع وسبعين سنة وحمل الى المدينة على ارقاب الرجال وصلى عليه مروان

بن الحكم وهو يومئذ والى المدينة ودفن بالبقيع وهو آخر العشرة موتا۔

الاستلام:..... استلام کے معنی صلح کرنے یا اقیاد طابہری کے ہیں۔ اذالم یکن کی جزاء محذوف ہے لاینبغ فی الآخرة۔

ترجمة الباب کی غرض:..... یا تو رفع تعارض ہے یا پھر اسلام کی تفصیل اور اقسام کو بیان کرنا ہے۔

تقرير اول:..... رفع تعارض کی صورت میں دو احتمال ہیں۔

احتمال اول:..... امام بخاریؒ پر سوال ہوتا ہے کہ آپ نے کہا کہ اسلام، ایمان، دین مترادف ہیں یہ دعویٰ تو

قرآن پاک کے مخالف ہے قرآن مجید میں ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تَزِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾ کہ

ایمان کا دعویٰ تو نہ کرو البتہ یہ کہہ لو کہ ہم اسلام لائے۔

احتمال ثانی:..... امام بخاریؒ کا مقصد قرآن پاک کی آیات سے تعارض رفع کرنا ہے کیونکہ بعض آیات سے

معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور ایمان ایک ہی ہیں۔ جیسے لوط علیہ السلام کی بستی میں عذاب آیا تو حکم ہوا کہ اہل ایمان کو اس بستی سے نکال لو۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے ﴿فَاَخْرَجْنَاهُمْ مِنْهَا﴾ فِيمَا هُمْ الْمُؤْمِنِينَ ﴿فَمَا وَجَدْنَاهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ اور بعض آیات سے ایمان و اسلام کا علیحدہ علیحدہ ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آیت الباب میں ہے۔ تو غرض باب رفع تعارض ہے چاہے اپنے دعوے اور قرآن پاک کی آیت کے درمیان سے چاہے قرآن پاک کی آیتوں سے۔

رفع تعارض: ..... امام بخاریؒ نے رفع تعارض اس طریقہ سے کیا کہ اسلام دو قسم پر ہے۔

۱۔ اسلام حقیقی ۲۔ اسلام غیر حقیقی۔ تو اسلام حقیقی ایمان کے مرادف ہے اسلام غیر حقیقی نہیں۔

تقریر ثانی: ..... غرض الباب میں تقریر ثانی یہ ہے کہ امام بخاریؒ اسلام کی اقسام بیان کر رہے ہیں ۱۔ اسلام معتبر ۲۔ اسلام غیر معتبر۔ دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں ۱۔ اسلام منجی ۲۔ اسلام غیر منجی۔ اور یہ اقسام آخرت کے لحاظ سے ہیں۔ دنیا کے لحاظ سے دو درجے نہیں ہیں کیونکہ دنیا میں اسلام حقیقی اور غیر حقیقی دونوں نافع ہیں جیسے اعراب جو بھوک سے مجبور ہو کر آئے تھے روٹی مل جاتی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسلام دنیا کے لحاظ سے معتبر ہوا۔

لَا رَاهُ مُؤْمِنًا: ..... معروف ہو تو یقین کے معنی میں ہوگا، مجہول ہو تو ظن کے معنی میں ہوگا۔

فَقَالَ مُؤْمِنًا وَ مُسْلِمًا: ..... او بسکون الواو ہو تو معنی یہ ہوگا کہ شک کے ساتھ کہوا کیلا مؤمنًا نہ کہو بلکہ مؤمنًا او مسلمًا کہو۔ ۲۔ یا حرف ”او“ اضرائیہ یعنی بل کے معنی میں ہے کہ مؤمنًا بل مسلمًا ۳۔ یا ”او“ بفتح الواو ہے ہمزہ استفہامیہ اور واو عاطفہ ہے اس صورت میں معطوف علیہ مقدر ہوتا ہے اور تقدیر عبارت اس طرح ہوگی اتقول مؤمنًا واقول مسلمًا۔ آخری دو معنوں کے لحاظ سے قطعاً مسلمًا کہہ رہے ہیں لہذا کل تین تفسیریں ہوں گی ایک تفسیر کے مطابق شک کے ساتھ ہے اور دوسری دو تفسیروں میں یقیناً مسلمًا ہے۔

انطباق: ..... غرض باب کی دو تقریریں کی گئی ہیں پہلی تقریر کے ساتھ انطباق اس طرح ہے کہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ اسلام جب حقیقی ہو تو ایمان و اسلام مترادف ہیں اور جب اسلام غیر حقیقی ہو تو ایمان کے مترادف نہیں ہوتا کیونکہ مؤمنًا کے مقابلہ میں مسلمًا کو لارہے ہیں۔ غرض باب کی دوسری تقریر کہ ایمان معتبر اور غیر معتبر یہ اقسام آخرت کے لحاظ سے ہیں یعنی ایک کا نافع ہونا اور دوسرے کا نافع نہ ہونا یہ آخرت کے اعتبار سے ہے۔ اس تقریر پر انطباق اس طرح ہوگا کہ حضرت سعدؓ نے کہا مؤمنًا آپ ﷺ نے فرمایا دنیاوی منافع دلوانے کے لئے تو تم کو مسلمًا کہنا چاہیے کیونکہ دنیاوی منافع دلوانے کا موقع تھا۔

ایک بحث: ..... یہاں ایک مستقل بحث ہے کہ وہ شخص کون تھا؟ اور اس حدیث سے اس کا مؤمن ہونا معلوم ہوتا ہے یا منافق۔

۱..... بعض حضرات نے کہا کہ اس کا نام جعیل تھا اور یہ منافق تھا یعنی اسلام غیر حقیقی رکھتا تھا۔

۲..... جمہور شراح محدثین اس رائے کو پسند نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ نام تو جعیل بن سراقہ ضمری ہی تھا لیکن یہ بڑے مقبول صحابی تھے اس پر دو شہادتیں ہیں۔ (۱) ان کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی ایک روایت ہے جسے انور شاہ صاحبؒ نے نقل کیا ہے اور روایت اس طرح ہے جعیلؒ آپ ﷺ کے سامنے سے گزرے تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ یہ کیسا آدمی ہے صحابہ کرامؓ (ابوذرؓ) نے عرض کیا وہ ایک غریب فقیر آدمی ہے (عام مہاجرین کی طرح ہے) ایک دوسرا شخص گزرا تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس کے متعلق کیا خیال ہے تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا سید من سادات آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسے آدمیوں سے اگر زمین و آسمان بھر جائیں تو وہ ایک (فقیر) اللہ کے ہاں زیادہ قیمتی اور محبوب ہے۔ (۲) نیز حدیث الباب میں آپ ﷺ کا آخری جملہ بھی اسی پر دال ہے انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منہ خشية ان یکبه الله فی النار۔ کتب، یکب مجرد میں متعدی اور مزید میں لازمی معنی کے لیے آتا ہے۔

سوال: ..... سوال پیدا ہوگا کہ جب وہ شخص پکا مومن ہے تو آپ بار بار مسلمان کیوں فرما رہے ہیں؟

جواب: ..... یہ تادیب الفاظ کے قبیل سے ہے کہ تمہیں تو مسلمان کہنا چاہیے کیونکہ اسلام ظاہری چیز ہے اور ایمان امر باطنی ہے۔

(۲۰)

### ﴿باب افشاء السلام من الاسلام﴾

سلام کا پھیلانا اسلام میں داخل ہے

وقال عمارٌ ثلاث من جمعهن فقد جمع الایمان ، الانصاف من نفسک

اور عمار نے کہا تین باتیں جس نے اکٹھی کر لیں اس نے ایمان کو جوڑ لیا، (ایک تو) اپنی ذات سے انصاف

وبذل السلام للعالم، والانفاق من الاقتار

اور (دوسرے) سب لوگوں کو سلام کرنا (یعنی ہر مسلمان کو) اور (تیسرے) تنگدستی کی حالت میں (راہ خدا میں) خرچ کرنا



(۲۷) حدثنا قتیبہ قال حدثنا الليث عن یزید بن ابی حبيب عن ابی الخير

ہم سے بیان کیا قتیبہ نے، کہا ہم سے بیان کیا لیث نے، انھوں نے سنا یزید بن ابی حبيب سے، انھوں نے ابو خیر سے

عن عبد الله بن عمرو ان رجلا سأل رسول الله ﷺ اى الاسلام خير  
 انھوں نے عبد اللہ بن عمرو (بن عاصؓ) سے ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا اسلام کی کون سی خصلت بہتر  
 قال تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف  
 ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر ایک کو سلام کرنا، خواہ اس سے تیری پہچان ہو یا نہ ہو۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... اس باب کا مقصد کرامیہ اور مرجہ پر رد ہے جو اعمال کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔

قال عمارؓ :..... بظاہر یہ حدیث متوف ہے لیکن حدیث مرفوع کے حکم میں ہے اسی لیے تو ترجمہ میں ذکر کر رہے ہیں۔  
 الانصاف من نفسک :..... اپنی ذات سے انصاف کرنا۔ اس لئے کہ جب ایک آدمی اپنی ذات سے انصاف کرتا ہے تو وہ حقوق جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں ان کو بھی ضائع نہیں کریگا۔  
 الانصاف من نفسک اس جملہ کی مختلف تفسیریں۔

تفسیر اول :..... پہلی تفسیر جو کہ ظاہراً اور متبادراً سمجھ میں آ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے نفس کے حقوق ادا کرو حدیث پاک میں ہے (( فان لنفسک واهلک علیک حقاً )) بھوکا ہے تو کھانا کھلائے پیاسا ہے تو نفس کو پانی پلائے تھک گیا ہے تو آرام کرے ایک حدیث میں آتا ہے کہ عبد اللہ بن عمروؓ ساری رات کھڑے رہتے تھے بیوی کی طرف التفات نہیں کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے۔ بیوی نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی ۲

تفسیر ثانی :..... انصاف کر تو اپنے نفس سے یعنی مخلی عن احد ہو کر قطع نظر کسی سے مرعوب ہونے کے اور بغیر کسی قسم کی لالچ کے جو آپ کا ضمیر آپ کو بتلائے وہ کرو۔ یہ اپنے نفس سے انصاف کرنا ہے۔  
 تفسیر ثالث :..... انصاف من نفسک ای باعتبار نفسک۔ کہ آپ کا نفس مملوک اور قیدی ہونے کی صورت میں جس چیز کا تقاضا کرتا ہے ایسے ہی برتاؤ اپنے مملوک اور قیدی کے ساتھ کرو۔

تفسیر رابع :..... الانصاف من نفسک باعتبار العمل۔ یعنی اپنے نفس سے وہ کام بوجہ دنیا و آخرت میں آرام پہنچائے۔ مثلاً آپ بد نظری نہ کریں کیونکہ ان کی سزا یہ ہے کہ گرم سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جائیں گیں تو یہ اپنے نفس پر ظلم ہوا۔ خلاصہ یہ کہ معصیت چھوڑ دو اطاعت کرو۔

۱ (راجع ۱۲ بخاری مطبوعہ دار السلام الریاض ایضاً الخرجہ مسلم والنسائی) ۲ عمار سے مراد ابن یاسر ہیں ان کی والدہ کا نام سیہ ہے جن کو ابو جہل نے شہید کیا و کانت اول شہیدۃ فی الاسلام (عمدة القاری ج ۱ ص ۱۹۷) بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۵



تفسیر خامس: ..... مطلب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے لیے وہ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

وبذل السلام للعالم: ..... ای العالم المسلم۔

مسئلہ: ..... غیر مسلم کو ابتداء اسلام کہنا دفع شر کے لیے جائز ہے جلب منفعت کے لیے جائز نہیں۔

والانفاق من الاقتار: ..... من بمعنی عند کے ہے کہ خود تنگ دست ہو پھر خرچ کرے۔

(۲۱)

### ﴿(۲۱) باب کفران العشیر و کفر دون کفر﴾

خاوند کی ناشکری بھی ایک طرح کا کفر ہے، اور ایک کفر دوسرے کفر سے کم ہوتا ہے

فیہ	عن	ابی	سعيد	عن	النبي	صلی اللہ علیہ وسلم
اس باب میں	ابوسعیدؓ نے	آنحضرت ﷺ سے	روایت نقل کی ہے			
(۲۸) حدیث	عبداللہ بن مسلمہ	عن مالک	عن زید ابن اسلم	عن عطاء بن یسار		
ہم سے بیان کیا	عبداللہ بن مسلمہؓ نے انھوں نے	(امام) مالکؓ سے	انھوں نے زید بن اسلمؓ سے	انھوں نے عطاء بن یسارؓ سے		
عن ابن عباسؓ	قال	قال	النبي	صلی اللہ علیہ وسلم	اریت	النار
انھوں نے ابن عباسؓ سے	کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا	(ایک لمبی حدیث میں)	اور مجھے دوزخ دکھائی گئی			
فاذا اکثر	اهلها النساء	یکفرون	قیل	ایکفرون	باللہ؟	قال
کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں عورتیں بہت ہیں	وہ کفر کرتی ہیں	لوگوں نے کہا	کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں؟	آپ ﷺ نے فرمایا		
یکفرون	العشیر	ویکفرون	الاحسان	لواحسن	الی	احلھن الدھر ثم
(نہیں) خاوند کا کفر	(اسکی ناشکری) کرتی ہیں	اور احسان نہیں مانتیں	اگر تو ایک عورت سے ساری عمر احسان کرے پھر			
رأت منك	شیئاً	قالت	ما	رأيت	منک	خیراً قط
وہ (ایک ذرا سی) کوئی بات تجھ سے دیکھے	(جس کو وہ پسند نہ کرتی ہو)	تو کہنے لگتی ہے	میں نے تو تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی			

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

کفران العشیر کا مطلب خاوند کی ناشکری۔ عشیر میل جول والے کو کہتے ہیں۔ چونکہ خاوند کے ساتھ

زیادہ میل جول والا معاملہ ہوتا ہے اس لیے خاوند کو ہی عشیر کہہ دیتے ہیں۔

و کفر دون کفر:..... سوال: اس کا عطف تو کفران العشیر پر ہے تو مجرور ہونا چاہیے جبکہ اس کو مرفوع پڑھا جاتا ہے؟

جواب:..... دو طرح پڑھا جاتا ہے ۱۔ جر کے ساتھ کفران العشیر پر عطف کی بنا پر ۲۔ رفع کے ساتھ۔ عطف تو کفران پر ہی ہے لیکن اعراب دکائی ہے۔

اعراب حکائی کی تعریف:..... کلمہ یا جملہ کی حکایت کی جائے تو اس کا اصل اعراب باقی رکھا جائے جو کہ محکی عنہ میں تھا جیسے ضَرْبَ زَيْدٍ کوئی شخص یہ جملہ ذکر کرتا ہے تو کہتا ہے۔ ”زَيْدٌ“ مرفوع فی ضَرْبَ زَيْدٍ للفاعلية.

دون:..... دون کے معنی قریب کے بھی ہیں اور غیر کے بھی۔ ۱۔ علامہ ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ قریب کے معنی میں ہے کفر دون کفر ای کفر اقرب من کفر کما یقال هذا دون ذلک ای اقرب منه ۱۔ اس معنی کے لحاظ سے کفر ایک نوع ہوگی جس کے افراد ہوں گے ۲۔ بعض شراحؒ کی رائے یہ ہے کہ دون بمعنی غیر کے ہے۔ ای کفر سوی کفر۔ اس وقت کفر ایک جنس ہوگی جس کے انواع ہوں گے اور باقی افراد ہوں گے۔ جنس کے انواع آپس میں غیر غیر ہوتے ہیں اور یہی تین وجوہ کی بناء پر رائج ہے۔

اول:..... اس لیے کہ عام طور پر قرآن پاک میں بھی ”دون“ کا لفظ غیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ثانی:..... امام بخاریؒ بھی اکثر ابواب میں ”دون“ کا لفظ غیر کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

ثالث:..... محاورات میں ”دون“ کا لفظ غیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

سوال:..... اس باب کو کتاب الایمان سے کیا مناسبت ہے؟ اس میں تو وہ چیزیں ذکر ہوئی چاہیں جو کہ ایمان کے اجزاء نہیں نہ کہ کفر کے۔

جواب:..... اس کا ربط مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔

اول:..... کفر ضد ایمان ہے۔ جب کفر کی انواع مختلف ہیں تو ایمان کی انواع بھی مختلف ہوں گی تو امام بخاریؒ علاقہ تضاد سے ایمان کی انواع بیان کر رہے ہیں۔

ثانی:..... یا یوں سمجھنا چاہیے کہ کفر میں تشکیک ثابت کر کے ایمان میں تشکیک ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے کفر میں کمی دیشی ہوتی ہے ایسے ہی ایمان میں بھی کمی دیشی ہوتی ہے تو گویا علاقہ تضاد سے ربط ہو گیا اور ضابطہ ہے وبضدھا تبیین الاشياء.

ثالث: ..... جیسا کہ بعض اعمال کو کفر کہا جاتا ہے ایسے ہی بعض اعمال کو ایمان کہا جاتا ہے یعنی جیسے اعمال کو کفر میں دخل ہے ایسے ہی اعمال کو ایمان میں دخل ہے۔

رابع: ..... چوتھا ربط اس طرح بیان کیا جائے کہ اعمال دو قسم پر ہیں ۱..... اعمال کفر، یہ جو ملت اسلامیہ سے نکال دیتے ہیں ۲..... وہ اعمال جو ملت اسلامیہ سے نہیں نکالتے۔ حاصل یہی نکلا کہ جس طرح ایمان کی قسمیں ہیں ایسے ہی کفر کی بھی کئی اقسام ہیں ۱..... کفر انکار ۲..... کفر جحود ۳..... کفر عناد ۴..... کفر نفاق۔

اریت النار: ..... اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آگ اور جنت کا مشاہدہ کروایا تھا تا کہ آپ ﷺ علی وجہ البصيرة تبلیغ کریں کیونکہ جیسے عارف اور عالم کی تبلیغ میں فرق ہے اسی طرح دونوں کی عبادت میں بھی فرق ہوتا ہے۔

فاذا اکثر اهلها النساء: ..... آپ ﷺ کو وہ عورتیں دکھائی گئیں جو قیامت تک پیدا کی جائیوالی تھیں یا جب دکھائی گئیں اس وقت کی عورتیں تھیں۔ دونوں قول ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ دکھانے کے وقت کی عورتیں تھیں وہ کہتے ہیں کہ اس لیے کہ اس وقت تک عورتوں میں حضور ﷺ کی تعلیم اور اسلام نہیں تھا بعد از اسلام ان کو سمجھ آئی اور انہوں نے ناشکری چھوڑ دی۔

سوال: ..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں عورتیں زیادہ ہوں گی اور مرد کم ہوں گے۔ اس تقابل سے معلوم ہوا کہ جنت میں عورتیں کم ہوں گی اور مرد زیادہ۔ حالانکہ مسند احمد کی روایت میں ہے ((ان لكل رجل من اهل الجنة امرأتان)) کہ کم از کم ایک مرد کو دو بیویاں ملیں گیں تو جب ہر مرد کے لیے دو بیویاں ہوں گی تو جنت میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی جبکہ روایت الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی فماذا حلہ؟

جواب: ..... مسند احمد کی روایت میں اطلاق ہے جب کہ بخاری کی روایت میں تخصیص مذکور ہے کہ ((ان لكل امرئ زوجتان من الحور العين یری من سوقھن من وراء العظم واللحم)) ۱۔ جنت کی عورتیں دو قسم کی ہیں ۱۔ دنیا کی صالح عورتیں ۲۔ وہ عورتیں جو جنت کی مخلوق ہیں اور حدیث الباب میں وہ عورتیں مراد ہیں جو جنت ہی کی مخلوق ہیں۔ جن کے بارے میں قرآن نے کہا ہے ﴿لَمْ يَطْمِئْسُهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌ﴾ ۳ اور یہ ادنیٰ درجہ کی حوریں ہوں گی لہذا دنیا کی نیک عورتیں کم ہوں گی، تقابل دنیا کی عورتوں کے لحاظ سے ہے کل عورتوں کے لحاظ سے نہیں، دنیا میں انسان جن چیزوں کا مکلف ہے جنت میں ان سے صرف دو چیزوں کا مکلف ہوگا ۱۔ ایمان ۲۔ نکاح۔ بے نکاحی عورت نہیں مل سکے گی اور نکاح اللہ تعالیٰ نے فرما رکھا ہے ﴿وَزَوْجَانَهُمْ بِخُورٍ عَنِ﴾ ۴ یہ تشبیہا کہا

ہے۔ اور یہ تقابل دنیا کی عورتوں سے ہے نہ کہ کل عورتوں سے اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا کی نیک عورتیں کم ہیں۔ سوال کیا گیا ایکفرون باللہ؟ فرمایا یکفرون العشیر اس سے دو قسموں کی طرف اشارہ ہو گیا۔ عورتیں تھوڑی سی مصیبت میں کہہ دیتی ہیں کہ تیرے گھر میں کیا دیکھا چند لیتھو، چند ٹھیکرے، چند چیتھرے۔ پنجابی میں اس کی جگہ بیو کہہ دیتے ہیں۔

(۲۲)

باب المعاصی من امر الجاهلیة ولا یکفر

صاحبها بارتکابها الا بالشُرک

گناہ جاہلیت کے کام ہیں اور گناہ کرنے والا گناہ سے کافر نہیں ہوتا  
مگر شرک کرنے سے (یا کفر کا اعتقاد رکھے تو کافر ہو جائے گا)

لَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ	انک امرؤ فیک جاهلیة ، وقول الله تعالى
کیونکہ آنحضرت ﷺ نے (بوڑھے) فرمایا تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت کی خصلت ہے، اور اللہ نے (سورہ نساء میں) فرمایا	
(إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ، وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	
اللہ تو شرک کو نہیں بخشتے گا اور اس سے کم جس کو چاہے گا) (اس کے گناہ) بخش دے گا، اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں	
اِقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا) فسماهم المومنین	
لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو، اللہ نے دونوں کو مسلمان کہا	
✽	
(۲۹) حدثنا عبد الرحمن بن المبارك قال ثنا حماد بن زيد قال ثنا ايوب ويونس	
ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن مبارک نے کہا ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے کہا ہم سے بیان کیا ایوب و یونس نے	
عن الحسن عن الاحنف بن قيس قال ذهبت لانصر هذا الرجل فلقيني ابوبكرة فقال	
حسن سے، انھوں نے احنف بن قیس سے، کہا میں چلا اس شخص کی مدد کرنے کو، راستہ میں مجھ سے ابوبکرؓ ملے تو انہوں نے پوچھا	
این تريد قلت انصر هذا الرجل، قال ارجع فانی سمعت رسول الله ﷺ	
کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا اس شخص (علیؓ) کی مدد کرنے کو، کہا اپنے گھر کو لوٹ جا، میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا	

يقول اذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول فى النار قلت

آپ ﷺ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر لڑیں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہیں، میں نے عرض

یا رسول اللہ هذا القاتل فما بال المقتول، قال انه كان حريصا على قتل صاحبه

کیا یا رسول اللہ قاتل تو خیر (ضرور دوزخی ہوگا) مقتول کیوں دوزخی ہوگا؟ فرمایا! اس کو اپنے بھائی کو مار ڈالنے کی خواہش تھی



(۳۰) حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن واصل الاحدب عن

ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے، کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے، انھوں نے واصل احدب سے، انھوں نے

المعروور قال لقيت اباذر بالربذة وعليه حلة وعلى غلامه

معروور سے، کہا میں نے ربذہ میں ابوذرؓ سے ملاقات کی وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے تھے، اور ان کا غلام بھی ویسا ہی ایک

حلة فسألته عن ذلك، فقال انى سابت رجلا فغيرته بامه

جوڑا پہنے ہوئے تھا، میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی، انھوں نے کہا میں نے ایک شخص سے گالی گلوچ کی اور اس کو ماں کی گالی دی

فقال لى النبى ﷺ يا اباذر اعيرته بامه انك امرؤ فيك جاهلية

آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تو نے اس کو ماں کی گالی دی، تو وہ آدمی ہے جس میں جاہلیت کی خصلت ہے

اخوانكم خولكم جعلهم الله تحت ايديكم فمن كان اخوه تحت يده

تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے انھیں تمہارے ہاتھ تلے کر دیا، پھر جس کا بھائی اس کے ہاتھ تلے ہو

فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولا تكلفوهم ما يغلبهم

وہ اس کو وہی کھلائے جو آپ کھائے اور وہی پہنائے جو آپ پہنے اور ان سے وہ کام نہ لو جو ان سے نہ ہو سکے

فان كلفتهم فاعينوهم

اگر ایسا کام لینا چاہو تو انکی مدد کرو

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس باب سے سے مقصود مرجہ، کرامیہ، معتزلہ، خارجیہ کی رد ہے۔ اس لیے کہ معاصی من امر الجاہلیہ کہہ کر مرجہ اور کرامیہ کی رد کردی کہ امر جاہلیت کا ارتکاب معصیت ہے اور دوسرے جزء سے معتزلہ اور خارجیہ کی رد ہے کہ لَا یُکْفَرُ صَاحِبُهَا۔

دلیل: ..... انک امرؤ فیک جاہلیہ۔ تم ایسے آدمی ہو جس میں جاہلیت ہے یہ ایک خاص قصہ تھا کہ ابوذر غفاریؓ نے کسی کو باندی کا بچہ کہہ دیا تھا حضور ﷺ نے سن کر فرمایا انک امرؤ الخ تم میں جاہلیت ہے یعنی آپ نے سمجھایا کہ کسی کو عار دلانا یہ جاہلیت کی نشانی ہے اور یہ نشانی تم میں باقی ہے اس لیے تمہیں اسے چھوڑ دینا چاہیے۔  
سوال: ..... بعض لوگ کہتے ہیں کہ شرک تو نہیں بخشا جائے گا البتہ کفر بخشا جائے گا کیونکہ مشرک کفر کے ساتھ ساتھ غیر اللہ کی عبادت بھی کرتا ہے اور کفر میں صرف انکار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کفر بخشا جائے گا کیونکہ کفر، شرک کے مادون ہے۔  
جواب اول: ..... مادون ذلک سے مراد کفر کے علاوہ ہے۔

جواب ثانی: ..... شرک کا ذکر کفر غالب واقعی کے طور پر ہے کیونکہ اکثر کفار انکار کے ساتھ شرک بھی کرتے تھے۔  
جواب ثالث: ..... ایک حکم عبارة النص سے ثابت ہوتا ہے اور ایک دلالة النص سے۔ عبارة النص میں شرک کا ذکر ہوا اور دلالة النص میں کفر کا۔ اس لئے کہ مشرک تو اللہ کے وجود کا قائل ہو کر غیر کو شریک کرتا ہے جبکہ کافر سرے سے خدا کی ذات کا ہی انکار کرتا ہے۔

جواب رابع: ..... کفر کا ذکر بطور لازم کے ہے جب ملزوم یعنی شرک کا ذکر تو کیا لازم کا ذکر بھی آ گیا۔ اس لئے کہ کفر، شرک کو لازم ہے۔

جواب خامس: ..... یہاں پر بیان سمیت ہے۔ شرک چونکہ سبب کفر ہے تو ایک سبب کا ذکر کر دیا۔ مراد یہ ہے کہ جو سبب کفر ہے اس کو نہیں بخشا جائے گا تو بذات خود کفر کیسے بخشا جائے گا۔ یہ جواب اقرب الصواب ہے۔

وَأَنَّ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتُلُوا: ..... قتال معصیت ہے امام بخاریؒ کا مقصود چار فرقوں کا رد کرنا ہے۔ المومنین کے لفظ سے معتزلہ اور خارجیہ کا رد ہے۔ اقْتُلُوا سے مرجہ اور کرامیہ کی رد ہے۔ یہ بات حنفیہ کے عین موافق ہے۔

لَا نَصْرَ هَذَا الرَّجُلِ: ..... رجل سے مراد حضرت علیؓ ہیں ۱ یہ واقعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باہمی لڑائی جگ جمل کا ہے ۲ لَا نَصْرَ هَذَا الرَّجُلِ: اس روایت سے معلوم ہوتا

ہے کہ اخف بن قیس اکیلے مدد کے لیے نکلے ہیں اور بعض روایات میں ہے اپنی قوم کے ساتھ نکلے۔  
**القاتل والمقتول فی النار:**..... ابو بکرؓ کا استدلال اخف بن قیس کو روکنے کی حد تک تو جائز ہے کیونکہ روکنے کے لیے عمومی عنوان اختیار کر لئے جاتے ہیں۔ تو ابو بکرؓ نے بھی ایسے ہی کیا۔ جمہور محدثینؒ کے نزدیک یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں۔ جمہور محدثینؒ کے نزدیک قاتل و مقتول سے مراد وہ ہیں جو کسی غرض دنیاوی اور حظ نفس کی وجہ سے لڑتے ہیں۔ جو قاتل و مقتول مؤول ہیں مجتہد ہیں وہ اس حدیث میں داخل نہیں۔ اسی لئے جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک جنگ جمل و صفین وغیرہ میں جان دینے والے حضرات شہید ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حدیث اس پر محمول ہے جو مؤول نہ ہو اس مسئلہ کا نام مشاجرات صحابہ ہے۔

### مسئلہ مشاجرات صحابہ

یہ بڑا اہم اور نازک مسئلہ ہے دعا کرو اللہ تعالیٰ لطافت سے سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے اہل سنت والجماعت کا موقف سمجھ لیجئے۔ اہل سنت والجماعت کا موقف مشاجرات صحابہ کے بارے میں سکوت اور توقف ہے کوئی پوچھے کون سچا کون جھوٹا؟ ہم خاموش رہیں گے۔ ایک شخص حضرت تھانویؒ کے پاس آیا کہ کون حق پر ہے آپ نے فرمایا کہ آپ تو بے فکر ہو جائیں آپ سے قیامت کے دن نہیں پوچھا جائے گا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو اس بارے میں قلم اٹھائے گا کسی کو سچا جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرے گا وہ اہل سنت والجماعت سے نہیں۔  
 مثال:..... طالب علم باپ سے خرچ مانگتا ہے باپ کم دینا چاہتا ہے ماں کہتی ہے اور زیادہ دو بات بڑھنے لگے تکرار تک نوبت پہنچے تو جوان بیٹا اس موقع پر کچھ نہیں کہے گا کہ کس کا قصور ہے۔ بلکہ وہ خاموش رہے گا یا اتنا کہے گا کہ آپ خاموش رہیں۔ خطا گرفتیں بریزرگاں خطا است۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے پہلے تین اصول سمجھنے چاہئیں۔

**اصول اول:**..... جس جماعت کی اللہ پاک نے خود مدح فرمائی پھر ان کے ایمان کی شہادت دی ان سے راضی ہونے کا اعلان کیا۔ اگر قصور ہوا تو معافی کا اعلان کیا۔ آنحضرت ﷺ شہادت دیتے ہیں کہ یہ جماعت ایسی ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کہہ دیا ہو اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۚ اور جس کو آنحضرت ﷺ نے معیار حق قرار دیا ((اصحابی کالنجوم)) خصوصاً شیخینؒ کے بارے میں فرمایا ((اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر)) ۲۔ تو جس جماعت کی عدالت قرآن و حدیث بیان کرے آپ تاریخی حوالوں سے ان پر جرح نہیں کر سکتے۔ جو تاریخ صحابہ کرامؓ پر جرح کرے ایسی تاریخ چھوڑ دیں گے اور قرآن و حدیث کو لیں گے۔ تمام محدثین مناقب صحابہ میں ابواب قائم کرتے ہیں جرح صحابی کا

(نعوذ باللہ) کسی نے کوئی باب قائم کیا ہے؟ اہل سنت والجماعت کا موقف یہی ہے کہ حدیث بھی تاریخ ہے اور سب سے معتبر تاریخ حدیث ہے۔ مشاجرات کے باوجود اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے الصحابة کلہم عدول۔ گویا مشاجرات کے باوجود آپ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے صحابہ کرام عادل ہی رہے۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر تاریخ کو معیار قرار دینے والا خارجی ہو جائے گا یا رافضی۔ کیونکہ مؤرخین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لوگ کہتے ہیں کتابوں میں لکھا ہے حوالہ دیتے ہیں اول تو وہ حوالے ہی جھوٹے ہوتے ہیں اگر بالفرض حوالے صحیح بھی ہوں تب بھی ردی ٹی ٹو کری میں پھینکے کے قابل ہیں۔ کالج کا تعلیم یافتہ ایک نوجوان مودودی کی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہتا تھا میں نے اسے روکا۔ اس نے کہا کہ آپ نے مجھے اتنا ہی بیوقوف سمجھ لیا ہے کیا مجھے اتنا ہی پتہ نہیں کہ کوئی بات سچی ہے اور کوئی غلط۔ وہ لڑکا باز نہیں آیا۔ ایک مرتبہ میرے پاس بیٹھا میں نے کہا مودودی نے صحابہ کرامؓ پر جرح کر کے بہت بڑا جرم کیا ہے اس نے کہا جی حوالے سے لکھتا ہے اس نے صحابہ کرامؓ پر جرح شروع کی میں نے صحابہ کرامؓ کا دفاع کیا پھر میں نے کہا تو اب سوچ لے اس وقت تیری حیثیت کیا ہے اور میری حیثیت کیا ہے میں صحابہ کرامؓ کی صفائی میں دلائل پیش کر رہا ہوں اور تو مودودی کی صفائی میں اور صحابہ کرامؓ کی جرح میں۔ مودودی کے لٹریچر کی مثال ایسے ہے جسے زہر کھانے والا جس کے پاس تریاق نہیں اور کہتا ہے ان شاء اللہ اثر نہیں ہونے دوں گا پتہ تو اس وقت چلے گا جب اثر ہو چکا ہوگا۔ ایک جگہ لکھتا ہے کہ کوئی شخص اگر کہے آپ نے ابن العربیؒ کی اور شاہ عبدالعزیزؒ کی کتاب تحفۃ اثنا عشریہ پر اعتماد کیوں نہیں کیا تو میں کہوں گا کہ انکی مثال وکیل صفائی کی ہے اور وکیل صفائی اچھی باتیں ہی چن کر کہتا ہے تو گویا کہنا یہ چاہتا ہے کہ وہ وکیل صفائی ہیں اور میں صحابہؓ پر وکیل جرح ہوں۔

اصول ثانی: ..... آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ مجتہد جب اجتہاد کرتا ہے تو کبھی خطئی ہوتا ہے اور کبھی مصیب چونکہ وہ دین کی خدمت کے لیے اجتہاد کرتا ہے اگر صحیح ہو تو دواجر اور خطاء ہو جائے تو ایک اجر۔ جمہور کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا اختلاف اجتہادی تھا نیک نیتی پر موقوف تھا حفظ نفس کے لیے نہیں تھا اس لیے سب ماجور ہیں کسی کو تھوڑا کسی کو زیادہ۔ اگر آپ نے بیان کرنا ہو کہ کون حق پر تھا تو آپ کو بہت ادب کے لفظ مل سکتے ہیں کان علی علی الحق وکان معاویۃ علی الحق فی الاجتہاد۔

اصول ثالث: ..... سفر حج میں ایک ساتھی نے مجھ سے مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں سوال کیا اس وقت میں نے اس کو جو جواب دیا اس کو میں نے اصول بنالیا اور وہ اصول صلابت فی الدین ہے یہ شان حضور ﷺ کی صحبت کی وجہ سے صحابہ کرامؓ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ جس کو دین سمجھ لیا ہے اس کو نہیں چھوڑا اس پر جان قربان کر دی اب آپ اس توجہ کو بھی سمجھ جائیں گے۔ تو ریٹ انبیاء کے مسئلہ میں حضرت فاطمہؓ کی طرف سے جواب دیتے



ہوئے بیان کی جاتی ہے۔ کیا وہ آنحضرت ﷺ کے بعد طالب دنیا ہو گئی تھیں؟ نہیں بلکہ انہوں نے دین سمجھ کر اصرار کیا۔ کیا وہ دنیا کے لیے آنحضرت ﷺ کے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ناراض کر سکتی تھیں؟ بلکہ انہوں نے اس کو حق سمجھا تھا ان کو معلوم نہیں تھا کہ اہل بیت اس عام حدیث ((لأنورث ماتر کنا صدقة)) سے مخصوص ہیں ۱۔

ایک اور بات بھی سن لیں۔ اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ الصحابة کلہم عدول جو بھی ان کے خلاف قلم اٹھاتا ہے وہ مسلمانوں میں تفریق ڈالتا ہے جماعت اسلامی نے دین کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ صرف ایک فرقہ پیدا کیا ہے تاکہ حقیقت کمزور کی جاسکے اور تاکہ فقہ حنفی ملک و دنیا میں نافذ نہ ہو۔ یاد رہے کہ آخری پائیدار حنفی حکومت عالمگیری تھی۔ برما سے لیکر افغانستان تک چالیس سال کی عمر میں اسلامی شریعت کا جھنڈا لہرایا، ۹۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ۵۱ سال حکومت کی، فتاویٰ عالمگیری کے مطابق فیصلے ہوتے تھے اس کو فتاویٰ ہندیہ بھی کہتے ہیں۔ (طالبان نے تقریباً سات سال تک افغانستان کے اکثر حصہ میں فقہ حنفی نافذ کی اور مثالی عدل و انصاف قائم کیا)

مودودی لکھتا ہے کہ صحابہ کے عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روایت کرنے میں سچ بولتے تھے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تمہیں پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ شرح نخبہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے عدالت کی تعریف اس طرح کی ہے۔ عدالت ملکہ راسخہ ہے تحمل علی المروۃ والتقویٰ ۲ تو تمام صحابہ متقی اور عادل ہیں لیکن مودودی ذہن دینا چاہتا ہے کہ وہ صرف روایت تو سچی کرتے تھے ورنہ ان میں بہت سی کوتاہیاں ہو سکتی ہیں۔ صحابہؓ کے اختلاف کا منشاء صلابت فی الدین ہے۔ اسی لئے علماء کے اختلاف جلدی ختم نہیں ہو سکتے۔ دوسرے لوگوں کی جب غرضیں پوری ہوتی ہیں تو اختلاف بھی ختم کر دیتے ہیں۔

ربط: ..... اذا التقى المسلمان قتل بھی تو معصیت ہے اور مسلمان کا لفظ بولا جا رہا ہے معلوم ہوا کہ کافر نہیں۔

حدثنا سليمان بن حرب: ..... ربيعة: قريب من المدينة بينهما وبين المدينة ثلاث مراحل قريب من ذات عرق ۳ مدینہ منورہ سے تقریباً چالیس، پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ کسی زمانہ میں چھاؤنی ہوتی تھی۔ ابوذر وہاں ٹھہرتے تھے کیونکہ زہاد صحابہؓ میں سے تھے مال جمع کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے اگر پتہ چلتا کہ کسی کے پاس مال ہے تو لاٹھی لیکر لڑنے چلے جاتے۔ یہ مذہب جمہور صحابہؓ کے مذہب کے خلاف تھا کیونکہ زکوٰۃ ایسے ہی تو نہیں آ جاتی بلکہ مال جمع ہونے کے بعد سال گزرے پھر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ یہ شام میں رہتے تھے حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو خط لکھا کہ اپنے پاس بلاؤ۔ پریشانی ہوتی ہے مدینہ آگئے تو لوگ ان سے پوچھتے کہ شام سے کیوں آئے ساری بات بتاتے۔ لوگ باتیں کرنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا کہ تم ربذہ میں

ٹھہرو۔ اب اگر ان سے کوئی پوچھتا کہ یہاں کیوں ٹھہرے ہو تو کہتے امیر کے حکم سے۔ یہ تو حضرت عثمانؓ ہیں۔ اگر کوئی عبد جشی بھی میرا امیر بن جائے گا تو اس کی بھی اطاعت کروں گا۔ معلوم ہوا امن کی خاطر نظر بندی جائز ہے۔

**فسألتہ عن ذلک:** ..... ای عن تساوی الحلة۔ اس روایت میں ہے کہ دونوں نے جوڑا پہن رکھا تھا بعض میں ہے کہ صحابی نے حضرت ابوذرؓ سے کہا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ اگر اپنی چادر غلام کو دیکر یا غلام کی چادر خود لیکر جوڑا بنا لیتے تو ٹھیک تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے اوپر جوڑا نہیں تھا۔

**سوال:** ..... یہ ہے کہ ان پر جوڑا تھا یا نہیں؟

**جواب اول:** ..... ایک چادر غلام پر تھی اور دوسری حضرت ابوذرؓ پر۔ لیکن مجازاً حله کہہ دیا۔ جیسے خاوند یا بیوی کو زوج کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ زوج تو جوڑے کو کہتے ہیں اور خاوند بیوی کو زوج اس لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہر ایک کو زوج بننے میں دخل ہے اسی طرح چونکہ چادر کو جوڑا بننے میں دخل ہے اس لیے ہر ایک چادر کو مجازاً مستقل حله کہہ دیا۔

**جواب ثانی:** ..... دوسری تطبیق یہ ہے کہ ہر ایک پر جوڑا تھا۔ دورنگ کے جوڑے تھے ہر رنگ کی ایک چادر حضرت ابوذرؓ نے لے رکھی تھی اور اسی طرح حضرت کے غلام نے بھی۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک رنگ کرلو۔ حضرت ابوذرؓ رنگ میں بھی تساوی چاہتے تھے۔

**فغیرتہ بامہ:** ..... میں نے اسے ماں کی عار دلائی۔

**سوال:** ..... یہ ہے کہ وہ صحابی کون تھے جن کو عار دلائی۔ دو قول ہیں ۱۔ حضرت بلالؓ خود بھی کالے تھے۔ ماں بھی کالی تھی تو انہوں نے یا ابن سوداؓ کہا ۲۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمارؓ تھے۔ یہ تو ان کو لونڈی کے بیٹے کہہ دیا ربط: انک امرؤ فیک جاہلیۃ: ..... تو وہ آدمی ہے جس میں جاہلیت کی خصلت ہے آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تو کافر ہو گیا کلمہ پڑھ لے۔ معصیت کو جاہلیت کہا کفر نہیں کہا۔ معتزلہ اور خارجیہ کا رد ہے۔ معاصی نقصان دیتے ہیں جہی تو تنبیہ فرمائی۔ تو اس تنبیہ فرمانے سے مرجعہ اور کرامیہ کی رد ہو گئی۔

### مسئلہ سب صحابہؓ

سب صحابہؓ کی اولاد دو قسمیں ہیں ۱۔ سب صحابی لصحابی، یعنی صحابی، صحابی کو گالی دے ۲۔ سب غیر صحابی لصحابی اس کی پھر دو قسمیں ہیں ۱۔ کسی ایک صحابی کو ایک آدھ گالی دے۔ ۲۔ سب کو یا اکثر کو گالی دیتا رہے۔ تیسری قسم کفر ہے اور دوسری فسق ہے پہلی قسم نہ کفر ہے نہ فسق۔ اس لیے صحابی کا صحابی کو گالی دینا اس کا کوئی داعیہ ہوتا ہے کوئی ایذا یا تکلیف پہنچتی ہے اس کو منشاء تو ہین نہیں بنالینا چاہیے اس کو ہم اتنا کہہ سکیں گے کہ مناسب نہیں ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جاہلیت والا کام ہے۔

خلاصہ کلام: ..... والمحقق ان سب الصحابة كلهم او اكثرهم كفر وسب صحابي واحد او اثنين فسق وسب احدهما الاخر ليس بكفر فانه يكون لداعية ١

حکم رو افض: ..... تکفیر و افض کے بارے میں دو رائیں ہیں ۱۔ علامہ شامی اور صاحب بحر الرائق شارح کفر، کفر کے فتوے کی ذمہ داری نہیں لیتے بلکہ عدم تکفیر کو ترجیح دیتے ہیں ۲۔ بعض محدثین نے تکفیر کو ترجیح دی ہے۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے کافر کہا اور یہ بھی فرمایا کہ جنہوں نے انکو کافر نہیں کہا وہ واقف نہیں ہوئے ۲

فائدہ: ..... جن حضرات نے مطلقاً تکفیر نہیں کی انہوں نے احتیاط برتی ہے کیونکہ مطلق تکفیر میں احتیاط برتنی چاہیے۔ مسئلہ تکفیر: ..... اگر کوئی شخص کسی پر لعنت کرے اگر وہ مستحق ہو تو اس پر ہو جاتی ہے ورنہ ساری دنیا میں گھومتی ہے جب کوئی دوسرا فسق نہ ملے تو اسی کی طرف لوٹتی ہے یہی حکم تکفیر میں ہے۔ مسئلہ تکفیر از قبیل حدود ہے کسی کی تکفیر کرنا گویا اسے واجب القتل قرار دینا ہے جیسے کسی کو زانی کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کو کوڑے لگنے چاہیں۔

مسئلہ اندراء حدود: ..... آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ((ادءوا الحدود عن المسلمين ما استطعتم)) ۳ ((تندزی الحدود بادنئ بالشبهات)) لہذا ادنیٰ شبہ بھی اگر عدم کفر کا ہو جائے تو کافر نہیں کہنا چاہیے (بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ سو کفر کی باتیں ہوں ایک اسلام کی تب بھی کافر مت کہو یہ بات غلط ہے) اگر کسی کی بات میں سو معنی کفر کے بنتے ہیں اور ایک معنی اسلام کے مطابق بنتا ہے تو کافر نہیں کہنا چاہیے آپ یہی سمجھیں کہ یہی اسلام والے معنی اس کی مراد ہیں۔ امام اعظمؒ کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا اقول ما قالت النصارى و اقول ما قالت اليهود۔ امام صاحبؒ نے حاضرین سے پوچھا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ سب نے کہا فقد کفر۔ کیونکہ اس کا عقیدہ یہودیوں اور نصرا نیوں والا ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ پہلے اس سے تشریح طلب کرو تو اس نے کہا اقول ما قالت النصارى و قالت اليهود لیست اليهود علی شئی۔ و اقول ما قالت اليهود و قالت اليهود لیست النصارى علی شئی۔ یہ مقام درس ہے یہاں یہی کہا جائے گا باقی جو میدان میں اترے ہوئے ہیں اور تکفیر کے نعرے لگواتے ہیں تو وہ میدان کی بات ہے وہ جانتے ہیں ان کو کیا مجبوری پیش آئی۔ ہم احتیاط برتیں گے شاید ان کو کوئی تحقیق ہوگئی ہو۔

اخوانکم خولکم: ..... اخوان کا لفظ پہلے آیا تا کہ پہلے بھائی ہونا ذہن نشین ہو جائے۔ حضرت ابوذرؓ نے اس حدیث سے مساوات پر استدلال کیا ہے لیکن جمہور صحابہ کرامؓ اس سے متفق نہیں ہیں تو اس کا جواب دینا پڑے گا۔ جواب: ..... حدیث میں آنحضرت ﷺ نے جو ارشاد فرمایا اس کا منشاء مواسات ہے اپنے غلاموں کے ساتھ رحم و مہمیزی کا حکم ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے مساوات پر محمول کر لیا۔ حالانکہ ایسا نہیں۔

## جواب پر دلائل

دلیل اول: ..... یہی روایت ہے کہ اس کے آخر میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کام مت کہو جو ان کی طاقت سے باہر ہو۔ اگر ایسا کام کہہ ہی دو تو مدد کرو۔ اگر یہاں مساوات مراد ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے ساتھ مل کر کام کرو۔ اور پھر غالب کام کی قید بھی نہ لگاتے۔

دلیل ثانی: ..... ایک حدیث میں ہے کہ اگر تمہارے غلام تمہارے لیے کچھ پکا کر لائیں تو ان کو بھی شریک کرو۔ آخر میں ارشاد فرمایا اگر تم ان کو شریک نہیں کر سکتے تو چند لقمے ان کے ہاتھ پر رکھ دو تاکہ ایسا نہ ہو کہ انہوں نے پکایا ہو اور ان کو پتہ بھی نہ چلے کہ کیسا پکایا۔ جس نے اسکی گرمی چکھی ہے وہ اس کی ٹھنڈک (مزرہ) بھی چکھ لے۔

(۲۳)

## باب ظلم دون ظلم

ایک گناہ دوسرے گناہ سے کم ہوتا ہے

(۳۱) حدثنا ابو الوليد قال حدثنا شعبة ح قال وحدثني بشر
هم سے بیان کیا ابو الوليد نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے، دوسری سند: امام بخاری نے کہا اور مجھ سے بیان کیا بشر نے
قال حدثنا محمد عن شعبة عن سليمان عن ابراهيم عن علقمة
کہا ہم سے بیان کیا محمد نے، انھوں نے شعبہ سے، انھوں نے سلیمان سے، انھوں نے ابراہیم سے، انھوں نے علقمہ سے
عن عبد الله لما نزلت الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ
انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ جب سورت انعام کی یہ آیت اَلَّذِينَ آمَنُوا لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو کفر کے ساتھ جلا نہیں کرتے) اتری
قال اصحاب رسول الله ﷺ ائنا لم يظلم
تو صحابہ نے عرض کیا (یا رسول اللہ یہ تو بہت مشکل ہے) ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے گناہ نہیں کیا
فانزل الله عز وجل: إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ
تو اللہ تعالیٰ نے (سورۃ لقمان کی) یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ظلم دون ظلم: ..... یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ جو حدیث ان کی شرائط کے موافق نہ ہو اگر غرض باب کے موافق ہو تو اس کو ترجمہ الباب میں لاتے ہیں۔

ترجمة الباب کی غرض: ..... جیسے ایمان اور کفر کے درجات ہیں اسی طرح معاصی کے بھی درجات ہیں۔ نیز یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ایمان عمل کے ساتھ کامل ہوتا ہے اور معاصی سے ناقص ہوتا ہے لیکن مرتکب معاصی ایمان سے نہیں نکلتا۔ اس سے غرض مرجعہ، کرامیہ، معتزلہ اور خارجیہ کی رد ہے۔

عبد اللہ: ..... مسلمات میں سے ہے کہ عند الاطلاق عبد اللہ سے عبد اللہ بن مسعودؓ مراد ہوتے ہیں کبھی عبد اللہ بن عمر بھی مراد ہوتے ہیں لیکن یہاں پر عبد اللہ ابن مسعودؓ مراد ہیں۔

فائدہ: ..... اس باب میں کل پانچ بحثیں ہیں پہلی بحث غرض باب میں تھی جس کا ابھی تذکرہ ہوا۔

بحث ثانی: ..... ترجمہ الباب سے مطابقت۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا اینا لم یظلم، صحابہ کے سوال میں ظلم سے مراد معاصی ہیں اور آیت میں شرک کو ظلم قرار دیا ہے تو ظلم کی قسمیں ثابت ہو گئیں ایک وہ قسم جو صحابہ مراد لے رہے ہیں دوسری وہ قسم جو قرآن کی مراد ہے۔

بحث ثالث: لَظَلَمَ عَظِيمٌ میں ظلم کی تعیین: ..... صحابہ کرامؓ نے آیت میں مذکور ظلم سے کونسا ظلم مراد لیا اور آنحضرت ﷺ نے جواب میں کونسا بیان فرمایا اس میں محدثین کی دورائیں ہیں۔

۱: ..... علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ عرف میں ظلم معاصی پر بولا جاتا ہے اس لیے صحابہ کرامؓ نے معاصی پر محمول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ ظلم کا وہ مطلب بھی ہے کیونکہ ظلم معاصی اور شرک کو عام ہے لیکن یہاں شرک مراد ہے۔

۲: ..... علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں صحابہ کرامؓ یہ جانتے تھے کہ ظلم کا مصداق معاصی اور شرک بھی ہے اور پھر نکرہ تحت النہی واقع ہے تو صحابہ کرامؓ نے عام سمجھ لیا چھوٹے گناہ سے لیکر شرک تک۔ آنحضرت ﷺ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں خاص مصداق مراد ہے یعنی شرک۔

الحاصل: ..... علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے عام مراد لیا اور صحابہ کرامؓ نے خاص۔ جبکہ حافظ ابن حجرؒ کہنا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عام مراد لیا اور حضرت نبی کریم ﷺ نے خاص۔ علامہ خطابیؒ کی رائے راجح ہے کیونکہ عرف قاضی ہوتا ہے لہذا حق یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے خاص مراد لیا جو کہ عرف ہے۔

بحث رابع: سوال: ..... بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ﴿وَإِنَّ الشَّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ بعد میں نازل ہوئی۔

جبکہ بخاری کی روایت ہے ((عن عبد الله قال لما نزلت الذين امنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم، شق ذلك على المسلمين فقالوا يا رسول الله ايننا لا يظلم نفسه فقال ليس ذلك انما هو الشرك الم تسمعون ما قال لقمان لابنه وهو يعظه يَنْبِئُ لَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ)) ۱۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت صحابہ کرامؓ کے سوال اَيْنَا لَا يُظْلَمُ سے پہلے نازل ہو چکی تھی؟ اس کے دو جواب ہیں ۲۔

جواب اول: ..... جس مجلس میں صحابہ کرامؓ نے اَيْنَا لَا يُظْلَمُ کہا اسی مجلس میں آیت کا حصہ ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ نازل ہو چکا تھا۔ صحابہ کرامؓ کے سوال پر آپ ﷺ نے اس اتری ہوئی آیت کی طرف توجہ مبذول کرائی اور اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اتار دی یعنی یہ آیت تکرار النزول کے قیل سے ہے۔

جواب ثانی: ..... علامہ سیوطیؒ نے فرمایا کہ جب کوئی آیت کسی مضمون میں نازل ہو جائے پھر اسی مضمون کے مشابہ کوئی واقعہ پیش آجائے تو کہہ دیتے ہیں کہ نزول فی کذا۔ نازل اس وقت نہیں ہوتی بلکہ پہلے نازل ہو چکی ہوتی ہے اور نزول فی کذا کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی مواقع کے لیے نازل ہوئی علامہ زرکشیؒ نے اس جواب کو بہت سراہا ہے۔

بحث خامس: ..... اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ ملا لیتے ہیں معلوم ہوا کہ لبس ایمان بظلم ہو سکتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ ایمان شرک کے ساتھ خلط ہو سکتا ہے کیونکہ ظلم کی تفسیر شرک سے کی گئی ہے حالانکہ ایمان اور شرک دونوں ضد ہیں جمع نہیں ہو سکتے اور ظلم سے مراد معاصی لیں تو بھی ایمان کے ساتھ خلط نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے مراد لیا اس لیے کہ خلط کہتے ہیں دو چیزوں کا ایک ہی ظرف میں اس طور پر ہونا کہ ایک دوسرے سے ممتاز ہو سکیں۔ ظاہر ہے کہ ایمان کا محل قلب ہے اور ظلم سے مراد اگر معاصی ہیں تو ان کا محل جوارح ہیں تو خلط کون الشئین فی ظرف واحد کیسے پایا گیا؟ خلط کیسے ہو گیا؟ اور اگر ظلم سے مراد شرک ہے تب بھی خلط نہیں ہو سکتا کیونکہ ضدان لا یجتمعان (منطقی جہاں گھس آتے ہیں پریشان کرتے ہیں اب یہاں منطق گھس آئی ہے لوگ کہتے ہیں منطق بیکار ہے)۔

علم منطق کا فائدہ: ..... میں کہتا ہوں کہ پھر منطقوں کے سوالات کے جوابات کیسے دو گے۔ منطق فطری علم ہے بعض علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ جو منطق نہیں پڑھا اس کا علم ہی معتبر نہیں منطق فطری علم ہے بچہ بچہ منطق استعمال کرتا ہے کیونکہ منطق استدلال اور قوت استدلال کو کہتے ہیں جیسے ایک بچہ سے آپ پوچھتے ہیں کہ یہاں سے تم نے چیز اٹھائی ہے وہ کہتا ہے نہیں اٹھائی کیونکہ اس کے ذہن میں استدلال ہے کہ اس نے اگر کہہ دیا کہ میں نے اٹھائی

ہے تو چور سمجھا جاؤں گا اور چور کو سزا ہوتی ہے اور جیسے آپ کسی بچے سے پوچھتے ہیں کہ تم نے فلاں چیز اٹھائی ہے وہ کہتا ہے میں اس طرف گیا ہی نہیں کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ چیز وہی اٹھا سکتا ہے جو اس طرف گیا ہو تو وہ جانے کی ہی نفی کر دیتا ہے۔ تو اس کے ذہن میں استدلال ہے کیونکہ جب ثابت ہو گیا کہ یہ اس طرف نہیں گیا تو فقرہ مسلمہ ساتھ ملایا جائے گا کہ جو اس طرف نہیں گیا وہ اٹھا ہی نہیں سکتا۔ لہذا اس چیز کو اس نے نہیں اٹھایا۔

جواب اول: ..... علامہ انور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن منطقی اصطلاحات کے موافق نازل نہیں ہوا بلکہ عرف کے مطابق نازل ہوا اور عرف میں کہہ سکتے ہیں کہ ایک شخص میں معاصی اور ایمان جمع ہیں کیونکہ دل بھی اسی شخص کا ہے اور جو ارح بھی، تو جب دل میں ایمان ہو اور جو ارح میں معاصی ہوں تو جمع کیوں نہیں ہو سکتے۔

جواب ثانی: ..... حضرت شیخ لہند فرماتے ہیں کہ یہ اشکال لغت نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ منطقیوں کو لغت کا کیا پتہ ان کو تو عبارت بھی پڑھنی نہیں آتی۔ آیت میں لفظ لبس ہے اور انہوں نے خلط سمجھ لیا حالانکہ خلط اور لبس میں فرق ہے مثلاً آگ سے پانی گرم ہو جاتا ہے لبس تو ہو جاتا ہے لیکن اس کو خلط نہیں کہہ سکتے تو جس طرح آگ کی گرمی پانی کو پہنچ کر گرم کر دیتی ہے اسی طرح قلب پر معاصی لبس کی وجہ سے ضرور اثر انداز ہوتے ہیں لیکن خلط نہیں ہے۔

(۲۴)

### باب علامة المنافق

منافق کی نشانیاں

(۳۲) حدثنا سليمان ابو الربيع قال حدثنا اسمعيل بن جعفر قال حدثنا نافع بن مالك

ہم سے بیان کیا سلیمان ابو ربیع نے، کہا ہم سے بیان کیا اسمعیل بن جعفر نے، کہا ہم سے بیان کیا نافع بن مالک

ابن ابی عامر ابوسہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال

ابن ابوعامر ابوسہیل نے، انھوں نے اپنے باپ مالک سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے، انھوں نے نبی ﷺ سے، فرمایا

ایۃ المنافق ثلاث، اذا حدث کذب، واذا وعد اخلف، واذا اؤتمن خان ۳

منافق کی تین نشانیاں ہیں (۱) جب بات کہے جھوٹ کہے اور (۲) جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے، اور

(۳) جب اس کے پاس امانت رکھیں خیانت کرے

(۳۳) حدثنا قبيصة بن عقبة قال حدثنا سفيان عن الاعمش عن عبد الله بن مرة
ہم سے بیان کیا قبیصہ بن عقبہؒ نے، کہا ہم سے بیان کیا سفيانؒ نے، انھوں نے اعمشؒ سے، انھوں نے عبد اللہ بن مرہ سے
عن مسروق عن عبد الله بن عمرو ان النبي ﷺ قال اربع من كن فيه
انھوں نے مسروق سے، انھوں نے عبد اللہ بن عمروؒ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے چار باتیں جس میں ہوں گی
كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى
وہ پورا منافق ہوگا اور جس میں ان چار باتوں میں سے ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک کہ
يدعها اذا اوتمن خان، واذا حدث كذب
وہ اسے چھوڑ نہ دے، جب اس کے پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے، اور جب بات کہے تو جھوٹ کہے
واذا عاهد غدر، واذا خاصم فجر، تابعه شعبة عن الاعمش
اور جب عہد کرے دغا دے، اور جب جھگڑے تو ناحق کیطرف چلے، سفيان کے ساتھ شعبہ نے بھی اس حدیث کو
اعمش سے روایت کیا۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... غرض باب کی عموماً دو تقریریں کی جاتی ہیں۔

تقریر اول :..... یہ بتلانا مقصود ہے کہ معاصی ایمان کو نقصان پہنچاتے ہیں جیسا کہ طاعات ایمان کو بڑھاتی ہیں۔

تقریر ثانی :..... یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ جیسے کفر اور ظلم کی کئی انواع ہیں، کفر دون کفر و ظلم دون ظلم ایسے ہی نفاق کی کئی اقسام ہیں اگرچہ نفاق دون نفاق کے الفاظ نہیں بولے۔

انطباق :..... روایت الباب سے ترجمہ الباب واضح ہے۔

منافق :..... نفاق بنے ماخوذ ہے نفاق گوہ کے اس سوراخ کو کہتے ہیں جس کو وہ مخفی رکھتی ہے اس کی بل کے دو سوراخ ہوتے ہیں جب اسے کوئی پکڑنے آئے تو دوسرے سے نکل جاتی ہے مخفی سوراخ کا نام ”نافقاء“ ہے اور آنے جانے والے سوراخ کو ”قاصعاء“ کہتے ہیں۔ منافق بھی چونکہ اپنا عقیدہ چھپا کر رکھتا ہے اسی لئے اس کا نام منافق رکھا گیا۔

المنافق :..... لغت کے لحاظ سے نفاق سے لیا گیا ہے۔ مخالفة الباطن للظاهر کو نفاق کہتے ہیں یہ لغوی ترجمہ ہے عام ہے کہ وہ مخالفت قبیح ہو یا حسن البتہ اصطلاح میں خاص ہے مخالفت قبیح کے ساتھ اور وہ اظہار الاسلام مع



اعتقاد الکفر ہے۔

اقسام نفاق: ..... نفاق کی کئی قسمیں ہیں۔

قسم اول: ..... نفاق اعتقادی، کفر کا اعتقاد رکھتے ہوئے اسلام کا اظہار کرنا۔

قسم ثانی: ..... نفاق عملی، ایمان کا اعتقاد رکھتے ہوئے اعمال کفریہ ظاہر کرے اور ان کا ارتکاب کرے۔

قسم ثالث: ..... نفاق حالی، دو حالتوں کا مختلف ہو جانا ظاہر و باطن کے لحاظ سے۔ نفاق حالی کمال کے منافی نہیں

ہے اور نفاق عملی بھی ایمان کے منافی نہیں البتہ نفاق اعتقادی ایمان کے منافی ہے اب آپ کو وہ حدیث بھی سمجھ آ گئی

ہو گی کہ حضرت حظلہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور پھر دونوں آنحضرت ﷺ کے پاس آ گئے کہ ہم منافق

ہو گئے اور وجہ یہ بیان کی کہ جب آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں تو حالت اور ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے پاس سے چلے

جاتے ہیں تو حالت اور ہو جاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ((والذی نفسی بیدہ لوتد ومون علی ماتکونون

عندی وفى الذکر لصافحتکم الملائکة علی فرشکم وفى طرقکم ولكن یاحنظلہ ساعة وساعة

ثلث مرات ۱)

میں نے آپ کو بتلایا کہ ہر ظاہر و باطن کی مخالفت مذموم نہیں ہوتی لغوی لحاظ سے عام ہے کوئی اچھی ہو گی کوئی

بری۔ جیسے میں نے پہلے بتایا کہ دل میں محبت ٹھاٹھیں مار رہی ہو لیکن محبت کو ظاہر نہیں کرتا یہ بھی نفاق کی ایک قسم ہے۔

کم	ذنب	مولدہ	الدلال	وکم	بعد	مولدہ	اقترب
----	-----	-------	--------	-----	-----	-------	-------

ایہ: ..... بمعنی نشانی، جس سے کوئی چیز پہچانی جائے۔

حدیث الباب میں منافق کی تین علامتیں بیان کی ہیں۔

علامت اول: ..... اذا حدث کذب، خلاف واقعہ خبر دینے کو کذب کہتے ہیں، کذب کی مختلف اقسام

ہیں۔ کذب صریح حرام ہے لیکن کسی معصوم کی جان بچانے کے لیے کذب صریح جائز ہے بلکہ واجب ہے جیسا کہ جان

بچانے کے لیے شراب پینا اور خنزیر کھانا حلال ہو جاتا ہے۔ ایک شخص کو کچھ آدمی مارنے کے لیے آ گئے اور وہ ساتھ

والے کے گھر میں گھس گیا اور وہ بے گناہ ہے جس کے گھر میں گھس گیا اس کے لئے جھوٹ بولنا تو ریہ اور کنایہ کی صورت

میں دفع شر کے لیے واجب ہے جلب منفعت کے لیے جائز نہیں۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کیا ان سے سفر ہجرت

میں پوچھا گیا من هذا الرجل ابوبکر صدیقؓ کے علم کا امتحان ہو گیا اور عقل و فہم کا بھی فرمایا، ہو ر جل یھدینی

السبیل۔ جیسے شاہ عبدالعزیزؒ کے متعلق ذکر کیا گیا کہ انگریز نے ہندوستان پر قبضہ کر کے کہا کہ تاریخ نکالو اور گرجے کی

تعریف کرو۔ انہوں نے تو یہ کیا۔

الہی	خانہ	انگریز	گر جا	یہ	گر جا	گھر	یہ	گر جا
------	------	--------	-------	----	-------	-----	----	-------

علامت ثانی: ..... اذا وعد اخلف.

الفرق بین الوعد والمعاهدہ: ..... ۱: وعدہ ایک طرف سے ہوتا ہے اور معاہدہ دونوں طرف سے ہوتا ہے  
۲- معاہدہ کی خلاف ورزی کو بعد اور وعدہ کی خلاف ورزی کو خلاف وعدہ۔ معاہدہ ہو یا وعدہ اگر شر پر ہو تو توڑنا واجب ہے  
مثلاً کالج کے نوجوان مرد اور عورت نے معاہدہ کر لیا کہ رات فلاں جگہ گزاریں گے تو جوان تبلیغ والوں کے ہاتھ  
آ گیا انہوں نے اسے دین کی باتیں سمجھائیں تو اس نے سوچا کہ یہ بہت بڑا جرم ہے ایسے معاہدہ کو توڑنا واجب ہے۔  
اذا وعد اخلف: ..... خلاف وعدہ کی دوسری صورت یہ ہے کہ وعدہ کرتے وقت پورا کرنے کی نیت ہی نہیں  
تھی یہ مکروہ تحریمی ہے۔ جیسے آج کل کے سیاسی معاہدے۔ اگر وفا کی نیت ہو اور کوئی عذر پیش آ جائے اس صورت میں  
خلاف وعدہ پر گناہ نہیں۔

علامت ثالث: ..... واذا انصمن خان، خیانت بلا اجازت غیر کے مال میں تصرف کرنے کو خیانت کہتے  
ہیں۔ اذن کی نفی عام ہے حکماً ہو یا حقیقتاً بسا اوقات اذن حکمی ہوتا ہے اذن حقیقی نہیں ہوتا۔  
خیانت کی اقسام: ..... خیانت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خیانت مالی (۲) خیانت قولی۔

(۱) خیانت مالی: ..... اس کی صورت یہ ہے کہ آپ کے پاس کسی کا مال ہو اور بلا اجازت تصرف کریں آپ  
کے پاس اس نے بلا اذن رکھا ہو یا بلا اذن۔ بلا اذن لفظ وغیرہ۔ (۱) مدرسہ کے مہتمم نے مدرسے کے پیسے کاروبار میں  
لگائے۔ (۲) مدرسہ کے ناظم نے مدرسہ کا پیسہ بینک میں سود کے طور پر جمع کر دیا سود خود کھاتا رہا اور مدرسہ کی رقم بحال رہی  
۳- مولانا مقبول صاحب جامعہ علوم شرعیہ والے راوی ہیں کہ مولانا بنوری صاحب ایک مرتبہ جوش میں آ گئے فرمایا  
میں تمہیں (خان) مہتمموں کو جہنم میں جلتا ہوا دکھاؤں؟ مہتمم صاحب نے حضرت بنوری کو کہا کہ مولانا کو گاڑی میں چھوڑ  
آؤ۔ حضرت نے فرمایا گاڑی کس کی ہے کہا مدرسہ کی ہے مہتمم نے کہا گاڑی تو مدرسہ کی ہے لیکن تیل ڈلو اتے ہیں حضرت  
نے فرمایا جو گھستی ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟ پھر فرمایا ہم مہتمم ہیں جنت میں جانے والے نہ کہ جہنم میں جانے والے۔

مال مشتبہ سے پرہیز: ..... مولانا علاؤ الدین صدیقی لاہوری کے حوالے سے ایک صاحب نے بتایا کہ  
ایک مرتبہ وہ کسی چیز پر دستخط کروانے کے لیے حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے پاس گئے حضرت لاہوری مکان کے  
دروازے پر کھڑے تھے فرمایا میری جیب میں قلم نہیں ہے اور گھر سے بھی نہیں لاسکتا کہتے ہیں مجھے حضرت لاہوری کے  
اس خشک جواب پر بڑا افسوس ہوا ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ گھر سے دو سیکھ سپاہی نکلے اور کہا کہ جی گھر کے دوسرے

حصہ کا بھی معائنہ کروائیں۔ پھر میں سمجھا کہ کیوں کہا تھا کہ اندر جانیں سکتا میں وہیں کھڑا رہا جب پورے گھر کی تلاشی لے لی تو تھانیدار کہنے لگا کہ حضرت میرے فرائض میں سے تو نہیں مگر آپ ایک بات بتلا دیں کہ پورا گھر چھان مارا آٹے کی تھیلی نظر نہیں آئی۔ حضرت نے فرمایا تمہیں اس سے کیا مطلب؟ جاؤ اپنا کام کرو! اس نے اصرار کیا مگر حضرت نے نہ بتلایا پھر اس نے کچھ روپے دینے چاہے کہ آٹے وغیرہ کا بندوبست کر لیں حضرت نے فرمایا میں تو مسلمان بے نمازی کے ہاتھ سے نہیں لیتا تجھ سکھ کافر کے ہاتھ سے کیسے لے لوں؟ اس کی ہدایت کا وقت تھا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور آپ نے ہدیہ قبول کر لیا۔

دیانتِ دینی: ..... حضرت الاستاد نے فرمایا کہ میں نے مولانا عبید اللہ انورؒ سے خود سنا فرمایا کہ جب خاکسار تحریک زوروں پر تھی، علامہ مشرقی سے اسلام کے خلاف کچھ باتیں ظاہر ہوئیں اس وقت کا وزیر علامہ مشرقی کے خلاف فتویٰ لینا چاہتا تھا۔ لیکن جب تک حضرت لاہوریؒ کے دستخط نہ ہوتے، عوام قبول نہیں کرتے تھے۔ بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا غلام مرشد صاحب سے اس نے فتویٰ لے لیا تھا اب اس نے حضرت لاہوریؒ سے دستخط کروانے کے لیے لاہور میں ایک بہت بڑی دعوت کی۔ بہت سارے سرکاری مفتی مدعو تھے حضرت لاہوریؒ کو بھی بلایا گیا۔ کھانا کھایا، چائے پی، آخر میں وہ استفتاء لائے، پہلے سب سے دستخط کروائے تاکہ حضرت لاہوریؒ پر رعب پڑ جائے کہ اتنے آدمیوں نے دستخط کر دیئے ہیں تو میں بھی کر دوں۔ آخر میں حضرت لاہوریؒ کے پاس آیا حضرت نے دیکھ کر دستخط کروانے والے کے منہ پر مارا اور فرمایا کہ احمد علی کا ایمان اتنا ہی کمزور ہے کہ ایک چائے کی پیالی کے بدلے میں خریدا جاسکے اور اٹھ کر چل دیئے۔ وزیر کی بڑی توہین تھی اس نے نوکر سے کہا گاڑی لے چلو۔ نوکر نے گاڑی لے جا کر آگے کھڑی کی اور کہا جی سوار ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ احمد علی کی جوتی کی توہین ہے کہ اس گاڑی پر پڑے۔ چنانچہ چل پڑے ابھی تھوڑی دور چلے تھے کہ پولیس آئی اور پکڑ کر جیل میں ڈال دیا تاکہ جمعہ کے خطبہ میں نہ کہہ دیں کہ سارا پول ہی کھل جائے کچھ عرصہ بعد چھوڑ دیا۔

(۲) خیانتِ قولی: ..... کسی کی بات اس کے پاس امانت ہو، اس میں خیانت کرنا۔ مثلاً (۱) آپ کے پاس کوئی راز رکھتا ہے آپ اس کو پھیلا دیتے ہیں (۲) آپ سے کوئی بات چھپاتا ہے مگر آپ اسے معلوم کرتے ہیں (۳) کسی نے خطبکس میں ڈالنے کے لیے آپ کو دیا آپ نے چپکے سے پڑھ لیا۔ (۴) دوا دی آپ کو سوتا سمجھ کر بات کر رہے ہیں لیکن آپ جاگ رہے ہیں اور زیادہ بھیس وٹ (خوب کمل اوڑھ) کر سوجاتے ہیں۔ لہذا ہم نے عام ترجمہ کیا کہ جس کو امین سمجھا جائے وہ خیانت کرے۔

مسئلہ: ..... حکومت اور ناظم کا فساد کو ختم کرنے کے لئے راز لینا تو اس سے مستثنیٰ ہے مگر مدرسہ میں لڑکوں کو مقرر نہ کیا جائے لڑکوں کا وقت امانت ہے اور وہ پڑھنے کے لیے آتے ہیں تم ان کے اخلاق کو بگاڑ رہے ہو کسی باہر کے آدمی کو مقرر کر لو۔ میں تو اس کو حرام سمجھتا ہوں کوئی مفتی فتویٰ دے نہ دے۔

حضرت شعیبؑ تابعی تھے مگر عمر میں حضرت ابن عباسؓ سے بڑے تھے حضرت عمرؓ ان کو اپنے مشورہ میں بلاتے تھے حضرت شعیبؑ نے حضرت ابن عباسؓ کو تین نصیحتیں کیں ۱۔ کہ تجھ پر جو اعتماد کرتا ہے اس کی وجہ سے جھوٹ نہ آ زمانا ۲۔ خیر خواہی کی بات مت چھپانا ۳۔ چغلی نہ کھانا۔ جو طالب علم لیاقت کی وجہ سے یا خدمت کی وجہ سے استاد کے قریب ہو جائے تو اسے ان باتوں کو سوچ لینا چاہیے۔

روایت الباب پر چند سوالات :.....

سوال اول :..... اس روایت میں منافق کی تین نشانیاں بیان کی، اگلی میں چار، بظاہر دونوں میں تعارض ہوا؟ تو اس کے متعدد جوابات ہیں۔

جواب اول :..... قلیل کثیر کے منافی نہیں ہے۔

جواب ثانی :..... بیان مخاطبین کے حال کے لحاظ سے ہے۔

جواب ثالث :..... از دیاو علم کے قبیل سے ہے کیونکہ آپ کی دعاء ﴿رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ کی وجہ سے آپ ﷺ کا علم بڑھتا ہی رہتا ہے۔

جواب رابع :..... یا بیان انواع ہے پہلی حدیث میں منافق کی نشانیوں کی تین نوعیں بیان کیں ہیں اور اگلی حدیث میں اس کی ایک جزی کو بیان کر دیا۔ گناہ تین قسم پر ہے ۱۔ قولی گناہ، اذا حدث کذب کے اندر اسی نوع کا ذکر ہے ۲۔ نیتی گناہ، اذا وعد اخلف کے اندر گناہ کی اسی نوع کا ذکر ہے ۳۔ تیسری نوع عملی گناہ کی ہے واذا اوتمن خان کے اندر اسی کا ذکر ہے اور اگلی حدیث کے اندر واذا خاصم فجر گناہ قولی کے قبیل سے ہے۔

سوال ثانی :..... ان میں سے بہت ساری علامتیں تو مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں تو کیا وہ بھی کافر ہیں جبکہ ان کا عقیدہ بھی صحیح ہے؟ جواب اول :..... نفاق عملی مراد ہے۔

جواب ثانی :..... تشبیہ پر محمول ہے منافقوں کے مشابہ ہو گیا۔

جواب ثالث :..... یہ احادیث آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص ہیں اس زمانہ میں جن کے اندر یہ علامتیں پائی جاتی تھیں وہ منافق ہوتا تھا۔

جواب رابع :..... یہ ساری خصلتیں کسی مسلمان میں نہیں پائی جاتیں۔ اگر ایک آدھ پائی جائے تو اس کو منافق نہیں کہتے ہیں۔ ہر آدمی کو منافق کہہ دینا کوئی آسان بات نہیں ہے آپ یوں تو کہہ سکتے ہیں کہ ہذہ خصلۃ من النفاق لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہذا منافق مشتق کا حمل کرنے کے لیے قیام مبداء کافی نہیں ہے دوام مبداء ضروری

ہے جیسے کسی کو ایک آدھ بات معلوم ہوگئی تو عالم نہیں کہو گے سعدیؒ نے فرمایا

طلبگار باید	صبور	وحمول	کہ	کیمیاگر	ندیدہ	اند	ملول
-------------	------	-------	----	---------	-------	-----	------

طالب علم کی پہچان: ..... طالب علم وہی ہے جو دوام سے اسباق میں شریک ہوتا رہے (جسماً، وجہاً، قلباً)

(۲۵)

### ﴿باب قیام لیلۃ القدر من الایمان﴾

شب قدر میں عبادت بجالانا ایمان میں داخل ہے

(۳۴) حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعيب قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج

ہم سے بیان کیا ابو یمانؒ نے کہا ہم کو خبر دی شعیبؒ نے کہا ہم سے بیان کیا ابو الزنادؒ نے، انھوں نے اعرجؒ سے

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من يقيم ليلة القدر ایمانا

انھوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص شب قدر میں عبادت کرے ایمان کے ساتھ

و احتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه. ۱

ثواب کی نیت کر کے اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائینگے۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال: ..... اس باب کو پہلے باب کے ساتھ کیا ربط ہے؟

جواب ۱: ..... اصل میں امام بخاریؒ ایمان کا ذواجزاء ہونا بیان کر رہے ہیں۔ درمیان میں وبضدھا تتبین الاشیاء کے قبیل سے کفر وغیرہ کے ابواب قائم کر دیئے تو اب پھر رجوع الی الاصل ہے۔

جواب ۲: ..... یہ جواب نہیں جوابا ہے ہم جو مناسبتیں بیان کرتے ہیں یہ تکلفات ہیں مصنف فاعل مختار ہے وہ کسی ترتیب کا پابند نہیں ہوتا اس کے اختیار میں ہے جس کو چاہے پہلے رکھے جس کو چاہے بعد میں۔ اسی لیے صحاح ستہ کی ترتیب مختلف ہو جاتی ہے البتہ روایت الباب کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت ضروری ہوتی ہے۔

جواب ۳: ..... بعض نے افشاء سلام کے ساتھ اس باب، یعنی باب قیام لیلۃ القدر کو بھی جوڑا ہے کیونکہ سلام کا لفظ لیلۃ القدر میں آتا ہے پھر لیلۃ القدر کی طرف انتقال ہوا۔

قولہ ایمانا و احتسابا: ..... ربط: معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر میں کھڑا ہونا بھی ایمان ہے یعنی قیام کا منشاء

ایمان ہوا و قیدیں پائی جائیں گیں تو ثواب ملے گا ۱۔ ایمان ۲۔ احتساب۔ احتساب کی قید بھی احترازی ہے ریاء سے احتراز ہے یعنی نیت میں فساد نہ ہو۔ اگر نیت پائی جائے اور احتساب نہ ہو تب بھی ثواب مل جائے گا احتساب کی شرط ثواب کے لیے نہیں لگائی گئی۔

☆ تفصیل اس طرح ہے ایک ہے عمل، ایک ہے اجر عمل، صرف نیت پائی جائے تو ثواب مل جاتا ہے اور اگر نیت کے ساتھ احتساب استحضار اللہ اور استحضار فضائل بھی ہو تو زیادتی ثواب ہے تو قید احتساب لازمی نہیں ہے۔ لہذا حضور ﷺ نے احتساب کا لفظ ایسے مواقع میں استعمال فرمایا ہے کہ ۱۔ جن میں انسان سمجھتا ہی نہیں کہ یہ بھی کوئی ثواب کا کام ہے جیسے مصائب وغیرہ ۲۔ یا مشکل مواقع میں جن میں مشقت زیادہ ہو۔

سوال:..... حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان ہو تو اعمال کا ثواب ہے کافر کو ثواب نہیں ملے گا یہ تو انصاف کے خلاف ہے کہ عمل کرے اور بدلہ نہ ملے؟

جواب اول:..... اللہ تعالیٰ اس کی جزاء دیتے ہیں مگر دنیا میں نہ کہ آخرت میں۔

جواب ثانی:..... آخرت میں تخفیف عذاب ہو گا بایں طور کہ کفر جس عذاب کا مقتضی ہے نیکی کی وجہ سے کچھ تخفیف ہو جائے گی ۱۔ جیسا کہ خواجہ ابوطالب کو آپ ﷺ کی مدد کرنے کی وجہ سے صرف جہنم کی جوتی پہنائی جائے گی۔ ۲۔ کسی نے خواب میں ابولہب کو دیکھا پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا بہت تکلیف ہے مگر اتنی سی انگلی کے پورے کے برابر نرمی ہے وہ جو محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کی پیدائش پر خوشی کی وجہ سے اس انگلی سے اشارہ کر کے باندی کو آزاد کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ پیدائش کی خوشی سے عذاب میں کمی ہو سکتی ہے مگر منجی نہیں۔

جواب ثالث:..... ساری نیکیاں ضبط ہو جائیں گی کیونکہ جب اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کیا ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ ثواب کیسے دیں گے اگر نیت میں اخلاص نہ ہو تو مسلمان کو بھی ثواب نہیں ملتا چہ جائیکہ کافر کو ملے۔

جواب رابع:..... بعض جرم ایسے ہوتے ہیں جو سب نیکیوں کو ضائع کر دیتے ہیں جیسا کہ ایک شخص حکومت کا تعاون کرتا ہے سڑکیں وغیرہ بنواتا ہے لیکن حکومت کے آئین کے خلاف بغاوت کرتا ہے اب کون اس کی رعایت کرے گا اسی طریقہ سے کفر اتنا بڑا جرم ہے جو ساری نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔

احتساباً:..... دوسری چیز ثواب کی نیت ہے یہاں پر علماء نے ایک بحث چلائی ہے اور امام بخاریؒ اس اختلافی مسئلہ میں فیصلہ دے رہے ہیں۔ اختلافی مسئلہ اور بحث یہ ہے کہ جو آئمہ اعمال کی جزئیت کے قائل ہیں تو کیا نوافل بھی جزء ہیں یا نہیں امام بخاریؒ اس باب کو قائم کر کے بتلا رہے ہیں کہ نوافل بھی جزء ہیں اور امام بخاریؒ نے قیام لیلة القدر من الایمان کا باب قائم کیا ہے۔

من یقم لیلة القدر:..... قیام سے کیا مراد ہے؟ اسکی دو تفسیریں ہیں۔ (۱) قیام فی الصلوة (۲) قیام بمقابلہ نوم ہے کہ سوتے نہیں احیاء لیل کے معنی میں ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے ان القیام للطاعة . ۱

غفر له ماتقدم من ذنبه:..... ذنب کا لفظ صغیرہ پر بولا جاتا ہے معلوم ہوا کہ اعمال سے صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں

### گناہ صغیرہ کی معافی کے تین طریقے

۱..... گچی توبہ

۲..... اعمال صالحہ

۳..... مشیت ایزدی

ایک عمومی شبہ:..... اعمال سے مغفرت کے بارے میں مختلف روایات آئی ہیں جن میں ایک عمومی شبہ ہوتا ہے مثلاً ایک نماز سے دوسری نماز تک کی مغفرت کی روایت جمعہ سے جمعہ تک سارے گناہوں کا معاف ہو جانا تو اب لیلة القدر سے کون سے گناہ معاف ہوں گے؟

جواب:..... ضابطہ یہ ہے کہ غفر له ماتقدم من ذنبه ان كان في ذنبه اور اگر ذنوب صغیرہ نہیں ہیں کبار ہیں تو کبار میں تخفیف ہوگی اگر دونوں نہیں ہیں تو ترقی درجات ہے یہاں سے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مغفرت ذنوب کا لفظ استعمال ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی۔ ایمان و احتساب کی تقریر ہر جگہ یہی ہے۔

(۲۶)

### باب الجهاد من الایمان

جہاد ایمان میں داخل ہے

(۳۵) حدثنا حرمی بن حفص قال حدثنا عبدالواحد قال حدثنا عمارة قال حدثنا

ہم سے بیان کیا حرمی بن حفص نے، کہا ہم سے بیان کیا عبدالواحد نے، کہا ہم سے بیان کیا عمارہ نے، کہا ہم سے بیان کیا

ابوزرعة بن عمرو بن جریر قال سمعت ابا هريرة عن النبي ﷺ قال

ابوزرعة بن عمرو بن جریر نے، کہا میں نے سنا ابو ہریرہؓ سے، انھوں نے نبی ﷺ سے فرمایا

انتدب الله عز وجل لمن خرج في سبيله

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو شخص میری راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) نکلے

لا يخرج له الايمان بي او تصديق برسلي

اس کو (اس کے گھر سے) اسی بات نے نکالا ہو کہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میرے پیغمبروں کو سچا جانتا ہے

ان	ارجعه	بما	نال	من	اجر	او غنیمۃ
تو میں اس کے لیے یہ ذمہ لیتا ہوں یا تو اس کو (جہاد کا) ثواب اور لوٹ کا مال دے کر (زندہ مع الخیر اس کے گھر) لوٹا دوں گا						
او ادخله	الجنة	ولولا	ان	اشق	علی	امتی
یا (شہید ہو گیا تو) اس کو بہشت میں لے جاؤں گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا						
ما قعدت	خلف	سریۃ	ولوددت	انی	اقتل	فی سبیل اللہ ثم احیی
تو میں ہر لشکر کے ساتھ جو جہاد کو جاتا، نکلتا۔ اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں						
ثم اقل	ثم احیی	ثم اقل				
پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں						

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... جہاد بھی ایمان کا حصہ ہے۔ غرض باب میں وہی تقریریں ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں معتزلہ، خارجیہ، کرامیہ کی رد ہے۔ اس سے یہ بھی سمجھیں کہ بعض لوگ جہاد سمجھ کر سیاست میں داخل ہو جاتے ہیں اگر وہ احقاق حق اور ابطال باطل کی نیت سے داخل ہوتے ہیں تو اس پر ثواب ملے گا اگر قاری اور مدرس کی نیت صحیح نہیں تو اس کو بھی کچھ نہیں ملے گا۔ اسلاف نے جہاد کی نیت سے سیاست میں حصہ لیا ہے۔ مدرسہ سیاست سے نہیں روکتا۔ بات صرف اتنی ہے کہ علم بھی جہاد ہے پہلے ایک جہاد کر لو پھر دوسرا کر لینا ایک ساتھ کرنے سے نہ یہ ہو گا نہ وہ۔ یہ بات یاد رہے اگر سیاست بمعنی چالاک، دھوکا، خیانت، سازش ہو تو یہ حرام ہے ایسی سیاست منافق کر سکتا ہے یا کافر۔ یہ مسلمان نہیں کر سکتا۔ تو سیاست کے دو معنی ہو گئے معنی اول دین کا شعبہ ہے اور دوسرا علامت منافق۔ دھوکے کی سیاست پر لعنت ہے اور موجودہ سیاست تقریباً نفاق پر مبنی ہے لہذا اس پر لعنت۔ علماء کرام کی سیاست پر نہیں۔ علماء تو دھوکے والی سیاست کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔ سرمایہ دار دین سے ناواقف، اپنی سیاست میں پہلے جھوٹ بولے گا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں پھر منکر ہو جائے گا۔ حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ان سرمایہ داروں کے غرور کو اپنے استغناء سے پامال کرو۔ سرمایہ دار کے ذہن میں مولوی کا دینا، لیٹننٹ ہو ورنہ سارا مرتبہ ختم ہو جائے گا۔ سیاست قوی میں خیانت کے ذریعہ باطل ترقی کی کوشش کرتا ہے اہل حق کی ترقی نبی ﷺ کے طریقہ پر ہے جو ان فریبوں سے خالی ہے۔



انتدب الله :..... ۱۔ اللہ ضامن ہے ۲۔ اللہ نے قبول کر لیا۔ انتدب اصل میں کسی کے بلانے پر آنے کو کہتے ہیں۔

لا یخرجه الا ایمان بی او تصدیق برسلی :.....

اشکال : ”اَوْ“ احد الامرین کے لیے ہے اس ”اَوْ“ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت کے لیے احد الامرین کافی ہے اللہ پر ایمان ہونا یا رسولوں کی تصدیق۔

جواب اول :..... ”اَوْ“ بمعنی واو ہے چنانچہ بعض نسخوں میں واو بھی ہے یہ قرینہ ہو جائے گا۔

جواب ثانی :..... یہ شک راوی ہے دونوں میں سے کسی ایک کا ذکر ہے اور یہ ایک دوسرے کو لازم ہے جو سنا بھی ایک ہو دوسرے کی نفی نہیں۔

جواب ثالث :..... ”اَوْ“ تسوئہ کے لیے ہے جیسا کہ جالس الحسن۔ او ابن سیرین میں ہے۔

جواب رابع :..... ”اَوْ“ تنويع کے لیے ہے ایمان کی نوعیں بیان کیں۔ ایمان ہی بھی ایک نوع ہے اور تصدیق برسلی دوسری نوع ہے۔

جواب خامس :..... اَوْ انفصال مانعة الخلو کے لیے ہے اشکال اس صورت میں ہوتا ہے جب مانعة الجمع کے لیے بنائیں۔

من اجر او غنیمۃ :..... اشکال : بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں سے ایک چیز ملے گی اجر یا غنیمت۔ دونوں نہیں ملیں گیں کیونکہ اَوْ تردید یلائے ہیں؟

جواب اول :..... یہاں کلام محذوف ہے من اجر او اجر و غنیمۃ۔

جواب ثانی :..... بزرگوں نے مجاہد کی چار قسمیں بتائیں ہیں۔ مجاہد ابتدا و حال سے خالی نہیں۔ مخلص ہو گا یا غیر مخلص پھر انتہاء و حال سے خالی نہیں فاتح ہو گا یا غیر فاتح۔ جو مخلص اور فاتح ہو گا اس کو اجر ملے گا اور غنیمت بھی۔ مخلص غیر فاتح کو صرف اجر ملے گا۔ غیر مخلص فاتح کو غنیمت ملے گی اجر نہیں ملے گا۔ غیر مخلص غیر فاتح کو نہ اجر ملے گا اور نہ ہی غنیمت۔ تو اس حدیث میں دو قسموں کا بیان ہے ۱۔ فاتح غیر مخلص ۲۔ مخلص غیر فاتح اول الذکر محض غنیمت کا مستحق ہے اور ثانی الذکر کو محض اجر ملتا ہے۔

جواب ثالث :..... اَوْ منفصلہ مانعة الخلو کے لیے ہے یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ کچھ بھی نہ ملے البتہ دونوں مل سکتے ہیں۔

(۱) او ادخله الجنة :..... مطلب یہ ہے کہ بلا حساب جنت میں داخل کرتا ہوں۔ (۲) یا مرتے ہی جنت میں داخل کروں گا۔ یہ اجر ہی کی تفسیر ہے۔

لولا ان اشق على امتي:..... سوال: آنحضرت ﷺ اگر ہر سریہ میں تشریف لے جاتے تو امت پر کیا مشقت تھی؟

جواب اول:..... امت سے مراد امراء و خلفاء ہیں اگر آپ ﷺ کسی بھی سریہ سے پیچھے نہ رہتے تو امراء و خلفاء کے لیے کسی بھی سریہ سے پیچھے رہنا جائز نہ ہوتا تو ان پر مشقت ہوتی۔

جواب ثانی:..... امت سے مراد مجاہدین ہیں کیونکہ اگر آنحضرت ﷺ نکلتے تو سارے صحابہ کرام بھی نکلتے تو سواری نہ ملتی تو امت پر مشقت ہوتی۔

جواب ثالث:..... امت سے مراد ضعفاء امتی ہیں جو کمزور تھے نہیں جاسکتے تھے اگر حضور ﷺ نکلتے تو وہ روتے کہ آپ ﷺ جہاد میں گئے ہیں اور ہم یہاں۔ ان کو صدمہ ہوتا چنانچہ ایسے ہی لوگوں کے لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ یہاں رہ کر بھی جانے والوں کے برابر ثواب پالیتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا نے ان کو روکا مگر وہ دعائیں کرتے ہیں۔

ولو ددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی:..... سوال: آنحضرت ﷺ نے بار بار ایک چیز کی تمنا کی اور اللہ تعالیٰ نے پوری ہی نہیں کی باوجودیکہ اللہ تعالیٰ پوری کرنے پر قادر تھے؟

جواب اول:..... دو چیزیں آپ ﷺ کی تمنا کے پورا ہونے سے مانع تھیں۔ (۱) آپ ﷺ کی شان رحمت اللعالمین۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا عذاب اس کو ہوتا ہے جو نبی کو قتل کرے تو جس نے سب سے بڑے نبی کو قتل کیا اس کو سب سے بڑا عذاب ہوگا یہ رحمۃ اللعالمین کی شان کے خلاف ہے۔ (۲) آپ ﷺ کی عظمت کہ آپ ﷺ کا کسی کافر کے ہاتھ سے اصل بحق ہونا آپ ﷺ کی شان کے خلاف ہے۔

جواب ثانی:..... آپ ﷺ کی یہ تمنا پوری ہوئی۔ نو اسوں کی شہادت گویا آپ کی شہادت ہے کہتے ہیں کہ آدھا جسم حضرت حسنؓ کے مشابہ تھا اور آدھا جسم حضرت حسینؓ کے مشابہ تھا تو بالواسطہ یہ تمنا پوری ہوگئی۔

جواب ثالث:..... آپ ﷺ کی وفات ہر کے اثر کی وجہ سے ہوئی تو آپ ﷺ کی شہادت ہے۔

جواب رابع:..... تمنا شہادت بھی شہادت ہے چنانچہ ابوداؤد میں ہے بہت سے لوگ بستر پر جان دے دیتے ہیں اور وہ شہید ہوتے ہیں!



(۲۷)

## ﴿باب تطوع قیام رمضان من الایمان﴾

رمضان میں راتوں کو نفل نماز پڑھنا ایمان میں داخل ہے

(۳۶) حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن ابن شهاب عن حميد بن
هم سے بیان کیا اسمعيل نے، کہا مجھ سے بیان کیا مالک نے، انھوں نے ابن شہاب سے، انھوں نے حمید بن
عبدالرحمن عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال من قام رمضان ایمانا
عبدالرحمن سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو کوئی رمضان میں (راتوں کو) ایمان رکھ کر
واحسابا غفر له ما تقدم من ذنبه.
اور ثواب کے لیے عبادت کرے اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض:..... اس باب میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے!۔ لیلۃ القدر کا قیام واجب نہیں نفل ہے ۲۔ قیام لیلۃ القدر جو نفل ہے یہ بھی ایمان کے اجزاء میں سے ہے قیام سے مراد تراویح ہیں اور دو تفسیریں پہلے گزر چکی ہیں کہ قیام من النوم بھی مراد ہو سکتا ہے اور قیام الی الصلوۃ بھی۔

سوال:..... اس باب کو باب الجہاد من الایمان سے کیا ربط ہے؟

جواب:..... چونکہ رمضان المبارک کی رات میں قیام مجاہدہ ہوتا ہے تو امام بخاریؒ نے جہاد کی فضیلت بیان کر دی۔

## مسئلہ تراویح پر چند مناظرے

ترجمۃ الباب میں قیام سے مراد تراویح ہیں اس مناسبت سے غیر مقلدین سے چند مناظرے۔

پہلا منظرہ:..... مولانا محمد امین صاحب اوکاڑویؒ کو اللہ تعالیٰ نے مناظرے کا بڑا ملکہ دیا تھا غیر مقلدین کے کسی مناظرے میں تشریف لے گئے تو فرمایا کہ بھائی تعداد کی بات تو بعد کی ہے پہلے یہ تو طے کر لیں کہ حیثیت کیا ہے وہ پریشان ہو گیا وہ تو یہ سوچ کر آیا ہی نہیں تھا آخر کار کہنے لگا کہ مستحب ہے مولانا نے فرمایا مستحب تو وہ ہوتا ہے کہ کر لو تو ثواب نہ کر دو گناہ نہیں پھر تو بیس کی جگہ میں پڑھ لینی چاہئیں وہ خاموش ہو گیا۔

دوسرا مناظرہ: ..... ایک مرتبہ یہاں (خیر المدارس) چند حنفی آئے کہ جی فلاں جگہ غیر مقلد آیا ہوا ہے مناظرہ کرنا چاہتا ہے حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کا زمانہ تھا انہوں نے مجھے بھیج دیا اور فرمایا کہ مؤطا وغیرہ ساتھ لیتے جانا۔ میں چوک شہیدال (مٹان کے ایک چوک کا نام ہے) گیا تو وہاں انہوں نے کہا کہ یہاں پولیس کی چوکی قریب ہے کوئی فساد ہو گیا تو گرفتار ہو جائیں گے۔ کسی بستی کی مسجد میں مناظرہ رکھ لیتے ہیں میں نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ فساد نہیں کریں گے تم اپنے ساتھیوں کی ضمانت دو اس نے کہا میں ضمانت نہیں دیتا۔ چنانچہ بستی میں پہنچے وہاں بہت جمع تھا ان کے آدمی زیادہ تھے ہمارے کم۔ مناظرہ شروع ہوا اس نے سب سے پہلے آیت پڑھی ﴿فَإِنْ تَنَارَ غَتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ پھر اس نے وہ مشہور حدیث پڑھی جس میں آتا ہے کہ آپ رات کو اٹھ رکعتیں پڑھتے تھے۔ میں نے کہا یہ تو تہجد کے بارے میں ہے تراویح کے متعلق حدیث لاؤ۔ پھر میں نے چار پانچ آثار پیش کر دیے۔ پھر اس نے وہی حدیث پڑھی، میں نے پھر یہی کہہ کر کہ یہ تہجد کے بارے میں ہے چار پانچ آثار رعب ڈالنے کے لیے اور سنا دیے۔ اس نے تیسری بار وہی حدیث پڑھی، میں نے پھر یہ کہہ کر کہ یہ تہجد کے بارے میں ہے چار پانچ آثار رعب ڈالنے کے لیے اور سنا دیے۔ پھر اس نے کہا یہ جو آپ عن عن پڑھ رہے ہیں یہ حرف جر ہے اور حرف جر کسی کے متعلق ہوتا ہے میں نے کہا ہاں! اس نے کہا یہ کس کے متعلق ہے میں نے زوی کے ساتھ بتایا۔ اس نے کہا زوی کونسا صیغہ ہے میں سمجھ گیا کہ یہ مجھ سے مجہول کا لفظ کہلوانا چاہتا ہے اور پھر یہ شور مچا دے گا کہ مجہول کا کیا اعتبار ہے میں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا دیکھا! اب یہ جان چھڑانا چاہتا ہے مسئلہ کی بحث کو صر فی بحث میں لے جانا چاہتا ہے اس نے پھر پوچھا میں نے پھر لوگوں کو مخاطب کر کے کہا دیکھا! اب یہ بحث سے نکلنا چاہتا ہے صر فی بحث کرنی ہے تو اس میں مقابلہ رکھ لے۔ پھر جوابات مجھ سے کہلوانا چاہتا تھا خود ہی اس نے کہہ دی کہ یہ مجہول کا صیغہ ہے فاعل نامعلوم ہے تو مجہول کا کیا اعتبار ہے۔ میں نے کہا تم نے شروع میں آیت پڑھی تھی ﴿فَإِنْ تَنَارَ غَتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم ہر بات قرآن و حدیث سے بتاتے ہیں لہذا قرآن و حدیث سے ثابت کر دو کہ یہ مجہول کا صیغہ ہے؟ پس وہ خاموش ہو گیا اور میں جیت گیا۔



(۲۸)

## ﴿باب صوم رمضان احتساباً من الایمان﴾

رمضان کے روزے رکھنا ثواب کی نیت سے ایمان میں داخل ہے

(۳۷) حدثنا ابن سلام قال اخبرنا محمد بن فضیل قال حدثنا یحییٰ بن سعید

ہم سے بیان کیا ابن سلامؒ نے، کہا ہم کو خبر دی محمد بن فضیلؒ نے، کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ بن سعیدؒ نے، انھوں نے

عن ابی سلمة عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من صام رمضان ايماناً

ابوسلمہؒ سے، انھوں نے ابو ہریرہؓ سے، کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں

واحتساباً غفر له ماتقدم من ذنبه.

اور ثواب کی نیت سے رکھے اسکے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

(باب) ای ہذا باب، (صوم رمضان) کلام اضافی مرفوع بالابتداء وخبرہ قولہ من الایمان

(احتساباً)..... حال بمعنی محتساباً و مفعول له او تمیزاً

اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ نے رمضان کی راتوں کے قیام اور دن کے روزوں کو مغفرت کا ذریعہ قرار دیا اور امام بخاریؒ نے اپنے نقطہ نظر کے مطابق انہیں ایمان میں داخل بتایا۔

(۲۹)

## ﴿باب الدین یسر، قال النبی ﷺ احب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحة﴾

دین اسلام آسان ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کو وہ دین بہت پسند ہے جو سچا، سیدھا، آسان ہو

(۳۸) حدثنا عبد السلام بن مطهر قال نا عمر بن علی عن معن بن محمد الغفاری

ہم سے بیان کیا عبد السلام بن مطہرؒ نے کہا خبر دی ہم کو عمر بن علیؒ نے انھوں نے معن بن محمدؒ غفاری سے انھوں نے

عن سعيد بن ابى سعيد المقبرى عن ابى هريرة عن النبى ﷺ قال ان الدين يسر
سعيد ابن ابوسعيد مقبرى سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے انھوں نے نبی ﷺ سے کہ فرمایا بیشک (اسلام کا) دین آسان ہے
ولن يشاد الدين احد الا غلبه فسددوا وقاربوا وابشروا
اور دین میں جو کو کوئی سختی کرے گا تو دین اس پر غالب آئے گا، اس لئے بیچ کی چال چلاؤ اور ثواب کی امید رکھ کر اس سے خوش رہو
واستعينوا بالغدوة والروحة وشيء من الدلجة
اور صبح کے چلنے اور شام کے چلنے اور خیرات کے چلنے سے مدد لو۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال : ..... اس باب کو یہاں ذکر کرنے میں اشکال ہے کہ یہ (دین میں آسانی کا ہونا) نہ تو جزء ایمان ہے اور نہ ہی مکملات ایمان میں سے ہے۔ لہذا اس کو کتاب الايمان کے اخیر میں ذکر کر دیتے تو مناسب ہوتا۔

جواب : ..... اس باب کو کتاب الايمان سے متعدد طرق کے ساتھ ربط ہے۔

ربط اول : ..... جب ایمان کے بارے میں ذکر کیا تھا کہ اس کے درجات ہوتے ہیں کی دیشی ہوتی ہے تو اس کو ثابت کرنے کے لیے ابواب قائم کئے۔ تو اب اس باب کے اندر دو درجے ذکر کیے ہیں۔ (۱) یسر (۲) عمر

ربط ثانی : ..... قرآن پاک میں جہاں رمضان المبارک کا ذکر ہوا، وہاں بیمار اور مسافر کے لیے یسر کا ذکر کیا ہے تو امام بخاریؒ نے یسر کا باب قائم کیا۔

ربط ثالث : ..... معتزلہ اور خارجیہ کا رد ہے کہ وہ ہر بات پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ تو فرمایا دین میں اتنی تنگی نہیں ہے یسر ہے۔ تارک اعمال خارج عن الايمان نہیں ہے۔

ربط رابع : ..... پہلے مجاہدہ کا ذکر تھا اب فرمایا کہ مجاہدہ بھی اپنی وسعت کے مطابق کرنا چاہیے زیادہ تنگی برداشت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ دین میں آسانی ہے۔

حنیفیہ : ..... حنیف، جو تمام باطل دینوں سے ہٹ کر حق کی طرف مائل ہو۔ یا تمام ماسوا سے ہٹ کر اللہ پاک کی طرف مائل ہو یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب ہے ۲

السمحة : ..... بمعنی آسانی۔

حق دو قسم پر ہوا۔ (۱) حق مشکل (۲) حق آسان۔ جنفیت کا معنی حق ہوا۔ الحنفیۃ السمحة ای

الملة السمحة التي لا حرج فيها ولا تضيق فيها على الناس وهي ملة الاسلام۔ ۱

فرید الدین عطارؒ نے کہا

از یکے گو وز ہمہ یکوئے باش ﴿﴾ یک دل یک قبلہ یک روئے باش

ولن یشاد الدین احد الاغلبہ: ..... مشادۃ کا لفظی معنی ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش کرنا جسے کشتی

کہتے ہیں یعنی ایک دوسرے پر غالب آنے کے لیے سختی کرنا، اس جملہ کی دو تفسیریں کی گئی ہیں۔

تفسیر اول: ..... اعمال کے دو درجے ہیں۔ (۱) درجہ عزیمت (۲) درجہ رخصت۔

۱: درجہ عزیمت وہ درجہ ہے جو مقصود بالعبادت ہو اور رخصت اصل کو چھوڑ کر جسکی اجازت ہو۔ تو اس جملہ کا

مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں عزیمت پر ہی عمل کروں گا رخصت پر عمل نہیں کروں گا تو کسی نہ کسی وقت وہ

عاجز آ جائے گا اور رخصت پر عمل کرنا پڑے گا۔

تفسیر ثانی: ..... پہلی تفسیر میں 'الْأَغْلَبُ' کا مطلب یہ لیا کہ اس کو کسی نہ کسی وقت رخصت پر عمل کرنا پڑے گا

دوسری تفسیر یہ ہے کہ وہ عاجز آ جائے گا یعنی اگر اس نے یہ سوچا کہ عزیمت پر ہی عمل کروں گا اور رخصت پر عمل نہیں

کروں گا تو وہ دونوں میں سے کسی پر بھی عمل نہیں کر سکے گا دونوں چھوڑ بیٹھے گا۔ اس پر حضرت تھانویؒ نے ایک قصہ لکھا

ہے ایک شخص ہر دلعزیز تھا ہر کسی کا کام کرتا تھا ایک شخص نے اس سے کہا کہ دریا پار کروادو۔ جب اس کو لیکر درمیان میں

پہنچا تو دوسرے نے آواز دی اس نے کہا کہ آدھا تجھے پار کروادیا ہے اب آدھا اسکو کروالو۔ تو ذرا یہاں ٹھہر، اس کو

درمیان میں چھوڑ کر دوسرے کو لینے آیا۔ پہلا غوطے کھاتا رہا جب درمیان میں پہنچا تو اس کو چھوڑ کر پہلے کو پکڑنے لگا تو

پہلا ہاتھ نہ آیا اور دوسرے کی طرف آیا تو وہ بھی ہاتھ سے نکل گیا اس طرح دونوں ڈوب گئے۔

سدود او قاربوا: ..... سدود کی تین تفسیریں ہیں، قاربوا کی دو۔ اس طرح اس جملہ کی کل چار تفسیریں بن جائیں گی۔

تفسیر اول: ..... سدود، سداد سے لیا گیا ہے سداد درست عمل کو کہتے ہیں۔ معنی ہوگا درست عمل کرو۔

قاربوا کا مطلب یہ ہوگا کہ درست عمل پورا نہیں کر سکتے تو درست کے قریب قریب تو کرو۔

تفسیر ثانی: ..... درست کام کرو اور ایک دوسرے کے قریب رہو۔

تفسیر ثالث: ..... سدودا میانہ روی اختیار کرو۔ قاربوا اس کے قریب قریب عمل کرو۔

تفسیر رابع: ..... سدودا، سداد بمعنی ڈاٹ سے لیا گیا ہے مطلب یہ ہوگا کہ مضبوطی سے عمل کرو کہ برائی

قریب آئے برائی کو ڈاٹ لگ جائے کما قال الشاعر

اضاعونی وای فتی اضاعوا	❁	لیوم کریهه وسداد ثغر
------------------------	---	----------------------

وابشروا:..... عمل کے ثواب میں خوشی محسوس کرو۔

واستعينوا بالغدوة والروحة:..... صبح وشام کے وقت چلنے سے مدد طلب کرو۔ وشیء من الدلجة اور کچھ اندھیرے سے۔ غدوة والروحة لفظی معنی صبح کو چلنا اور شام کو چلنا، غدوة کا اطلاق سیر من اول النهار الى الزوال ہوتا ہے اور روحہ کا اطلاق سیر من الزوال الى الغروب پر ہوتا ہے۔ اس دوران میں چلنے کو کہتے ہیں۔ تینوں اوقات نشاط کے ساتھ چلنے کے ہیں مقصد یہ ہے کہ ان اوقات میں عبادت کرنی چاہیے نفل وغیرہ پڑھنے چاہیں۔ حضرت گنگوہیؒ نے یہاں سے استدلال کیا ہے کہ ان اوقات میں دوام کے ساتھ کچھ عبادت کو معمول بنالینا چاہیے۔

(۳۰)

❁ باب الصلوة من الایمان وقول الله تعالى  
(وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ) یعنی صلواتکم عند البيت  
نماز ایمان میں داخل ہے اور حق تعالیٰ نے (سورۃ البقرہ میں جو) فرمایا اور ایسا نہیں جو تمہارا ایمان  
اکارت کر دے یعنی بیت اللہ کے پاس جو تم نے نماز پڑھی (بیت المقدس کی طرف منکر کے)

(۳۹) حدثنا عمرو بن خالد قال نازھیر قال نا ابو اسحاق عن البراء أن النبی ﷺ
اہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے براء سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ
کان اول ما قدم المدينة نزل علی اجداده اوقال اخواله من الانصار و انه
اجب مدینہ میں تشریف لائے تو اپنے بھیل یا فرمایا مہیل میں اترے جو انصاری لوگوں میں تھے اور آپ
صلی قبل بیت المقدس ستة عشر شهرا و اوسبعة عشر شهرا و كان يعجبه ان
سولہ یا سترہ مہینے تک (مدینہ میں) بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے اور آپ ﷺ پسند کرتے تھے کہ
تكون قبلته قبل البيت و انه صلی اول صلوة صلاھا صلوة العصر
آپ ﷺ کا قبلہ کعبہ کی طرف ہو جائے، اور پہلی نماز جو آپ ﷺ نے (کعبہ کی طرف) پڑھی وہ عصر کی نماز تھی



وصلی معہ قوم فخرج رجل ممن صلى معه فمر على اهل مسجد  
 اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے، ان میں سے ایک شخص جو آپ کے ساتھ نماز پڑھ چکا تھا ایک اور مسجد والوں کی طرف سے گذرا  
 وہم راكعون فقال اشهد بالله لقد صليت مع رسول الله ﷺ  
 اور وہ نماز پڑھ رہے تھے (یہ شخص کی طرف سے ہے) اس نے کہا میں اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے (ہی) آنحضرت ﷺ کے ساتھ  
 قبل مكة فداروا كما هم قبل البيت وكانت اليهود قد اعجبهم  
 کعبہ کی طرف نماز پڑھی، یہ سنتے ہی وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے، اور یہودی اور دوسرے اہل کتاب (یہودی خوش ہوتے تھے  
 اذ كان يصلى قبل البيت المقدس واهل الكتاب فلما ولي وجهه قبل البيت انكروا ذلك  
 جب آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ ﷺ نے اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا تو انھوں نے برا مانا  
 قال زهير حدثنا ابو اسحاق عن البراء في حديثه هذا انه مات على القبلة قبل ان تحول رجال  
 زہیر نے کہا ہم سے بیان کیا لاحق نے انھوں نے یہ حدیث میں کہ قبلہ بدل جانے سے پہلے کھڑک مر گئے تھے (گلے) بلکہ ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے  
 وقتلوا فلم ندر مانقول فيهم فانزل الله تعالى وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ  
 اور کچھ شہید ہو گئے تھے، ہم ان کے حق میں کیا کہیں (ان کو نماز کا ثواب ملایا نہیں؟) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری  
 :اللَّهُ اَيَا نَحْنُ هِيَ جَوْتَمَارَا اِيْمَان اَكَارْت كَرْدِي (يعني تمہاری نماز)

### ﴿تحقيق وتشرح﴾

حدیث کی سند میں چار راوی ہیں، چوتھے حضرت برآءؓ ہیں (برآء بتخفيف الرءء وبالمد على المشهور)  
 ان کی کل مرویات ۳۰۵ ہیں، توفی ایام مصعب بن الزبیرؓ بالكوفة ۲  
 ترجمۃ الباب کی غرض :..... اس باب میں امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ نماز ایمان کا اہم جزء ہے  
 - یہاں تک کہ آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے صلوٰۃ کو ایمان سے تعبیر کیا۔  
 وقول الله وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ :..... اس آیت کو ذکر کرنے سے مقصود دلیل ترجمہ ہے یا ترجمہ  
 الباب کا جزء بنانا؟ عند البعض ترجمۃ الباب کا جزء بنانا مقصود ہے اور روایت الباب سے دونوں جزو کا ثبوت ہے، فلانزل  
 الله تعالى ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ ۲ ساری روایت ذکر کرنے کے بعد آیت کو ذکر کیا اس سے دو باتیں معلوم  
 ہوئیں :..... آیت میں ایمان سے مراد نماز ہے تو جب ایمان سے مراد صلوٰۃ ہے تو الصلوٰۃ من الايمان ثابت ہو گیا کہ نماز

۱ انظر: ۳۹۹، ۴۲۸، ۴۳۹، ۴۵۲، رقم الا حاد یث بخاری مطبوعہ دار السلام الریاض کی ترتیب پر ہیں جو ہماری ترتیب سے ایک نمبر آگے ہے۔  
 مسلم فی الصلوٰۃ والنسائی ایضاً فی الصلوٰۃ وفی التفسیر ۲ عمدة القاری ج ۱ ص ۳۳۲ ۳ پارہ ۲ سورة البقرہ آیت ۱۳۳

ایمان کا اتنا اہم جزء ہے کہ اس کو ایمان سے ہی تعبیر کر دیا تو ترجمۃ الباب کے دونوں جزء ثابت ہو گئے ۲۔ وقال البعض آیت دلیل ترجمۃ الباب ہے تو ترجمۃ الباب کے اندر آیت کی تفسیر کر دی کہ ایمان سے مراد صلوٰۃ ہے یعنی صلوٰۃکم عند البیت۔ ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ﴾ کی تفسیر امام بخاریؒ نے صلوٰۃکم عند البیت سے کی۔ اس تفسیر پر زبردست اشکال ہے اس اشکال اور اس کے جواب کو سمجھنے کے لیے آیت کا شان نزول جاننا ضروری ہے۔

شان نزول: ..... نبی پاک ﷺ مکہ مکرمہ میں نمازیں پڑھتے تھے اس وقت یہ بات واضح نہیں تھی کہ آپ ﷺ کس طرف منہ کرتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے۔ جب ہجرت کی تو آپ ﷺ نے تقریباً ۱۶، ۱۷ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ بیت اللہ قبلہ بن جائے اس کی دو وجہیں تھیں ۱۔ آپ کا مولد تھا ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ بھی وہی تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نظریں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے کہ کب حکم آئے چنانچہ حکم نازل ہوا ﴿قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾

سوال: ..... یہ حکم کب نازل ہوا؟

جواب: ..... آپ ﷺ بنو سلمہ کے کسی قضیہ کے فیصلہ کے لیے گئے ہوئے تھے۔ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے صفیں چیر کر پیچھے آ کر بیت اللہ کی طرف منہ کر لیا۔ صحابہ کرامؓ نے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر آپ ﷺ مسجد نبویؐ میں تشریف لائے اور تمام نمازیں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھیں اور مسجد بنو سلمہ ذوالقبلین کہلائی۔ مسجد قبا والے فجر کی نماز ادا کر رہے تھے کہ کسی نے آواز لگائی اِنَّ الْاُتْبَلَةَ قَدْ حَوَلَتْ۔ سن لو قبلہ تبدیل ہو گیا پس تمام لوگ نماز میں ہی قبلہ رخ ہو گئے ۳۔

اشکال: ..... امام بخاریؒ کی اس تفسیر پر اشکال یہ ہے بیت اللہ کے پاس جو نمازیں پڑھی گئیں ان میں تو کوئی شبہ نہیں ہے اور صلوٰۃکم عند البیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی جانے والی نمازوں کے بارے سوال ہے کیونکہ البیت جب معرف بالام ہو تو بیت اللہ مراد ہوتا ہے جیسا کہ الکتاب جب معرف بالام ہو تو کتاب اللہ مراد ہوتی ہے بلکہ شبہ تو ان نمازوں میں ہے جو مدینہ منورہ میں بیت اللہ سے دور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی گئیں۔ تو اس کے تین جواب دیے گئے ہیں۔

جواب اول: ..... بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ تو تصحیف رواۃ ہے۔

جواب ثانی: ..... عند بمعنی الیٰ ہے اور البیت سے مراد بیت اللہ نہیں بلکہ بیت المقدس ہے۔

سوال: ..... البیت سے مراد بیت المقدس لینا عرف کے خلاف ہے؟

جواب: ..... صحیح یہ ہے کہ عند الاطلاق عرف میں بیت اللہ ہی مراد ہوتا ہے لیکن قرینہ کی وجہ سے یہاں خلاف

عرف پر محمول ہے کیونکہ کبھی کسی لفظ کو قرآن کی وجہ سے خلاف عرف پر بھی محمول کر لیا جاتا ہے۔

**جواب ثالث:** ..... بیت سے مراد بیت اللہ ہی ہے صورت یہ تھی کہ بیت اللہ کے پاس بھی آپ ﷺ رخ بیت المقدس کا کرتے تھے جس کی تفصیل شان نزول کے تحت گزر چکی ہے تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ جو نمازیں بیت اللہ کے پاس پڑھی ہیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ان کو اللہ پاک ضائع نہیں کریں گے تو جو بیت اللہ سے دور رہ کر یعنی مدینہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھیں ان کو کیسے قبول نہیں کریں گے؟

اس باب کے متعلق چند بحثیں

**البحث الاول:** ..... تحویل کتنے ماہ بعد ہوئی؟ اس بارے میں چار روایتیں ہیں۔ (۱) ۱۶ ماہ (۲) ۱۷ ماہ (۳) ۱۸ ماہ (۴) دینی روایت ابی داؤد ۱۳ ماہ۔ مسلم و نسائی میں ۱۶ ماہ کی روایت بلا شک ہے مسند بزاز و طبرانی میں ۱۷ ماہ کی روایت بلا شک ہے اور بخاری شریف میں ۱۶ یا ۱۷ ماہ شک کے ساتھ ہیں۔

**تطبیق:** ..... آنحضرت ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور اگلے سال نصف رجب میں تحویل ہوئی جنہوں نے حذف کسر کیا انہوں نے ۱۶ ماہ کہا اور جنہوں نے کسروں کو ملا کر کہا تو ۱۷ ماہ کہہ دیا اور جنہوں نے جبر کسر کیا انہوں نے ۱۸ ماہ کہہ دیا اور ابو داؤد کی روایت مقابل نہیں ہو سکتی ۲ اور ۱۸ ماہ والی روایت کے مطابق کہہ سکتے ہیں کہ تحویل قبلہ شعبان میں ہوئی ۳

**البحث الثانی:** ..... آپ کا اول قبلہ کیا تھا اور آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں کس طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے یہ تحقیق اس بات پر مبنی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا قبلہ وحی سے متعین کیا یا عرف سے۔

**تحقیق اول:** ..... محققین کی رائے یہ ہے کہ وحی سے متعین کیا جب مکہ مکرمہ میں تھے تو وحی سے حکم تھا کہ بیت اللہ کی طرف منہ کرو جب مدینہ منورہ گئے تو وحی سے حکم ہوا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرو ۱۶ یا ۱۷ ماہ کے بعد تحویل قبلہ کی وحی آئی۔

**اشکال:** ..... اس صورت میں نسخ مرتین لازم آئے گا جس کے بعض حضرات قائل نہیں؟

**جواب:** ..... تو انہوں نے یہ کہا کہ متعین تو وحی سے کیا لیکن مکہ مکرمہ میں بھی وحی سے بیت المقدس ہی مقرر تھا لیکن آپ ﷺ اس طریقہ سے نماز پڑھتے تھے کہ امتیاز نہیں ہوتا تھا کونسا قبلہ ہے کیونکہ دونوں کی طرف رخ مبارک ہو جاتا تھا جب مدینہ منورہ میں دونوں قبلے ایک رخ پہ نہ رہے تو بیت المقدس کی طرف آپ ﷺ کا رخ واضح ہو گیا تو قبلہ اول مدینہ میں بھی اور مکہ میں بھی بیت المقدس تھا لہذا نسخ مرتین لازم نہ آیا تو ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ﴾ کا مطلب واضح ہو گیا کہ جب آپ ﷺ بیت اللہ کے پاس ہوتے تھے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے تھے ان کو اللہ ضائع نہیں کرتے تو جو

تحقیق ثانی: ..... آپ ﷺ نے وحی کے ذریعہ قبلہ متعین نہیں کیا۔ بلکہ عرف سے متعین کیا۔ اہل مکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ سمجھتے تھے اور ان کی اولاد تھے اور بیت اللہ کو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اس لیے مشرکین اس کو قبلہ مانتے تھے اور یہود و نصاریٰ بیت المقدس کو، کیونکہ وہ اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور بیت المقدس کو ان کی اولاد نے قبلہ بنایا ہوا تھا ویسے نصاریٰ کا اصل قبلہ بیت اللحم ہے لیکن وہ مشہور نہیں ہوا تو مکہ مکرمہ میں بھی عرف سے متعین کیا اور مدینہ منورہ میں بھی۔ لیکن اندر کی تڑپ یہی تھی کہ بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو جائے لہذا حکم نازل ہوا ﴿قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ یہ پہلی وحی ہے تحویل قبلہ اور تعین کے اعتبار سے۔

البحث الثالث: ..... تحویل قبلہ کے بعد سب سے پہلی نماز کون سی ہے؟ اس بحث کا تعلق حدیث کے ان الفاظ سے ہے ((وان صلی اول صلوٰۃ صلاھا صلوٰۃ العصر)) اس میں دو تحقیقیں ہیں۔

تحقیق اول: ..... ظہر اور عصر کے درمیان مسجد نبوی میں حکم نازل ہوا آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں تحویل قبلہ کے بعد پہلی نماز عصر کی ادا کی۔ ایک آدمی بنو سلمہ میں گیا وہ عصر کی نماز ادا کر رہے تھے اس نے جا کر بتلایا تو انہوں نے نماز ہی میں رخ پھیر لیا۔

تحقیق ثانی: ..... آنحضرت ﷺ کسی قضیہ کے فیصلہ کے سلسلہ میں بنو سلمہ میں گئے ہوئے تھے اور ظہر کی نماز وہاں ادا کر رہے تھے تو تحویل قبلہ کا حکم نازل تو آپ نے نماز ہی میں بیت اللہ کا رخ کر لیا ۲۔

نزل علی اجدادہ او قال اخوالہ: ..... اجداد اور اخوال کا مصداق ایک ہی ہے نکھیاں۔

راکعون: ..... رکوع میں تھے یا مرادیہ ہے کہ نماز پڑھ رہے تھے۔

فمر علی مسجد: ..... عند البعض بنو سلمہ مراد ہیں ۳ ہمارے نزدیک رانج یہ ہے بنو حارثہ مراد ہیں۔

البحث الرابع: ..... سوال: جب بیت المقدس کا قبلہ ہونا قطعی تھا تو کس بنا پر ایک آدمی کے کہنے پر صحابہ کرامؓ نے قبلہ کو تبدیل کر لیا حالانکہ حکم قطعی خبر واحد سے منسوخ نہیں ہوتا؟

جواب اول: ..... علامہ ابن حجرؒ نے شرح منجہ میں ایک اصول قائم کیا ہے کہ اگر خبر واحد محتف بالقرائن ہو تو یقین کا فائدہ دیتی ہے چونکہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ میں اس بات کا چرچا تھا کہ قبلہ بدلنے والا ہے آپ ﷺ دعائیں کر رہے تھے تو جب انہوں نے سنا تو یقین کر لیا۔

جواب ثانی: ..... دوسرا جواب، دوسرے اصول کا سمجھ لینا ہے خبر واحد یا جس حدیث کو امت تلقی بالقبول کر لے اور استدلال کرے تو وہ حدیث فی درجۃ المشہور ہو جاتی ہے لہذا آپ کا یہ کہنا کہ تحویل قبلہ خبر واحد سے ہے درست نہیں۔

۱ فیض الباری ج ۱ ص ۱۳۳ میں ہے فلم تکن القبلتان فی مکة والمدینۃ من اجتهادہ ﷺ بل کانتا علی الاصل یعنی من لدن ابراہیم علیہ السلام ولكنه توجه الی ﷺ فی الموضعین بحسب تقسیم البلاد ۲ فی فیض الباری ج ۱ ص ۱۳۳: وفي السيرنا الطهور جمع الحافظ بينهما بان اول صلاة صليت الي بيت اضي صلوٰۃ الطهور نزل النسخ فيها بعد الركنين وكان النبي ﷺ اذا ذاك في المسجد ذي القبلتين واول صلوٰۃ صلاها بتمامها الي البيت هي صلوٰۃ العصر وكانت في المسجد النبوي. ۳ قال العيني ان هؤلاء اهل المسجد القبلتين ومرض عليهم المار في صلوٰۃ العصر واما اهل قباء فانهم اتوا في صلوٰۃ الصبح: فيض الباری ج ۱ ص ۱۳۳

اور استدلال کرے تو وہ حدیث فی وجہ المشہور ہو جاتی ہے لہذا آپ کا یہ کہنا کہ تحویل قبلہ خبر واحد سے ہے درست نہیں۔

واہل الكتاب :..... اس کا عطف الیہود پر ہے۔ اس سے مراد نصاریٰ ہیں ۔

سوال :..... نصاریٰ کا قبلہ بیت المقدس تو نہیں ہے وہ تو بیت المعمور ہے پھر ان کے بیت المقدس کو پسند کرنے کی کیا وجہ ہے؟ جب کہ حدیث میں قد اعجبہم کے الفاظ ہیں۔

جواب اول :..... دونوں کی جہت ایک تھی اس لئے پسند تھا۔

جواب ثانی :..... اس لیے کہ دونوں اہل کتاب تھے جیسا کہ ﴿غَلِبَتِ الرُّومُ﴾ میں مشرکوں کو خوشی ہوئی۔

فلم ندر ما نقول فیہم :..... سوال : اور بھی بہت سارے احکام منسوخ ہوئے جیسے کلام فی الصلوۃ دیگر احکام کا کسی کو خوف نہ ہوا مثلاً جو کلام فی الصلوۃ کرتے فوت ہو گئے ان کی نمازوں کا کیا بنے گا لیکن تحویل قبلہ کے بعد پہلوں کی نماز کا اتنا خوف کیونکر ہوا؟

جواب اول :..... دو مقام میں صحابہ کرام کو فکر لاحق ہوئی ۱۔ تحویل قبلہ کے موقع پر ۲۔ تحریم خمر کے موقع پر وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ دونوں مواقع ایسے ہیں کہ ان میں صحابہ کرام تبدیلی حکم کے منتظر تھے شراب کے بارے میں قطعی حکم کا انتظار تھا اور تحویل قبلہ میں بھی۔ جب تنہا ہو گیا تو ان کو معلوم ہوا کہ اصل حکم یہی تھا اب جو فوت ہو چکے ہیں ان کا کیا بنے گا۔

جواب ثانی :..... یہود کو تحویل قبلہ پر غم ہوا کیونکہ قبلہ اول ان کا قبلہ تھا تو انہوں نے یہ تردد ڈالا اور صحابہ کرام متاثر ہو گئے لہذا سوال کر دیا۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ :..... سوال : اس آیت سے سوال کا جواب کیسے ہو گیا؟ سوال تو یہ تھا کہ جو مر گئے ان کی نمازوں کا کیا بنے گا؟

جواب :..... یہ ہے کہ زندوں نے بھی تو ان کے ساتھ نمازیں پڑھی تھیں تو جب زندوں کی ٹھیک ہو گئیں تو مردوں کی بھی ٹھیک ہو گئیں جبکہ زندے نمازوں کو لوٹا بھی سکتے ہیں بخلاف مردوں کے۔

انه مات على القبلة قبل ان تحول رجال وقتلوا :..... سوال : کیا تحویل قبلہ سے قبل کوئی جہاد ہوا جو قتل ہوئے؟

جواب اول :..... علامہ ابن حجرؒ نے جواب دیا ہے کہ قتل کا ذکر صرف روایت زہیر میں ہے اور کسی جگہ نہیں ملا کہ کوئی مسلمان تحویل قبلہ سے پہلے قتل ہوا کیونکہ عدم ذکر سے عدم وجود لازم نہیں آتا لیکن یہ جواب درست نہیں۔

جواب ثانی :..... قتل کے لیے ضروری نہیں کہ لڑائی میں ہی قتل ہوا ہو بلکہ ظلماً بھی مراد ہو سکتا ہے۔

جواب ثالث :..... یہ بیان شرف موت ہے نہ کہ بیان واقعہ۔

(۳۱)

## ﴿باب حسن اسلام المرء﴾

یہ باب اسلام کی خوبی کے بیان میں ہے

قال مالک اخبرني زيد بن اسلم ان عطاء بن يسار اخبره ان ابا سعيد الخدري اخبره  
 امام مالک نے کہا مجھ کو زيد بن اسلم نے خبر دی، ان کو عطاء بن یسار نے خبر دی ان کو ابو سعید خدری نے خبر دی  
 انه سمع رسول الله ﷺ يقول اذا اسلم العبد فحسن اسلامه  
 انھوں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے جب کوئی بندہ مسلمان ہو جائے پس اچھا ہوا اس کا اسلام تو  
 يكفر الله عنه كل سيئة كان زلفها وكان بعد ذلك القصاص  
 اللہ اسکا ہر ایک گناہ اتار دے گا جو وہ (اسلام سے پہلے) کر چکا تھا، اور اس کے بعد جب حساب شروع ہوگا  
 الحسنة بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف والسيئة بمثلها  
 ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں سات سو نیکیوں تک (لکھی جائیں گی) اور برائی کے بدلے ویسی ہی ایک برائی (لکھی جائے گی)  
 الا ان يتجاوز الله عنها  
 مگر جب اللہ اسے معاف کر دے



(۴۰) حدثنا اسحق بن منصور قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام  
 ہم سے بیان کیا اسحاق بن منصور نے کہا ہم سے بیان کیا عبد الرزاق نے کہا خبر دی ہم کو معمر نے انھوں نے ہمام سے  
 عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا احسن احدكم اسلامه فكل حسنة  
 انھوں نے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں سے کوئی ایک اپنے اسلام کو اچھا کر لے تو اس کے بعد جو نیکی وہ  
 يعملها تكتب له بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف وكل سيئة يعملها تكتب له بمثلها  
 کرے گا وہ دس گنے سے سات سو گنا تک لکھی جائے گی اور جو برائی کرے گا وہ ویسی ہی ایک لکھی جائے گی

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض:..... اس سے بھی مقصود اسلام کے درجات کو ثابت کرنا ہے ۱۔ حسن  
۲۔ غیر حسن دودرے ثابت ہو گئے۔

فحسین اسلامہ:..... ظاہر و باطن میں اسلام ہو اور ان معاصی کا ارتکاب ترک کر دے جن کو اسلام سے پہلے کرتا تھا۔  
زلفھا:..... جو پہلے کیے۔

الی سبع مائة ضعف:..... اس سے اسلام کے درجات معلوم ہوئے۔

الان يتجاوز الله عنها:..... یہاں سے معتزلہ اور خوارج کی رد ہو گئی اور اہل سنت کا مذہب ثابت ہو گیا۔

سوال:..... امام بخاریؒ نے ابوسعید خدریؓ کی روایات میں اس قطعہ عبارت کو ذکر کیوں نہیں کیا جو دیگر بعض روایات میں ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ کافر جب اچھی طرح مسلمان ہو جائے تو کفر و شرک کے زمانہ میں کی ہوئی تمام نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں؟

جواب اول:..... قال البعض هذه القطعة كانت خلافا لامور مسلمة في الدين فلذا ترك ر اور امور مسلمة في الدين یہ ہے کہ کافروں کو ثواب نہیں ملے گا لیکن یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ کسی حدیث کو کسی مسئلہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑا جاسکتا بلکہ حدیث کو بیان کر کے اس کی توجیہ کی جائے گی ہم نہیں تسلیم کرتے کہ کافروں کو ثواب کا نہ ملنا امور مسلمہ سے ہے بلکہ کافر نے جو بھی نیکی کی ہے اس کو اس پر ثواب ملتا ہے اگر ثواب نہ ملے تو یہ عدل کے خلاف ہے لہذا احسانات آخرت میں ضرور نافع ہوگی اور عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اس کی دو دلیلیں ہیں

دلیل اول:..... مسلم شریف میں حکیم بن حزام کی روایت ہے انہوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ ہم جاہلیت میں کچھ کام کرتے تھے تو کیا ہمیں انکا ثواب ملے گا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((اسلمت علی ما سلفتم من خیر)) ۳

**دلیل ثانی:**..... کافر اگر دنیا میں نیکی کرے تو اس کا ثواب اس کو دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی ملے گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ سب سے ہلکا عذاب میرے چچا کو، ہوگا اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ ابلیہب کو کسی نے خواب میں دیکھا تو اس نے کہا جس دن محمد ﷺ پیدا ہوئے تھے اس دن میں نے ثویہ لونڈی کو آزاد کیا تھا جب وہ دن آتا ہے تو عذاب ہلکا ہو جاتا ہے۔ جنت کے درجات کی طرح دوزخ کے بھی درجات ہیں (جو اوپر چڑھے وہ درجہ اور جو نیچے اترے وہ درکہ) اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ امام بخاریؒ نے یہ قطعہ اس لیے ساقط کر دیا کہ کافر کو ثواب کا ملنا امور مسلمہ کے خلاف ہے۔





## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض: ..... اول: دین سے مراد عمل ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ الایمان یزید و ینقص۔ دین کے دو درجے ہیں ۱۔ احب ۲۔ غیر احب۔ اس سے ایمان کا یزید و ینقص ہونا ثابت ہوا۔ ثانی: ..... دین سے مراد عمل ہے اس سے ثابت کیا کہ دین کا لفظ اعمال پر بھی بولا جاتا ہے لہذا اعمال دین کا جزء ہیں ایک اور حدیث میں ہے ((خیر الاعمال الی اللہ ما دیم علیہ))

لا یمل اللہ حتی تملوا: ..... ملال: رنجیدہ خاطر ہونا۔ ملال اس تھکان کو کہتے ہیں جو مشقت کرنے کے بعد لاحق ہوتی ہے ۱۔

سوال: ..... اللہ تعالیٰ تو نفسیات سے پاک ہیں اور ملال رنجیدہ خاطر ہونا نفسیات کی شان سے ہے؟ جواب: ..... مشاکلت کے طور پر کہا ہے اللہ تعالیٰ کے ملول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ثواب منقطع کر دیتے ہیں جیسے ﴿جز آء سیئۃ سیئۃ مثلاً﴾ ۲ اور ﴿یتخادعون اللہ﴾ ۳ تو قائل اور فاعل کے بدلنے سے فعل کی حقیقت بدل جاتی ہے جیسے رحمت بندہ کی صفت ہو تو وقت قلب مراد ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو جو دو احسان کے معنی میں ہوتی ہے۔ ماداوم علیہ صاحبہ: ..... تھوڑا عمل دوام کے ساتھ اللہ پاک کو زیادہ پسندیدہ ہے بنسبت اس زیادہ عمل کے جس میں دوام نہ ہو۔ دوام عمل کی وجوہ احصیت (زیادہ پسندیدہ ہونے کی وجوہات) محدثینؒ نے متعدد بیان کی ہیں۔

الاول: ..... قلیل عمل دوام کے ساتھ کثیر ہو جاتا ہے بنسبت اس کثیر کے جس پر دوام نہ ہو۔ الثانی: ..... امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ قطرہ قطرہ اگر پتھر پر گرتا رہے تو سوراخ کر دیتا ہے اور ایک مرتبہ اگر سیلاب بھی گزر جائے تو کچھ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ دوام عمل میں تاثیر بھی ہے۔

الثالث: ..... دوام عمل استطاعت کے مطابق ہوتا ہے تو نشاط ہوتا ہے تو ثواب بھی ملتا ہے۔ رابع: ..... عزم عمل دوام عمل سے ہوتا ہے جو آج بہت زیادہ کرتا ہے وہ کل کو کرنے کا عزم نہیں رکھتا۔ الخامس: ..... دائمی عمل پوری زندگی کی خدمت کی طرح ہے چاہے تھوڑی ہو۔

السادس: ..... دوام عمل کی مثال روزانہ ملاقات کی طرح ہے کثرت عمل بلا دوام کی مثال ایسے ہے کہ ایک مرتبہ دن رات بیٹھ رہے پھر دونوں ایک دوسرے سے بیزار ہو گئے۔

السابع: ..... کثرت میں تو غل ہوتا ہے اور حضور ﷺ نے افراط سے منع فرمایا ہے۔

الثامن: ..... بعض اوقات کثرت عمل سے طبیعت میں انقباض ہو جاتا ہے یعنی بسا اوقات آدمی جس عمل کو کثرت سے کرتا اس سے طبیعت منقبض ہو جاتی ہے۔

خلاصہ: ..... دوام عمل سے محبت بڑھتی ہے۔

(۳۳)

## ﴿باب زیادة الايمان ونقصانه﴾

ایمان کے بڑھنے اور گھٹنے کے بیان میں

وقول الله تعالى، وَزِدْنَاهُمْ هُدًى وَزِدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا

اور اللہ تعالیٰ نے (سہ کہ میں) فرمایا اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی، اور (سہ کہ میں) ایمان داروں کا ایمان اور بڑھے

وقال الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ، فاذا ترك شيئاً فن الكمال فهو ناقص

اور فرمایا (سہ کہ میں) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کیا (سہ کہ میں) پس سے کوئی کچھ چھوڑ دے تو وہ لامحضرہ جاتا ہے



(۳۲) حدثنا مسلم بن ابراهيم قال حدثنا هشام قال حدثنا قتادة عن انس

ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیمؒ نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام نے کہا ہم سے بیان کیا قتادہؒ نے انھوں نے انسؓ سے

عن النبی ﷺ قال يخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن شعيرة من خير

انھوں نے نبی ﷺ سے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو کے برابر بھلائی ہو وہ (ایک ذرہ) دوزخ سے نکلے گا

ويخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن برة من خير

اور جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی ہو وہ (ایک ذرہ) دوزخ سے نکلے گا

ويخرج من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه وزن ذرة من خير

اور جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی ہو وہ (ایک ذرہ) دوزخ سے نکلے گا

قال ابو عبد الله قال ابان حدثنا قتادة حدثنا انس

امام بخاریؒ نے فرمایا ابان نے اس حدیث کو روایت کیا، کہا ہم سے قتادہؒ نے بیان کیا (کہا) ہم سے انسؓ نے بیان کیا

عن النبی ﷺ من ايمان مكان خير

انھوں نے حضور ﷺ سے (اس روایت میں) خیر (کے الفاظ) کی بجائے من ايمان (کے الفاظ ذکر کئے)



(۴۳) حدثنا الحسن بن الصباح سمع جعفر بن عون حدثنا ابو العمیس اخبرنا
ہم سے بیان کیا حسن بن صباحؒ نے انھوں نے جعفر بن عونؒ سے سنا کہا ہم سے بیان کیا ابوعمیسؒ نے کہا ہم کو خبر دی
قیس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن عمر بن الخطاب
قیس بن مسلمؒ نے انھوں نے طارق ابن شہابؒ سے انھوں نے عمر ابن خطابؓ سے کہا کہ
ان رجلا من اليهود قال له يا امير المؤمنين اية في كتابكم تقرأونها
ایک یہودی آدمی نے ان سے کہا، اے امیر المومنین تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے رہتے ہو
لوعلينا معشر اليهود نزلت لا تخذنا ذلك اليوم عيدا، قال ای اية ؟
اگر وہ آیت ہم یہودی لوگوں پر اترتی تو ہم اس دن کو (جس دن وہ آیت اتری) عید کا دن ٹھہرا لیتے، انھوں نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟
قال (اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً)
اس نے کہا یہ آیت (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کیا اور اپنا احسان تم پر تمام کر دیا اور اسلام کا دین تمہارے لئے پسند کیا)
قال عمرؓ قد عرفنا ذلك اليوم والمكان الذي نزلت فيه على النبي ﷺ
حضرت عمرؓ نے کہا ہم اس دن کو جانتے ہیں اور اس جگہ کو بھی جس میں یہ آیت آنحضرت ﷺ پر اتری تھی
وهو قائم بعرفة يوم الجمعة. (انظر: ۴۳۰۷، ۴۶۰۶، ۷۶۸)
وہ جمعہ کا دن تھا جب آپ ﷺ عرفات میں کھڑے تھے۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... غرض باب ترجمۃ الباب سے واضح ہے۔

فاذا ترک شياء :..... یہاں سے امام بخاریؒ ایک شبہ کا جواب دے رہے ہیں کہ امام بخاریؒ نے دلیل ترجمۃ الباب میں جو آیات ذکر کیں ہیں ان سے تو صرف زیادتی ایمان ثابت ہوئی جبکہ ترجمۃ الباب میں نقصانہ کا بھی ذکر ہے تو شبہ کو اس طریقہ سے زائل کیا کہ جب کچھ کمال کو چھوڑے گا تو نقصان ثابت ہو جائیگا۔

من ايمان مكان من خير :..... سوال : باب تفاضل اهل الایمان فی الاعمال میں حضرت ابوسعید خدریؒ کی روایت نقل کی۔ اور اس باب میں حضرت انسؓ کی روایت نقل کی حالانکہ بظاہر اس کے برعکس میں مطابقت زیادہ

ہے کیونکہ حضرت انسؓ کی روایت کے اندر من خیر کا لفظ ہے جس سے مراد اعمال ہیں جبکہ ترجمہ الباب کے اندر زیادہ الایمان ونقصانہ کی صراحت ہے اور ابوسعید خدریؓ کی جو کہ باب تفاضل اهل الایمان فی الاعمال کے تحت درج ہے اس میں من الایمان کی صراحت ہے۔ لہذا معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہیئے تھا کہ حضرت انسؓ کی روایت کو تفاضل اهل الایمان کے تحت درج کر دیتے اور حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت کو اس باب میں درج کرتے۔ حضرت انسؓ کی روایت میں من خیر اصل ہے اور متابع میں من ایمان ہے جبکہ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت کے اندر اس کے برعکس ہے۔

جواب اول:..... امام بخاریؒ صرف الفاظ حدیث ہی کو نہیں دیکھتے بلکہ سیاق و سباق پر بھی نظر رکھتے ہیں روایت ابوسعید خدریؓ میں اصل اعمال کا ذکر ہے اس لیے اس کو وہاں ذکر کیا اور حضرت انسؓ کی روایت میں اعمال کا ذکر کم ہے ایمان کا ذکر زیادہ ہے تو حدیث انسؓ کا اصل موضوع ایمان ہے اس لیے یہاں ذکر کیا۔

جواب ثانی:..... حدیث ابوسعید خدریؓ میں جن اعمال کا ذکر ہے وہ اجزاء ایمان ہیں اور حدیث انسؓ میں جن اعمال کا ذکر ہے وہ ثمرات ایمان ہیں۔

سوال ثانی:..... یہاں پر من ایمان کو اصل روایت کے طور پر لانا چاہیئے تھا کیونکہ ترجمہ الباب میں ایمان کا ذکر ہے اور باب تفاضل اهل الایمان فی الاعمال میں من خیر والی روایت جس کو بطریق متابعت ذکر کیا ہے اس کو اصل کے طور پر ذکر کرنا چاہیئے تھا؟

جواب:..... امام بخاریؒ من خیر والی روایت کو متابعت میں ذکر کر کے باب تفاضل اهل الایمان میں اور من ایمان والی روایت کو اس باب میں متابعت میں لا کر مفصل بنانا چاہتے ہیں تاکہ تاکید ہو جائے۔

من قال لا اله الا الله:..... سوال: اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ صرف کلمہ توحید منجی ہے، کلمہ رسالت ضروری نہیں ہے؟

جواب اول:..... یہاں پر مقصود ساری ام کے مومنین کی نجات کا ذکر کرنا ہے ساری ام کے مومنوں کی نجات کے لیے جزء مشترک لا اله الا الله ہے جزء مشترک کے بیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسالت ضروری نہیں۔

جواب ثانی:..... بسا اوقات کسی چیز کا ایک عنوان اور لقب مقرر ہو جاتا ہے تو اس ساری شئی کو اسی عنوان اور لقب سے ذکر کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں الحمد للہ، قل هو اللہ، تو لا اله الا اللہ بطور عنوان اور لقب کے ہے۔

جواب ثالث:..... اللہ پاک پر ایمان لانا رسالت پر ایمان لانے کو مستلزم ہے تو رسالت پر ایمان اتلزاماً مقصود ہے کیونکہ لا اله الا الله کو بتانے والے رسول پاک ہیں تو رسول پر ایمان ہوگا تو لا اله الا الله پر بھی ایمان ہوگا۔

ان رجلا من اليهود: ..... کہتے ہیں کہ رجل کعب احبار تھے ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ۱۔  
 اليوم اكملت لكم دينكم: ..... زیادتی و نقصان ثابت ہوا تو ترجمۃ الباب سے مطابقت ہوئی ۲۔  
 لاتخذنا ذلک اليوم عيدا: ..... سوال: یہودی کہتے ہیں کہ ہم عید بنا لیتے اور حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ  
 ہمیں معلوم ہے کہ کب نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی تو سوال یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے عید بنانا تسلیم کیا ہے یا نہیں؟  
 جواب اول: ..... تسلیم کیا ہے کہ ہم نے یوم جمعہ اور یوم عرفہ کو عید بنا رکھا ہے جیسا کہ دوسری روایت سے ثابت ہے۔  
 جواب ثانی: ..... حضرت عمرؓ نے عید بنانا تسلیم نہیں کیا کہ ہم اپنی مرضی سے عید نہیں بناتے بلکہ ہمارے نبی ﷺ  
 نے جس کو ہمارے لیے عید بنایا ہم اسی کو بناتے ہیں۔

(۳۴)

## ﴿باب الزکوة من الاسلام﴾

زکوٰۃ دینا اسلام میں داخل ہے

وقوله تعالى وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ
اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ بینہ میں) فرمان حالانکہ ان کافروں کو یہی حکم دیا گیا کہ خالص اللہ ہی کی بندگی کی نیت سے ایک طرف ہو کر اس کو پوجیں
وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ
اور نماز کو ٹھیک کریں اور زکوٰۃ دیں، اور یہی پکا دین ہے



(۳۴) حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك بن انس عن عمه ابي سهيل بن مالك
ہم سے اسمعیلؓ نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک بن انسؓ نے بیان کیا، انھوں نے اپنے چچا ابو سہیل بن مالکؓ سے
عن ابيه انه سمع طلحة بن عبيد الله يقول
انھوں نے اپنے باپ (مالک بن ابوعامرؓ) سے، انھوں نے طلحہ بن عبید اللہؓ سے، وہ کہتے تھے

جاء رجل الى رسول الله ﷺ من اهل نجد ثائر الرأس نسمع دوى صوته
نجد والول من ساء له حال كمره فيهم بهن بهن اسكى آواز سنته تھ
ولا نفقه ما يقول حتى دنا فاذا هو يسأل عن الاسلام
اور اسكى بات سمجھ ميں نہيں آتى تھي يهاں تک کہ وہ نزدیک آ پہنچا، جب (معلوم ہوا) کہ وہ اسلام کا پوچھ رہا ہے
فقال رسول الله ﷺ خمس صلوات في اليوم والليلة فقال هل على غيرها
آنحضرت ﷺ نے فرمایا! اسلام، دن رات ميں پانچ نمازیں پڑھنا ہے، اس نے کہا اس کے سوا تو اور کوئی نماز مجھ پر نہيں؟
قال لا الا ان تطوع، قال رسول الله ﷺ وصيام رمضان
فرمایا نہيں! مگر یہ کہ تو نفل پڑھے (تو اور بات ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا
قال هل على غيرہ؟ قال لا، الا ان تطوع، قال وذكر له رسول الله ﷺ الزكوة
اس نے کہا اور تو کوئی روزہ مجھ پر نہيں؟ فرمایا نہيں! مگر یہ تو نفل روزے رکھے۔ طلحہ نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا
قال هل على غيرها قال لا الا ان تطوع، قال
وہ کہنے لگا، بس اور تو کوئی مجھ پر نہيں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہيں! مگر نفل صدقہ دو (تو اور بات ہے)۔ راوی نے کہا کہ
فادبر الرجل وهو يقول والله لا ازيد على هذا ولا انقص، قال رسول الله ﷺ
وہ شخص پیٹھ موڑ کر یہ کہتا ہوا کہ خدا کی قسم ميں نہ اس سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا
افلح ان صدق ۱
اگر یہ سچا ہے تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

## ﴿تحقيق وتشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان کی کل مرویات ۸۸ ہیں، جنگ جمل میں شہید ہوئے، آخری آرام گاہ بصرہ (عراق) میں ہے ۲

ترجمة الباب کی غرض: ..... زکوٰۃ اسلام کا جزء ہے امام بخاریؒ ثابت کر رہے ہیں کہ جیسے اسلام کے اور اجزاء ہیں ایسے ہی زکوٰۃ بھی اسلام کا جزء ہے۔ حنفیہ زکوٰۃ کو مکملات ایمان پر محمول کرتے ہیں۔

وذلك دين القيمة: ..... یہ محل استدلال ہے کہ اشیاء مذکورہ فی الایہ دین مستقیم ہے تو معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دین ہے اور قرآن میں ہے ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾۔ لہذا زکوٰۃ اسلام میں سے ہوئی۔

سوال: ..... آیت ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ ترجمۃ الباب میں ہے کہ زکوٰۃ اسلام سے ہے اور آیت الباب کے اندر زکوٰۃ کو دین کہا گیا ہے؟

جواب: ..... اللہ پاک کے نزدیک جو دین معتبر ہے وہ صرف اسلام ہے لہذا زکوٰۃ اسلام سے ہوئی۔  
جاء رجل: ..... رجل کا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ضمام بن ثعلبہ والا واقعہ اور ہے اور یہ اور ہے۔  
من نجد: ..... نجد اونچی جگہ کو کہتے ہیں اس کے مقابلہ میں تہامہ ہے تہامہ پست علاقہ کو کہتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان حجاز کا علاقہ ہے۔

دَوِيَ صَوْتُهُ: ..... اس کی آواز کی جھنھناہٹ، شہد کی مکھیوں کی طرح کی آواز کو دَوِيَ کہتے ہیں۔  
سوال: ..... یہ آواز کیوں کرتا آ رہا تھا؟

جواب اول: ..... یہ سرعت سیر کی آواز تھی۔  
جواب ثانی: ..... مسافر تنہائی میں سفر کرتے ہوئے کچھ گنگنا تارہتا ہے تو یہ اپنی زبان میں کچھ گنگنا رہا تھا۔  
جواب ثالث: ..... جوابات پوچھنی تھی اسے دہراتا ہوا آ رہا تھا۔  
جواب رابع: ..... یا یہ دور ہی سے اونچی آواز دے رہا تھا لیکن دوری کی وجہ سے مکھیوں کی جھنھناہٹ کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔

ثائر الرأس: ..... بکھرے بالوں والا، اس سے معلوم ہوا کہ طالب علم کو بن ٹھن کر نہیں رہنا چاہیے۔  
خمس صلوات فی اليوم واليلة: ..... سوال اول: آپ ﷺ نے جواب میں شہادتین کا ذکر کیوں نہیں کیا؟

جواب اول: ..... شہادتین کا جواب دیا لیکن طلحہ نے سنا نہیں۔  
جواب ثانی: ..... شہرت کی وجہ سے نقل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ وہ مسلمان تھا۔  
سوال ثانی: ..... جواب شرائع اسلام کے بارے میں ہے جبکہ سوال اسلام کے بارے میں ہے؟  
جواب: ..... سوال ہی شرائع اسلام کے بارے میں ہے کیونکہ آپ ﷺ اس کے سوال کو زیادہ سمجھتے ہیں۔ بعض روایات میں صراحت ہے یسئل عن شرائع السلام۔

الان تطوع: ..... دو مسئلوں میں جمہور کا احناف سے اختلاف ہے اور یہ جملہ احناف کے خلاف جمہور کا مستدل ہے مسئلہ اولی: ..... ان النوافل تلزم بالشروع عند الاحناف، بخلاف الجمهور لان عندهم لا تلزم دلائل احناف: ..... قرآن پاک میں ہے ﴿وَلَا تُبْطِلُوا اَعْمَالَكُمْ﴾ اعمال کو باطل کرنے سے نہی وارد ہوئی ہے اور ضابطہ ہے کہ النهی عن الشئ امر بخلافہ اور دوسرا ضابطہ ہے الامر للوجوب. ان دونوں ضابطوں کو ملانے سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ اعمال کو پورا کرنا واجب ہے۔

۲: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ ۲ عقد اور عہد ایک قولی ہوتا ہے اور ایک فعلی۔ قولی جیسے کوئی منت مان لے علی رکعتان اور علی صوم۔ فعلی جیسے کسی کام کی نیت کر کے شروع کر دے تو یہ عہد فعلی ہے جس طرح قولی نذر کا پورا کرنا ضروری ہے ایسے ہی فعلی نذر کا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔

۳۔ روزے اور حج میں جمہور بھی اسکے قائل ہیں کہ شروع کرنے سے واجب ہو جاتے ہیں۔ دلیل جمہور: ..... الان تطوع میں استثناء منقطع مان کر دلیل بناتے ہیں۔ جواب: ..... احناف کہتے ہیں کہ اصل استثناء میں متصل ہونا ہے، متصل ماننے کی صورت میں یہ حنفیہ کی دلیل بن جاتی ہے اور ترجمہ یوں ہوگا مگر یہ کہ تو نفل شروع کر دے تو وہ بھی شروع کرنے سے واجب ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ ثانیہ: ..... احناف کے نزدیک وتر واجب ہیں عند الجمہور واجب نہیں۔ دلیل جمہور: ..... یہی جملہ ہے استثناء منقطع مان کر دلیل بنتی ہے۔

جواب اول: ..... یہ وجوب وتر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ جواب ثانی: ..... تطوع سے مراد عام ہے کہ فرض نہ ہو تو اس میں واجب بھی آگئے۔ جواب ثالث: ..... وُتروں کی نفی ہی نہیں ہوئی کیونکہ وہ عشاء کی نماز میں آگئے اس لیے کہ وتر عشاء کے تابع ہیں جب حضور ﷺ نے خمس صلوات کا ذکر فرمایا تو اس کے توابع واجبات اور سنن وغیرہ بھی تو ذکر کئے ہوں گے تو نماز عشاء میں وتر بھی بتلائے ہوں گے۔

جواب رابع: ..... انوکھا جواب یہ ہے کہ بحث یہاں چھیڑنا ہی غیر مناسب ہے کیونکہ نو مسلم کو احکام آہستہ آہستہ بتلائے جاتے ہیں۔

جواب خامس: ..... الان تطوع کا ذکر صیام رمضان اور صدقہ فطر کے بارے میں بھی آتا ہے اور صدقہ فطر بالا جماع واجب ہے تو جیسے صدقہ فطر دیگر دلائل سے واجب ہے ایسے ہی وتر بھی دیگر دلائل سے واجب ہیں۔



سوال: ..... آپ نے کہا کہ مستثنیٰ متصل ہے تو نفل تو شروع کرنے سے واجب ہوتے ہیں فرض تو نہیں ہوتے جبکہ دوسری نمازیں فرض ہیں تو استثناء متصل تو نہ ہوا؟

جواب: ..... اتحاجض باعتبار عمل کے ہے کیونکہ واجب عمل کے لحاظ سے فرض ہے تو نفل کا وجوب بالشروع فرض اعتقادی تو نہیں ہے لیکن فرض عملی ہے۔

سوال: ..... جب استثناء منقطع بن سکتا ہے اور سب بناتے ہیں تو تم کیوں نہیں بناتے یہ تو تعصب ہے؟

جواب: ..... جب اور دلائل سے بھی وجوب نفل بالشروع کا ثبوت ہے تو تعصب پر محمول نہیں کرنا چاہیے بلکہ تائید پر محمول کرنا چاہیے۔

ذکر لہ رسول اللہ ﷺ: ..... یہ راوی کی احتیاط ہے راوی کو الفاظ بھول گئے تو احتیاطاً یہ کہہ دیا۔

الا ان تطوع: ..... سوال: زکوٰۃ کے بارے میں جب ہل علیٰ غیر ہا سے سوال کیا تو یہاں پر آپ نے الا ان تطوع کے ترجمہ میں شروع کرنے کے معنی کیوں نہیں لیے؟

جواب: ..... اس فعل میں امتداد نہیں ہے کیونکہ جب زکوٰۃ دے گا تو فعل پورا ہو جائے گا اس میں امتداد نہیں کہ شروع کرے اور پھر ابھی پورا کرنے سے پہلے درمیان میں چھوڑنے کی گنجائش ہو۔

لا ازید علی هذا ولا انقص: ..... اشکال: اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ زیادة کا حکم نازل ہوا تو بھی نہیں مانے گا۔

جواب اول: ..... مطلب یہ ہے کہ من حیث الفرض زیادہ نہیں کروں گا اور کی بھی نہیں کروں گا۔

جواب ثانی: ..... یہ مبلغ تھا قوم کی طرف سے آیا تھا تو کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی نہیں کروں گا۔

جواب ثالث: ..... قائل نے لغوی معنی مراد نہیں لئے بلکہ یہ عہد اطاعت سے کنایہ ہے جیسے دوکان پر چیز

خریدنے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کچھ کمی بیشی نہیں ہوگی یعنی بات پکی ہے۔ اس سے آپ کو آیت کی تفسیر سمجھ آ جائے

گی۔ ﴿اِذَا جَاءَ اَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ حالانکہ استقداً محال ہے تو جواب یہی ہے کہ

یہ محاورہ کے طور پر ہے اس کا ایک اور جواب یہ بھی ہے کہ ﴿لَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾، ﴿اِذَا جَاءَ﴾ کے نیچے نہیں ہے جب

﴿اِذَا جَاءَ اَجْلُهُمْ، لَا يَسْتَأْخِرُونَ﴾ کہا تو سوال ہوا کہ کیا تقدیم بھی نہیں ہو سکتی تو فرمایا تقدیم بھی نہیں ہو سکتی۔

افلح ان صدق: ..... بعض روایات میں شرط نہیں ہے تو بظاہر تعارض ہوا؟

جواب اول: ..... فلاح کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ فلاح کامل ۲۔ فلاح مطلق یہ شرط فلاح کامل کے اعتبار سے ہے۔

جواب ثانی: ..... دو حالتیں ہوتی ہیں ۱۔ حالت موجودہ ۲۔ حالت مستقبلہ۔ حالت موجودہ کے لحاظ سے بلا شرط ہے اور حالت مستقبلہ کے لحاظ سے بالشرط ہے۔

سوال: ..... ایک اور روایت میں افلح وابیہ ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ((من حلف بغیر اللہ فقد کفر و اشرك)) نیز فرمایا لا تحلفوا بآبائکم ۲۔

جواب اول: ..... یہ واقعہ قبل ممنوعیت حلف بغیر اللہ کا ہے۔

جواب ثانی: ..... حذف مضاف ہے افلح و رب ابیہ قائل اور فاعل کے بدلنے سے کلام کی توجیہ بدل جاتی ہے۔

جواب ثالث: ..... ایک قسم لغوی ہے دوسری قسم شرعی ہے۔ قسم شرعی جس میں قسم کا ارادہ بھی ہو اور الفاظ بھی جبکہ قسم لغوی یا عرفی میں الفاظ تو قسم کے ہوں ارادہ نہ ہو اس کو یمن لغوی بھی کہتے ہیں مختصر جواب یہ ہے کہ یمن لغوی پر محمول ہے۔

جواب رابع: ..... ہر جگہ واؤ قسم کے لیے نہیں ہوتی لہذا یہاں واؤ قسمیہ نہیں ہے بلکہ استشہاد یہ ہے و اشہد ابیہ نہ کہ اقسام ابیہ۔

(۳۵)

### ﴿ باب اتباع الجنائز من الایمان ﴾

جنائز کے ساتھ جانا ایمان میں داخل ہے

(۳۵) حدثنا احمد بن عبد الله بن علي المنجوفي قال حدثنا روح قال حدثنا عوف
هم سے احمد بن عبد اللہ بن علی منجوفی نے بیان کیا، ہم سے بیان کیا روح نے کہا ہم سے بیان کیا عوف نے انھوں نے
عن الحسن ومحمد عن ابی هريرة أن رسول الله ﷺ قال من اتبع جنازة مسلم
حسن اور محمد سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے
ایمانا و احتسابا و کان معه حتی یصلی علیہا ویفرغ من دفنہا فانہ یرجع من الاجر بقیراطین
ایمان کے ساتھ کراؤ ثواب کی نیت سے۔ اور نماز اور دفن سے فراغت تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا
کل قیراط مثل احد ومن صلی علیہا ثم رجع قبل ان تدفن
ہر قیراط اتنا بڑا ہوگا جیسے احد کا پہاڑ، اور جو کوئی شخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ جائے
فانہ یرجع من الاجر بقیراط، تابعہ عثمان المؤذن قال حدثنا عوف
تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا مدوح کے ساتھ اس حدیث کو عثمان مؤذن نے بھی روایت کیا، کہا ہم سے بیان کیا عوف نے

عن محمد عن ابى هريرة عن النبى ﷺ نحوه ۱  
 انھوں نے محمد ان سیرین سے سنا، انھوں نے ابو ہریرہؓ سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے گزشتہ روایت کی طرح

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... غرض بخاریؒ یہ ہے کہ اتباع جنازہ بھی ایمان کا شعبہ ہے۔

والمشى عندنا خلف الجنائز اولی لانه للتعظیم وعند الشافعی امامها اولی لانه للشفاعة ۲

ایمانا و احتسابا : ..... اس پر تقریر گزر چکی ہے کہ جنازہ پڑھنے کے لئے نیت خالص ہونی چاہئے۔

اخلاص نیت پر ایک واقعہ : ..... ایک بزرگ کا جنازہ تھا دوسرے بزرگ جنازے کے لیے گئے مگر جنازہ میں شریک نہیں ہوئے پوچھا گیا تو بتلایا کہ نیت سیدھی نہیں تھی اور میں نیت سیدھی کرتا رہا اس لیے جنازے میں شریک نہ ہو سکا۔ یہ غالباً علامہ ابن سیرینؒ کا واقعہ ہے۔

مسئله مختلف فیه : ..... یہ ہے کہ جنازہ سے آگے چلنا چاہیے یا پیچھے۔ من اتبع سے معلوم ہوا کہ پیچھے چلنا چاہیے۔ اسی طرح الجنائز متبوعة سے بھی معلوم ہوا، جو کہ دوسری حدیث میں ہے، خفیہؒ اسی کے قائل ہیں، شوافع کے نزدیک جنازے کے آگے چلنا چاہیے۔

(۳۶)

### ﴿باب خوف المؤمن ان یحبط عمله وهو لا یشعر﴾

مومن کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں اسکے عمل مٹ نہ جائیں اور اس کو خبر نہ ہو

وقال ابراهيم التيمي ما عرضت قولی علی عملی الا خشيت  
 اور ابراہیم تیمیؒ نے کہا (رحمۃ اللہ علیہ) میں نے اپنی گفتار اور کردار کو جب ملایا تو مجھ کو ڈر ہوا  
 ان اکون مکذبا وقال ابن ابی ملیکة ادرکت ثلثین من اصحاب النبى ﷺ  
 کہ کہیں میں (شریعت کے) جھٹلانے والوں (کافروں) میں سے نہ ہوں۔ اور ابن ابی ملیکہؒ نے کہا کہ میں حضور ﷺ کے تیس صحابہؓ سے ملا  
 کلهم یخاف النفاق علی نفسه مامنهم احد یقول انه علی ایمان جبریل ومیکائیل  
 ان میں ہر ایک کو اپنے آپ پر نفاق کا ڈر لگا ہوا تھا، ان میں سے کوئی نہ کہتا تھا کہ میرا ایمان جبریل یا میکائیل کے ایمان کا سا ہے  
 ویذکر عن الحسن ماخافه الامومن ولا امنه الامنافق  
 اور حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ نفاق سے وہی ڈرتا ہے جو مومن ہوتا ہے اور اس سے نڈر وہی ہوتا ہے جو منافق ہے

وما يحذر من الاصرار على القتال والعصيان من غير توبة لقول الله تعالى

اس باب میں آپس کی لڑائی اور گناہ پر اڑے رہنے اور توبہ نہ کرنے سے بھی ڈرایا گیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ)

اور وہ اپنے (برے) کام پر جان بوجھ کر نہیں اڑتے۔



(۴۶) حدثنا محمد بن عرعة قال حدثنا شعبة عن زبيد قال سألت ابا وائل

ہم سے بیان کیا محمد بن عرعةؒ نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہؒ نے، انھوں نے زبید (ابن حارثؒ) سے کہا میں نے ابو وائلؒ

عن المرجئة فقال حدثني عبد الله ان النبي ﷺ

سے مرجئہ کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا مجھ سے عبد اللہ ابن مسعودؒ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے

قال سباب المسلم فسوق وقتاله كفر

فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے۔



(۴۷) حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا اسمعيل بن جعفر عن حميد عن انس

ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعیدؒ نے، کہا ہم سے بیان کیا اسمعیل بن جعفرؒ نے، انھوں نے حمیدؒ سے انھوں نے انسؒ سے

قال اخبرني عبادة بن الصامت ان رسول الله ﷺ خرج يخبر بليلة القدر

کہا مجھ کو خبر دی عبادہ بن صامتؒ نے کہ آنحضرت ﷺ (اپنے حجرے سے) نکلے (دونوں کو) شب قدر بتانا چاہتے تھے

فتلاحي رجلا من المسلمين فقال اني خرجت لاخبركم بليلة القدر

(اور دونوں کو بتاتے ہوئے) اتنے میں دو مسلمان لڑ پڑے، آپ نے فرمایا میں تو اس لیے باہر نکلا تھا کہ تم کو شب قدر بتاؤں

وانه تلاحي فلان وفلان فرفعت وعسى ان يكون خيرا لكم ، التمسوها في السبع

اور فلاں فلاں آدمی لڑ پڑے تو وہ (بہتر نہ ہوئے) اٹھالی گئی، اور شاید اسی میں تمہاری کچھ بہتری ہو (اب) تم اسے ساتیس

والتسع والخمس

اتیس اور پچیس رمضان کی راتوں میں تلاش کرو۔

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ربط: ..... یہاں سے امام بخاریؒ ایمان کو بیان کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے زیادہ تر مکملات ایمان کا بیان تھا۔ گویا اس باب کا تعلق کفر دون کفر اور ظلم دون ظلم سے ہے۔

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ کی غرض اس سے مرجمہ کی رد ہے جو کہ اس بات کے قائل ہیں کہ معصیت ایمان کے ساتھ نقصان دہ نہیں ہے جیسا کہ کفر کے ساتھ نیکی فائدہ مند نہیں ہے۔ تو ترجمہ کا مقصد یہ ہوا کہ معصیت، ایمان کے ساتھ نقصان دہ ہے۔

وهو لا يشعر: ..... اس جملہ کی دو تفسیریں ہیں۔

۱: اس طرف اشارہ ہے کہ بسا اوقات انسان کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ مجھ سے گناہ ہوا ہے۔

۲: گناہ کا تو علم ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس گناہ سے میرا ایمان باقی رہے گا یا چلا جائے گا۔ (بعض اوقات انسان کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے لئے کرتا ہے لیکن اس میں کوئی ایسا نفسانی امر شامل ہو جاتا ہے جو ثواب سے محروم کر دیتا ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

مسئله: ..... وهو لا يشعر اس سے علماء کرام نے علم الکلام کا مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ بے شعوری میں اگر کلمہ کفر کہہ لے تو کافر ہو گا یا نہیں؟ علامہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ کلمات کفر جب قصد کے ساتھ کہے جائیں تو کفر ہے اور اگر بلا قصد کہے جائیں تو کفر نہیں۔ علامہ کرمانیؒ نے علامہ نوویؒ پر رد کیا ہے اور فرمایا کہ کلمات کفر کے کہنے سے کافر ہو جاتا ہے خواہ قصد و خبر کے ساتھ کہے یا بغیر قصد و خبر کے کہے، یہی جمہورؒ کی رائے ہے امام بخاریؒ نے اسی قول ثانی کی تائید فرمائی چنانچہ وهو لا يشعر بڑھا کر اسی کی طرف اشارہ فرمایا:

واقعه: ..... شیخ عبد اللہ اندلسیؒ حج کو جا رہے تھے دیکھا کہ عیسائی صلیب کو پوج رہے ہیں تو کہا یہ کیسے بے وقوف ہیں۔ دل میں تحقیر آئی تو حیل عمل ہو گیا۔ آگے لڑکیاں کنویں پر پانی پی رہی تھیں ایک لڑکی پر عاشق ہو گئے۔ اس کے باپ کو کہا کہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ باپ نے تین شرطیں لگائیں۔ (۱) لبس صلیب (۲) خزیروں کا ریوز چرانا (۳) توہین قرآن۔ پہلی دو باتیں قبول کر لیں۔ دو مرید حال دیکھنے آئے، خنزیر چرا رہے تھے، شاگردوں نے شیخ سے سوال کیا! قرآن یاد ہے؟ کہا ایک آیت یاد ہے ﴿يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ﴾۔ احادیث کے بارے میں پوچھا تو فرمایا ایک حدیث یاد ہے ((من بدل دينه فاقتلوه)) شاگردوں (مریدوں) نے کہا! ہمارے ساتھ چلو، کہا میں تمہارے کام کا نہیں ہوں! گڑگڑا کر انہوں نے دعا کی، اللہ پاک نے شیخ کو واپس کر دیا۔

ترجمہ ثانیہ: ..... وما يحذر من الاصرار على القتال والعصيان بغیر توبہ کے اگر کوئی شخص گناہ کرتا رہتا ہے تو اصرار سے ڈرایا جائے گا۔ پہلے ترجمہ کا حاصل یہ ہے کہ صالحین بے فکر نہ ہو جائیں دعوے میں مبتلا نہ

ہو جائیں، ان کو ڈرنا چاہیے کہ عمل ضبط نہ ہو جائے۔ دوسرے ترجمہ کا مقصد طالحین کو توبہ کی ترغیب دلانا کہ گناہوں پر اصرار نہ کریں۔ خلاصہ دونوں کا ایک ہے کہ معصیت نقصان دہ ہے اور مرجہ کی رد ہے۔

### دلائل مرجہ

اول: ..... ان کی دلیل عقلی ہے کہ جیسے کفر کے ساتھ طاعت فائدہ مند نہیں ہے ایسے ہی ایمان کے ساتھ معصیت نقصان دہ نہیں ہے۔

جواب: ..... یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ کفر کے ساتھ طاعت تخفیف عذاب کا فائدہ دیتی ہے یا اس دنیا میں نعمتیں مل جاتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے ہلکا عذاب میرے چچا ابوطالب کو ہوگا آگ کے دلدل میں ہوں گے یا جوتے پہنائے جائیں گے جس سے دماغ ابلے گا یہ تخفیف صرف آپ ﷺ سے محبت کی وجہ سے ہے۔

اعتراض: ..... قرآن پاک میں ﴿فَلَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ﴾ ہے تو تعارض ہوا؟

جواب اول: ..... بتلا بہ کو تخفیف کا احساس نہیں ہوگا لیکن سبنا ہلکا ہو جائے گا۔

جواب ثانی: ..... رفع تعارض کے لیا آیت کا مطلب سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ عذاب مجوزہ (تجويز شدہ) میں تخفیف نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں پہلے ہی سے مناسب عذاب دیں گے۔

دلیل ثانی: ..... جب ایمان اندر ہے تو دوزخ میں نہیں جاسکتا۔ کیونکہ ایمان دوزخ کے منافی ہے، بڑی ذات کا کلمہ پڑھنے والا جہنم میں جائے یہ ایمان کی شان کے خلاف ہے۔

جواب اول: ..... ایمان کا عمل قلب ہے تو دل تک آگ نہیں پہنچے گی۔ باقی جن کے دلوں میں ایمان نہیں ہوگا ان کے دلوں تک پہنچے گی ﴿تَطَّلِعُ عَلَى الْفِتْنَةِ﴾

جواب ثانی: ..... عاصی کو جب تہذیب کے لیے داخل کیا جائے گا تو ایمان نکال کر رکھ لیا جائے گا کافروں کا داخلہ تعذیب کے لیے اور مؤمنوں کا داخلہ تہذیب کے لئے ہوگا۔ حضرت مدنی سے منقول ہے کہ اس مسئلہ میں شرح صدر نہیں ہوتا تھا کہ ایمان نکال لیا جائے گا۔ پھر جب باہر نکالیں گے تو ایمان داخل کر دیا جائے گا۔ فرمایا ایک مرتبہ انگریز کے خلاف تقریر کی تو جیل میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا کہ جیل کے کپڑے پہن لیں اور اپنے کپڑے اتار دیں ایسے ہی پڑے رہیں گے واپسی پر آپ کو پہننے کے لیے دے جائیں گے تو اس مسئلہ کی بھی سمجھ آ گئی، شرح صدر ہو گیا۔

قال ابراهيم التيمي: ..... یہاں سے امام بخاری دلائل شروع کر رہے ہیں اور یہ پہلی دلیل ہے۔

ما عرضت قولی: ..... قولی سے مراد عقیدہ ہے یا وعظ ہے۔

الاحشيت ان اکون مكدبا: ..... مکذباً فاعل کا صیغہ ہے یا مفعول کا صیغہ ہے؟ اس کی تین تفسیریں کی جاتی ہیں۔

**تفسیر اول:**..... مجھے ڈر ہے جب میں وعظ کرتا ہوں اور اس پر عمل نہیں کرتا کہ نفس کو جھٹلانے والا نہ بن جاؤں۔

**تفسیر ثانی:**..... جب میں کہتا ہوں کہ مؤمن ہوں اور حقیقت میں ایمان نہ ہو تو مجھے خطرہ ہے کہ اپنے آپ کو جھٹلانے والا نہ بن جاؤں، ان دونوں صورتوں میں یہ فاعل کا صیغہ ہے۔

**تفسیر ثالث:**..... یا اس کو مفعول مانیں کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں جھٹلایا نہ جاؤں کہ وعظ تو فلاں کیا اور عمل نہ کیا۔ یہ سب تواضع پر محمول ہے۔

واعظان کہ جلوہ برمحراب ومنبر می کنند ﴿﴾ چوں بخلوت می رسند آن کار بیگرمی کنند

**قال ابن ابی ملیکۃ الخ:**..... یہ غایت ورع اور خوف کا اثر تھا۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا عام حال یہ تھا کہ ڈرتے تھے کہ نفاق عملی کا الزام اللہ پاک کی بارگاہ میں ان پر نہ آ جائے اس کا اثر یہ تھا کہ وہ بہت محتاط زندگی گزارتے تھے اور ہر وقت اخلاص کی راہ تلاش کیا کرتے۔

**سوال:**..... کس نفاق کا خوف تھا؟ نفاق تو واضح چیز ہے جب ان کا عقیدہ درست ہے اللہ پاک کو ایک مانتے ہیں تو پھر کس نفاق کا خوف ہے؟

**جواب:**..... نفاق چار قسم پر ہے۔ ۱۔ نفاق اعتقادی: اس کا خوف نہیں تھا ۲۔ نفاق عملی: نفاق ہے اس کا بھی خوف نہیں تھا ۳۔ نفاق حالی: یعنی تغیر حالت اس کا خوف تھا کہ جو کہ نہ کفر ہے اور نہ نفاق ہے ۴۔ نفاق دلالی:..... کہتے ہیں کہ دل میں محبت ٹھانھیں مار رہی ہو اور اوپر سے اسکے خلاف ظاہر کیا جائے اسکو ہماری اصطلاح میں ناز کہتے ہیں مثلاً دلہن کا شوہر کے گھر روانہ ہوتے وقت رونا، لیکن اندر سے خوش ہوتی ہے لہذا اس کو نفاق کہا جاتا ہے۔ عن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ انی لاعلم اذا كنت عنی راضیۃ واذا كنت علی غضبی قالت فقلت من این تعرف ذلک فقال اما اذا كنت عنی راضیۃ فانک تقولین لا ورب محمد واذا كنت غضبی قلت لا ورب ابراہیم قالت قلت اجل واللہ یا رسول اللہ ما اہجر الا اسمک ۲

﴿﴾ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حضرت حظلہؓ ملے رو رہے تھے پوچھا کیا بات ہے؟ کہا جب حضور ﷺ کے پاس ہوتے ہیں تو حالت اور ہوتی ہے اور بیوی بچوں کے پاس ہوتے ہیں تو اور حالت ہوتی ہے۔ نافع حظلہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا حالت تو میری بھی یہی ہے دونوں آپ ﷺ کے پاس آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ((ساعة هذه وساعة هذه)) مامنہم احد يقول انه علی ایمان جبریل ومیکائیل:..... یعنی جس طرح جبریلؑ اور میکائیلؑ کے ایمان میں جزم ہے اور جیسے ان کے ایمان کو نفاق عارض نہیں ہو سکتا ایسا ہی ان کے ایمان کو بھی نفاق عارض نہیں ہو سکتا، بلکہ ایسا نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کا مقصود اس جملہ سے کیا ہے اس میں تین قول ہیں۔

القول الاول: ..... بعض نے کہا کہ امام بخاریؒ نے مرجع کی رد کی ہے کہ صدیقین اور غیر صدیقین کا ایمان ایک ہے۔

القول الثاني: ..... بعض نے کہا کہ یہ امام اعظمؒ پر تعریض ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا یمانی کا ایمان جبریل و میکائیل۔

جواب: ..... امام اعظم ابو حنیفہؒ سے تین قسم کی روایتیں منقول ہیں۔

۱..... اومن کا ایمان جبریل و میکائیل لا مثل ایمان جبریل و میکائیل۔

۲..... اکرہ ان اقول ایمانی کا ایمان جبریل و میکائیل بل اومن بما امن به جبریل و میکائیل

۳..... ایمانی کا ایمان جبریل و میکائیل یہ تیسری روایت غیر تام ہے مکمل بات کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ ہم کہیں گے کہ امام بخاریؒ کو پوری بات نہیں پہنچی۔

شرح قول الامام ابی حنیفہؒ: ..... دو چیزیں ہیں جن کا سمجھنا اہم ہے ۱۔ کیفیت ایمان ۲۔ مومن بہ۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ مومن بہ کے لحاظ سے تشبیہ دے رہے ہیں نہ کہ کیفیت ایمان کے لحاظ سے۔ کہ جتنی چیزوں پر ایمان لانا جبریل اور میکائیل کے لیے ضروری ہے اتنی ہی چیزوں پر ایمان لانا ابو حنیفہؒ کو بھی ضروری ہے ابو بکر صدیقؓ کو بھی انہی چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے لا مثل ایمان جبریل و میکائیل۔ البتہ کیفیت ایسی نہیں ہے جیسی جبریل و میکائیل کے ایمان کی۔

القول الثالث: ..... بعض نے کہا کہ اس جگہ ایک اختلافی مسئلہ بیان کرنا مقصود ہے جو کہ ائمہ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ امام بخاریؒ جمہور کی طرف سے امام صاحب کی رد کرتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو انا مومن کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں قطعاً دعویٰ کر سکتا ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ ان شاء اللہ کے ساتھ کہہ سکتا ہے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ان شاء اللہ کے ساتھ نہ کہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اپنے ایمان میں شک ہے اور شک کے ساتھ ایمان قبول نہیں ہوتا تو امام بخاریؒ ابن ابی ملیکہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں ۳۳ صحابہ کرامؓ سے ملا کوئی بھی ایمان کا دعویٰ نہیں کرتا تھا بلکہ ہر ایک نفاق سے ڈرتا تھا۔

جواب: ..... جواب علی سبیل المحاکمہ ہے ایک ہے حالت موجودہ راہنہ۔ حالت موجودہ کے اعتبار سے اس کو بلا تردد کہنا چاہیے دوسری ہے حالت مستقبلہ۔ حالت مستقبلہ کے لحاظ سے ان شاء اللہ کہنا چاہیے تو امام صاحبؒ کا قول حالت موجودہ کے لحاظ سے ہے۔ اور جمہور آئمہ کا قول حالت مستقبلہ کے لحاظ سے ہے۔

واقعہ: ..... حضرت مولانا اسعد مدنیؒ نے حضرت مدنیؒ کے حوالہ سے ایک مرتبہ ترک عالم کا قصہ سنایا کہ حدیث پڑھاتے ہوئے کبھی آہ بھر کر کہتے کہ چرواہا بازی لے گیا۔ شاگردوں کے پوچھنے پر بتایا کہ ایک دفعہ مجھے اور ایک



چرواہے کو شب قدر نصیب ہوئی دونوں نے دعا کی چرواہے نے دعا مانگی اے اللہ ایمان کے ساتھ کلمہ پڑھتے ہوئے دنیا سے لے جا۔ چنانچہ وہ میرے سامنے کلمہ پڑھتے ہوئے فوت ہو گیا میں نے دعا کی کہ اے اللہ! حلقہ درس وسیع کر دے۔ میرا حلقہ درس تو بہت وسیع ہو چکا ہے لیکن خاتمہ کی سوچتا ہوں تو کہتا ہوں کہ چرواہا بازی لے گیا۔

ویدکر عن الحسن ماخافه الامؤمن:..... خافہ کی ضمیر میں دو احتمال ہیں ۱۔ اللہ تعالیٰ ۲۔ نفاق جس کے پاس کچھ ہو وہی ڈرتا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اسے کیا ڈر ہے۔

لنگکے	زیرو	لنگکے	بالا	نے	غم	دزدو	نے	غم	کالا
-------	------	-------	------	----	----	------	----	----	------

گناہوں پر اصرار نہ ہونا چاہیے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا قول ماصر من استغفر توبہ سے اصرار زائل ہو جاتا ہے اور اصرار سے ایمان کے زائل ہونے کا خوف ہے اور توبہ تین حرفوں کا نام نہیں صرف لفظ توبہ بول دینا اور چھوڑنے کا ارادہ نہ کرنا یہ استہزاء ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ((التوبة الندم))

توبہ کے ارکان:..... توبہ کے تین رکن ہیں ۱۔ گزشتہ پرندامت ہو ۲۔ معافی کی طلب ہو ۳۔ آئندہ نہ کرنے کا عزم، میں کہا کرتا ہوں آجکل دعا بھی مذاق ہے ہم دعائیں پڑھتے ہیں کرتے نہیں۔

حدثنا محمد بن عروعة:..... المرجئة: مرجہ ایک فرقہ ہے جو مرجہ کے لقب سے ملقب ہے ان کو مرجہ کہنے کی دو وجہیں ہیں ۱۔ چونکہ یہ لوگ عمل کو ایمان سے مؤخر کرتے ہیں اور غیر ضروری قرار دیتے ہیں ۲۔ یبالغون فی الرجاء اور وہ (مبالغہ فی الرجاء) یہی ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نقصان دہ نہیں ہے۔

مرجئہ کی اقسام:..... مرجہ کی دو قسمیں ہیں ۱۔ مرجہ اعتقادی جو اعتقاد اعمال کو غیر ضروری سمجھتے ہیں ۲۔ مرجہ عملی جو اعمال کو ایمان کا جز نہیں مانتے ایمان سے مؤخر مانتے ہیں۔

تعبیر ثانی:..... یا یوں کہہ لیں کہ مرجہ دو قسم پر ہیں ۱۔ مرجہ بدعی۔ جن کا عقیدہ ہے کہ اعمال ضروری نہیں ۲۔ مرجہ سنی۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اعمال ایمان کا جز نہیں اور اعمال کو ایمان سے مؤخر مانتے ہیں البتہ ضروری مانتے ہیں۔ لفظ کے التباس کی وجہ سے معنی کا التباس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حنفیہ میں سے کسی سے منقول نہیں کہ وہ اعمال کو غیر ضروری سمجھتے ہوں۔ بعض نے حنفیہ کو مرجہ کہا ہے تو مذکورہ طریقہ پر فرق واضح ہو چکا۔

سباب المسلم فسوق:..... اس سے ثابت ہوا کہ عمل ضروری ہے اور معصیت سے ایمان کو نقصان ہوتا ہے ورنہ آپ ﷺ یہ ارشاد نہ فرماتے اسی طرح وقتالہ کفر ہے۔

سوال:..... مرجہ کی رد تو ہوگی لیکن خارجیہ کی تائید ہوگی کیونکہ وہ کبیرہ سے دخول فی الکفر کے قائل ہیں؟  
جواب:..... اس کی مختلف توجیہات ہیں ۱۔ تغلیظاً بولا گیا ۲۔ مفضی الی الکفر ہو جائے گا ۳۔ تشبیہاً ہے ۴۔ مستحل پر محمول ہے جو مومن کو من حیث المومن قتل کرنا حلال سمجھتا ہو یہ وعید اس کے بارے میں ہے۔

یخبیر بلیلة القدر:..... لیلة القدر سارے سال میں گھومتی ہے یا رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہے؟  
۱۔ بعض حضرات کا مذہب یہ ہے کہ خاص تو نہیں لیکن اکثر رمضان میں ہوتی ہے۔

۲۔ بعض کے نزدیک رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہے ان کے پھر دو قول ہیں ۱۔ پورے رمضان میں ہو سکتی ہے اور اکثر عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے ۲۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ عشرہ اخیرہ میں ہی ہوتی ہے پھر ان میں سے طاق راتوں میں۔ زیادہ مشہور ستائیسویں رات ہے۔ ۲۷ کی تعین بالخص نہیں ہے لیکن بزرگوں کے مشاہدات اسی رات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

فتلا حی ر جلان:..... مراد کعب بن مالکؓ اور عبد اللہ بن حدرؤ ہیں، یہ دونوں جھگڑ پڑے، ان کا قرض کا جھگڑا تھا۔ حضور ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کعب سے فرمایا آدھا لے لے اور عبد اللہ کو فرمایا آدھا دیدے۔  
فرفعت:..... اس کی ایک تفریح شیعہ نے کی کہ رات ہے ہی نہیں، سرے سے اٹھالی گئی لیکن یہ صحیح نہیں ہے رفعت کا معنی رفعت تعینہا ہے قرینہ التمسوہا ہے۔

عسلی ان یکون خیرا لکم:..... سوال: چھپانے میں کیا خیر ہو سکتی ہے؟  
جواب:..... جب طالبین تلاش میں زیادہ کوشش کریں گے تو ثواب زیادہ ہوگا۔ مختصر لفظ میں عرض کروں کہ اس کے چھپانے میں عاشقوں کے لیے بیداری ہے۔ فاسقوں کے لیے ستاری ہے، عاشق کوشش کڑے کے ہر رات عبادت کریں گے ہم جیسے گناہگاروں کے لیے ستاری ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ شب قدر ہو اس طرح گناہوں سے بچیں گے۔  
التمسوہا فی السبع والتسع والخمس:..... سوال: دوسری روایت میں التمسوہا فی العشر الاواخر کا ذکر ہے تو دونوں روایتوں میں تعارض ہوا؟

جواب اول:..... تعارض نہیں ہے اس لیے کہ مقصد یہ ہے کہ مہینہ کے آخر میں تلاش کرو۔ اب مہینے کی تقسیم کبھی عشر سے ہوتی ہے اور کبھی اسبوعات سے۔ جب سبع کہا تو مراد سبع اخیر ہے تسع بولا تو مراد تسع اخیر ہے علیٰ هذا القیاس۔  
جواب ثانی:..... اگر تعارض مان بھی لیں تو رفع تعارض کی صورت یہ ہے کہ ان کے ساتھ عشرین کا لفظ بھی لگا دیا جائے تو اس سے اخیر عشرہ کی طاق راتوں کی طرف اشارہ ہوگا۔  
انطباق:..... انطباق کی دو صورتیں ہیں۔

الصورة الاولى:..... دوسری حدیث پہلے ترجمہ کے مطابق ہے کہ جس طرح لیلة القدر کی تعین ایک گناہ کی وجہ سے اٹھ گئی اسی طرح ایمان بھی اٹھ سکتا ہے اور دوسری حدیث ((سباب المسلم فسوق وقتاله کفر)) کا تعلق

دوسرے ترجمہ سے کرو وما يحذر من الاصرار على القتال والعصيان.

الصورة الثانية: ..... اب میں ترقی کر کے کہتا ہوں دونوں سے دونوں ثابت ہیں اور یہ تبرع ہے ورنہ پورے باب سے ترجمہ ثابت ہو جائے تو کافی ہے سبب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ قال کفر کا سبب بنتا ہے اور کفر سے حیط اعمال ہو جاتا ہے اور دوسری حدیث دوسری ترجمہ سے اس طرح منطبق ہے کہ تلاخی کبھی قال کا سبب بن جاتی ہے تو تنازع سے روک دیا گیا تاکہ قتال کی نوبت نہ آئے تو وما يحذر من القتال کے ساتھ بھی انطباق ہو گیا۔

(۳۷)

باب سؤال جبریل النبی ﷺ عن الایمان  
والاسلام والاحسان وعلم الساعة  
حضرت جبریل کا آنحضرت ﷺ سے پوچھنا کہ ایمان کیا ہے  
اسلام کیا ہے اور قیامت جانتے ہو (کب آئیگی؟)

وبیان النبی ﷺ له ثم قال جاء جبریل علیه السلام يعلمکم دینکم  
اور آنحضرت ﷺ کا (ان باتوں کو) ان سے بیان کرنا، پھر یہ فرمانا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہارا دین تم کو سکھانے آئے تھے  
فجعل ذلك دینا وما بین النبی ﷺ لوفد عبد القیس  
تو آنحضرت ﷺ نے ان سب باتوں کو دین فرمایا، اور اس باب میں اس کا بھی بیان ہے جو آپ ﷺ نے عبد القیس (قیہ) کے  
من الایمان و قوله تعالى (وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ) ﴿۳۷﴾  
پیغام پہنچانے والوں کو ایمان کے معنی بتلائے اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ آل عمران میں) فرمان اور جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا کوئی  
دین چاہے تو ہرگز قبول نہ ہوگا اس کی طرف سے۔



(۳۸) حدثنا مسدد قال حدثنا اسمعيل بن ابراهيم اخبرنا ابو حيان التميمي عن

ہم سے بیان کیا مسدد نے کہا ہم سے بیان کیا اسمعيل بن ابراہیم نے، کہا ہم کو خبر دی ابو حیان تمیمی نے، انھوں نے  
ابی زرعة عن ابی ہريرة قال کان النبی ﷺ بارزاً یوما للناس  
ابو زرعة سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے، انھوں نے کہا (۳۸) ایک دن آنحضرت ﷺ لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے

فاتاه رجل فقال ما الايمان قال ان تؤمن بالله وملائكته
اتن في ايك شخص آيا اور پوچھنے لگا ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں کا
وبلقائه ورسله وتؤمن بالبعث قال ما الاسلام؟
اور اس سے ملنے کا اور اس کے پیغمبروں کا یقین کرے، اور مر کر جی اٹھنے کو مانے اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟
قال الاسلام ان تعبد الله ولا تشرك به وتقيم الصلوة وتؤدى الزكاة المفروضة
آپ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اللہ کو پوجے اس کے ساتھ شریک نہ کرے، نماز کو ٹھیک کرے اور فرض شدہ زکوٰۃ ادا کرے
وتصوم رمضان، قال ما الاحسان؟ قال ان تعبد الله
اور رمضان کے روزے رکھے، اس نے پوچھا احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کو ایسا (دل دے) پوجے
كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك قال متى الساعة؟
گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے، اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا خیال رکھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے اس نے کہا قیامت کب آئیگی؟
قال ما المسؤول باعلم من السائل وسأخبرك عن اشراطها
آپ ﷺ نے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا اور میں تجھ کو اس کی نشانیاں بتلاؤں دیتا ہوں
اذا ولدت الامة ربها واذا تناول رعاة الابل البهم في البیان
جب لوٹدی اپنے میاں کو جنے اور جب کالے اونٹ چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں ٹھونکیں (برے بن جائیں)
فی خمس لا يعلمهن الا الله ثم تلا النبي ﷺ
قیامت کا علم غیب کی ان پانچ باتوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر آنحضرت ﷺ نے (سورہ لقمان کی) یہ آیت پڑھی
(ان الله عنده علم الساعة) (الایہ) ثم ادبر فقال ردوه
بیشک اللہ ہی جانتا ہے قیامت کب آئیگی آخر آیت تک پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھر (برے بنے ملاؤ،
فلم يروا شيئا فقال هذا جبريل جاء يعلم الناس دينهم
(لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہ دیکھا، آپ نے فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام تھے، لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔
قال ابو عبد الله جعل ذلك كله من الايمان!
امام بخاریؒ نے کہا آنحضرت ﷺ نے ان سب باتوں کو (دین کہہ کر) ایمان میں شامل کر دیا

## تحقیق و تشریح

ترجمۃ الباب کی غرض :..... غرض مصنف میں دو تقریریں ہیں۔

تقریر اول :..... امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ دین، ایمان، اسلام شی واحد ہے۔ حدیث جبریلؑ میں آپ ﷺ نے فرمایا ((یعلمکم دینکم)) سوال ایمان و اسلام کے بارے میں تھا اور امام بخاریؒ نے جو آیت ذکر کی ہے اس میں بھی اسلام کو دین کہا ہے۔

تقریر ثانی :..... غرض رفع تعارض ہے کہ حضرت جبریلؑ نے ایمان، اسلام اور احسان کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا ((یعلمکم دینکم)) تو معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام دونوں پر دین کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے اور قرآن کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا﴾ کہ دین کا لفظ صرف اسلام پر بولا جاتا ہے رفع تعارض دو طریقے سے ہے۔

الوجه الاول :..... ایمان اور اسلام میں اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے کہ ایمان تصدیق باطنی مع انقیاد ظاہری کا نام ہے اور اسلام انقیاد ظاہری مع انقیاد باطنی کا نام ہے۔ توجب اتحاد ذاتی ہوا تو کہیں اکٹھے بھی ہو سکتے ہیں اور تغایر اعتباری ہے تو کہیں مقابلے میں بھی آسکتے ہیں علماء اس کو یوں تعبیر کرتے ہیں اذا اجتماعا فترقا و اذا افتراقا اجتماعا۔ توجب دونوں متقابل استعمال ہوں گے تو دونوں کے مختلف معنی مراد لیے جائیں گے اور اگر اکیلا لفظ ایمان یا اکیلا لفظ اسلام استعمال ہوگا تو وہاں اتحاد ذاتی ہوگا کہ اس لفظ سے دونوں مراد ہوں گے۔

نکتہ :..... لفظ وسط کے بارے میں آتا ہے الساکن متحرک و المتحرک ساکن کہ جب سین کے سکون کے ساتھ ہوگا تو متحرک اور اگر سین کی حرکت کے ساتھ ہوگا تو ساکن۔ یعنی کسی چیز کے بالکل بیچ کے ایک نقطے کو وسط بفتح السین کہتے ہیں ایسے کہا المتحرک ساکن اور کسی چیز کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کے علاقے کو وسط کہتے ہیں اسے کہا الساکن متحرک۔ جب وسط سین کے سکون کے ساتھ ہوگا تو اس کا مصداق بین الطرفين کئی ہو سکتے ہیں اور اگر وسط سین کی حرکت کے ساتھ ہوگا تو اس کا مصداق ایک ہی ہوگا یعنی عین درمیان۔

الوجه الثانی :..... ایک مقام درس ہے اور ایک مقام وعظ۔ مقام درس میں ایمان اور اسلام جدا جدا ہوتے ہیں اور مقام وعظ میں ایک ہی ہوتے ہیں۔ تو حضرت جبریلؑ علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے تو یہ مقام درس تھا تو یہاں پر ایمان اور اسلام کو جدا جدا بیان کر دیا اور قرآن کی آیت میں اکٹھا ہے تو وہ مقام وعظ ہے۔

سوال :..... جبریلؑ علیہ السلام نے یہ سوال کب کیا؟

جواب : ..... رائج یہ ہے کہ حجۃ الوداع کے بعد وفات سے چند ماہ قبل۔ چونکہ حجۃ الوداع میں اسلام مکمل ہو چکا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو بھیجا تا کہ اسلام کا خلاصہ صحابہ کرامؓ کو دہرایا جائے۔ جبریلؑ نے چار چیزوں کے بارے میں سوال کئے۔ (۱) ایمان (۲) اسلام (۳) احسان (۴) سائتہ۔

بارزا یوما للناس : ..... نمایاں ہو کر بیٹھے ہوئے تھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ تعلیم کے لیے بیٹھے تو نمایاں ہو کر بیٹھے۔ (معلم کے لیے نمایاں ہو کر بیٹھنا ثابت ہوا) اور کبھی ایسے بیٹھتے کہ آنے والوں کو پتہ ہی نہ چلتا تھا۔

ان تؤمن بالله : ..... حضرت جبریل علیہ السلام نے سوال کیا کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اَنْ تُوْمِنَ الْخِ اعْتِرَاضُ : ..... سوال میں تعریف پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے ایمان کی تعریف تو بتلائی نہیں اور اگر یہی تعریف ہے تو تعریف الشئ بنفسه لازم آئی۔

جواب اول : ..... مخاطب سائل کے منشاء کو سمجھ کر جواب دیتا ہے اور سائل کا منشاء حقیقت ایمان کا سوال نہیں ہے بلکہ مؤمن بہ کی تفصیل ہے چنانچہ آپ ﷺ نے مؤمن بہ کی تفصیل بیان کر دی۔

جواب ثانی : ..... منشاء ایمان کی تعریف ہی ہے۔ سوال میں ایمان اصطلاحی مراد ہے اور جواب اور معرف والی جانب میں ایمان لغوی مراد ہے یعنی تصدیق ہی ان تصدیق باللہ جیسا کہ قرآن مجید میں ہو مَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا اِی بِمُصْطَقٍ لَّنَا سوال : ..... ایمان باللہ کا کیا مقصد ہے؟

جواب : ..... اس بات کی تصدیق کہ اللہ واجب الوجود ہے تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے یعنی نہ اس نے کسی کو چنا ہے اور نہ وہ چنا گیا ہے۔

وملائکته : ..... ملائکہ، ملک (شیخ الاسلام) کی جمع، فرشتہ۔ ملک (بکسر اللام) بمعنی بادشاہ، یہ لفظ اَلُو کہ سے لیا گیا ہے۔ ملک اصل میں ملک تھا اور ملک اصل میں منلک تھا قلب مکانی ہوئی تو منلک ہوا۔ یروی والاقاعدہ جاری ہوا تو ملک ہو گیا کہ ہمزہ متحرک ماقبل ساکن، حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دی پھر ہمزہ گر گیا۔ (ملک کی جمع ملائکہ، ملک کی جمع ملوک اور ملک کی جمع املاک اور ملک کی جمع ممالک آتی ہے مرتب)

سوال : ..... ایمان بالملائکہ کا مطلب کیا ہے؟

جواب : ..... مطلب یہ ہے کہ ہو جسم نورانی یتشکل باشکال مختلفۃ لایدکرو لایؤنث پر ایمان لانا۔ قرآن میں ہے ﴿لَا یَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ﴾ ۱۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی ایسی مخلوق ہیں جو اس کے حکم پر کام کرتے ہیں اور سفراء الرحمن اور عباد مکرمون ہیں ۲۔

بلقائه: ..... یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے لقاء (ملاقات) ہوگی۔

سوال: ..... سائل سوال کرتا ہے کہ ایک شخص کیسے یقین رکھے کہ اللہ پاک کا دیدار ہوگا یا لقاء ہوگا جب کہ حسن خاتمہ کا پتہ نہیں؟

جواب اول: ..... نفس الامر میں لقاء ہوگا خاتمہ اگر اچھا ہوا تو بالفعل نصیب ہو جائے گا اور اگر خاتمہ اچھا نہ ہوا تو محروم رہے گا۔

جواب ثانی: ..... اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ انتقال من دار الدنيا الى دار الاخرہ پر ایمان لائے۔ ایک حدیث میں ہے (( من لم یومن بقلائی ولم یقع بعتائی ولم یرض بقضائی فلیطلب رباً سوأتی ))

### مسئلہ رؤیۃ باری تعالیٰ

رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہے لیکن اس دنیا میں وقوع نہیں ہے اسی لیے اس لقاء سے مراد رؤیت اخروی ہے حضور ﷺ کو معراج میں رؤیت نصیب ہوئی یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

جمہور محققین کے نزدیک رؤیت باری تعالیٰ ہوئی ہے لیکن اس کی کیفیت ﴿لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیْءٌ﴾ ہے کیونکہ رؤیت کے لئے حد اور حدود ضروری ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ رؤیت باری تعالیٰ رؤیت تجلیات ہے۔ آنحضرت ﷺ کو جو رؤیت حاصل ہوئی وہ عالم آخرت کی ہے اسی طرح مومنوں کو بھی حاصل ہوگی۔ معتزلہ انکاری ہیں۔

دلیل معتزلہ: ..... ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾

### دلائل جمہور

اول: ..... مفصل روایات میں آتا ہے ہل نوری رہنا کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا تم چاند کی طرح اللہ کو دیکھو گے کوئی مزاحمت نہیں ہوگی۔

ثانی: ..... قرآن پاک نے کفار کا خسران بتلاتے ہوئے ﴿کَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمْ یُحْجُوا نَۡوًا﴾ ۲ اگر مومنوں کو رؤیت نہ ہو تو ان کو پردہ میں رکھنے کا کیا فائدہ؟ فائدہ تو تب ہوگا جب مومنوں کو رؤیت حاصل ہو اور کافروں کو نہ ہو۔

دلیل معتزلہ کا جواب ۱: ..... الابصار پر الف لام عہدی ہے البصار دنیا مراد ہیں۔ ہم اخروی رؤیت کے قائل ہیں۔

جواب ۲: ..... آیت میں البصار کے مدرک ہونے کی نفی ہے اپنے مدرک ہونے کی نفی نہیں ہے۔ البصار کا مدرک نہ ہونا کسی مانع کی وجہ سے ہے جب وہ مانع زائل ہو جائے گا تو رویت ہوگی۔

جواب ثالث: ..... ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ ای بالاحاطة کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان اور مکانات سے پاک ہیں۔ واقعہ: ..... حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ نے یہاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ معتزلہ اس کے منکر ہیں تو اس کا جواب ایک عالم نے بڑی عمدگی سے نمشا دیا عالم نے معتزلہ سے کہا کہ اللہ پاک کا وجود مانتے ہو کہا مانتے ہیں! فرمایا باکمال مانتے ہو، کہا ہاں! پھر فرمایا باکمال چیز دیکھنے کو جی چاہتا ہے معتزلہ نے کہا ہاں! عالم نے فرمایا کہ جی چاہتا ہی امکان کی دلیل ہے محال کو دیکھنے کو جی نہیں چاہا کرتا۔

نصیحت اساتذہ: ..... ہمارے اساتذہ نے ہمیں ایک نصیحت کی تھی کہ جوابات جس سے سنی ہو اسی کے حوالہ سے بتلایا کرو اس سے علم میں برکت ہوگی ورنہ تدلیس کی صورت ہے۔ اگر یہ مسئلہ ہم اپنی طرف سے بھی کہہ دیتے تو آپ سمجھتے کہ بڑا عالم ہے اب آپ کہیں گے کہ سنی سنائی باتیں کرتا ہے۔ آج اکثر یہ دھوکا لگا ہوا ہے کہ اپنے آپ کو علامہ اور عالم سمجھتے ہیں حالانکہ ہم مدرس ہیں باتیں نقل کرتے ہیں عالم اور علامہ تو کوئی کوئی ہوتا ہے جس کو اللہ کی طرف سے علم آئے۔

ورسلہ: ..... رسل، رسول کی جمع ہے۔

رسول کی تعریف: ..... انسان بعثہ اللہ لتبلیغ الاحکام مع کتاب وشریعة۔ رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود اور ان کی تبلیغ برحق ہیں۔

تقیموا: ..... اقام العود اذا قومہ سے ہے بمعنی سیدھا کرنا تو نماز کو بھی آداب و سنن کے ساتھ سیدھا کر کے پڑھے۔ بیضاوی شریف (ص ۱۹) پر ہے او یواظبون علیہا من قامت السوق اذا انفقت واقمتھا اذا جعلتھا نافقة قال۔

اقامت غزالة سوق الضراب	لاهل	العراقين	حول اقميطا
------------------------	------	----------	------------

فانه اذا حوفظ عليها كانت كالنافق الذي يرغب فيه واذا ضيعت كانت كالكاسد المرغوب

عنه او يتشمرون لادانها من غير فتور ولا توان من قولهم قام بالامر واقامه اذا جلفه وتجلد الخ

۲۔ یاہ اقام الحرب سے ماخوذ ہے جبکہ دوام حرف ہو تو اقامت صلوٰۃ، دائماً نماز پڑھنے سے ہوگی۔

اقامت صلوٰۃ کی شرائط: ..... اقامت صلوٰۃ تین شرائط سے ہے

۱..... سنن اور آداب کے ساتھ پڑھے ۲..... ہمیشہ پڑھے ۳..... جماعت سے پڑھے۔

سوال: ..... حج کا ذکر کیوں نہیں کیا؟



جواب: ..... بعض نے کہا کہ حج کی فرضیت ابھی تک نہیں ہوئی تھی اس لئے ذکر نہیں کیا۔ لیکن اس کے برعکس راجح یہ ہے کہ یہ سہو راوی ہے یا اختصار راوی۔ کیونکہ بعض روایتوں میں صوم کا ذکر بھی نہیں حالانکہ وہ تو بہت پہلے فرض ہو چکے تھے یہ بالکل آخر اسلام کا واقعہ ہے۔

سوال ثالث: ..... ما الاحسان؟ درجہ احسان کیا ہے؟ احسان کسے کہتے ہیں؟ قرآن پاک میں متعدد جگہ احسان کا ذکر آیا ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ ۱۔

جواب: ..... اس حدیث میں آپ ﷺ نے جواب دیا کہ احسان یہ ہے عبادت اس طریقہ پر کرے کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اس سے کیا مقصود ہے اس میں دو قول ہیں۔

اول: ..... علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ کمال فی العبادت مقصود ہے اور یہ جب ہی ہوتا ہے کہ یہ دھیان ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جواب کے دو جملے ہیں کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے ورنہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس درجہ کا نام مقام اخلاص ہے۔

ثانی: ..... علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں عبادت کے درجات بیان کرنا مقصود ہے۔ درجات عبادت تین ہیں۔

۱..... برأت عہدہ: عبادت اس طریقہ سے کرے کہ ذمہ تکلیف سے بری ہو جائے بحيث يتفرع ذمة التكليف یعنی عبادت بجمع الشرائط والاركان ہو۔

۲..... مقام مشاہدہ: اللہ پاک کے ساتھ اتنا حضور ہو جائے کہ گویا اللہ سامنے ہیں جیسے حضور ﷺ فرماتے ہیں ((قرّة عینی فی الصلوة)) ۲ ٹھنڈک جیسی ہوگی کہ مقام مشاہدہ نصیب ہو۔

۳..... مقام مراقبہ: اگر یہ دوسرا درجہ حاصل نہ ہو تو یہ سوچ حاصل ہو جائے کہ اللہ پاک دیکھ رہا ہے اب شرح الفاظ یوں ہوگی فان لم تکن ترأه فاستمر فی العبادة فانه يراك ”فا“ تعلیلیہ ہے پہلا درجہ تو ہم کو بھی نصیب ہے اور جمہور کو نصیب ہے پہلا درجہ فرض ہے دوسرے درجے مستحب ہیں۔

☆ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نماز میں کسی وقت تو اللہ کا دھیان ہر ایک کو نصیب ہو جاتا ہے اور کہیں نہیں تو تکبیر اولیٰ کے وقت تو دھیان ہو ہی جاتا ہوگا۔ اگر کوئی آدمی کمزور اور بوڑھا ہو تو اس کو قتل تو نہیں کر دیا جاتا اسی طرح اگر بالکل دھیان نہیں پھر بھی نقشہ تو ہے اگر نقشہ ہو تو روح پڑتی ہے اگر نقشہ نہ ہو تو روح کیسے پڑے گی؟

ماالمسئول باعلم من السائل: ..... اس سے مقصد یہ ہے کہ عدم علم میں دونوں مساوی ہیں قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے علم نہیں ہے۔ اس سے کیا مقصد ہے؟ عدم علم میں تساوی یا علم میں تساوی؟

شرح اول: ..... لغوی لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ الفاظ مشیر ہیں کہ تیرا میرا علم مساوی ہے وہ کیسے؟ کیونکہ دونوں

کو اتنا علم ہے کہ قیامت آئی ہے اور یہ بھی علم ہے کہ وقت کی تعیین نہیں ہے۔

شرح ثانی: ..... مقصود عدم علم میں تساوی ہے کہ تعیین کا علم نہ تمہیں ہے نہ ہمیں۔ دوسری شرح میں قضیہ سالبہ ہے اور پہلی شرح میں موجبہ معدولۃ المحمول ہے۔

تساوی فی عدم العلم کی دلیل اولیہ ..... یہ دوسرا معنی تساوی، تساوی فی عدم العلم محاورے میں استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ لفظ اوہ پہلی شرح ہے اسی لئے آپ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا ساخبرک عن اشراطها نیز جبریل نے کہا اخبرنی عن اماراتھا یہ تساوی فی عدم العلم مراد ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ثانی: ..... شرح محدثین نے بھی اسی پر محمول کیا ہے۔ میں اس پر زور اس لیے لگا رہا ہوں کہ تم کسی کی تزویر میں نہ آ جاؤ کہ جی! حضور ﷺ کو علم تھا اور جبریل کو بھی۔ لیکن آپ ﷺ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ راز کی بات ہے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تحریف کرنے والوں کا ایک قصہ بھی سن لیجئے۔ ”فَقَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ لِدَوْلِی لَوْ بَدَلَ هٰذَا هُوَ مَفْسَرِیْنِ وَمُحَدِّثِیْنِ وَاسْ كَا تَرْجَمُهُ كَرْتِیْ هِیْنَ، ضرور بدل دیں گے اس قبلہ کی طرف جس پر آپ راضی ہیں۔ لو بدل ہی لو۔ لیکن محدثین، مفسرین یوں ترجمہ کرتے ہیں ”ہم ضرور بدل دیں گے اس قبلہ کی طرف جس پر آپ راضی ہیں اس پر ہم بھی راضی ہیں اس لئے کہ آپ کی رضا کے خلاف ہم کر ہی نہیں سکتے۔ مفسر کی تفسیر ہوگی، خطیب کا خطبہ ہوگا نعرہ بکیر لگا اور مختار کل ثابت کیا۔

دوسرا خطیب کہتا ہے ہم آپ کے چہرے کے پلٹنے کو دیکھتے ہیں تو آپ پلٹتے رہیں اختیار تو ہمارا ہے ہم جب چاہیں گے آپ کے چہرے کو پلٹ دیں گے تو لو پلٹ دیتے ہیں۔

سوال: ..... آپ ﷺ نے جواب میں طول کیوں اختیار فرمایا؟ اتنا کیوں نہیں کہہ دیا لا اعلم؟

جواب اول: ..... اس میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جبریل سے یہی سوال کیا تھا تو حضرت جبریل نے یہی جواب دیا تھا تو آپ ﷺ نے تائید ہی جواب دیا۔

جواب ثانی: ..... تاکہ مخاطبین کو معلوم ہو جائے کہ اللہ پاک کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس جواب میں مبالغہ فی الہی ہے کہ افضل البشر والربسل اور افضل الملائکہ جب دونوں ہی نہیں جانتے تو معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

ساخبرک عن اشراطها: ..... اشراط ساعت ابتداء دو قسم پر ہے۔ (۱) بعیدہ (۲) قریبہ۔ پھر ان میں سے ہر ایک دو قسم پر ہے (۱) خیر (۲) شر۔ تو کل چار قسمیں ہوں گی (۱) بعیدہ خیر (۲) بعیدہ شر (۳) قریبہ خیر (۴) قریبہ شر۔ ہر ایک کی مثال

بعیدہ خیر بعثت نبوی ﷺ، بعیدہ شر ان قلدا الامۃ ربتھا قریبہ خیر نزول عیسیٰ، قریبہ شر ہدم بیت اللہ شریف۔

اذا ولدت الامة ربها:..... جب لونڈی اپنے مالک کو جنے گی بعض روایتوں میں ربتھا ہے دونوں کا ایک ہی مطلب ہے تانیث بطور رسمہ کے ہے۔

اذا ولدت الامة ربها:..... اس جملہ کی متعدد شرحیں ہیں۔

الشرح الاول:..... لونڈیاں بہت ہو جائیں گی پھر لوگ ان کو ام الولد بنائیں گے ام ولد کثیر ہو جائیں گی۔ تو ظاہر ہے کہ ماں بیٹے کی وجہ سے آزاد ہو جائے گی تو یہ کثرتِ اماء کی طرف اشارہ ہے۔

الشرح الثانی:..... بیع امہات الولد کنایہ ہے تضييع حقوق سے یعنی اس میں اشارہ ہے کہ امہاتِ ولد کی بیع جائز تو نہیں لیکن تضييع حقوق کر کے بیچیں گے۔ کبھی رہے گی (فروخت ہوتے) کبھی بیٹا بھی اس کو خرید لے گا۔

الشرح الثالث:..... کثرتِ فساد سے کنایہ ہے اتنے فساد ہوں گے کہ لوگ عورتوں کو پکڑ کر بیچنا شروع کر دیں گے گڑ بڑ بڑھے گی پتہ نہیں چلے گا کہ ماں کہاں ہے اور بیٹا کہاں اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ ماں کو خرید لے گا۔

واقعه:..... ایک مرتبہ ہم حج کے لیے گئے ہوئے تھے مکہ مکرمہ میں یہ بات مشہور ہوئی کہ ماں بیٹا مل گئے جو کہ تقسیم ہند کے وقت پھڑ گئے تھے اکٹھے طواف کر رہے تھے بڑھیا بیٹے کو بہت غور سے دیکھ رہی ہے، بیٹا کہتا ہے، بڑھیا کیوں دیکھ رہی ہو؟ کہنے لگی بیٹا تم میں مجھے اپنے بیٹے کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس نے بیٹا ہونا تسلیم کیا، تقسیم ہند کے فسادات کے بعد ایک دوسرے سے ملے۔

الشرح الرابع:..... عقوق والدین سے کنایہ ہے کہ نو جوان اپنی ماں سے وہی سلوک کریں گے جو آقا اپنی لونڈی سے کرتا ہے۔ رعب سے کام لیتا ہے کام نہ کرنے پر ڈانٹتا ہے۔ میں یہاں ایک بات کہا کرتا ہوں کہ جب تم بچے تھے ماں تمہاری خدمت کرتی رہی اب نہ کرواؤ۔ اب تم ان کے کپڑے دھوؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم چار پائی پر بیٹھو اور ماں باپ نیچے۔ کھانا نہ پکے تو ڈانٹ دو۔ ہم جب پڑھنے لگ گئے تو چھٹیوں میں گھر جا کر ماں سے کپڑے نہیں دھلواتے تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کی گھر والی حضرت مولانا محمد طیب صاحب کی دادی فرماتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو سب سے پہلے بات یہ کہی کہ میں غریب ہوں اور تو امیر ہے میرا تمہارا نباہ مشکل ہے یا میں امیر ہو جاؤں یا پھر تو غریب ہو جا۔ کئی بار یہی بات کہی یہاں تک کہ میں نے سب زیورات صدقہ کر دیئے۔ پھر میں جب بھی میکے جاتی لت پت (زیورات سے آراستہ) ہو کے آتی۔ شوہر کے گھر پہنچ کر سب صدقہ کر دیتی۔ اس طرح میرے دل سے بھی دنیا کی محبت نکل گئی تھی ایک مرتبہ کسی نے ایک خوبصورت چادر ہدیہ کی تو فرمایا کہ یہ تو رکھنے کے قابل ہے میں سمجھ گئی کہ ان کا مقصد ہے کہ صدقہ کر دے تاکہ ذخیرہ آخرت بن جائے۔ ان کا ایک اور واقعہ ہے جو یہاں سنانا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ والدہ صاحبہ کو بڑھاپے میں اس حال لگ گئے تو کپڑے ہر روز ناپاک ہو جاتے تھے تو بیوی سے فرمانے لگے کہ

تجھے نفرت ہوگی میری تو ماں ہے میں اپنی ماں کے کپڑے دھوؤں گا بیوی نے کہا میں خدمت کے لئے آئی ہوں میں دھوؤں گی، کافی دیر زاع ہوتا رہا آخر فیصلہ ہوا کہ ایک دن تو اور ایک دن میں دھوؤں گا۔

**الشرح الخامس:**..... انقلاب احوال سے کنایہ ہے کہ عالی، سافل ہو جائیں گے اور سافل عالی نہیں سمجھ تو سمجھ لو! مرد نیچے ہو جائیں گے اور عورتیں اوپر۔ (بے نظیر کی حکومت کی طرف اشارہ ہے)

**باپ کی برے ادبی کا ایک واقعہ:**..... ایک شخص اپنے بیٹے کے ہاں مہمان ہوا باپ دیہاتی تھا بیٹا انسر۔ بیٹے کے پاس دوست و احباب بیٹھے تھے اس نے ذرا بے اعتنائی سے کہا ادھر بیٹھ جاؤ تا کہ دوستوں کو پتہ نہ چلے کہ کون ہے۔ دوستوں نے پوچھ لیا کہ یہ کون ہے؟ بیٹے نے کہا ہمارا نوکر ہے۔ باپ نے سن لیا تو کہا نوکر نہیں ہوں اس کی ماں کا ختم ہوں اور یہ کہہ کر اٹھ کر چلا گیا۔

**باپ کے ادب کا ایک واقعہ:**..... مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جن کے کتابوں پر خواہی کثرت سے پائے جاتے ہیں خصوصاً منطق کی کتابوں پر۔ آجکل تو کوئی سمجھ بھی نہیں سکتا بہت کم حضرات مستفید ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ جب تصنیف کرتے تو پاؤں پنڈلیوں تک بادام روغن میں ڈبو کر بیٹھتے تھے۔ مغلیہ خاندان کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے ان سے کہا کہ مولانا آپ کے والد صاحب کا بیان سننا چاہتے ہیں۔ مولانا نے گوارہ نہ کیا کہ والد صاحب کا ناخواندہ ہونا ظاہر ہو جائے۔ کہا ٹھیک ہے اپنے والد صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ بادشاہ نے یہ خواہش کی ہے آپ منبر پر کھڑے ہو کر فارسی میں کہہ دینا کہ جو کچھ میں نے پڑھا وہ عبدالحکیم کو سکھلا دیا۔ لہذا اس سے سن لو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

**عالی کے سافل ہونے کا ایک واقعہ:**..... ایک سکھ نے اپنی ملازمہ کو کہا کہ طبیب کو میرا قارورہ دکھلاؤ، ملازمہ کے ہاتھ سے وہ قارورہ گر گیا اس نے اپنا قارورہ طبیب کو دکھا دیا، طبیب نے کہا فکر کی بات نہیں، کچھ ماہ کا حمل ہے ملازمہ نے یہ بات جا کر سکھ کو بتلائی تو وہ گھر جا کر اپنی بیوی سے جھگڑنے لگا کہ تجھے کہا تھا مجھ پر سوار نہ ہوا کراب نتیجہ مجھے بھگتنا پڑے گا۔

**رعاة الابل البہم:**..... بہم ابل کی صفت ہے یا رعاة کی۔ ابل کی صفت ہو تو مجرور ہوگا معنی سیاہ اونٹ اگر رعاة کی صفت ہو تو معنی ہوگا، اونٹوں کو چرانے والے کالے لکڑے تھے۔

**فی خمس لا یعلمہن الا اللہ:**..... سوال: کیا صرف پانچ چیزیں ہیں جن کو صرف اللہ پاک جانتے ہیں جبکہ قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے ﴿وَلَا یَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ﴾

**جواب:**..... اصل میں سوال صرف پانچ چیزوں کے بارے میں تھا ورنہ علم غیب تنہا ہی نہیں ہے اس کے علاوہ بھی چیزیں ہیں مثلاً قرآن میں ہے لَا یَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ پس یہ قید واقعی ہے احترازی نہیں کیونکہ مذکور فی السؤال آیت سے پانچ کی قید تو ٹوٹ گئی۔

سوال: ..... بہت سارے لوگ کشف سے بتا دیتے ہیں کہ کیا ہوگا لڑکا ہوگا لڑکی۔ ایسے آلات بھی تیار ہو گئے حضرت ابو بکر صدیقؓ جب فوت ہونے لگے تو بیوی سے فرمایا بچی کا حصہ رکھ لینا بچی ہی پیدا ہوئی جو کہ لا یملمھن الا اللہ کے خلاف ہے۔

جواب: ..... کشف جزئیات کا نام علم نہیں۔ علم قانون کلی کا نام ہے جس سے پتہ چل جائے کہ بچہ ہے یا بچی۔ اسی طرح کسی کو اپنے کلیات کا علم ہو جائے کہ کل کیا کرنا ہے اور کہاں مرنا ہے، اس کا نام علم ہے ۱۔ مثلاً میاں جی کو نماز کے سونے معلوم ہو گئے تو کیا کہو گے کہ میاں جی عالم فقہ یا فقیہ ہو گئے؟ بلکہ فقیہ اسے کہو گے جو فقہ کی کلیات جانتا ہو۔

۲۔ جیسے طب کی کتاب ایک آدمی کے ہاتھ لگ گئی اس نے طب کے چالیس پچاس مسئلے یاد کر لیے تو کیا طبیب بن گیا؟ یہی بات علم غیب کی ہے کشف جزئیات اور چیز ہے اور علم کلیات اور چیز ہے۔ بریلوی اس میں فرق نہیں کرتے۔

لطیفہ: ..... لطیفہ کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ علم غیب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو کب دیا تھا ہجرت سے پہلے یا بعد میں مذکورہ بالا باتیں وفات سے چند دن پہلے کی ہیں علم غیب مرض الوفات میں مل گیا تھا؟ جبکہ مرض الوفات میں آپ ﷺ سوال کرتے ہیں اَصَلِّی النَّاسُ؟ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں پڑھی۔ پھر جب آپ ﷺ پر غشی طاری ہو جاتی ہے پھر جب افاقہ ہوتا تو استفسار فرماتے۔ عالم آخرت کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے امتی آئیں گے اللہ تعالیٰ درمیان میں پردہ حائل کر دیں گے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے اصحابی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اُنک لا تملری ما احلثوا بعدک<sup>۱</sup> آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ پاک کی تعریف کروں گا ینصنی المحمد احمدہ بہالم یحضرنی الان<sup>۲</sup>

سوال: ..... ایمان، احسان، اسلام اور قیامت ان چار چیزوں کی حضرت جبریل علیہ السلام نے تخصیص کیوں کی؟

جواب: ..... ترتیب واقعی کا تقاضا یہی تھا کہ سب سے پہلے دل میں ایمان آتا ہے جب دل میں تائید کرتا ہے تو بدن میں اعمال، اسلام آتا ہے پھر اعمال کرتے کرتے احسان پیدا ہو جاتا ہے پھر جب احسان پیدا ہوتا ہے تو اللہ کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ درجہ احسان میں رویت حکمی ہے یہ دنیا ہی میں نصیب ہو جاتی ہے لیکن حقیقی رویت مرنے کے بعد ہوگی۔

(۳۸)

باب ﴿﴾

(۳۹) حدثنا ابراهيم بن حمزة قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن صالح  
ہم سے بیان کیا ابراہیم بن حمزہ نے، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انھوں نے صالح بن کیسان سے  
عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عباس اخبرہ  
انھوں نے ابن شہاب سے، انھوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے یہ کہ ان کو عبد اللہ بن عباس نے خبر دی،

قال اخبرنی ابوسفیان بن حرب ان ہرقل قال له سألتک هل یزیدون
کہا مجھ کو ابوسفیان بن حرب نے خبر دی کہ ہرقل (نہم) نے ان سے کہا میں نے تجھ سے پوچھا کہ (اس پیغمبر کے بعد) اور بڑھ رہے ہیں
ام ینقصون فرعمت انہم یزیدون وکذلک الایمان حتی یتم
یا گھٹ رہے ہیں؟ تو نے کہا بڑھ رہے ہیں اور ایمان والوں کا یہی حال رہتا ہے یہاں تک کہ وہ پورا ہو (اپنے زور کو پہنچے)
وسألتک هل یرتد احد سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ فرعمت ان لا وکذلک الایمان
اور میں نے تم سے پوچھا کہ کوئی اسکے دین میں آ کر پھر اس کو برا سمجھ کر پھر جاتا ہے؟ تو نے کہا نہیں! اور ایمان کا یہی حال ہے
حین تخالط بشاشتہ القلوب لایسخطہ احد
جب اس کی خوشی دل میں سما جاتی ہے تو پھر کوئی اس کو برا نہیں سمجھتا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

باب بلا ترجمہ کی حکمتیں اور فوائد:.....

فائدہ اول:..... یا تو پہلے باب کا نتیجہ ہوگا اگر اس کو پہلے باب کا متمہ بنائیں تو بات آسان ہے کہ پہلے باب میں دین و اسلام کا ایک ہونا ثابت کیا اور اس باب میں بھی۔

فائدہ ثانی:..... یا کبھی طلبہ کا امتحان مقصود ہوتا ہے کہ طلبہ خود ترجمہ قائم کریں۔

وکذلک الایمان حین تخالط:..... سوال: استدلال نہ قول صحابی سے ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کے فرمان سے، بلکہ ہرقل کے قول سے استدلال ہے تو یہ استدلال صحیح نہ ہوا کیونکہ استدلال اس طرح ہے کہ ہرقل نے اپنے سوال میں دین کا لفظ استعمال کیا ہے سخطۃ لدینہ۔ اور جواب کے بعد اسی دین کو ایمان سے تعبیر کیا وکذلک الایمان حین تخالط۔

جواب اول:..... قول ہرقل پہلی کتابوں پر مبنی ہے لہذا قول ہرقل سے یہ استدلال نہیں بلکہ کتب سابقہ سے ہے تو کتب سابقہ میں بھی یہ بات ہے کہ ایمان و دین ایک ہے۔

جواب ثانی:..... ناقل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور بغیر انکار کے نقل کر رہے ہیں تو یہ استدلال ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تقریر سے ہے۔

فائدہ ثالث:..... یا یہ اعتبار طلبہ کے لیے ہے تو اس کے مختلف تراجم کئے جاسکتے ہیں

۱..... من یشرح صدره للإسلام لا یرتد قط ۲..... باب الایمان اذا خالطه بشاشته القلوب تو یزید وینقص ثابت ہوا کیونکہ بشاشت کسی کو کم ہوتی ہے اور کسی کو زیادہ۔ ۳..... باب الایمان یزید وینقص کما وکیفا۔ کیف کے لحاظ سے تو آپ سن چکے ہیں ”یزید“ میں زیادتی کم کے لحاظ سے ہے۔ اس موقع پر استاد محترم نے یہ شعر پڑھا۔

ایک طرف روئے جانا ایک طرف بہشت ﴿﴾ بتاروح جلدی کدھر جائے گی؟
---

(۳۹)

### ﴿باب فضل من استبرأ لدينه﴾

جو شخص اپنا دین قائم رکھنے کے لیے (گناہ سے) بچے اس کی فضیلت

(۵۰) حدثنا ابو نعیم حدثنا زکریا عن عامر قال سمعت النعمان بن بشیر ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، انھوں نے عامر سے کہا میں نے نعمان بن بشیر سے سنا یقول سمعت رسول اللہ ﷺ يقول الحلال بین والحرام بین وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: حلال کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے وبينهما مشبهات لا يعلمها كثير من الناس فمن اتقى المشبهات اور ان دونوں کے بیچ میں بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بچا استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات كراع اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے یرعى حول الحمى يوشك ان يواقعہ الاوان لكل ملك حمى جو (دشمن) چراگاہ کے آس پاس (اپنے جانور کو) چرائے وہ قریب ہے کہ چراگاہ کے اندر گھس جائے، بن بوہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی الا ان حمى الله في ارضه محارمه الاوان في الجسد مضغة اذا صلحت بن لو اللہ کی چراگاہ اسکی زمین میں حرام چیزیں ہیں، بن لو بدن میں ایک (گوشت کا) لوتھڑا ہے، جب وہ درست ہوگا

صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهى القلب

سارا بدن درست ہوگا اور جب وہ بگڑا سارا بدن بگڑ گیا، سن لو وہ لوتھڑا (آدی کا) دل ہے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں چار روای ہیں، چوتھے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں: وہ ہوا ول مولود ولد للانصار بعد الهجرة والا کثرون یقولون ولد هو و عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم فی العام الثانی من الهجرة وقال ابن الزبیر ہوا کبر منی زوی له مائة حلیث واربعة عشره حلیثا قتل فی مابین دمشق وحمص يوم واسط سنة خمس وستین و لیس فی الصحابة من اسمه النعمان بن بشیر غیر هذا فهو من الافراد: ترجمۃ الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ پرہیزگاری مکملاتِ ایمان سے ہے۔ ایمان کی طرح پرہیزگاری کے بھی درجات ہیں ۱۔ شرک سے پرہیز ہے ۲۔ کبائر سے بچنا ۳۔ مکروہات سے بچنا ۴۔ مشتبہات سے بچنا ۵۔ مباحات سے بھی اپنے آپ کو بچانا ۶۔ ہر وہ چیز جو اللہ پاک سے غافل کرنے والی ہے اس سے اپنے آپ کو بچانا۔

صوفی کے بارے میں کہتے ہیں کہ صوفی وہ ہوتا ہے جو اکیلا ہوا، اکیلے کے ساتھ رہے دیکھنے کو تو مجمع میں بیٹھا ہو لیکن مجمع میں نہیں ہوتا اس کی توجہ اللہ پاک کی طرف ہوتی ہے۔ سائیں بلے شاہ کہتے ہیں جو دم غافل سودم کافر

يك چشم زدن از آن شاه غافل نباشی	شاید کہ نگاہ کنند تو آگاہ نباشی
صوفی نشود صافی تادر نکشد جامے	بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ایک موقع پر استاد محترم نے درس بخاری میں مولانا رومؒ نے یہ شعر پڑھا۔

قال رابگزار مرد حال شو	پیش مرد کاملے پامال شو
------------------------	------------------------

حمی: ..... حمی اس جگہ کو کہتے ہیں جس کو بادشاہ اپنے لیے خاص کر لیتا ہے اسلام میں اس کی اجازت نہیں۔ و بینہما مشتبہات: ..... سوال: مشتبہات کے متعلق چھ روایتیں ملتی ہیں۔ (۱) روایت الباب (۲) مشتبہات (بضم المیم و تشدید الباء المکسورہ) (۳) مشتبہات (بضم المیم و فتح الشین و فتح الیاء المشدودہ) (۴) مشتبہات (بکسر الباء علی صیغۃ الفاعل) (۵) مشتبہات (بضم المیم و سکون الشین و کسر الباء المحفہ) ۳ اور ابوداؤد کی روایت ہے و بینہما امور مشتبہات ہی ان میں بظاہر تعارض ہے؟



جواب : ..... پہلی تین روایتوں میں کوئی تعارض نہیں بلکہ بیان انواع ہے تین قسمیں ہیں۔

۱ : مشبہات : ..... جن میں تعارض اولہ ہوا ان کو مشبہات کہتے ہیں تو ان میں اشتباہ فی الدلیل ہوتا ہے۔

۲ : مشتبہات : ..... تعارض اجتہاد ہو مجتہدین کا، اختلاف ہو ایک حلال کہے دوسرا حرام۔

۳ : متشابہات : ..... ایک جانب حلال کی طرف ہو اور دوسری جانب حرام کی طرف اور وہ حلال کے مشابہ ہے اور حرام کے بھی۔ اس کو متشابہات کہتے ہیں۔ اس کو مکروہ کہتے ہیں۔

ان تین روایتوں میں کوئی تعارض نہیں البتہ ابوداؤد کی روایت سے تعارض ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو چھوڑنا ضروری نہیں ہے جبکہ باقی ان سب روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو چھوڑنا چاہیئے۔

جواب اول : ..... بخاری شریف کی روایت میں درجہ ورع کا بیان ہے اور ابوداؤد کی روایت میں درجہ جواز کا بیان ہے۔

جواب ثانی : ..... بخاری شریف کی روایت کا مصداق وہ ہے جس میں تعارض اولہ ہو جو کہ مشبہات کا درجہ ہے اور ابوداؤد کی روایت و ماسکت عنہ سے مراد وہ درجہ ہے جس میں تعارض اولہ نہ ہو بلکہ مسکوت عنہ ہو۔

ان فی الجسد مضغۃ : ..... طب ظاہری کے لحاظ سے بھی یہی ہے کہ دل بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ گیا اور طب باطنی کے لحاظ سے بھی اگر دل کے اندر محبت الہی، محبت رسول ﷺ، خشیت، ورع، تقویٰ، ایمان اور خدا کا خوف ہو تو اس کے اعمال آخرت کے لئے ہو جاتے ہیں۔ اگر دنیا کی محبت بھری ہو، بغض، حسد ہو تو اعمال دنیا کے لئے ہو جاتے ہیں۔

عقل کہاں ہے ؟ : ..... عقل دل میں ہے یا دماغ میں ؟ احناف کہتے ہیں عقل دماغ میں ہے۔ شوافع کہتے ہیں عقل دل میں ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں عقل کا مرکز دل ہے اظہار دماغ سے ہوتا ہے۔ جیسے بجلی کا مرکز بٹن ہے اور اظہار بجھے وغیرہ سے ہوتا ہے۔ دل سے برقی رو میں جب دماغ تک پہنچتی ہیں تو دماغ سوچتا ہے اس لیے دل کو ذرا دیکھ لیا کرو کہ کس طرف ہے لیکن ہے یہ بڑا مشکل کام۔ کیونکہ دل ہی جانتا ہے اور دل ہی نے جانا ہے۔ شعر۔

دل دریا سمندوں ڈونگا کون دلاں دیاں جانے ہو

حدیث پاک میں آیا ہے کہ دل ایسے ہے جیسے ایک میدان میں پرندے کا پر پڑا ہوا ہو اور ہوا میں کبھی اس کو اس طرف پلٹ دیتی ہیں اور کبھی اس طرف، ایک حال پر نہیں رہتا۔ ماسمی القلب الایقلب۔ حضرت عبداللہ اندلسی کا قندہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۴۰)

(۴۰) باب اداء الخمس من الایمان  
غنیمت کے مال میں سے پانچواں حصہ دینا ایمان میں داخل ہے

(۵۱) حدثنا علی بن الجعد قال اخبرنا شعبة عن ابی جمرة قال كنت اقعده مع ابن عباس  
هم سے بیان کیا علی بن جعد نے، کہا ہم کو خبر دی شعبہ نے، انھوں نے ابو حمزہؓ سے، کہا میں ابن عباسؓ کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا  
فیجلسنی علی سریره فقال اقم عندی حتی اجعل لك سهما من مالی  
وہ مجھ کو خاص اپنے تخت پر بٹھاتے، ایک بار کہنے لگے تو میرے پاس رہ جا میں اپنے مال میں تیرا حصہ لگا دوں گا  
فاقمت معه شهرین ثم قال ان وفد عبدالقیس لما اتوا النبی ﷺ  
تو میں دو مہینہ تک ان کے پاس رہا، پھر کہنے لگے، عبدالقیس کے بھیجے ہوئے لوگ جب آنحضرت ﷺ کے پاس آئے  
قال من القوم او من الوفد قالوا ربیعة قال مرحبا بالقوم  
تو آپ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ یا فرمایا کون بھیجے ہوئے ہیں؟ انھوں نے کہا ربیعہ کے لوگ ہیں! آپ نے فرمایا مرحبا ان لوگوں کو  
او بالوفد غیر خزایا ولا ندامی فقالوا یا رسول اللہ انا لانستطیع ان نأتیک الا  
یا ان بھیجے ہوئے لوگوں کو، نہ ذلیل کئے ہوئے نہ شرمندہ کئے ہوئے۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس نہیں آ سکتے لیکن  
فی الشهر الحرام بیننا و بینک هذا الحی من کفار مضر فمرنا بامر فصل  
اب والے مہینہ میں، کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کا قبیلہ ہے، تو ہم کو خلاصہ ایک ایسی بات کا بتلا دیجئے  
نخبرہ من وراءنا و ندخل به الجنة  
کہ جس کی خبر ہے، ان لوگوں کو کہہ دیں جو انہیں نہیں آئے، اور اس پر عمل کر کے ہم بہشت میں جائیں، اور انھوں نے  
وسألوہ عن الاشربة فامرهم بابع ونهاهم عن اربع، امرهم  
آنحضرت ﷺ سے شرابوں کے بارے میں بھی پوچھا، آپ نے چار باتوں کا انکو حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا، ان کو یہ حکم دیا کہ  
بالایمان باللہ وحده قال اتدرون ما الایمان باللہ وحده؟ قالوا  
اکیلے (سچے) خدا پر ایمان لاؤ، آپ نے فرمایا جانتے ہو اکیلے (سچے) خدا پر ایمان لانا کیا ہے؟ انھوں نے کہا (ہم جانتے ہیں)

الله ورسوله اعلم ، قال شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا

اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے، آپ نے فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد

رسول الله واقام الصلوة وايتاء الزكاة وصيام رمضان وان تعطوا من المغنم

اس کے رسول ہیں، اور نماز ٹھیک ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا، اور (کافروں سے) جولوٹ ملے اس کا

الخمس ونهاهم عن اربع، عن الحنتم والدباء

پانچواں حصہ (ہیت المال کو) دینا اور چار برتنوں سے ان کو منع کیا، سبز لاکھی اور کدو کے توبے

والنقيير والمزفت وربما قال المقيير وقال احفظوهن واخبروا بهن من ورائكم

اور کریدے ہوئے لکڑی کے برتن اور مزفت سے اور بسا اوقات فرمایا مقیم (یعنی روغنی برتن) سے، اور فرمایا ان باتوں کو یاد

﴿تحقیق و تشریح﴾

تعارف حضرت ابو جمرہ: ..... ابو جمرہ تابعی ہیں ان کا نام نصر اور والد کا نام عمران ہے جو کہ قبیلہ ضبیہ سے ہیں ضبیہ عبد القیس کی ایک شاخ ہے اسی وجہ سے غالباً ابن عباسؓ نے انہیں ان کی قوم کے متعلق حدیث سنائی۔

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس سے مقصود ایمان کا ذواجزاء ہونا بیان کرنا ہے اور یہ کہ اداء خمس ایک جزء ہے۔

فیجلسنی علی سریرہ: ..... اپنے ساتھ سر پر بٹھلانے کی دو جہیں بتلائی جاتی ہیں۔

الوجه الاول:..... حضرت ابن عباس ؓ حضرت علی ؓ کی طرف سے بصرہ کے امیر تھے حضرت ابن عباس ؓ کے پاس عجمی سائل آتے تھے ابو جمرہ فارسی جاننے کی وجہ سے حضرت ابن عباس ؓ کے ترجمان کی حیثیت سے بیٹھتے تھے۔

الوجه الثانی: ..... ایک مسئلہ میں اختلاف تھا کہ حج تمتع کرنا چاہیے یا نہ۔ بعض صحابہ کرام ؓ حج تمتع کا احرام نہیں باندھتے تھے۔ جو باندھتا اس پر نکیر کرتے۔ حضرت ابن عباس ؓ بھی قائلین تمتع میں سے تھے تو ابو جمرہ نے حج تمتع کا احرام باندھا لوگوں نے انہیں منع کیا۔ حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا جائز ہے ابن عباس ؓ کے فتویٰ کے مطابق عمل کر لیا تو خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے، حج مبرور و عمرہ مقبلہ انہوں نے لوٹ کر ابن عباس ؓ کو خبر دی تو ابن عباس ؓ کو اس سے بہت خوشی ہوئی کہ میرا بتایا ہوا مسئلہ درست ہوا۔ پھر ان سے کہا تم میرے پاس ٹھہرو میرے کھانے سے کھایا کرو تو معلوم ہوا کہ صالحین کی خدمت کرنی چاہیے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ترجمان کی اجرت مقرر کرنا جائز ہے۔ ۳

وفد عبدالقیس: ..... وفد عبدالقیس دومرتبہ آیا۔ پہلی مرتبہ ۶ھ میں ۱۲ آدمی آئے۔ دوسری مرتبہ ۸ھ میں چالیس آدمی آئے۔ ان کے سردار کا نام لُح تھا۔ مدینہ منورہ پہنچے تو باقی ساتھی والہانہ انداز میں حضور ﷺ کی مجلس میں آگئے لیکن اس نے سوار یوں کو سنبھالا، نہایا، پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے اندر دو خصلتیں بہت پسندیدہ ہیں، الحلم، والاناءة۔

من القوم او من الوفد: ..... شک راوی ہے۔

مرحباً: ..... فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔

غیر خزایا: ..... خزایا، خزیان کی جمع ہے (بمعنی نذلیل کئے ہوئے)، کیونکہ یہ لوگ خوشی سے مسلمان ہو گئے تھے۔  
ندامی: ..... ندامی، ندامان کی جمع ہے شراب پینے والا ساتھی۔ لیکن یہاں یہ معنی درست نہیں بنتا بلکہ نادم کی جمع مانیں تو معنی صحیح ہیں کیونکہ معنی ہو گا نادم کئے ہوئے۔ تو یہ جمع بھی نادم کی ہی ہے خلاف قاعدہ اس کو جمع از دو اجی کہتے ہیں یعنی جوڑا بٹھانے کے لیے۔ جیسے غدا یا، وعشایا۔ جیسے لالچاء ولا منجی اصل میں منجی تھا یہ ہمزہ از دو اجی ہے ورنہ منجاء کا مطلب جلدی کرنا اور یہ معنی یہاں درست نہیں بنتا۔

هذا الحی: ..... مراد کفار مضر کا قبیلہ ہے۔

اشهر حرم: ..... ۱۔ ذوالقعدہ ۲۔ ذوالحجہ ۳۔ محرم ۴۔ رجب۔

اشهر حج: ..... ۱۔ شوال ۲۔ ذوالقعدہ ۳۔ دس دن ذوالحجہ کے۔

لا نستطيع: ..... سوال: وفد عبدالقیس نے کہا کہ ہم صرف اشہر حرم میں آسکتے ہیں حالانکہ یہ فتح مکہ کے بعد آئے جبکہ اسلام غالب ہو چکا تھا اب کون روک سکتا تھا تو کیسے کہہ دیا انا لا نستطيع۔

جواب: ..... انا لا نستطيع والا واقعہ ۶ھ کا ہے اس وقت اسلام غالب نہیں ہوا تھا ۳۸ ہجری میں دوسری بار آئے تھے (انہوں نے آپ ﷺ سے دو سوال کئے) (۱) امر فصل (۲) ..... عن الاثر بہ۔

فامرهم باربع: ..... سوال: اجمال و تفصیل میں مطابقت نہیں؟

جواب اول: ..... ایک ہی چیز بیان کی ہے باقی سب اس کی تفصیل ہے باقی تین کو کسی وجہ سے چھوڑ دیا۔

جواب ثانی: ..... شہادتین کا ذکر تو تمہید اور تہک کے لیے ہے۔

جواب ثالث: ..... نماز اور زکوٰۃ کو شدت اتصال کی وجہ سے ایک ہی شمار کیا۔

جواب رابع: ..... وان تعطوا من المغنم الخمس اس کا عطف اربع پر ہے یہ اربع کے تحت داخل نہیں ہے یعنی آپ ﷺ نے تبرعاً حالات کے تقاضے کے تحت اہمیت کے ساتھ بیان کیا کیونکہ راستے میں کافر پڑتے تھے

لڑائی ضروری تھی اس لیے امام بخاریؒ نے علیحدہ باب باندھا (باب اداء الخمس من الایمان)  
 فنہاہم عن اربع: ..... سوال: وفد نے اشربہ کے متعلق سوال کیا اور آپ ﷺ جواب میں برتنوں کے  
 احکام بیان فرما رہے ہیں؟

جواب: ..... سائل کے سوال کو مخاطب بہتر طریقہ سے سمجھتا ہے اصل سوال ہی برتنوں کے متعلق تھا۔  
 حنتم: ..... بزرگ کا گھڑا۔

الدباء: ..... کدو سے بنایا ہوا برتن۔

نفیر: ..... کچھور کی لکڑی کھود کر بنایا ہوا برتن، نفیر بمعنی منقر۔

المذقت: ..... زفت ملا ہوا لنگ کی طرح کی چیز ہے اس سے ذرا ہلکی سیاہی مائل ہوتی ہے اور لیس عاز زیادہ ہوتی ہے۔  
 فائدہ: ..... ان برتنوں سے نہیں منسوخ ہو چکی ہے دلیل مسلم شریف ص ۱۶۶ ج ۲ کی روایت ہے۔

(۴۱)

﴿باب ما جاء ان الاعمال بالنية والحسبة ولكل امرء ما نوى﴾  
 اس بات کا بیان کہ عمل بغیر نیت اور خلوص کے (صحیح) نہیں ہوتے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے

فدخل فيه الايمان والوضوء والصلوة والزكاة والحج والصوم والاحكام

تو عمل میں ایمان اور وضو اور نماز اور زکوٰۃ اور حج اور روزہ اور سارے معاملات (جسے پچھڑا، نکاح، طلاق، دُفیر، آگے

وقال الله تعالى: ﴿قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ﴾ عَلَىٰ نِيْتِه

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ بنی اسرائیل میں) فرمایا: اے پیغمبر کہہ دو ہر کوئی اپنے طریقے یعنی اپنی نیت پر عمل کرتا ہے

نفقة الرجل على اهله يحتسبها صدقة وقال النبي ﷺ ولكن جهاد ونية

اور (اسی وجہ سے) آدمی اگر ثواب کے لیے خدا کا حکم سمجھ کر اپنے گھر والوں پر خرچ کرے تو صدقہ کا ثواب ملتا

ہے (اور جب مکہ فتح ہو گیا) تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا (اب ہجرت نہیں رہی) اور لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔



(۵۲) حدثنا عبد الله بن مسلمة قال اخبرنا مالك عن يحيى بن سعيد

ہم سے بیان کیا عبد اللہ ابن مسلمہؒ نے، کہا خبر دی ہم کو امام مالکؒ نے، انھوں نے یحییٰ بن سعیدؒ سے

عن محمد بن ابراهیم عن علقمة بن وقاص عن عمر ان رسول الله ﷺ انہوں نے محمد بن ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ بن وقاص سے، انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ قال الاعمال بالنية ولكل امرئ امرئ مانوی فمن نے فرمایا عمل نیت ہی سے (صحیح) ہوتے ہیں (یہ نیت ہی سے ان میں ثواب ملتا ہے) اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے، پھر جو کوئی کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ اپنا دیس اللہ اور اس کے رسول کے لئے چھوڑے گا اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی ومن کانت ہجرتہ لدنیا یصیبها او امرأة یتزوجها فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ اور جو کوئی دنیا کمانے کے لیے یا کسی عورت کو بیاہنے کے لیے دیس چھوڑے گا تو اس کی ہجرت اسی کاموں کے لئے ہوگی جن کے لئے اس نے ہجرت کی



(۵۳) حدثنا حجاج بن منہال قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنی عدی بن ثابت قال ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی، کہا سمعت عبد اللہ بن یزید عن ابی مسعود عن النبی ﷺ قال میں نے عبد اللہ بن یزید سے سنا، انہوں نے ابو مسعود سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا اذا انفق الرجل علی اہلہ یحتسبہا فہی لہ صدقة جب کوئی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے (اللہ کا حکم سمجھ کر) خرچ کرے تو صدقہ کا ثواب پائے گا۔



(۵۴) حدثنا الحکم بن نافع قال اخبرنا شعيب عن الزہری قال حدثنی ہم سے ابو یحییٰ حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے بیان کیا عامر بن سعد عن سعد بن ابی وقاص انه اخبرہ ان رسول اللہ ﷺ قال انک لن تنفق نفقة عامر بن سعد نے کہ سعد بن ابی وقاص نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو جو کچھ خرچ کرے تب تنفیق بہا وجہ اللہ الا اجرک علیہا حتی مات جعل فی فم امرأتک اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضا مندی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... اس باب سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ صرف زبانی ایمان کوئی چیز نہیں جب تک دل کے اندر تصدیق نہ ہو۔

الحاصل :..... کرامیہ کا رو ہے محققین نے لکھا ہے کہ ایمان کے تین درجے ہیں۔

۱: وجود عینی :..... یہ ایک محسوس چیز ہے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے یہ بزید و بنقص ہے جب اس کا وجود ہوتا ہے تو سب سے پہلے انسان شرک سے بچتا ہے پھر دوسرے کبار سے رکتا ہے۔ اہل مکاشفہ کو اس کا احساس ہوتا ہے۔

۲: وجود ذہنی :..... کہ ذہن میں تصدیق و تسلیم کرے۔

۳: وجود لفظی :..... شہادتین کا تلفظ کرے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں اس سے صرف لوگوں کو دھوکا دے سکتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔

امام بخاریؒ فرما رہے ہیں الاعمال بالنية اور الایمان هو العمل۔ لہذا الایمان بالنية ای بالتصديق القلبي۔ تو کرامیہ پر رد ہوگئی۔

نیت اور حسبہ میں فرق :..... ۱۔ بعض کہتے ہیں کہ نیت اور حسبہ ایک ہی چیز ہے معنی ثواب کی نیت کرنا۔ ۲۔ علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حسبہ نیت صحیحہ کے علاوہ ہے حسبہ نیت سے اونچا درجہ ہے نیت کے پائے جانے سے حسبہ کا پایا جانا ضروری نہیں جبکہ جہاں بھی حسبہ پائی جائے گی نیت ضروری پائی جائے گی۔

والوضوء :..... یہاں سے امام بخاریؒ حنفیہ پر رد کرنا چاہتے ہیں جن کے ہاں وضو میں نیت ضروری نہیں۔

جواب اول :..... احناف و سائل اور مقاصد میں فرق کرتے ہیں۔ وسائل کے لیے نیت ضروری نہیں مقاصد کے لئے نیت ضروری ہے۔ کپڑا بدن وغیرہ بغیر نیت کے بھی پاک ہو جاتے ہیں، البتہ مقاصد میں مقصد ہی ثواب ہوتا ہے نیت بھی ضروری ہوگی۔ وضو وسائل کے قبیل سے ہے۔

جواب ثانی :..... وضو میں دو چیزیں ہیں ۱۔ تطہیر بدن ۲۔ ثواب۔ ثواب کے لیے حنفیہ کے نزدیک بھی نیت شرط ہے تو امام بخاریؒ وضو کا ذکر کر کے رد علی الحنفیہ نہیں کر رہے بلکہ تائید کر رہے ہیں کیونکہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں کہا ہے الحسبة ای طلب ثواب اور طلب ثواب کے لیے نیت ضروری ہے نہ کہ تطہیر کے لیے۔

قُلْ كُلُّ يَعْمَلْ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ:

تفسیرِ اول: ..... شاکلہ اصل میں طبیعت کو کہتے ہیں اور یہاں نیت کے معنی میں ہے۔

تفسیرِ ثانی: ..... امام بخاریؒ نے ایک تفسیر کو ذکر کیا ہے دوسری تفسیر شاکلہ کی بواطن سے کی جاتی ہے یعنی جو اس کے اندر ہوگا اسکے لحاظ سے ظاہری عمل کرے گا اگر معصیت کے جذبات ہوں تو معصیت، اور اگر طاعت کے جذبات ہوں تو طاعت۔ اگر اندر گالیاں بھری ہوں گی تو گالیاں ہی دے گا۔

یحتسبھا صدقہ: ..... ثواب کی نیت کرتا ہے تو ثواب ملے گا ورنہ حقوق تو ادا ہو جائیں گے ثواب نہیں ملے گا۔ یہ بھی حقیقہ کی تائید ہے۔

جہاد و نية: معلوم ہوا کہ عملوں میں نیتوں کا اعتبار ہے جہاد شروع ہے تو جہاد ورنہ نیت جہاد کوئی امیر المؤمنین جہاد کے لیے بلائے تو ہم جائیں گے۔

حدثنا عبد الله: ..... فہجرتہ الی اللہ ورسولہ: اشکال: اتحاد شرط و جزا ہے؟

جوابِ اول: ..... شرط کی جانب فی الدنیا اور جزاء کی جانب فی الآخرہ محذوف ہے۔

جوابِ ثانی: ..... شرط کی جانب نية محذوف ہے اور جزاء کی جانب ثواباً۔

جوابِ ثالث: ..... وهو الجواب: جزا کی جانب جو لفظ ہے یہ مقبولة سے کنایہ ہے۔

فہجرتہ الی ماہاجر الیہ: ..... سوال: اس سے پہلے جملہ میں جزاء کی جانب یہ اختصار نہیں کیا گیا جو یہاں کیا گیا؟

جواب: ..... تعلیم ادب ہے کہ محبوب چیزوں کا تکرار باعث لذت ہوتا ہے اور غیر محبوب چیزوں کا تکرار اچھا نہیں ہوتا۔ دنیا اور عورت مستحسن چیزیں ہیں۔ ہمیں بڑی حیرانی ہوتی ہے اس جہالت پر کہ ایک طرف عورت کہتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ باہر نکلنے کا حق ہے۔

فائدہ: ..... قرآن پاک میں سورۃ مریم وغیرہا میں حضرت مریمؑ کے سوا کسی عورت کا نام نہیں آیا اور مردوں کا نام کئی جگہ آیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کی تصریح ہو جائے۔



(۴۲)

﴿باب قول النبی ﷺ الدين النصيحة لله

ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم

وقوله تعالى (اذانصحوالله ورسوله)

آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا (کہ دین کیا ہے؟) سچے دل سے اللہ کی فرمانبرداری

اور اس کے پیغمبر اور مسلمان حاکموں کی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی اور اللہ تعالیٰ

کا فرمان (۱۳۰۲۵) جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی میں رہیں

(۵۵) حدثنا مسدد قال حدثنا يحيى عن اسماعيل قال حدثني قيس بن

هم من مسدد في بيان ما قاله، كما هم من يحيى (ابن سعيد قطان) في بيان ما قاله، انهم من اسماعيل، كما هم من قيس بن

ابيهازم عن جرير بن عبد الله البجلي قال بايعت رسول الله ﷺ

ابو حازم نے بیان کیا، انھوں نے جریر بن عبد اللہ بجلي سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا آنحضرت ﷺ سے میں نے بیعت کی

على اقام الصلوة وابتاء الزكوة والنصح لكل مسلم

نماز درست کے ساتھ ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر (خیر خواہ رہوں گا)



(۵۶) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن زياد بن علاقة قال

هم من ابو النعمان في حديث بيان ما قاله، كما هم من ابو عوانة في بيان ما قاله، انهم من زياد بن علاقة، كما هم من

سمعت جرير بن عبد الله يوم مات المغيرة بن شعبه قام فحمد الله

میں نے جریر بن عبد اللہ سے سنا کہ جس دن مغیرہ بن شعبہ (کوہ کے حاکم) نے وفات پائی تو وہ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی

۱ حدیث کی سند میں باقی راوی ہیں پانچویں جریر بن عبد اللہ بن جابر بن مالک بن نضر بن ثعلبہ البجلي الاحمسی ہیں قرطبیہ میں ۵ ہجری

کو انتقال ہوا (وقیل غیر ذلک) کل مرویات ۱۱۰۰، انظر: ۵۲۳، ۱۳۰۱، ۲۱۵۷، ۲۱۱۳، ۲۱۱۵، ۲۰۰۳

واثنی علیہ وقال علیکم باتقاء اللہ وحده لا شریک له والوقار والسکينة حتی
اور اس کی خوبی بیان کی اور کہا تم کو اللہ کا ڈر رکھنا چاہیے اس کا کوئی سا جہی نہیں، اور تحمل اور اطمینان سے رہنا چاہیے اس وقت تک کہ
یأتیکم امیر فانما یأتیکم الان ثم قال استعفوا لامیرکم ،فانه کان
کوئی دوسرا حاکم تمہارے اوپر آئے وہ اب آتا ہے، پھر یہ کہا کہ اپنے (مرے) حاکم کے لیے مغفرت کی دعا مانگو، کیونکہ وہ
یحب العفو ثم قال اما بعد فانی اتیت النبی ﷺ قلت
(مغیرہ) بھی معافی کو پسند کرتا تھا، پھر کہا اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا کہ
ابایعک علی الاسلام فشرط علی والنصح لکل مسلم
میں آپ ﷺ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے اسلام کی شرط مجھ پر لگائی اور ہر ایک مسلمان کی خیر خواہی کی
فبایعته علی هذا ورب هذا المسجد انی لناصح لکم ثم استغفر
میں نے اس شرط پر آپ ﷺ سے بیعت کر لی، اس مسجد کے مالک کی قسم میں تمہارا خیر خواہ ہوں، پھر استغفار کیا
ونزل
اور (منبر سے) اتر آئے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

**ترجمة الباب کی غرض:** ..... اس باب سے بھی امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اجزاء دین میں نصیحت بھی ہے بلکہ نصیحت اتنا اہم جزء ہے کہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ دین نصیحت ہی ہے تو بھی مناسب ہے۔

**قاعدہ کلیہ:** ..... مبتداء اور خبر کی تعریف حصر کا فائدہ دیتی ہے پھر حصر کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) مبتدا کا حصر خبر پر (۲) خبر کا حصر مبتدا پر۔ اگر پہلی صورت ہو تو اس صورت میں ترجمہ ہوگا کہ دین نصیحت ہی ہے حالانکہ یہ تو ٹھیک نہیں ہے حالانکہ اور بہت ساری چیزیں دین ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ حصر مبالغہ کے لیے ہے۔ اگر دوسری صورت ہو تو اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ نصیحت تو دین ہی ہے اس صورت پر کوئی اشکال نہیں۔

**نصيحة كماخذ:** ..... نصيحة، فعيلة کے وزن پر ہے۔ لغت عرب میں اس کا استعمال دو طریقے پر ہے ۱۔ نصحت العسل (میں نے شہد کو صاف کیا) ۲۔ نصحت الثوب (میں نے کپڑے کو سیا اور جوڑا) تو لفظ نصیحت ان دونوں سے لیا گیا ہے۔ نصیحت کا مطلب ہوا کہ ہر وہ عمل جو خلوص کے ساتھ ہو اور جوڑ پیدا کرے اگر کوئی عمل توڑ

پیدا کرے اور اخلاص کے ساتھ ہو تو آدھی نصیحت۔ اسی طرح ایک بات اگر جوڑ پیدا کرے اور اخلاص کے ساتھ نہ ہو تو وہ بھی آدھی نصیحت ہے۔ جیسے اللہ الصمد کا پورا ترجمہ اردو میں نہیں ہوتا۔ الصمد الذی یصمد الیہ۔ ایسی ذات کہ وہ کسی کی محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں۔ شاہ عبدالقادرؒ نے سب سے پہلے اردو میں ترجمہ لکھا تو اس کا ترجمہ کیا ”نرا دھار“ تو ایک ہندو نے سن کر کہا یہ ترجمہ تم نے کہاں سے لیا ہے؟ پھر ہندو نے بتایا کہ یہ ہندی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی ہے کہ جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں۔ تو لفظ نصیحت جب دونوں محاوروں سے لیا گیا ہے تو کبھی اس کے معنی اخلاص کے لئے جائیں گے اور کبھی خیر خواہی کے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوگا تو اخلاص کے معنی ہوں گے اور جب مخلوق کے لئے استعمال ہوگا تو خیر خواہی کے معنی میں ہوگا۔

النصيحة لله: ..... یعنی اللہ کی ذات و صفات اور عظمت کا قائل ہو جائے یا اس طور کہ جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے خلاف بولے یا شرک کا ارتکاب کرے ان کی تردید کرے۔

النصيحة لرسوله: ..... یعنی رسول اللہ ﷺ کے حقوق کا خیال رکھے، طاعت، عظمت، محبت کرے اور جمیع مآجاء بہ النبی ﷺ کی تصدیق کرے۔

النصيحة لائمة المسلمين: ..... ائمہ کا مصداق دو ہیں ۱۔ حکام، تو مطلب یہ ہوگا کہ جائز کاموں میں انکی اطاعت کرے بغاوت نہ کرے لوگوں کو اطاعت کی طرف مائل کرے ۲۔ اگر آئمہ مجتہدین مراد ہوں تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ان پر اعتماد کرے ان کی باتوں پر عمل کرے خود بھی ان کی عزت کرے اور دوسروں سے بھی کروائے۔

النصيحة لعامة الناس: ..... عامۃ الناس میں اختلاف اور شقاق نہ ڈالے۔ دینی و دنیاوی لحاظ سے مدد کرے، خدمت کرے مخدوم نہ بنے، طریقت اصل میں یہی ہے۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے طریقت بجز خدمت خلق نیست۔ اس لئے معاشرہ نے مولوی کو ٹھکرا دیا۔ دین کی قدر ہے نہیں، دنیاوی خدمت کرتے نہیں تو وہ ان سے کتنے ہیں۔ تبلیغ میں یہی ہے کہ دوسرے بیمار ہیں ان کے پاس جاؤ، سخت ست کہیں برداشت کرتے رہو۔ دینی تعلیم اخروی خدمت ہے دنیاوی مدد و دنیاوی خدمت ہے۔

حدثنا مسدد عن جرير بن عبد الله البجلي: ..... جریر بن عبد اللہ آنحضرت ﷺ کی وفات سے ایک ماہ قبل یا چھ ماہ قبل اسلام لائے علی اختلاف الروایتین۔ بہت زیادہ حسین تھے آپ ﷺ نے فرمایا ((یوسف هذه الامة)) اسلام سے قبل ہزار درہم کا جوڑا پہنتے تھے اور بعد میں موٹا کپڑا اور بن کی جگہ کاٹا لگاتے تھے۔

على اقامة الصلوة: ..... اس سے معلوم ہوا کہ عمومی بیعت کے ساتھ ساتھ خصوصی فعل پر بھی بیعت لی جاسکتی ہے یعنی جس میں کوئی خاص عیب نہ ہو اس کو عمومی عیب سے روکنا۔

حدثنا ابو النعمان سمعت جریر بن عبد اللہ: ..... حضرت مغیرہ بن شعبہ طاعون کی بیماری کی وجہ سے ۵۰ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بصرہ کے والی تھے۔ بصرہ میں سب سے پہلے لوگوں کی دیکھ بھال اور انصاف کا انتظام کیا اور حضرت معاویہؓ کے زمانے میں کوفہ کے والی تھے بہت مدبر تھے۔ لوگوں کو جرائم میں معافی دینے کو ترجیح دیتے تھے یہ ان کی خصوصیت تھی انہوں نے فوت ہونے سے قبل جریر بن عبد اللہ کو وصیت کی تھی کہ جب تک امیر معاویہؓ کی طرف سے کوئی امیر بن کر نہ آئے اس وقت تک آپ نمازیں پڑھاتے رہیں اور امت کی نگرانی کریں۔ وقال البعض انہوں نے ان کو وصیت نہ کی تھی بلکہ امیر نہ ہونے کی وجہ سے خود ہی ایسا کیا تا کہ نظم و نسق خراب نہ ہو۔

استغفوا لامیرکم: ..... جیسے لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریں گے۔ استغفرو ونزل: ..... امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ تواضعاً باب کے آخر میں استغفار فرماتے ہیں۔ کتاب الایمان کے آخر میں بھی استغفار کیا۔ نیز باب کے آخر میں ایسا لفظ لاتے ہیں جس سے باب کے اختتام کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اخیر میں نزل ای ختم لائے جیسے کہ حدیث ہر قل کے اخیر میں ایسے ہی الفاظ لائے تھے۔

﴿الحمد لله كتاب الایمان مکمل ہوئی﴾



## ﴿کتاب العلم﴾

سوال :..... بعض نسخوں میں بسم اللہ پہلے ہے اور یہاں پر بعد میں ایسا کیوں؟

جواب :..... یہ کوئی تعجب کی بات نہیں باقلین کا نسخوں میں اختلاف ہوتا ہی ہے۔ زیادہ رائج یہ ہے کہ بسم اللہ پہلے ہو۔ کتاب الایمان سے ربط :..... امام بخاریؒ نے کتاب الایمان سے فارغ ہو کر کتاب العلم کو شروع کیا کیونکہ ایمان کے بعد انسان احکام کا مکلف ہوتا ہے۔ اور احکام کا دار و مدار علم پر ہے۔ اس لیے کتاب الایمان کے بعد کتاب العلم کو ذکر کیا۔

سوال :..... دوسرے احکام کا مدار بھی علم ہے، ایمان کا مدار بھی علم ہے تو پھر کتاب الایمان کو کتاب العلم سے کیوں مقدم کیا؟

جواب اول :..... ایمان مبداء کل خیر علماً و عملاً ہے اس لئے اس کو مقدم کیا۔

جواب ثانی :..... اعتقاد بھی علم ہی کی ایک قسم ہے جسکو ایمان سے تعبیر کیا جاتا ہے چونکہ ایمان ایک امتیازی شان رکھتا ہے اس لیے اس کو علم کے تابع نہیں کیا بلکہ علیحدہ عنوان میں ذکر کیا۔

جواب ثالث :..... امام بخاریؒ نے ترتیب میں نہایت لطافت ملحوظ رکھی کہ ایمان و عمل کا مدار وحی ہے، علم و عمل کا مدار بھی وحی ہے اس لیے پہلے وحی کا ذکر کر کے گویا علم کا اجمالاً پہلے ذکر کر دیا اور چونکہ مقصود بالذات اور ”مبداء کل خیر“ ایمان ہے اس لئے اس کے بعد ایمان کو ذکر کیا اور پھر کتاب العلم کو تفصیل سے ذکر کیا۔

## العلم

علم کا لغوی معنی :..... دانستن، جاننا

علم کا اصطلاحی معنی :..... اصطلاحی معنی میں متکلمین اور فلاسفہ کا اختلاف ہے۔

العلم :..... علماء متکلمین کے دو گروہ ہیں۔

۲۔ ماتریدیہ

۱۔ اشاعرہ

۱. عند الماتر يديه: ..... "صفة مودعة في القلب كالقوة الباصرة في العين من شأنها الانجلاء بشرطها اللائقة بها" ۱

۲. عند الاشاعره: ..... "صفة من صفات النفس توجب تمييزا لايحتمل النقيض في الامور المعنوية" ۲ (فوائد قيوم): ..... توجب تمييزاً مالم يوجب تمييزاً (كالحياة) سے احتراز ہے۔ لايحتمل النقيض کے ذریعے ظن اور شک سے احتراز ہے۔ فی الامور المعنوية سے خواص ظاہرہ سے احتراز کیا ہے۔ لان ادراکھا فی الامور الظاہرة المحسوسة . ۳

۳. عند الفلاسفة: ..... ۱. حصول صورة الشئ عند العقل ۲. الحاضر عند المدرك ۳

اقسام العلم عند الفلاسفة: ..... فلاسفہ کے نزدیک علم دو قسم پر ہے ۱۔ حصولی ۲۔ حضوری

حصولی: ..... جو صورت کے واسطے کا محتاج ہو۔

حضوری: ..... جو صورت کے واسطے کا محتاج نہ ہو۔

علم حضوری کا مدار تین امور پر ہے۔

۱۔ عینیت: ..... معلوم عالم کا عین ہو جیسے نفس ناطقہ کو اپنا علم۔

۲۔ موصوفیت: ..... معلوم عالم کی نعمت اور وصف ہو جیسے نفس ناطقہ کو اپنی صفات کا علم۔

۳۔ معلولیت: ..... معلوم عالم کے لیے معلول ہو اور عالم اسکی علت ہو جیسے باری تعالیٰ کو ممکنات کا علم۔

المفرق بین تعریف المتکلمین و الفلاسفة: ..... کل تین فرق ہیں۔

(۱) ..... فلاسفہ کے نزدیک علم صورت کا محتاج ہوتا ہے ۵ متکلمین کے نزدیک علم صورت کا محتاج نہیں۔

(۲) ..... فلاسفہ کے نزدیک علم و معلوم متحد بالذات ہیں اور ان میں تغایر اعتباری ہے، متکلمین کے نزدیک ان میں

تغایر ذاتی ہے کہ معلومات ذوات و عوارض ہوں گے اور علم صفت انجلائیہ جو مقولہ کیف سے ہے ان سے الگ ہے۔

(۳) ..... فلاسفہ کے نزدیک علم معدوم سے متعلق نہیں ہو سکتا اور متکلمین کے نزدیک علم معدوم سے متعلق ہو سکتا ہے۔

## علم کی اقسام

علم دو قسم پر ہے ۱۔ علم دنیاوی ۲۔ علم دینی

علم دنیاوی: ..... وہ علم ہے جس کا قرب خداوندی میں کوئی دخل نہ ہو۔

۱ فیض الباری ج ۱ ص ۱۶۱ ۲ عمدة القاری ج ۲ ص ۲ ایضاً ۳ فانهم قالوا انه حصول الصورة او الصورة الحاصلة: فیض الباری

ج ۱ ص ۱۶۱ ۴ ایضاً ۵ المعلوم: عبارة عن الصورة من حيث هي فیض الباری ج ۱ ص ۱۶۱

علم دینی: ..... جس کے حاصل کرنے سے قرب خداوندی حاصل ہو۔

علم دنیاوی کی اقسام

(۱)..... جو مفسی الی الکفر والمعصیہ ہو، جیسے علم نجوم اور علم حرا و شراب بنانے کا علم۔

حکم:..... جو مفسی الی الکفر ہو اس کا حصول کفر اور جو مفسی الی المعصیہ ہو اس کا حصول معصیت ہے۔

(۲)..... جو مفسی الی الکفر والمعصیہ نہ ہو۔

حکم:..... اس کا حصول مباح ہے۔

## علم دینی کی اقسام

تقسیم اول:

(۱)..... ظاہری احکام کا علم: قرآن وحدیث سے جو احکام مستنبط ہوتے ہیں مثلاً وضو کیسے کرنا ہے؟ نماز کیسے پڑھنی ہے؟

(۲)..... احکام باطنہ کا علم: دل کی کیفیات، ان کی بیماریاں اور ان کا علاج۔

ماہرین علوم دینیہ کی اقسام

الاول:..... احکام ظاہرہ کے جاننے والے علماء کوفیقہ کہتے ہیں۔

الثانی:..... احکام باطنہ کے جاننے والے علماء کوصوفی کہتے ہیں۔

الثالث:..... دونوں کے جاننے والے کو جامع کہتے ہیں۔

فائدہ:..... ائمہ مجتہدین کی شہرت احکام ظاہری کے لحاظ سے ہے اس لئے انہیں صوفی کوئی نہیں کہتا، مگر حقیقتاً

حضرات ائمہ مجتہدین دونوں کے جامع تھے اس لیے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے ”معرفة

النفس مالها وما عليها“ علامہ تفتازانی، امام رازی احکام ظاہرہ کے عالم تھے۔ سید احمد شہیدؒ نے ہدایت الخو تک پڑھا

تھا ہندوستان میں شاہ ولی اللہؒ کا خاندان ”جامع“ ہے پھر حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت انور شاہ کشمیریؒ،

حضرت مدنیؒ، حضرت تھانویؒ اور حضرت سہارنپوریؒ۔

برکف جام شریعت برکف سندان عشق	✽	ہر ہوسناک ندانند برجام و سنداں باخشن
-------------------------------	---	--------------------------------------

حکم حصول علم:..... حصول علم، فرض عین ہے؟ یا فرض کفایہ؟ ایسا علم کہ جس کے بغیر چارہ نہیں، فرض

ہے، تو حصول علم بھی فرض ہے۔ اچھے فقہی مسائل کہ جن کے بغیر چارہ نہیں ہے کیونکہ ان سے ہی حلال و حرام کا علم ہوتا

ہے اس کو حاصل کرنا فرض عین ہے اس لئے کہ کتب فقہ کتب تصوف ہی ہیں اور فرض کفایہ کا درجہ یہ ہے کہ ہر مدت و

مسافت میں ایک پورا عالم ہونا چاہیئے۔

تقسیم ثانی:.....

علم دینی کی دوسری تقسیم کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) علم کسبی: ..... جس میں کسب و اختیار کا دخل ہو۔

(۲) علم وہبی: ..... جس میں کسب و اختیار کا دخل نہ ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔

**علم وہبی کی تقسیم اول:.....**

(۱)..... بصورت وحی: یہ انبیاء علیہم السلام کو ہوتا ہے اور یہ خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔

(۲)..... بصورت الہام: یہ نبیوں کو بھی ہوتا ہے، ولیوں کو بھی ہوتا ہے، دل میں اللہ تعالیٰ کسی آیت کی تفسیر یا کوئی تطبیق ڈال دیتے ہیں۔

**علم وہبی کی تقسیم ثانی:.....**

(۱)..... ایک مقام نبوت ہے۔

(۲)..... ایک مقام ولایت ہے،

مقام نبوت ختم ہو گیا مقام ولایت باقی ہے۔ نبوت وہی ہوتی ہے اور ولایت کسبی بھی ہوتی ہے اور وہی بھی ہوتی ہے۔

**مقام نبوت افضل ہے یا مقام ولایت؟**

اس میں محققین کے دو گروہ ہیں۔

مذہب اول:..... مقام نبوت افضل ہے اس لئے کہ مقام نبوت میں نبی کو عامۃ الناس اور خواص کو تبلیغ کرنی پڑتی ہے تو مقام نبوت سے اس کی عبادت متعدی ہوئی، تو چونکہ مقام نبوت میں تبلیغ ہے اور تبلیغ متعدی ہے اس لیے بہتر ہے۔

مذہب ثانی:..... دوسرا گروہ کہتا ہے کہ مقام ولایت افضل ہے کیونکہ مقام نبوت میں توجہ الی المخلوق ہوتی ہے اور مقام ولایت میں توجہ الی اللہ ہوتی ہے لہذا مقام ولایت افضل ہے لِكُلِّ وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیُّهَا۔

تنبیہ:..... لیکن اس سے کسی کو غلطی نہ لگ جائے کہ ولی نبی سے افضل ہے کیونکہ یہ فرق نبی کے دو مقاموں کا ہے ولی اور نبی کے مقاموں کا فیصلہ نہیں ہے۔ نبی کی ایک حالت یہ ہے کہ تبلیغ کر رہا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ ہم کلام ہے۔ ((لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل)) خلاصہ اس کا یہ ہے کہ

ایک وقت احکام کی بجا آوری کا ہے اور ایک وقت دربار میں حاضری کا ہے دونوں میں کون سا افضل ہے؟



استحقاقِ خلافت کا مدار :..... استحقاقِ خلافت علم سے ہے؟ یا عبودیت سے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کس بنیاد پر خلیفہ بنایا؟ اس میں تین رائیں ہیں۔

پہلی رائے :..... استحقاقِ خلافت علم کی وجہ سے ہے۔ فرشتوں کو وہ اسماء نہیں آئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو آگئے تو انکو خلیفہ بنا دیا یہ رائے علماءِ ظاہریہ کی ہے۔

دوسری رائے :..... علامہ انور شاہ کشمیریؒ فیض الباری میں لکھتے ہیں کہ عبودیت کی وجہ سے خلیفہ بنائے گئے کیونکہ تین گروہ تھے ۱..... ابلیس ۲..... ملائکہ علیہم السلام ۳..... آدم علیہ السلام۔ ابلیس میں عبودیت تو تھی ہی نہیں انانیت تھی، ملائکہ میں عبودیت تھی لیکن شائبہ دعویٰ تھا انھوں نے کہا تھا ﴿نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ ۴..... آدم علیہ السلام میں عبودیت ہی عبودیت تھی اس لیے مستحقِ خلافت ہوئے۔

تیسری رائے :..... ایکلی کسی چیز سے استحقاق نہیں ہے نہ محض علم سے اور نہ محض عبادت سے، علم کے ساتھ عمل ہو تو پھر استحقاقِ خلافت ہوتا ہے۔

☆ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی رائے محض احکامِ ظاہرہ کے جاننے والوں کی ہے، دوسری رائے محض احکامِ باطنہ کے جاننے والوں کی ہے اور تیسری رائے جامعین کی ہے۔

فائدہ :..... بعض اوقات شیخِ خلافت دے دیتا ہے، شیخ کا خلافت دینا تو ظاہری استعداد، عبودیت اور علم کو دیکھ کر ہوتا ہے، یہ شیخ کی اجتہادی چیز ہے اس میں خطا بھی ہو سکتی ہے، اس میں شیخ قصور وار نہیں ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۴۳)

باب فضل العلم وقول الله عز وجل  
﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ  
دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ وقوله (رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا) ﴿﴾  
علم کی فضیلت، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورہ مجادلہ میں) جو تم میں ایمان والے ہیں اور جن  
کو علم ملا اللہ ان کے درجے بلند کرے گا، اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے  
اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورہ طہ میں) پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب. کی غرض :..... امام بخاریؒ نے باب باندھ کر صرف دو آیتیں ذکر کی ہیں کسی روایت  
کو ذکر نہیں فرمایا شرح ایسے موقع پر چند توجیہات بیان فرمایا کرتے ہیں۔

الاول :..... تراجم کے بیان میں ذکر ہوا تھا کہ امام بخاریؒ کے تراجم میں ابواب مجردہ غیر مضہ بھی ہیں کہ تراجم میں  
دلیل تو ہوتی ہے لیکن ترجمہ کے تحت حدیث ذکر نہیں ہوتی۔

الثانی :..... قرآن قوی حجت ہے اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا۔

الثالث :..... علامہ کرمائیؒ کا جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ ابواب پہلے باندھ دیتے تھے احادیث تدریجاً ذکر کرتے  
تھے مگر یہاں حدیث لاحق کرنے سے پہلے رخصت ہو گئے۔

الرابع :..... شرطوں کے مطابق حدیث نہیں ملی۔

خامس :..... تشیذ اذہان کے لئے۔ ۲ سادس :..... تکثیر فوائد یعنی فضائل ودلائل میں مختلف احادیث  
بیان فرمائیں گے تو فائدہ زیادہ ہوگا۔

اعتراض :..... اس باب پر اعتراض یہ ہے کہ صفحہ ۱۸ پر باب فضل العلم قائم کیا ہے تو یہ تکرار ہو گیا؟

جواب اول: ..... یہاں یہ باب نا تخمین کی غلطی سے درج ہو گیا ہے ورنہ مصنف نے کتاب العلم کا عنوان قائم کر کے آیات ذکر کیں تھیں۔

جواب ثانی: ..... یہاں فضیلت علماء ہے اور وہاں فضیلت علم، اور تکرار حقیقی تو تب ہوتا ہے جبکہ غرض ایک ہو۔  
جواب ثالث: ..... فضل بمعنی فضیلت بھی آتا ہے اور بمعنی زیادتی بھی، پہلے باب میں فضل بمعنی فضیلت ہے اور دوسرے باب میں فضل بمعنی زیادتی ہے۔

یرفع الله: ..... قیل یرفعہم فی الثواب والکرامة وقیل یرفعہم فی الفضل فی الدنیا والمنزلۃ، وقیل یرفع الله درجات العلماء فی الآخرة علی المؤمنین الذین لم یؤتوا العلم۔  
درجات: ..... درجات درجہ کی جمع ہے درکہ کے مقابلے میں ہے، اوپر کو چڑھتے ہوئے جو منزل ہوتی ہے اس کو درجہ کہتے ہیں اور نیچے کو اترتے ہوئے جو منزل ہوتی ہے اس کو درکہ کہتے ہیں، جنت میں درجات ہیں اور جہنم میں درکات۔  
والذین اتوا العلم درجات: ..... عطف خاص علی العام ہے کہ ایمان والوں کو بھی اونچا کرتے ہیں مگر ان میں علم والوں کو تو بہت ہی اونچا کرتے ہیں۔

والله بما تعملون خبیر: ..... اس میں اشارہ ہے کہ علم وہی مفید ہے جو کہ مفیدی الی العمل ہو۔ علماء نے لکھا ہے، علم بلا عمل عقیم، عمل بلا علم سقیم، علم مع العمل صراط مستقیم۔

☆ قصہ: ..... جاہل عابد کا قصہ ہے۔ ایک شہزادہ، بڑی عیش میں رہتا تھا تو بے نصیب ہوئی جنگل میں چلا گیا، ریاضت شروع کی، شیطان نے کہا کہ تو نے جو اتنی خوشبوئیں سونگھی ہیں انکا کفارہ اسی طرح ادا ہوگا کہ پاخانے کی ایک ڈلی لیکر ناک میں رکھ لے اور عبادت کرتا جا، اس نے ایسا ہی کیا تو ساری عبادتیں بے علم ہونے کی وجہ سے بے کار گئیں۔

بحث: ..... اس میں بحث چلی ہے کہ فرائض کی ادائیگی (یعنی مطلوب من الشارع کو ادا کرنے) کے بعد زائد وقت کہاں صرف کرنا چاہیے؟ علم میں یا عمل میں؟ اس میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے۔

۱..... امام اعظمؒ اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ علم میں مشغول ہونا افضل ہے۔

۲..... امام احمدؒ سے دو روایتیں منقول ہیں۔ (۱) علم میں لگنا افضل ہے (۲) جہاد میں مشغول ہونا افضل ہے۔

۳..... حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عمل میں مشغول رہنا زیادہ بہتر ہے۔

۴..... شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تعلیم و تعلم میں مشغولی زیادہ افضل ہے۔

فائدہ:..... امام غزالیؒ نے انسان کی چار حالتیں بیان کیں ہیں کہ بعد الفرائض اولاً..... تو اشتغال بالعلم ہے ثانیاً..... تسبیح و تقدیس ہے اگر اس سے بھی قاصر ہو تو ثالثاً..... خدمت علماء و صلحاء ہے رابعاً..... بعد الفرائض کسب معاش ہے دوسرے کو تکلیف نہ دے، حلال کمائے، غیر کا مال نہ کھائے۔

شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے کہ بعض صوفی ذکر کر رہے ہوں کوئی مسئلہ پوچھ لے تو ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں فرمایا یہ بھی تو ذکر ہے بلکہ یہ اس سے افضل ذکر ہے۔

رب زدنی علماً:..... آپ ﷺ نے زیادتی علم کی دعا مانگی اور قبول ہوئی، تو ”طلب زیادتی علم“ کی وجہ سے علم کی فضیلت معلوم ہوگئی کہ آپ ﷺ دعا مانگ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ حکم فرما رہے ہیں اس لیے آپ ﷺ نے خصوصیت سے ذکر فرمایا ((الما بعثت معلماً)) ظاہر ہے کہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی تو زیادتی علم تحقق ہوا اور امر (ذ) دوام و استمرار کے لیے ہے۔ تو معلوم ہوا کہ زیادتی علم آپ کی دوام و استمرار ہے تو برزخ اور جنت میں بھی زیادتی ثابت ہوئی۔ ﴿وَلَا خِزْيَةَ خِزْيَاكَ مِنْ الْأُولَى﴾ آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلی والی گھڑی سے بہتر ہوگی، اور یہ جب ہی ہوگا کہ علم بڑھتا رہے لہذا جمہور اہلسنت والجماعت کے نزدیک آپ کا علم لایقف عند حد ہے چنانچہ آپ کا علم کتنی کی طرح ہے کہ کہیں رکتی ہی نہیں دوسری تعمیر یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ علم دے رہا ہے اور حضور ﷺ لے رہے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی مرتبہ ماکان و مایکون کا علم دیدیا، گھڑی باندھ کر دیدیا اور سلسلہ بند ہو گیا تو گویا انہوں نے آپ کے علم کو محدود کر دیا اور یہ اس حدیث کے خلاف ہے۔ احمد رضا کہتا ہے ۲ ولانثبت بعطاء الله تعالى ايضاً الا البعض لكن بون بين البعض والبعض كالفرق بين السماء والارض الخ یہ انگریز کی چال ہے کہ جو چیز نہیں ہے اسکو اتنا دہراؤ اور دعویٰ کرو کہ معاملہ مبہم ہو جائے اور پتہ ہی نہ چلے کہ کیا ہے کہیں معجزات کا انکار کروادیا، مختار کل کہلو اگر شفاعت کا انکار کروادیا، عالم الغیب کہلو اگر وحی کا انکار کروادیا، حاضر ناظر کہلو اگر معراج کا انکار کروادیا۔

(۳۴)

﴿باب من سئل علماً وهو مشغول في  
حديثه فاتم الحديث ثم اجاب السائل﴾  
جس شخص سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ دوسری بات کر رہا ہو  
پھر اپنی بات پوری کر کے پوچھنے والے کا جواب دے

(۵۷) حدثنا محمد بن سنان قال ثنا فليح ح قال وحدثني ابراهيم بن
هم سے بیان کیا محمد بن سنان نے کہا ہم سے بیان کیا فلیح نے دوسری سند اور مجھ سے بیان کیا ابراہیم بن
المنذر قال ثنا محمد بن فليح ثنا ابي قال حدثني هلال بن علي
منذرنے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن فلیح نے کہا ہم سے بیان کیا میرے باپ فلیح نے کہا مجھ سے بیان کیا ہلال بن علی نے
عن عطاء بن يسار عن ابي هريرة قال بينما النبي ﷺ في مجلس
انھوں نے عطاء بن یسار سے، انھوں نے ابو ہریرہؓ سے، کہا ایک بار رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بیٹھے ہوئے
يحدث القوم جاءه اعرابي فقال متى الساعة؟
ان سے باتیں کر رہے تھے اتنے میں ایک گنوار آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا قیامت کب آئے گی؟
فمضى رسول الله ﷺ يحدث فقال بعض القوم سمع ما قال فكره ما قال
آپ ﷺ اپنی بات میں مصروف رہے (گنوار کا جواب نہ دیا) بعض لوگ (جو اس مجلس میں حاضر تھے) کہنے لگے آپ ﷺ نے گنوار کی بات سنی مگر پسند نہ کی
وقال بعض بل لم يسمع حتى اذا قضى حديثه
اور بعض کہنے لگے نہیں، آپ ﷺ نے اس کی بات سنی ہی نہیں، جب آپ ﷺ اپنی باتیں پوری کر چکے تو
قال اين اراه السائل عن الساعة قال ها انا يا رسول الله - قال
میں سمجھتا ہوں یوں فرمایا وہ قیامت کو پوچھنے والا کہاں گیا؟ اس گنوار نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا
فاذا ضيعت الامانة فانظر الساعة فقال كيف اضاعتها
تو (سن لے) جب امانت (ایمانداری دنیا سے) ضائع کی جائے گی تو قیامت کا منتظر رہ، اس نے کہا ایمانداری کیونکر اٹھ جائے گی؟
قال اذا وسد الامر الى غير اهله فانظر الساعة. (انظر: ۶۳۹۲)
آپ ﷺ نے فرمایا جب کام نالائق کو دیا جائے تو قیامت کا منتظر رہ

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس باب میں آدابِ تعلیم و تعلم بیان فرما رہے ہیں۔ اگر کوئی شخص بات

میں مشغول ہو تو جب تک فارغ نہ ہو سوال نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شدتِ ضرورت یا نادانی کی وجہ سے کر لے تو جواب دینے والے کو اختیار ہے کہ اپنی بات پوری کر لے یا درمیان میں ہی اسکو جواب دے دے۔ اسکا مدار سوال پر ہے اگر سائل کا سوال شدتِ ضرورت کی بناء پر ہو تو جواب دیدے اور اگر نادانی کی وجہ سے ہو تو چاہے بعد میں دے، اور اگر کوئی درمیان میں سوال کر ہی دے تو رفیق کا معاملہ کرنا چاہیئے، اور اگر سوال ناپسندیدہ ہو تو جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

أراه: ..... راوی! کو شک ہوا کہ استاد نے من یسئل کھایا السائل کہا!

### یارسول اللہ کھنے کا حکم

یہ کہنا حکایتاً جائز ہے۔ خطاب بھی اس عقیدے سے جائز ہے کہ جب میرا یہ سلام و کلام فرشتے روضہ اقدس پر پہنچائیں اس وقت میں یہ سلام عرض کرتا ہوں اور حضور فی التصور کے اعتبار سے بھی جائز ہے، چوتھی صورت بریلویوں والی ناجائز ہے کہ جہاں آپ ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے وہیں تشریف لے آتے ہیں یہ بے ادبی ہے۔

کیف اصاعتها: ..... سوال: اس آدمی نے ساعت (قیامت) کے بارے میں سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا ((اذا صیعت الامانة فانظر الساعة)) بظاہر سوال و جواب میں کوئی جوڑ معلوم نہیں ہوتا؟

جواب: ..... یہ جواب علی اسلوب الحکیم ہے یعنی جب سوال سائل کی سمجھ سے بالاتر تھا تو حضور ﷺ نے اشارہ فرمادیا کہ سوال یوں نہیں کرنا چاہیئے تھا بلکہ قیامت کی نشانیوں کا سوال کرنا چاہیئے تھا اور پھر آپ ﷺ نے مذکورہ جملے میں قیامت کی نشانی کا ذکر کیا۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ امر کو اہل کے سپرد کرنے میں برکت ہوتی ہے یعنی خلافت اہل کو دینی چاہیئے نا اہل کو نہیں دینی چاہیئے ایسے ہی پیر بھی اہل کو مانا جائے۔

### پیروں کی اقسام

☆ پیروں کی تین قسمیں ہیں ۱۔ پتہ ۲۔ پتھر ۳۔ لکڑی۔ پتہ اگر دریا میں تیر رہا ہو کوئی اسکا سہارا لینا چاہے گا تو نیچے سے نکل جائے گا، اور یہ سہارا لینے والا ڈوب جائے گا۔ پتھر خود بھی ڈوب جاتا ہے جو سہارا لے گا وہ بھی ڈوب جائیگا لکڑی خود بھی تیرتی رہتی ہے اگر کوئی سہارا لے لے تو اسکو بھی تیراتی رہتی ہے تو ہم پیروں کے مخالف نہیں لیکن پتے اور پتھروں کے مخالف ہیں لکڑی کے مخالف نہیں ہیں پیر بھی اسی کو بنانا چاہیئے جو پیر بننے کا اہل ہو شریعت کا پابند ہونا اہل کو پیر ماننا قتلِ مندی نہیں۔

۱۔ محمد بن فلیح عمدة القاری ج ۲ ص ۶۰ ۲۔ اس لیے انہوں نے ارادہ بڑھایا کیونکہ ان کو اپنے استاد کے الفاظ یاد نہیں تھے کہ استاد نے ان کے بعد فرمایا: قل من السادة فرمایا کوئی اور لفظ فرمایا اسی شک کی وجہ سے راوی نے ارادہ بڑھا دیا احمد شین نے کس قدر احتیاط سے کام لیا ہے۔

(۳۵)

## ﴿باب من رفع صوته بالعلم﴾ جس نے علم کی بات پکار کر کہی

(۵۸) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن ابی بشر عن يوسف بن ماهک
ہم سے بیان کیا ابو نعمانؒ نے کہا ہم سے بیان کیا ابو عوانہؒ نے انھوں نے ابو بشرؒ سے، انھوں نے یوسف بن ماکؒ سے
عن عبد اللہ بن عمرو قال تخلف عنا النبی ﷺ فی سفرة سافرناھا
انھوں نے عبد اللہ بن عمروؓ سے، کہا ایک سفر میں جو ہم نے کیا تھا آنحضرت ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے (دوسرے سے مدینہ کا تھا)
فادرکنا وقد ارقنا الصلوة ونحن نتوضا
پھر آپ ہم سے اس وقت ملے جب ہم نے نماز کو دیر کر دی تھی اور ہم (جلدی جلدی) وضو کر رہے تھے
فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادی با علی صوتہ
پاؤں کو (خوب دھونے کے بدلے) یوں ہی سادھو رہے تھے آپ نے (یہ حال دیکھ کر) بلند آواز سے پکارا
ویل للعقاب من النار مرتین او ثلاثا۔
دیکھو! ایڑیوں کی خرابی دوزخ سے ہونے والی ہے، دو بار یا تین بار یہ فرمایا

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

ترجمة الباب کی غرض: ..... ضرورت کے وقت اونچی آواز سے تعلیم جائز ہے ۲ امام بخاریؒ نے یہ باب تعارض کو رفع کرنے کے لیے قائم کیا ہے۔ بعض دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اونچی آواز کو پسند نہیں کیا گیا جبکہ اس حدیث میں بلند آواز سے پکارنے کا تذکرہ ہے۔

۱..... قرآن پاک میں ہے کہ حضرت لقمانؑ نے بیٹے کو نصیحت کی کہ اونچی آواز سے نہ پکارا کرو بے شک کہ گدھے کی

۱ انظر: ۹۶، ۱۶۳ أخرجه مسلم في الطهارة والنسائي في العلم أخرجه الطحاوي عمدة القاري ج ۲ ص ۸

۲ رفع الصوت بالعمل جائز عند الحاجة: فيض الباري ج ۱ ص ۱۶۳

آواز سب سے بری آواز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آواز اونچی نہیں ہونی چاہیے۔

۲..... حدیث پاک میں آپ ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ ((ولا صخباً فی الاسواق)) بازاروں میں اونچی آواز سے نہیں پکارتے تھے۔

۳..... تیسرا یہ کہ وقار علمی اور عظمت کا تقاضا بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

الحاصل: ..... دلائل سے معلوم ہوا کہ اونچی آواز ناپسندیدہ ہے۔ تو امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر بتلا رہے ہیں کہ عند الضرورة جائز ہے۔

ویل: ..... دوزخ کا ایک طبقہ ہے ان ایڑیوں کے لئے جن کے دھونے میں تقصیر کی گئی ۲

ویل للاعقاب من النار: ..... اعقاب سے صاحب اعقاب مراد ہے یعنی ان ایڑیوں والوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا یہ نادی باعلیٰ صوتہ: ..... اس سے ترجمہ الباب ثابت ہوا۔

یوسف بن ماہک ۳: ..... اختلاف ہوا کہ یہ لفظ عربی ہے یا عجمی؟ پھر جو عربیت کے قائل ہیں ان میں اختلاف ہے کہ، ہے تو علم لیکن صیغہ ماضی کا ہے یا اسم فاعل؟ ۱۔ بعض کے نزدیک ماضی ہے اور غیر منصرف ہے ۲۔ بعض کے نزدیک اسم فاعل ہے اور منصرف ہے۔ اور جو عجمیت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ ”ماہ“ اور ”ک“ تصغیر والا ہے چھوٹا سا چاند ۵ ارہقنا الصلوة: ..... نماز میں ہمیں دیر ہوگئی تو سرعت وضوء کا منشاء تاخیر صلوٰۃ ہے۔

نمسخ علی ارجلنا: ..... سوال: کیا اسلام میں ننگے پاؤں پر سح ہے؟

جواب: ..... یاد رکھنا چاہیے کہ ننگے پاؤں پر سح اسلام میں نہیں ہے اس حدیث کا مقصد یہ بتانا ہے کہ جلدی جلدی دھور ہے تھے دھونے میں مبالغہ نہیں کر رہے تھے جسکی وجہ سے کچھ جگہ رہ رہی تھی اسکو نمسخ علی ارجلنا سے تعبیر کر دیا۔

ویل للاعقاب من النار: ..... اس سے اہل سنت نے استدلال کیا ہے کہ پاؤں کا دھونا ضروری ہے اس سے معلوم ہوا کہ پاؤں کا وظیفہ غسل ہے اور غسل میں بھی استیجاب ہے۔

۱۔ شبلی ترمذی ص ۲۳ ویل اور دو؟ دونوں ہم معنی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ اگر سترحق ہلاکت ہے تو لفظ ویل بولتے ہیں اور اگر سترحق ہلاکت نہیں تو لفظ دو استعمال ہوتا ہے درس بخاری ص ۳۱۵ ۳ مشکوٰۃ ص ۳۶ پر یہ حدیث تفصیل سے مذکور ہے: عن عبد اللہ بن عمرو قال رجعت مع رسول اللہ ﷺ من مکہ فی المدينة حتی اذا کتابماء بالطریق تعجل قوم عند العصر فوضوا و هم غجال فانتھبنا الیہم واعقابہم تلوح لم یمسھا الماء فقال رسول اللہ ﷺ ویل للاعقاب من النار اسبقوا الوضوء ۲ بفتح الہاء غیر منصرف لانہ اسم اعجمی غلّم وفی رواية الاصلی منصرف: عمدۃ القاری ج ۲ ص ۸ ۵ ماہک: معناه القمیر واما العلمیۃ فظاہر واما المعجمۃ فان ماہک بالفارسیۃ تصغیر ماہ و هو القمر بالعربیۃ: عمدۃ القاری ج ۲ ص ۸ ۶ سوال: اللہ پاک نے ہر انسان کو دو ٹانگوں سے نوازا ہے ارجل تو جمع کے لیے استعمال ہوتا ہے قیاساً تو رجليں آتا چاہیے؟ جواب: ان الجمع اذا قبل بالجمع بغیر التوزیع فوزع الارجل علی الرجال: عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۰ مطبوعہ دار الفکر



(۳۶)

باب قول المحدث حدثنا واخبرنا وانباونا وقال لنا الحمیدی

كان عند ابن عیینة حدثنا واخبرنا وانباونا وسمعت واحدا

محدث کایوں کہنا ہم سے بیان کیا اور ہم کو خبر دی اور ہم کو بتلایا، اور امام حمیدی نے

ہم سے کہا کہ سفیان ابن عیینہ کے نزدیک ہم سے بیان کیا اور ہم کو خبر دی

اور ہم کو بتلایا اور میں نے سنا، ان سب لفظوں کا ایک ہی مطلب تھا

وقال ابن مسعود حدثنا رسول الله ﷺ وهو الصادق المصدق

اور ابن مسعود نے کہا ہم سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے اور آپ سچے تھے اور جو آپ سے کہا گیا وہ بھی سچ تھا

وقال شقيق عن عبد الله سمعت النبي ﷺ كلمة كذا وقال حذيفة

اور شقیق نے عبد اللہ (بن مسعود) سے نقل کیا میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ بات سنی، اور حذیفہ نے کہا

حدثنا رسول الله ﷺ حديثين وقال ابو العالية عن ابن عباس

ہم سے آنحضرت ﷺ نے دو حدیثیں بیان کیں اور ابو العالیہ نے روایت کیا ابن عباس سے،

عن النبي ﷺ فيما يروى عن ربه وقال انس عن النبي ﷺ

انھوں نے آنحضرت ﷺ سے آپ ﷺ نے اپنے پروردگار سے، اور انس نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی

يرويه عن ربه، وقال ابو هريرة عن النبي ﷺ يرويه عن ربكم تبارك وتعالى

آپ نے پروردگار سے، اور ابو ہریرہ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی، کہا کہ آپ اس کو تمہارے پروردگار سے

روایت کرتے ہیں جو برکت والا اور بلند ہے

۱۔ کان صاحب سر النبی ﷺ فی المناقین یعلمهم وحده وسأله عمر هل فی عملهم احد منهم قال نعم واحد قال من هو قال لا اذكره فعزله عمر كانما دل عليه وكان عمر اذا مات ميت فان حضر الصلوة عليه حذيفة صلی علیہ عمرو والا فلا وحديثه ليلة الاحزاب مشهور فيه معجزات وكان فتح همدان والري والدينور على يده ولاه عمر المدائن وكان كثير السؤال لرسول الله ﷺ عن الفتن والشريحتيهما ومناقبه كثيرة روى له عن رسول الله ﷺ عشرون حديثا توفي حذيفة بالمدائن سنة ست وثلاثين بعد قتل عثمان باربعين ليلة روى له الجماعة: عمدة القارى ج ۲ ص ۱۲

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ دلیل میں چند تعلیقات پیش کر رہے ہیں ۱۔

قال لنا الحمیدی: ..... سوال: قال لنا کیوں کہا، حدثنا اور خبرنا کیوں نہیں کہا؟ حالانکہ حمیدیؒ استاد ہیں۔

جواب اول: ..... بلا واسطہ نہیں سنا ہوگا بالواسطہ سنا ہوگا اس لیے حدثنا اور خبرنا نہیں کہا۔

جواب ثانی: ..... مجلس تعلیم میں نہیں سنا ہوگا بلکہ مجلس مذاکرہ میں سنا ہوگا۔

جواب ثالث: ..... یا لطافت پیدا کر لو کہ اس میں نکتہ ہے کہ چونکہ وہ ان الفاظ کے بارے میں بتلا رہے ہیں کہ

ان میں فرق نہیں ہے تو قال لنا حمیدی کہہ کر اشارہ کر دیا کہ یہ بھی ان دونوں کی طرح ہے

نکتہ کی تعریف: ..... نکتہ کے لغوی معنی ہیں کریدنا اور جس چیز کو کرید کر نکالا جائے اسکو نکتہ کہتے ہیں۔

النکتین لنکتہ: ..... نکتے کے لیے بھی دو نکتے ہیں النکتہ للفقار لا للفقار یعنی جوبات قاعدے سے ہٹی

ہوئی ہو اس کے لیے نکتہ تلاش کیا جاتا ہے۔ ۲۔ نکتے کے لیے جامع مانع ہونا ضروری نہیں ہے یعنی کسی جگہ پر ادنیٰ

مناسبت کی وجہ سے نکتہ قائم کر دیتے ہیں ضروری نہیں ہے کہ ہر ایسی جگہ میں نکتہ قائم ہو جیسے بعض مرتبہ جو رمضان میں

پیدا ہوتا ہے اسکا نام رمضان رکھ دیتے ہیں اور رات کو پیدا ہونے والے کا نام طارق رکھ دیتے ہیں اب یہ ضروری نہیں

ہے کہ ہر رمضان میں پیدا ہونے والے کا نام رمضان اور ہر رات کو پیدا ہونے والے کا نام طارق ہو۔

فیما یروی عن ربہ: ..... یعنی جو حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں اسکو حدیث قدسی کہتے ہیں یہ

حدیث کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔

سوال: ..... جب اس حدیث کے الفاظ اللہ تعالیٰ سے ہیں تو قرآن میں کیوں نہیں رکھا؟

جواب: ..... حدیث قدسی اور قرآن میں تین فرق ہیں۔

الاول: ..... قرآن پاک مصاحف میں مکتوب ہے اور صحابہ کرام نے مابین الدقین جمع کیا اس میں حدیث قدسی

نہیں ہے۔ لہذا یہ قرآن نہ ہوا۔

الثانی: ..... حدیث قدسی روایۃ عن اللہ ہے والقرآن لیس كذلك یعنی قرآن میں قال لی اللہ وغیرہ

نہیں کہہ سکتے جبکہ حدیث قدسی میں یوں کہہ سکتے ہیں۔

الثالث: ..... ثبوت قرآن کے لیے نقل متواتر ضروری ہے بخلاف حدیث قدسی کے کہ اس میں نقل متواتر ضروری نہیں۔

۱۔ ہذا ثلاث علی (قال ابن مسعود قال شقیق قال حذیفہ) اور دھاتیہا علی ان الصحابی تارة کان یقول حدثنا وتارة کان یقول سمعت فذلک علی انہ لافرق بینہما: عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۲ وقال ابوالعالیہ: ..... ہذا ثلاث علی (آخری اور دھاتیہا علی حکم النعۃ وان حکمہا الوصل عند ثبوت اللقی وفيہ تیبہ اخر وہوان روایۃ النبی ﷺ انما علی عن ربہ سواء صرح بذلك الصحابی ام لا: عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۲

(۵۹) حدثنا قتیبہ بن سعید قال حدثنا اسمعیل بن جعفر عن عبد اللہ بن دینار عن
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسمعیل بن جعفر نے بیان کیا، انھوں نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں
ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان من الشجر شجرة لا يسقط ورقها
نے (عبد اللہ) ابن عمر سے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے
وانها مثل المسلم حدثونی ماہی فوق الناس فی شجر البوادی
اور مسلمان کی مثال وہی درخت ہے تم مجھ سے بیان کرو وہ کون سا درخت ہے؟ یہ سن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف دوڑا
قال عبد اللہ و وقع فی نفسی انها النخلة فاستحیت ثم قالوا
عبد اللہ نے کہا میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر شرم کی وجہ سے کہہ نہ سکا آخر صحابہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا
حدثنا ماہی یا رسول اللہ قال ہی النخلة
آپ ہی بیان فرمادے کیجئے یا رسول اللہ وہ کون سا درخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے

### تحقیق و تشریح

حدثنا قتیبہ بن سعید:..... روایۃ الباب کا ترجمۃ الباب کے ساتھ انطباق

انطباق کے بارے میں دو تقریریں ہیں ۱..... بیرونی تقریر ۲..... اندرونی تقریر

بیرونی تقریر:..... امام بخاریؒ نے اس روایت کو اپنی کتاب میں بہت جگہ ذکر کیا ہے اس جگہ حدثونی فرمایا دوسری جگہ خبرونی کے الفاظ ہیں تو معلوم ہوا کہ حدثنا اور خبرنا برابر ہیں۔

اندرونی تقریر:..... اس حدیث سے انطباق اس طرح ہے کہ جب حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا تو ”حدثونی“ فرمایا، اسی طرح جب صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے سوال کیا تو ”حدثنا“ کہا، لہذا معلوم ہوا کہ استاد تلمیذ نے سوال کرے اس وقت بھی تحدیث بولا جاسکتا ہے اور جب شاگرد استاد سے سوال کرے تو اس وقت بھی تحدیث کا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے ۲

سوال:..... اس حدیث میں حضور ﷺ نے چیتان یعنی ایک پہیلی پوچھی، اسکو بھارت اور معمہ بھی کہتے ہیں جبکہ ابو داؤد کی روایت میں ہے ((نہی النبی ﷺ عن الاغلوطات)) ۳

جواب اول: ..... اُن اغلوطات سے منع کیا ہے جو تصحیح اوقات کا باعث بنتے ہیں اور کوئی علمی فائدہ ان سے متعلق نہ ہو لیکن اگر علمی فائدہ ہو تو وہ تعلیم کی مانند ہے۔

جواب ثانی: ..... منع ان اغلوطات سے ہے جن کو بوجھنے کے لیے قرینہ نہ ہو قرینہ ہو تو وہ جائز ہے، تفصیلی روایتوں میں آتا ہے کہ جب یہ سوال کیا گیا اس وقت جمار پیش کیا گیا تھا۔

جواب ثالث: ..... منع وہاں ہے جہاں تشہید اذہان کا فائدہ نہ ہو۔

انہما مثل المسلم: ..... حضور ﷺ نے کھجور کو مسلمان کے ساتھ تشبیہ دی تشبیہ کے بارے میں دو قسم کی روایات ہیں ۱۔ بعض روایات میں تشبیہ بالانسان ہے ۲۔ اور بعض میں تشبیہ بالمسلم ہے۔

تشبیہ بالانسان: ..... (۱): جیسے انسان کے سارے کمالات سر میں ہیں ایسے ہی اسکے سارے فوائد سر میں ہیں، کہ انسان کا سرباقی ہو باقی سارا جسم ڈوب جائے تو یہ صحیح سلامت رہے گا ایسے ہی کھجور ہے۔

(۲): جیسے انسان مستقیم القامت ہے ایسے ہی یہ بھی مستقیم القامت ہے۔

مسلم کے ساتھ تشبیہ کی بھی دو وجہیں ہیں۔ (۱): تشبیہ بالبرکت ہے، کثرت نفع کو برکت کہتے ہیں تو جس طرح مسلم بتمام اجزاء نافع ہے ایسے ہی کھجور گٹھلی سے لیکر پتے تک بتمام اجزاء نافع ہے۔

(۲): مثل المسلم ای مثل کلمۃ المسلم جیسے قرآن مجید میں کلمہ طیبہ کو کھجور کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے ﴿الْمُ تَرَكِيفَ ضَرْبِ اللَّهِ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ﴾

قال ہی النخلة ۲: ..... آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”وہ کھجور ہے“



۱۔ پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۲۴ تعریف شجرہ: ما کان علی ساق من نبات الارض (عمدة القاری ج ۲ ص ۱۴)  
 ۲۔ استباط الاحکام من هذا الحديث: ۱۔ فیہ استحباب القاء العالم المسئلة علی اصحابہ لیختبر افہامہم ویرغہم فی الفکر  
 ۲۔ توفیر الکبار وترك التکلم عندهم ۳۔ فیہ جواز ضرب الامثال والاشباه لزيادة الافہام وتصویر المعانی فی الذهن وتحدید الفکر  
 والنظر فی حکم الحادثة (عمدة القاری ج ۲ ص ۱۵)

(۴۷)

﴿باب طرح الامام المسئلة على  
اصحابه ليختبر ما عندهم من العلم﴾  
استاد اپنے شاگردوں کا علم آزمانے کے لیے  
کوئی سوال کرے، اسکا بیان

(۶۰) حدثنا خالد بن مخلد قال ثنا سليمان بن بلال قال ثنا عبد الله بن دينار  
هم سے بیان کیا خالد بن مخلد نے، کہا ہم سے بیان کیا سليمان بن بلال نے، کہا ہم سے بیان کیا عبد الله بن دينار نے  
عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال ان من الشجر شجرة  
انھوں نے عبد الله بن عمر سے، انھوں نے نبی ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے  
لا يسقط ورقها وانها مثل المسلم حدثوني ماهي؟ قال  
جس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی وہی مثال ہے، مجھ سے بیان کرو وہ کون سا درخت ہے؟  
فوقع الناس في شجر البوادي قال عبد الله فوق في نفسي انها النخلة  
یہ سن کر لوگ جنگل کے درختوں میں پڑے (ان کا خیال اٹھ گیا) عبد الله نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے  
فاستحييت ثم قالوا حدثنا يا رسول الله ماهي؟ قال هي النخلة  
لیکن (بزرگ اک بیٹھے تھے) مجھ کو شرم آئی، آخر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ ہی فرمائیے! تو آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے

### ﴿تحقيق وتشرح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... اس میں چند اقوال ہیں (۱)..... باب سے مقصود اہتمام شان علم کو بیان  
کرنا ہے کہ علم کو یاد بھی رکھا جائے اور امتحان ذریعہ ہے یاد رکھنے کا لہذا امتحان سے اہتمام علم ثابت ہوتا ہے (۲)..... یہ  
ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ استاد شاگردوں کا امتحان لیتا رہے (۳)..... تشہید اذہان کے لئے، کہ استاد طلباء کے ذہن کو  
تیز کرنے کے لئے کوئی مسئلہ ان کے سامنے رکھ سکتا ہے (۴)..... نہی النبی ﷺ عن الاغلو طات میں بظاہر  
ابہام تھا کہ بطور اعتبار استاد تلامذہ سے سوال نہ کرے اس لئے امام بخاری نے اسکا جواز ثابت فرمایا

(۴۸)

## ﴿باب القراءة والعرض على المحدث﴾

شاگرد استاد کے سامنے پڑھے اور اس کو سنائے، اس کا بیان

ورأى الحسن والثوري ومالك القراءة جائزة واحتج بعضهم في القراءة على العالم
اور امام حسن بصریؒ اور سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ نے شاگرد کے پڑھنے کو جائز رکھا ہے، اور بعضوں نے استاد کے سامنے پڑھنے کی دلیل
بحدیث ضمام بن ثعلبة انه قال للنبي ﷺ الله امرک
ضمام ابن ثعلبہؒ کی حدیث سے لی ہے، یہ کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کیا اللہ نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ
ان نصلی الصلوة قال نعم فهذه قراءة على النبي ﷺ
ہم لوگ نماز پڑھا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، تو یہ (گویا) آنحضرت ﷺ کے سامنے پڑھنا ہی ٹھہرا
اخبر ضمام قومه بذلك فاجازوه، واحتج مالك بالصك
ضمام نے (پھر جا کر) اپنی قوم سے یہ بیان کیا تو انھوں نے اس کو جائز رکھا، اور امام مالکؒ نے دستاویز سے دلیل لی
يقرأ على القوم فيقولون اشهدنا فلان ويقرأ على المقرئ
جو پڑھ کر لوگوں کو سنائی جاتی ہے وہ کہتے ہیں ہم کو فلاں شخص نے اس دستاویز پر گواہ کیا، اور پڑھنے والا پڑھ کر استاد کو سناتا ہے
فيقول القارئ اقرأني فلان
پھر پڑھنے والا کہتا ہے کہ مجھ کو فلاں نے پڑھایا
(۶۱) حدثنا محمد بن سلام قال ثنا محمد بن الحسن الواسطي عن عوف
ہم سے محمد بن سلامؒ بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حسنؒ واسطی نے بیان کیا، انھوں نے عوف سے
عن الحسن قال لا بأس بالقراءة على العالم وحدثنا عبيد الله بن موسى
انھوں نے امام حسن بصریؒ سے، انھوں نے کہا عالم کے سامنے پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں، اور ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا
عن سفیان قال اذا قرأ على المحدث فلا بأس
انھوں نے سفیان ثوریؒ سے سنا، وہ کہتے تھے، جب کوئی شخص محدث کو حدیث پڑھ کر سنائے تو کچھ قباحت نہیں
ان يقول حدثني قال و سمعت ابا عاصم يقول عن مالك وسفيان
اگر یوں کہے کہ اس نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے ابو عاصمؒ سے سنا وہ امام مالکؒ اور سفیان ثوریؒ کا قول بیان کرتے تھے

القراء ة	علی	العالم	وقراء ته	سواء
----------	-----	--------	----------	------

کہ عالم کو پڑھ کر سنانا اور عالم کا شاگردوں کے سامنے پڑھنا دونوں برابر ہیں

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ اس باب کو قائم کر کے علم اصول حدیث کے دو مسئلوں میں فیصلہ دینا چاہتے ہیں ۱۔ قرأۃ علی المحدث ۲۔ عرض علی المحدث بعض حضرات کے نزدیک قرأۃ علی المحدث والعرض علی المحدث جائز نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک قرأۃ المحدث علی التلمیذ وعرض المحدث علی التلمیذ ہونی چاہیے۔

قرأۃ علی المحدث کی تین صورتیں ہیں۔

(۱)..... طالب علم پڑھے استاد بنے اور اکیلا ہو۔ (۲)..... طالب علم پڑھے استاد بنے اور جماعت ہو۔ (۳)..... استاد کے پاس پڑھا جا رہا ہے اور یہ مجلس میں موجود ہے۔ قرأۃ علی المحدث کے مقابلے میں عرض علی المحدث خاص ہے ان دونوں کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

عرض علی المحدث کی بھی تین صورتیں ہیں۔ (۱)..... طالب علم کو احادیث یاد ہوں اور وہ استاد کو سنا دے اور استاد نعم کہہ دے۔ (۲)..... یا استاد کی لکھی ہوئی احادیث اس کے پاس ہوں اور وہ پیش کر کے اجازت طلب کرے اور استاد صراحتاً اجازت دے دے۔ (۳)..... استاد کی لکھی ہوئی احادیث اس کے پاس ہوں اور وہ پیش کرے اجازت طلب کرے تو استاد خاموش رہے، اگر استاد انکار کر دے تو پھر جائز نہیں ہے تو اس باب سے مقصود عدم قائلین کی رد ہے۔

دلیل فریق مخالف :..... حضور ﷺ احادیث بیان کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ سنتے تھے لہذا سنت یہی ہے کہ محدث پڑھے اور طالب علم سنے تو عرض علی المحدث خلاف سنت ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

جواب :..... صحابہ کرامؓ کے پاس نہ کوئی مجموعہ پہلے سے لکھا ہوا تھا نہ کوئی حدیث ان کو پہلے سے معلوم تھی، احادیث تو آپ ﷺ ابھی فرما رہے تھے لہذا اس کو عدم جواز کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

استدلال اول :..... جبکہ یہ ثابت ہے کہ طالب علم نے آ کر تصدیق چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا نعم ۱۔ استدلال ثانی :..... امام مالکؒ نے استدلال کیا ہے کہ چیک رجسٹری پڑھی جاتی ہے تو سارے سننے والے کہتے ہیں کہ ہمیں گواہ بنایا ایسے ہی یہاں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اقرءنی فلاں شخص نے مجھے پڑھایا۔

استدلال ثالث :..... یا جیسے قاری کو کوئی اپنی گردان سناتا ہے وہ سن کر کہہ دیتا ہے نعم تو یہ سنانے والا کہتا ہے۔

۱۔ حضرت امام بن قدامہؒ حضور اقدس ﷺ کے سامنے اللہ امرک بھذا (کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے) کہتے جاتے اور آپ ﷺ صرف نعم فرماتے جاتے جیسے شاگرد پڑھتا جائے اور استاد ہاں ہاں کرتا جائے تقریر بخاری کتاب العلم ص ۹

اقرءنی فلاں حالانکہ اس نے تو صرف سن کر نعم کہا تھا تو جب یہ صورتیں جائز ہیں تو قراۃ علی المحدث والعرض علی المحدث بھی جائز ہونی چاہیے۔

واحتج بعضهم:..... "بعض" کا مصداق عند البعض حمیدی ہیں جو کہ امام بخاری کے استاد ہیں (اراد بالبعض هذا شیخہ الحمیدی فانہ احتج فی جواز القراۃ علی المحدث فی صحۃ النقل عنہ البعض نے کہا کہ ابو سعید حداد ہیں؟

(۶۲) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا اللیث عن سعیدہو المقبری عن شریک
ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، انھوں نے سعید مقبری سے، انھوں نے شریک
ابن عبد اللہ بن ابی نمرانہ سمع انس بن مالک یقول بینما نحن جلوس مع النبی ﷺ
ابن عبد اللہ بن ابی نمرانہ سے، انھوں نے انس بن مالک سے سنا ایک بار ہم مسجد میں آنحضرت ﷺ کیساتھ بیٹھے تھے
فی المسجد دخل رجل علی جمل فاناخاہ فی المسجد ثم عقلہ قال لہم ایکم محمد
اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا، پھر پوچھے لگا (بھائیو) تم میں محمد کون ہے؟
والنبی ﷺ متکئ بین ظہرانہم فقلنا هذا الرجل الابيض المتکئ
آنحضرت ﷺ اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے ہم نے کہا محمد یہ سفید رنگ کے شخص ہیں جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں
فقال له الرجل یا ابن عبد المطلب! فقال له النبی ﷺ قد اجبتک فقال له الرجل
تب وہ آپ ﷺ سے کہنے لگا عبد المطلب کے بیٹے آپ نے اس سے فرمایا (کہہ) میں نے تیری تصدیق کر دی وہ گنہگار میں آپ
انی سائلک فمشدد علیک فی المسئلة فلا تجد علی فی نفسک، فقال
سے پوچھنا چاہتا ہوں اور سختی سے پوچھوں گا تو آپ اپنے دل میں برا نہ مانیے گا آپ ﷺ نے فرمایا
سل عما بدا لک فقال اسألک بریک ورب من قبلک
(نہیں) جو تیرا جی چاہے پوچھ تب اس نے کہا میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کی قسم دے کر پوچھتا ہوں
اللہ ارسلک الی الناس کلہم فقال اللہم نعم، فقال
کیا اللہ نے آپ کو (دیا) سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، یا میرے اللہ، تب اس نے کہا
انشدک باللہ اللہ امرک ان تصلی الصلوات الخمس فی الیوم واللیلۃ؟ قال
میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا



اللهم نعم، قال انشدك بالله الله امرک ان تصوم هذا الشهر من السنة؟

ہاں، یا میرے اللہ، پھر کہنے لگا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ سال بھر میں اس مہینہ میں (یعنی رمضان میں) روزے رکھو؟

قال اللهم نعم قال انشدك بالله الله امرک

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، یا میرے اللہ، پھر کہنے لگا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ

ان تأخذ هذه الصدقة من اغنياءنا فتقسمها على فقراءنا؟ فقال النبي ﷺ

ہم میں جو مالدار لوگ ہیں ان سے زکوٰۃ لے کر ہمارے محتاجوں کو بانٹ دو؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

اللهم نعم فقال الرجل امنت بما جئت به

ہاں، یا میرے اللہ، تب وہ شخص کہنے لگا جو حکم آپ (اللہ کے پاس سے) لائے ہیں میں ان پر ایمان لایا

وانا رسول من ورائي من قومي وانا ضمام بن ثعلبة اخو بني سعد بن بكر

اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا جو یہاں نہیں آئے بھیجا ہوا ہوں، میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے بنی سعد ابن بکر کے خاندان سے

رواه موسى وعلى بن عبد الحميد عن سليمان عن ثابت

اس حدیث کو (لیث کی طرح) موسیٰ اور علی بن عبد الحمید نے سلیمان سے روایت کیا، انھوں نے ثابت سے انھوں نے

عن انس عن النبي ﷺ بهذا

انسؓ سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے یہی مضمون

oooooooooooo

(۶۳) حدثنا موسى بن اسمعيل قال ثنا سليمان بن المغيرة قال ثنا ثابت

ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے، کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن مغیرہ نے، کہا ہم سے بیان کیا ثابت نے

عن انس قال نهينافي القرآن ان نسأل النبي ﷺ وكان يعجبنا

انھوں نے انسؓ سے وہ کہتے تھے ہم کو تو قرآن میں آنحضرت ﷺ سے سوالات کرنا منع ہوا تھا اور ہم یہ بہت پسند کرتے تھے

ان يجئ الرجل من اهل البادية العاقل فيسأله ونحن نسمع

کہ کوئی شخص دیہات سے آئے (جس کو اس نہایت کی خبر ہو) وہ آپ سے سوالات کرے ہم سنیں

فجاء رجل من اهل البادية فقال اتانا رسولك فاخبرنا

آخر دیہات والوں میں سے ایک شخص آن ہی پہنچا اور کہنے لگا آپ کا ایلچہ ہمارے پاس پہنچا، اس نے یہ بتایا ہے

انک تزعم ان الله عزوجل ارسلک قال صدق فقال فمن خلق السماء؟ قال

آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سچ کہا، پھر کہنے لگا اچھا آسمان کس نے بنایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا

الله عزوجل قال فمن خلق الارض والجبال قال الله عزوجل قال

الله نے، کہنے لگا زمین کس نے بنائی اور پہاڑ کس نے بنائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے، کہنے لگا

فمن جعل فيها المنافع قال الله عزوجل قال فبالذى

بھلا (پہاڑوں) میں فائدے کی چیزیں کس نے بنائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے، تب اس نے کہا قسم اس (خدا) کی جس

خلق السماء وخلق الارض ونصب الجبال وجعل فيها المنافع الله ارسلک

نے آسمان کو بنایا اور زمین کو بنایا اور پہاڑوں کو کھڑا کیا اور ان میں فائدے کی چیزیں بنائیں، کیا اللہ نے آپ کو بھیجا ہے

قال نعم قال زعم رسولک ان علينا خمس صلوات وزکوة فى اموالنا

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، پھر اس نے کہا آپ کے اچھی نے کہا ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا ہے

قال صدق قال بالذى ارسلک الله امرک بهذا؟ قال نعم

آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا، تب وہ کہنے لگا تو قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے

قال وزعم رسولک ان علينا صوم شهر فى سنتنا قال

تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، پھر اس نے کہا آپ کا اچھی کہتا ہے کہ ہم پر سال بھر میں ایک مہینہ کے روزے فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا

صدق قال فبالذى ارسلک الله امرک بهذا؟ قال نعم

سچ کہتا ہے تب وہ کہنے لگا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں

قال وزعم رسولک ان علينا حج البيت من استطاع اليه سبيلا؟

تب وہ کہنے لگا آپ کے اچھی نے یہ بھی کہا کہ ہم پر حج فرض ہے یعنی اس پر جو وہاں تک پہنچنے کا راستہ پاسکے؟

قال صدق قال فبالذى ارسلک الله امرک بهذا؟ قال

آپ ﷺ نے فرمایا سچ کہا، تب وہ کہنے لگا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا

نعم قال فوالذى بعثک بالحق لا ازيد عليهن شيئا

ہاں تب اس نے کہا قسم اس (خدا) کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں نہ ان کاموں پر کچھ بڑھاؤں گا

ولا انقص فقال النبى ﷺ ان صدق ليدخلن الجنة

اور نہ میں کمی کروں گا یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر یہ سچ بولتا ہے تو ضرور جنت میں جائے گا

## ﴿تحقيق و تشریح﴾

حدثنا عبد الله بن يوسف: ..... فاناخه في المسجد: امام مالکؒ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اونٹ کا بول و براز پاک ہے اس لئے کہ ناپاک چیز کا مسجد میں لانا تو جائز نہیں ہے اور یہاں حضور ﷺ کے سامنے آنے والا اپنے اونٹ کو مسجد میں باندھ رہا ہے۔

جواب: ..... یہ مطلب ٹھیک نہیں ہے بلکہ مسجد کے قریب جو احاطہ مسجد ہے اس میں بٹھایا نہ کہ مسجد میں کیونکہ حضور ﷺ جب القاء بضا في المسجد برداشت نہیں کرتے تو اونٹ کا بول و براز کیسے برداشت کریں گے؟ امام بخاریؒ نے (بخاری ص ۳۳۵ پر) باب من عقل بعيره على البلاط او باب المسجد قائم کیا اور اس روایت کو ذکر کر کے ثابت کیا ہے کہ اناخه في المسجد ای فی قرب المسجد۔ مسند احمد بن حنبل میں بھی ہے ((لاناخ بعيره على باب المسجد فعقله ثم دخل))۔ لہذا اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔

دلیل ثانی: ..... یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اونٹنی پر مسجد میں طواف کیا۔

جواب ۱: ..... یہ خصوصیت پر محمول ہے آپ کی اونٹنی مسجد میں پیشاب نہیں کرتی تھی یہ آپ کی صحبت کا اثر تھا۔

جواب ۲: ..... یا آپ ﷺ نے طواف علی الناقۃ (یعنی اونٹنی پر طواف) بوجہ ضرورت فرمایا۔

والنبي متكئ: ..... سوال: آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں جب ابیض ہیں اور متکئی بھی ہیں تو پھر سوال کی ضرورت کیوں پیش آتی؟ خواجہ ابوطالب نے آپ ﷺ کی مدح میں کہا۔

ابيض يُستسقى الغمام لوجهه	ثمان اليتامي غنية للارامل
---------------------------	---------------------------

ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ زیادہ خوبصورت ہیں یا یوسف علیہ السلام؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((اناملیح و اخی یوسف ابیض)) آپ ﷺ کے حسن میں ملاحظت تھی جس میں کشش ہوتی ہے۔

جواب اول: ..... بے شک آپ ﷺ نے تکیہ لگایا ہوا تھا مگر آپ ﷺ اس طریقے سے ملے جلے بیٹھے تھے کہ آنے والا پہچان نہیں سکتا تھا۔

۱۔ اخرجه ابو داؤد في الصلوة والنسائي في الصوم وابن ماجة في الصلوة ۲۔ ان المراد من قوله في المسجد في هذا الحديث في رحبة المسجد ونحوها (عمدة القاري ج ۲ ص ۲۲) چنانچہ دوسری روایات میں تصریح ہے کہ اونٹ مسجد کے قریب بٹھایا پھر مسجد میں داخل ہوئے (درس بخاری ص ۳۳۴) ۳۔ معنى البلاط: حجارة مفروشة عند باب المسجد ۴۔ انه اناخه خارج المسجد فلا حاجة فيه للمالكية على طهارة اذبال ماكول اللحم وابواله (فيض الباري ج ۱ ص ۱۶۵) تنبيه: ررقم الحديث (۶۳) ليس بموجود في البخاري مطبوعة دار السلام الرياض كتاب العلم ص ۱۵ افافهم

جواب ثانی: ..... صحابہ کرام بھی لباس، وضع قطع میں مکمل آپ کی مشابہت اختیار فرماتے تھے اس لیے امتیاز نہ ہو سکا۔

جواب ثالث: ..... ہو سکتا ہے کہ تشخص ہو گیا ہو لیکن سائل تثبیت چاہتا ہو تو یہ سوال للتثبیت ہے۔

جواب رابع: ..... ہم نے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے سنا اور اساتذہ نے توثیق کی کہ وہ کفر کے اندھیرے سے مسجد کی روشنی میں آیا جہاں آپ ﷺ کے انوارت کی بارش ہو رہی تھی تو جب آدمی اندھیرے سے روشنی میں آتا ہے تو اس کی آنکھیں چند ہیا جاتی ہیں۔ آپ ﷺ عام طور پر صحابہ کرامؓ کے درمیان ملے جلے بیٹھتے تھے کبھی تعلیم مقصود ہوتی تو دور تک آواز پہنچانے کے لیے منبر پر یا کسی اونچی جگہ پر بھی بیٹھ جاتے۔

بین ظہور انہم: ..... ظہور ان کے بارے میں دو رائیں ہیں۔

۱..... یہ لفظ محم کہا جاتا ہے یعنی یہ زائد ہوتا ہے اس کے معنی نہیں کیے جاتے تو یہ اس صورت میں تقدیری عبارت ہوگی بینہم۔ یہ لفظ ظہور کا تشبیہ ہے پھر کثرت استعمال کی وجہ سے اسکو مفرد قرار دیکر تشبیہ کر لیا تو ظہور انہم ہو گیا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔ جیسے آپ حدیثا عبدان پڑھتے ہیں یہ دراصل عبدان بالکسر تشبیہ کا صیغہ تھا لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے اسکو علم اور مفرد بنا دیا جیسے لم یک، لم تک، ان یک جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

لا یدرک الواصف المطری خصائصه	وان یک واصفاً کل ماوصفا
------------------------------	-------------------------

ان یک وغیرہ میں پہلے تو جازم کی وجہ سے صرف حرف علت کو حذف کر دیا پھر کثرت استعمال کی وجہ سے جازم کو دو بارہ عمل دیکر نون کو بھی حذف کر دیا۔

۲..... حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ اسکو زائد ماننے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب آپ ﷺ درمیان میں ہوں اور دوسرے لوگ آپ ﷺ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے ہوں تو آپ ﷺ چہروں کے درمیان ہوں گے ایسے ہی پشتوں کے درمیان بھی تو ہوں گے ۳

هذا الرجل الابيض: ..... مراد خالص بیاض نہیں بلکہ بیاض مشوب بحمرۃ مراد ہے جیسے گلاب چونکہ اس میں سفیدی غالب ہوتی ہے اس لیے بیاض سے تعبیر کیا ۴

یا ابن عبدالمطلب: ..... دادا کی طرف نسبت تو عرب والے عام طور پر محمود سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں یہ اکرام ہے غزوہ حنین میں آپ ﷺ نے فرمایا انا ابن عبدالمطلب ۵

۱ سوال نون تو عندا اضافت گرجاتا ہے یہاں کیوں نہیں گرا؟ جواب ظہور کا تشبیہ تو ظہور انہم ہے لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے اس تشبیہ کو بمنزل مفرد کے قرار دیکر پھر اس کو تشبیہ بنایا تو ظہور انہم ہو گیا اضافت کی وجہ سے نون ثانی گر گیا اور یہ نون باقی رہا تو ظہور انہم ہو گیا۔ درس بخاری ص ۲۶۴ پر لکھا ہے ظہور کا تشبیہ ظہور انہم ہے پھر ظہور انہم کو مفرد کے حکم میں قرار دیکر وہ بارہ تشبیہ کی عامت اس کے ساتھ لگا دی اور ایسا بطور شیون محذو ہے اور یہ لفظ اسوقت بولتے ہیں جب مجمع کثیر ہو اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگیں ہوں ۲ فیض الباری ج ۱ ص ۱۶۵ ۳ تقریر بخاری ج ۱ کتاب العلم ص ۱۰۹ ۴ درس بخاری ص ۳۲۲ ۵ عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۴

قد اجبتک: ..... سوال: ..... ابھی تو سوال کیا ہی نہیں تو قد اجبتک کا کیا مطلب ہوا؟

جواب اول: ..... اجبتک بمعنی سمعتک ہے۔

جواب ثانی: ..... مجاز پر محمول ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں آپ بات کیجئے ۱۔

جواب ثالث: ..... جب اس نے سوال کیا ایکم محمد؟ پھر کسی نے جواب دیدیا هذا الرجل الابيض

المتکنى پھر اس نے کہا یا ابن عبد المطلب! تو حضور ﷺ نے تصدیق کی کہ جواب پہلے ہو چکا وہ صحیح ہے میں ہی

محمد ہوں، اس سے علم کلام کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی کہے میں محمد کو مانتا ہوں مگر اس محمد کو نہیں مانتا جو عبد المطلب کا بیٹا

ہے یا اس محمد کو نہیں مانتا جو مہاجر مدنی ہے جس پر قرآن نازل ہوا تو وہ کافر ہے۔ آپ نہیں سمجھے! یہ لوگ کہتے ہیں کہ ریشمی

کپڑے میں لپیٹ کر آمنہ کی گود میں رکھ دیے گئے۔ یہ اس لئے کہ جب ہم انہیں کہتے ہیں کہ تم تو نور مانتے ہو پھر یوم

میلاد کس چیز کا مناتے ہو؟ تو کہتے ہیں کہ بقعہ نور کو لپیٹ کر جبریل علیہ السلام نے آمنہ کی گود میں رکھ دیا۔

اللهم نعم: ..... اس جملہ سے قرأت علی المحدث ثابت ہوگئی کہ ادھر تو حضور ﷺ نے فرمایا اللهم نعم

تصدیق کردی اور واپس جا کر یہ کہے گا کہ آپ ﷺ نے یوں یوں فرمایا۔

اناضمام بن ثعلبة: ..... سوال: یہ شخص مؤمن تھا یا اب ایمان لایا؟

جواب: ..... دو روایتیں ہیں ۱۔ اب ایمان لایا پہلے مؤمن نہ تھا ۲۔ محققین اس بات کے قائل ہیں کہ امنت

بما جئت بہ یہ الفاظ تجدید ایمان کے لیے ہیں پہلے بھی وہ مؤمن تھا ۳۔ یہ اختلاف ایک اور اختلاف پر مبنی ہے کہ یہ

شخص کب آیا؟ اس میں دو قول ہیں ۱۔ ..... ۵۵ھ کو آیا یہ علامہ واقدی کی رائے ہے ۲۔ ..... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ

۹۵ھ کو آیا علامہ ابن حجر نے ابن اسحاق کی رائے کو ترجیح دی ہے اور دو وجوہ ترجیح بیان کی ہیں۔

وجه الاول: ..... بعض روایتوں میں آتا ہے کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہمیں سوال سے منع کر دیا گیا تھا ہم

چاہتے تھے کہ کوئی عاقل آدمی آئے سوال کرے اور سوال کی نہی ۹۵ھ ہجری میں ہوئی۔

وجه ثانی: ..... یہ اس وقت آیا جبکہ حج فرض ہو چکا تھا اور حج ۹۵ھ ہجری میں فرض ہوا لہذا پانچ ہجری والی روایت مرجوح ہے۔

رواہ موسیٰ: ..... امام بخاری نے اس کو استشہاداً پہلی روایت کی تائید میں ذکر کیا نیز تعلیقاً ذکر کیا موصولاً ذکر نہیں

کیا۔ ہو سکتا ہے کہ اپنے شیخ موسیٰ سے بالواسطہ روایت کرتے ہوں۔

۱۔ درس بخاری ص ۳۲۵ ۲۔ اس عبارت سے پہلے فمشدد علیک ہے حتیٰ سے مراد یہ ہے کہ وہ سوالات آپ کی شان کے خلاف ہو گئے یہ کمال فطانت

ہے کہ پہلے مذرت خواہی اختیار کرتے ہوئے ناگواری کے خوف سے آگے کے لیے روک لگا دی درس بخاری ص ۳۲۵ ج ۲ عمدة القاری ج ۲ ص ۲۱

۳۔ فیض الباری ج ۱ ص ۱۶۶ مطبع حجازی قاہرہ

(۴۹)

## باب ما یدکر فی المناولة و کتاب

اهل العلم بالعلم الى البلدان

مناوله کا بیان اور عالموں کا علم کی باتوں کو لکھ کر

دوسرے شہروں میں بھیجنے کا بیان

وقال انس نسخ عثمان المصاحف فبعث بها الى الافاق ورأى عبداللہ بن عمرو یحیی بن سعید
اور حضرت انسؓ نے کہا حضرت عثمانؓ نے مصحف لکھوائے اور ملکوں میں بھجوائے اور عبداللہ بن عمرؓ اور یحیی بن سعید انصاریؓ
ومالک ذلك جائزا واحتج بعض اهل الحجاز في المناولة
اور امام مالکؒ نے اس کو جائز رکھا ہے (یعنی ہجاز) اور حجاز کے بعض عالموں نے مناوہ کے لیے
بحديث النبی ﷺ حيث كتب لامير السرية كتابا و قال لا تقرأه
آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے دلیل پکڑی کہ آپؐ نے فوج کے ایک سردار کو ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا کہ اس کو (میں) پڑھنا نہیں
حتى تبلغ مكان كذا وكذا فلما بلغ ذلك المكان قرأه على الناس
جب تک تو فلاں مقام تک نہ پہنچ جائے، جب وہ اس مقام پر پہنچا تو لوگوں کو اس نے وہ خط پڑھ کر سنایا
واخبرهم بامر النبی ﷺ
اور آنحضرت ﷺ کا حکم ان کو بتلایا

## تحقیق و تشریح

ترجمة الباب کی غرض :..... اس باب میں امام بخاریؒ دو مسئلے بیان فرما رہے ہیں

۱۔ مناوہ ۲۔ مکاتبہ۔ امام بخاریؒ کے نزدیک مناوہ اور مکاتبہ برابر ہے، لافرق بینہما۔

تعریف مناوہ :..... کوئی شیخ اپنی لکھی ہوئی مرویات یا تصنیف کسی کے حوالے کر دے ۱

تعریف مکاتبہ :..... کوئی شیخ اپنی تصنیف کسی کے ذریعے کسی کی طرف روانہ کر دے۔

۱۔ مرویات حوالے کرنے کے بعد کہے کہ میں تجھے اجازت دیتا ہوں تو اس کو بیان کر۔ درس بخاری ص ۳۲۸

فرق: ..... یہ ہوا کہ مناولہ میں مشافہہ ہے کہ جس کو دے رہا ہے وہ حاضر ہوا اور مکاتبت میں مشافہت نہیں ہے۔

مناولہ کی اقسام: ..... مناولہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱): ..... مقرون بالا اجازت۔ یعنی دینے کے بعد کہے کہ روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں اس صورت میں طالب علم حدثا اور اخیرنا کہہ کر روایت کر سکتا ہے۔

(۲): ..... غیر مقرون بالا اجازت۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں ۱۔ سکوت اختیار کیا ہو ۲۔ روایت کرنے سے منع کر دیا ہو۔ سکوت کی صورت میں دورائیں ہیں۔

رأی اول: ..... اخیرنا اور حدثا سے روایت جائز ہے۔

رأی ثانی: ..... عند البعض جائز نہیں ہے لیکن جمہور جواز کے قائل ہیں۔

جمہور کی دلیل اول: ..... دینے کا مقصد ہی روایت کرنا ہے اگر منع کر دیا تو علیحدہ بات ہے کہ اس صورت میں جائز نہیں ہوگا۔

اقسام و احکام مکاتبہ: ..... مکتبہ اقسام و احکام میں مناولہ کی مثل ہے۔

اس باب میں امام بخاریؒ مناولہ اور مکاتبہ کی قسم اول یعنی مقرون بالا اجازہ کا حکم بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ دونوں برابر ہیں یا ان کے حکم میں فرق ہے؟ نیز ایک راجح اور دوسرا غیر راجح ہے؟ تو امام بخاریؒ کے نزدیک تو برابر ہیں لیکن عند البعض مناولہ راجح ہے۔ ہذا هو غرض الباب۔

بعث بہاالی الافاق: ..... اس جملہ سے معلوم ہوا کہ مکاتبت جائز ہے حضرت عثمانؓ نے چند نسخے مختلف علاقوں میں بھیجے تھے وجہ استدلال یہ ہے کہ ظاہر ہے کہ سب نے اس کو معتبر قرار دیا، پڑھا پڑھایا معلوم ہوا کہ مکاتبت معتبر ہے۔  
دلیل ثانی: ..... دوسری دلیل امام بخاریؒ نے یہ ذکر کی کہ عبداللہ بن عمرؓ اور یحییٰ بن سعید اور امام مالکؒ نے اس کو جائز سمجھا ہے۔

بعض اهل الحجاز: ..... بعض اہل حجاز سے مراد حمیدیؒ، استاد بخاریؒ ہیں ۳

مناولہ کرے جواز کی دلیل: ..... کتب لامیر السریۃ کتاباً: آپ ﷺ نے ایک مرتبہ عبداللہ بن جحشؓ کو بطن نجد کی طرف احوال قریش کی تفتیش کے لیے بھیجا اور ان کو ایک خط دیا اور فرمایا کہ جب تم مدینہ سے دو منزل دور ہو جاؤ تو

(۱) المناولۃ ابضا حجة وان اقترنت بالا جازۃ فیہی الاقوی واما المکاتبۃ فیہی ایضا حجة بشرط تعیین المکاتب و المکتوب الیہ وقال بعض القاصرين ان الخط یشبہ الخط فلا تكون حجة. فیض الباری ج ۱ ص ۱۶۶ ۲ المکتوب فی عمدة القاری ج ۲ ص ۲۵۰  
وفی غیر البخاری ان عثمان بعث مصحفا الی الشام و مصحفا الی الحجاز و مصحفا الی الیمن و مصحفا الی البحرین و ابقی عنده مصحفا لیجتمع الناس علی قرأۃ ما یعلم و یتیقن وقال ابو عمرو الدانی اکثر العلماء علی ان عثمان کتب اربع نسخ فبعث احدھن الی البصرة و اخرى الی الکوفۃ و اخرى الی الشام و حبس عنده اخرى وقال ابو حاتم السجستانی کتب سبعة فبعث الی مکة واحدا و الی الشام آخر و الی الیمن آخر و الی البحرین آخر و الی البصرة آخر و الی الکوفۃ آخر و دلالة هذا علی تجویز الروایۃ بالمکاتبۃ ظاہرۃ ۳ المراد من بعض اهل الحجاز هو الحمیدی شیخ البخاری فانه احتج فی المناولۃ ای فی صحۃ المناولۃ  
بحديث النبی ﷺ (عمدة القاری ج ۲ ص ۲۶)





بھی مر گیا اور بھائی کو تو حکومت حاصل کرنے کے لیے پہلے ہی ہلاک کر چکا تھا اسکی حکومت پر ایک عورت تخت نشین ہوئی جس کو بعد میں تخت سے اتارا گیا، حضرت عمر ؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کو بھیجا تو ساری حکومت ختم ہوئی۔ (فان قلت لم یقل الی ملک البحرين وقال عظیم البحرين قلت لانه لا ملک ولا سلطنة للكفار اذا کلک لرسول الله ﷺ ولمن ولاه)۔

(۶۵) حدثنا محمد بن مقاتل ابو الحسن قال ثنا عبد الله قال اخبرنا
هم سے بیان کیا محمد بن مقاتل نے جن کی کنیت ابو الحسن ہے کہا ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہم کو خبر دی
شعبة عن قتادة عن انس بن مالك قال كتب النبي <small>ﷺ</small> كتابا
شعبة نے، انھوں نے قتادہ سے، انھوں نے انس بن مالک سے کہا کہ آنحضرت <small>ﷺ</small> نے (عم ۱۲۸۷ کے بارشاد کو) ایک خط لکھا
اواراد ان يكتب فقیل له انهم لا یقرؤن کتابا الامختوما
یا لکھنے کا قصد کیا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا: وہ لوگ (عم ۱۲۸۷ کے بارشاد کو) وہی خط پڑھتے ہیں جس پر مهر لگی ہو
فاتخذ خاتما من فضة نقشه محمد رسول الله کانی انظر الی بیاضه
تو آپ <small>ﷺ</small> نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس پر یہ کندہ تھا ”محمد رسول اللہ“ انس نے کہا: گویا میں دیکھ رہا ہوں اس انگوٹھی کی سفیدی
فی یده فقلت لقتادة من قال نقشه محمد رسول الله؟ قال انس
آپ کے ہاتھ، میں شعبہ نے کہا: میں نے قتادہ سے پوچھا: اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا، یہ کس نے کہا؟ انھوں نے کہا انس نے

### تحقیق و تشریح

حدثنا محمد بن مقاتل: ..... نقشه محمد رسول الله: محمد نیچے تھا رسول درمیان میں اور اللہ اوپر۔



اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لیے چار ماشے چاندی کی انگشتی جائز ہے۔ پھر مہر پر اپنا نام لکھنا ہی ضروری نہیں کوئی علامت متعین کر سکتا ہے۔

- ۱..... حضرت عمرؓ کی انگشتی پر تھا ”کفی بالموت واعظاً“ موت واعظ ہونے کے لحاظ سے کافی ہے ۱
- ۲..... حضرت امام اعظمؒ کی انگوٹھی پر تھا ”قل الخير والافاسکت“
- ۳..... حضرت شیخ الہندؒ کی انگوٹھی پر تھا ”اللہ عاقبت محمود گرداں۔“
- ۴..... حضرت تھانویؒ کی انگوٹھی پر تھا ”ازگروہ اولیاء اشرف۔ علی“
- ۵..... حضرت مولانا خیر محمدؒ کے استاد حضرت مولانا کریم بخش صاحبؒ کی انگوٹھی پر تھا ”یا کریم بخش“
- ۶..... حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کی انگوٹھی پر تھا ”خیر المطلوب خیر محمد“
- ۷..... مولانا عزیز الرحمن صاحبؒ کی انگوٹھی پر تھا ”المتوکل علی العزیز الرحمن“
- ۸..... حضرت الاستاد مولانا محمد صدیق صاحبؒ کی انگوٹھی پر ہے خلیفہ محمد، بلا فصل صدیق۔

(۵۰)

﴿باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس  
ومن رأى فرجة فی الحلقة فجلس فیها﴾  
اس شخص کا بیان جو مجلس کے اخیر میں (جہاں جگہ ہو) بیٹھے  
اور جو حلقہ میں کھلی جگہ پا کر اس میں بیٹھ جائے۔

(۶۶) حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن اسحق بن عبد الله بن ابي طلحة  
هم س اسماعيل نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، انھوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابوطالب سے، ان کو  
ان ابامرة مولى عقيل بن ابي طالب اخبره عن ابي واقد الليثي ان رسول  
ابورہ، عقیل بن ابو طالب کے غلام نے خبر دی، انھوں نے ابو واقد لیثی سے سنا، کہ آنحضرت ﷺ  
اللہ ﷺ بینما هو جالس فی المسجد والناس معه اذا قبل ثلثة نفر فاقبل اثنان  
ایک بار مسجد میں بیٹھے تھے اور لوگ آپ کے ساتھ (بیٹھے) تھے اتنے میں تین آدمی (ہارے) آئے، دو تو ان میں سے  
الی رسول اللہ ﷺ وذهب واحد قال فوقفا علی رسول اللہ ﷺ  
آنحضرت ﷺ کے پاس آگئے (آپ کا ہم سے) اور ایک چل دیا، ابو واقد نے کہا: پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آن ٹھہرے

فاما احدهما فرأى فرجة في الحلقة فجلس فيها واما الآخر فجلس خلفهم واما الثالث

ان میں سے ایک نے تو تھوڑی سی خالی جگہ حلقہ میں دیکھی وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا تو

فادبر ذاهبا، فلما فرغ رسول الله ﷺ قال الا خبركم عن النفر الثلاثة

پیٹھ موڑ کر چل دیا، جب آنحضرت ﷺ (ﷺ) فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تم کو تین آدمیوں کا حال نہ بتاؤں

اما احدهم فأوى الى الله فأواه الله واما الآخر فاستحى فاستحى الله منه

ایک نے تو ان میں سے اللہ کی پناہ لی، اللہ نے اسے جگہ دیدی، دوسرے نے (اندھ گھنے میں لوگوں سے) شرم کی اللہ نے اس سے شرم کی

واما الآخر فاعرض فاعرض الله عنه. (انظر: ۳۷۳)

اور یہ تیسرے نے منہ پھیر لیا، اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ اس باب میں طلبہ کو مجلس درس میں بیٹھنے کا طریقہ بتا رہے ہیں کہ مجلس درس جہاں ختم ہو وہیں بیٹھ جانا چاہیے البتہ آگے اگر جگہ خالی ہے تو گردن پھلانگے بغیر آگے جا کر بھی بیٹھ سکتا ہے۔

اما احدهم: ..... اس جملہ سے ترجمہ ثانی ثابت ہوا اور واما الآخر سے ترجمہ اولیٰ۔

سوال: ..... اس باب کو کتاب العلم سے کیا مناسبت ہے؟ حالانکہ پوری حدیث میں کہیں علم کا ذکر نہیں ہے۔

جواب: ..... ہو جالس فی المسجد والناس معه وہ حلقے میں بیٹھے تھے اور حلقہ عند البخاریؒ علم کا تھا۔

قرینہ: ..... فلما فرغ سے معلوم ہوا کہ کوئی کام کر رہے تھے تو عند البخاریؒ وہ تعلیم تھی کیونکہ امام بخاریؒ نے اس روایت کو

کتاب العلم میں ذکر کیا ہے۔ ویسے احتمال ”حلقہ ذکر اور خطبہ“ کا بھی ہے۔ اس باب میں دو بحثیں ہیں

بحث اول: ..... الفاظ کی شرح میں ہے۔ آواه الله اور استحی الله، فاعرض الله عنه وغیرہ الفاظ میں

صنعت مشککہ ہے ۱

فرجہ: ..... بضم الفاء او بفتح الفاء دونوں احتمال ہیں بلکہ علماء لغت سے منقول ہے کہ تینوں لغتیں اس میں جائز ہیں۔

لفظ فرجہ سے متعلق ایک قصہ: ..... حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے ابو عمرو نحوی کا قصہ لکھا ہے

کہ ان کی قرأت فاتح تھی کسی نے حجاب کو شکایت کر دی کہ وہ آپ کی مخالفت کرتا ہے حجاب نے بلایا، ابو عمرو نے اس کو

۱۔ اخرجه الترمذی ومسلم فی الاستئذان واخرجه النسائی فی العلم: حدیث کی سند میں پانچ روای ہیں: الخامس ابو واقد اسمہ الحارث بن عوف وقیل الحارث بن مالک توفي بمكة ودفن بمقبرة المهاجرين روى عن النبي ﷺ اربع وعشرون حديثا وفي الصحابة من يكنى بهذا الكنية ثلاثة هذا احدهم وثانيهم ابو واقد مولی رسول الله ﷺ وثالثهم ابو واقد النيمري: عمدة القاری ج ۲

ص ۲۳۲ واما قوله فاستحى الله منه فمبنى على صنعة المشاكلة: فیض الباری ج ۱ ص ۲۸

ثابت کرنے کے لیے مہلت مانگی۔ حجاج نے کہا کہ پندرہ دن کے اندر دلیل لاؤ۔ ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ چند سپاہی اس پر مقرر کر دیے۔ وعدہ کے وقت تک کوئی دلیل نہ تلاش کر سکے تو سپاہیوں نے اسے گھسیٹنا شروع کر دیا تاکہ حجاج کے پاس لے جائیں راستے میں ایک چرواہا پڑھ رہا تھا۔

ربما تجزع النفوس عن الامام ﴿﴾ ر، له فرجة كحل العقال

ابو عمرو نحوی نے پوچھا فُرْجَة یا فُرْجَة اس نے کہا لنافیه ثلث لغات فَعْلَه، فَعْلَه، فَعْلَه پھر چرواہے سے پوچھا کہ یہ شعر کیوں پڑھ رہا تھا اس نے کہا ہم حجاج سے خوف کھاتے ہیں اور ابھی خبر پہنچی ہے کہ حجاج مر گیا۔ (علم کی بات اگر مل جائے تو بہت خوشی ہوتی ہے) نحوی کہتا ہے کہ میں فرق نہ کر سکا کہ کس بات پر مجھے زیادہ خوشی ہوئی حجاج کی موت کی خبر پر یا علم کی بات مل جانے پر؟ ۱۔ بحث ثانی: ..... ان تین شخصوں میں سے افضل کون سا ہے؟ محدثین کا اس میں اختلاف ہوا ہے۔

(۱) ..... بعض نے کہا ہے کہ خالی جگہ میں جو جا کر بیٹھ گیا وہ افضل ہے کیونکہ اس کے بارے میں الفاظ ہیں آواہ اللہ دوسرے نے حیا کیا اللہ نے بھی حیا کیا۔

(۲) ..... لیکن بعض نے کہا ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ حیا کرنے والا افضل ہے کیونکہ مجلس میں بھی شرکت کی اور حیا بھی کیا ((الحیاء شعبۃ من الایمان)) دونوں کا ثواب لیا لہذا یہ افضل ہے بعض تفصیل کے قائل ہیں کہ جزاء جو اس حدیث میں ذکر ہے وہ جزاء عن جنس العمل کی قبیل سے ہے جیسا عمل ویسی ہی جزاء۔ حیا والے عمل کی ایک جہت بیٹھنے کے لحاظ سے ہے کہ گیا نہیں بلکہ بیٹھ گیا یعنی حیا کر کے بیٹھ گیا، دوسری جہت یہ ہے کہ حیا کیا اور پیچھے بیٹھ گیا آگے نہیں بڑھا۔ گردنیں نہیں پھیلائیں تو اگر حیا سے پہلی حیا مراد ہے تو آگے آنے والا افضل ہے اگر دوسری قسم مراد ہے تو یہ افضل ہے اس کو کہتے ہیں هُوَ لَا يَشْقَى جليسهم تو یہ پیچھے بیٹھنے والا اسی قبیل سے ہے۔

تیسرے شخص کے بارے میں فرمایا اعرض فاعرض عنه (۱) ..... بعض نے کہا کہ اس اعراض سے پیش نظر اسکو ثواب نہیں ملے گا (۲) ..... بعض نے کہا ہے کہ اس اعراض کے پیش نظر اس کو اعراض کی سزا ملی۔

(۲) ..... تیسرا مطلب یہ ہے کہ اسکو جزا اور سزا دینے سے اعراض کیا اب اعراض دو قسم پر ہے اگر تکبراً اور تنہا وناً ہے کہ مجلس کو اپنے بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھا تو گناہ ہوگا اور اگر ضرورت دنیاوی کے پیش نظر ہے تو سزا نہیں ہے اگر ضرورت دینی کے پیش نظر نہیں بیٹھا تو ثواب ہے۔

مسائل مستنبطہ: ..... ۱۔ امام بخاریؒ نے یہ بتلایا کہ حلقہ درس میں جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جانا چاہیے۔ ۲۔ اگر قریب جگہ ہو تو وہاں بیٹھے۔ ۳۔ مجالس علم سے استغناء نہیں ہونا چاہیے۔ ۴۔ مسجد میں تعلیم و تعلم جائز ہے۔ ۵۔ کیونکہ احادیث میں مجالس ذکر سے مراد عموماً تعلیم و تعلم ہی ہوتی ہے۔

(۵۱)

﴿باب قول النبی ﷺ رب مبلغ او عی من سامع﴾

آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس کو (میرا کلام) پہنچایا جائے وہ اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے جس نے مجھ سے سنا

(۶۷) حدثنا مسدد قال حدثنا بشر قال حدثنا ابن عون عن ابن سيرين عن  
ہم سے بیان کیا مسدد نے، کہا ہم سے بیان کیا بشر نے، کہا ہم سے بیان کیا ابن عون نے، انھوں نے ابن سيرين سے  
عبد الرحمن بن ابی بکرۃ عن ابيه قال ذكر النبی ﷺ  
انھوں نے عبد الرحمن بن ابی بکرۃ سے، انھوں نے اپنے باپ ابوبکرۃ سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ کا ذکر کیا  
قعد علی بعيره وامسک انسان بخطامه او بزمامه قال ای یوم هذا  
آپ ﷺ پر بیٹھے تھے وہی عمرہ بنی ہاشم کی ایک آدمی لوث کی ٹیل یا اس کی باگ تھا تھا، آپ نے (دوسرے فرمایا کون سا دن ہے؟  
فسکتنا حتی ظننا انه سيسميہ سوى اسمه قال اليس يوم النحر؟  
ہم لوگ چپ ہو رہے، یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ اس دن کا اور نام رکھیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں؟  
قلنا بلی قال فای شهر هذا؟ فسکتنا حتی ظننا انه سيسميہ  
ہم نے کہا کیوں نہیں ایوم النحر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کون سا مہینہ ہے؟ ہم چپ رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ ﷺ کا جو نام ہے  
بغير اسمه قال اليس بذي الحجة؟ قلنا بلی  
اس کے سوا کوئی اور نام رکھیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا بذي الحجة مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں ایوم النحر؟  
قال فان دماکم واماکم واعراضکم بینکم حرام  
آپ ﷺ نے فرمایا تو تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں  
کحرمة یومکم هذا فی شهر کم هذا فی بلدکم هذا الیلغ الشاهد الغائب فان  
جیسے تمہارے اس دن کی حرمت اس مہینہ میں، اس شہر میں، جو یہاں موجود ہے وہ اس کو خبر کر دے جو موجود نہیں کیونکہ  
الشاهد عسی ان یبلغ من هو او عی له منه  
جو حاضر ہے شاید وہ ایسے شخص کو خبر کر دے جو اس بات کو اس سے زیادہ یاد رکھے

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ اس باب میں یہ بتلا رہے ہیں کہ اگر عالم سے کچھ سنے تو چاہیے کہ دوسروں کو پہنچائے کیونکہ کبھی وہ اس قدر محفوظ نہیں رکھتا جتنا کہ دوسرا سننے والا محفوظ رکھ سکتا ہے تو آنحضرت ﷺ صحابہ کو حکم دے رہے ہیں جو جس نے سنا وہ دوسروں کو پہنچائے کیونکہ دوسرا کبھی زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوتا ہے (۲)

☆ حدیث میں ”اوعلیٰ“ ہے اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔ اوعلیٰ کے دو معنی ہیں۔ (۱) أَحْفَظُ (۲) أَفْهَمُ حضور ﷺ جنکو یہ خطاب فرما رہے ہیں یہ صحابہ کرامؓ ہیں۔ صحابہ کرامؓ جنکو پہنچائیں گے وہ تابعین۔ تو معلوم ہوا کہ تابعی، صحابی سے اوعلیٰ اور افہم ہو سکتا ہے لیکن یہ فضیلت جزئی ہے صحبت نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے۔ اور معلوم ہوا کہ شاگرد احتیاد سے بڑھ کر اوعلیٰ اور افہم ہو سکتا ہے یہ بھی فضیلت جزئی ہے یہ سمجھے کہ استاد کو فضیلت کلی حاصل ہے اور استاد کو بنظر تحقیر نہ دیکھے کیونکہ وہ وسائل علم میں سے ہے۔ اور استاد کو بھی خوش ہونا چاہیے کیونکہ اس شاگرد کے علم و عمل سے استاد ہی کو فائدہ ہوگا علماء نے لکھا ہے کہ تین شخصوں پر تین شخصوں کو حسد نہیں ہوتا۔

۱۔ شاگرد پر استاد کو ۲۔ مرید پر پیر کو ۳۔ بیٹے پر باپ کو بلکہ تمنا ہونی چاہیے کہ اس میں اضافہ ہو۔ انھیں تین کو تین سے سوال کرنے میں کوئی عیب نہیں ہوتا ۱۔ بیٹے کو باپ سے ۲۔ شاگرد کو استاد سے ۳۔ مرید کو پیر سے۔ مبلغ اور سامع کا ایک معنی تو ہو چکا دوسرے معنی یہ ہے کہ مبلغ سے مراد بالواسطہ سننے والا اور سامع سے مراد بلا واسطہ سننے والا۔ علی بعیرہ: ..... اپنے اونٹ پر یا ابوبکرہ کے اونٹ۔ پردوں احتمال ہیں۔

ذکر: ..... سوال: ذکر کا فاعل ابوبکرہ ہے یا کوئی اور؟

جواب: ..... صحیح ترجمہ تب ہی بنتا ہے کہ ذکر کا فاعل ابوبکرہ ہو اور بعیرہ کی ضمیر کا مرجع حضور ﷺ ہوں۔

امسک انسان: ..... قال البعض کان بلالؓ وقال البعض کان ابابکرہؓ ج، اراد نفسه.

بخطامہ او بزمامہ: ..... زمام اور خطام میں بعض فرق کے قائل نہیں ہیں حافظ ابن حجرؒ کا یہی نظریہ ہے اور بعض کے نزدیک خطام وہ چھوٹی رسی ہوتی ہے جو ناک پر ہوتی ہے زمام لمبی رسی ج

او: ..... شک راوی کے لیے ہے اور تنویر کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔

۱۔ حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں: ابوبکرہ اسمہ نفعی بضم النون وفتح الفاء: أخرجه النسائي في الحج انظر: ۱۰۵، ۱۲۴، ۱۳۱، ۱۳۹، ۳۴۰، ۳۶۶، ۵۵۵، ۷۰۸، ۷۳۷ ج ۲ درس بخاری ص ۳۳۲ عمدة القاری ج ۲ ص ۳۸ ج ۲ خطام بکسر الخاء الزمام الذى يشد فيه البرة: بضم الباء وفتح الراء حلقه من صفر تجعل فى لحم انف البعير: عمدة القاری ج ۲ ص ۳۷ چوٹی رسی ہو یا بڑی یہاں بہر حال ٹیکل مراد ہے

فسکتا: ..... یا تو اس لیے خاموش رہے کہ تثبیت مقصود تھی محض توجہ دلانا ۲۔ بعض نے کہا اس لئے کہ شاید آپ ﷺ نام بدلیں گے۔

کحرمة یومکم: ..... حقیقت میں انسان کے جان و مال کی حرمت اس سے بھی زیادہ ہے لیکن تشبیہ ان کے ساتھ اس لئے ہے کہ وہ ان کو بہت حرمت والا سمجھتے تھے۔

(۵۲)

## ﴿باب العلم قبل القول والعمل﴾ علم مقدم ہے قول اور عمل پر

لَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ (فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) فبدأ بالعلم
بوجہ اللہ تعالیٰ کے فرمان تو جان رکھ کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اللہ نے علم کو پہلے بیان کیا، اور (حدیث میں ہے)
وان العلماء هم ورثة الانبياء ورثوا العلم من اخذه اخذ بحظ وافر
کہ عالم لوگ وہی پیغمبروں کے وارث ہیں پیغمبروں نے علم کا ترکہ چھوڑا، پھر جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ (اس حدیث سے) لیا
ومن سلك طريقا يطلب به علما سهل الله له طريقا الى الجنة. وقال.
اور (حدیث میں ہے) جو کوئی علم حاصل کرنے کے لیے راستہ چلے تو اللہ اس کے لیے بہشت کا راستہ آسان کر دے گا اور اللہ نے فرمایا
(إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ) ۲ وقال (وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ) ۳
خدا اسے اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ ان مثالوں کو وہی سمجھتے ہیں جو علم والے ہیں
وقال (وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ) ۴
اور فرمایا وہ (دوزخی) کہیں گے اگر ہم پیغمبروں کی بات مانتے یا عقل رکھتے ہوتے تو (آج) دوزخیوں میں سے نہ ہوتے
وقال (هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ) ۵ وقال النبي ﷺ
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (پیغمبر)۔ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے (دونوں) برابر ہیں؟ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا
من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وانما العلم بالتعلم. وقال ابوذر لو
اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے اور فرمایا: علم سیکھنے ہی سے آتا ہے۔ اور ابوذرؓ نے کہا اگر

وضعتہ الصمصامة علی هذه و اشارالی قفاه ثم ظننت انی  
تم تلوار یہاں رکھ دو اور اشارہ کیا انھوں نے اپنی گردن کی طرف، اس وقت بھی میں سمجھوں کہ بے شک میں  
انفذ کلمة سمعتها من النبی ﷺ قبل ان تجیزوا علی لانفذتها  
ایک ہی وہ بات سنا سکتا ہوں جو آنحضرت ﷺ سے میں نے سنی ہے پہلے اس سے کہ تم میری گردن مارو تو البتہ میں اسکو سنا دوں  
وقول النبی ﷺ لیبلغ الشاهد الغائب وقال ابن عباس کونوا ربانیین  
اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا حاضر کو چاہیے کہ جو موجود نہیں ہے اس کو (میرا کلام) پہنچا دے۔ اور ابن عباسؓ نے کہا تم ربانی بن جاؤ یعنی  
حکماء علماء فقہاء ویقال الربانی الذی یربی الناس بصغار العلم قبل کبارہ  
دانا، امام بیہقہار: مضمون نے کہا ربانی وہ ہے جو لوگوں کو بڑی باتیں سکھانے سے پہلے چھوٹی چھوٹی باتیں ان کو سکھا کر تربیت کرے۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ اس باب میں بتلاتے ہیں کہ وعظ اور عمل سے پہلے علم حاصل کرنا چاہیے۔ (علم پڑھنے کی ترغیب دے رہے ہیں) قبل سے مراد قبلیت زمانی ہے یا ربی ہے۔ علم کا زمانہ بھی عمل سے مقدم ہے اور رتبہ بھی۔

۱۔ قبلیتِ زمانی: ..... امام بخاریؒ اس باب میں بتلانا چاہتے ہیں کہ چونکہ زمانہ علمِ عمل سے قبل ہے لہذا اس بناء پر کہ عمل ہو سکے یا نہ ہو سکے علم حاصل کرنے کا کیا فائدہ؟ اس سے متاثر ہو کر کوئی سستی یا ترک اختیار نہ کرے کیونکہ جب علم حاصل ہوگا تو داعی الی العمل ہوگا۔

۲. قبلیتِ رقبی:.....فرائض و واجبات و سنن کی ادائیگی کے بعد خالی وقت علم میں صرف کرنا چاہیے یا عبادت میں؟ تو امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ علم کا رتبہ زیادہ ہے لہذا فرائض، واجبات و سنن کی ادائیگی کے بعد زائد وقت تعلیم و تعلم میں صرف کرنا چاہیے۔

تعبیر ثانی: ..... علم وہ معتبر ہے جو کہ صحیح ہو اور قوی ہو اور صحیح اور قوی علوم دینیہ ہیں اس لحاظ سے علوم دینیہ کو حاصل کر کے آگے پہنچانا چاہیے۔ علم صحیح وہ ہے جو شریعت کے مطابق ہو اور قوی وہ ہے جو اسکے اعضاء و جوارح پر اثر انداز ہو۔ امام غزالی نے اس کو ایک مثال سے سمجھایا مثلاً ایک شخص جارہا ہے اس نے آگے سے دیکھا کہ کوئی جانور آ رہا ہے، تھاگھوڑا، اس نے شیر سمجھ لیا اس نے بھاگنا شروع کر دیا تو یہ بے فائدہ ہے اور یہ اس لئے کہ اس کا علم قوی تو ہے مگر صحیح نہیں ہے اگر اس کو پہچان لے کہ شیر ہے مگر بھاگے نہیں تو یہ شیر اس کو کھا جائے گا تو یہ علم صحیح ہے مگر قوی نہیں ہے۔



فائدہ: ..... یہ ترجمہ، تراجم مجردہ غیر محضہ میں سے ہے امام بخاریؒ اس باب کو ثابت کرنے کے لیے کوئی مسند روایت نہیں لائے مجردہ غیر محضہ وہی ہوتا ہے کہ کوئی مسند روایت دلیل نہ ہو کوئی قول سلف اور آیت وغیرہ بھی نہ ہو تو مجردہ محضہ ہے۔

ورثوا العلم: ..... ورثوا کو باب تفعل سے پڑھیں تو متعدی ہوگا اور ضمیر راجع الی الانبیاء ہوگی مجرد سے ہو تو لازمی ہوگا اور ضمیر راجع الی العلماء ہوگی تو مقام نبوت ہے ہی یہی کہ اللہ سے علم حاصل کر کے آگے پہنچائے تو جو ایسا کرے وہ انبیاء کا وارث ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی فضیلت بھی اسی وجہ سے ہے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انبیاء کا علم قوی ہوتا ہے جو طاعت کی طرف مفضی اور نواہی سے اجتناب کرواتا ہے تو جو علماء علم قوی رکھیں وہی وارث انبیاء کہلانے کے حق دار ہیں ﴿انما یخشى الله من عباده العلماء﴾ جتنا علم ہوگا اتنی ہی خشیت ہوگی تو سب سے زیادہ علم آپ ﷺ کا ہے اس لیے فرمایا ((انا اخشاکم و اتقاکم)) خیر المدارس کا فاضل عالم نہیں ہے سندیں مل جائیں نمبر بھی مل جائیں اس آیت کا مصداق عرفی علماء نہیں بلکہ وہ علماء ہیں جو ذات و صفات کے عالم و عارف ہوں۔

قصہ: ..... ایک دیہات کا چوہدری اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ شہر میں آیا یہ چلا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے چوہدری دیوار کے ساتھ لگ کر خاموش ہو کر کھڑا ہو گیا بچے نے کہا بابا جان! آپ اتنے کیوں ڈرتے ہیں، باپ نے کہا بیٹا خاموش رہو، جب بادشاہ وہاں سے گزر گیا تو چوہدری نے کہا بیٹا! یہ بادشاہ کی سواری تھی اس لئے ڈرا، چوہدری چونکہ بادشاہ کی قدر و منزلت اور رعب و دبدبہ سے آگاہ تھا اس لئے ڈرا بچہ چونکہ جانتا نہیں تھا اس لئے اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جاننے والا ہی ڈرا کرتا ہے چونکہ اللہ رب العزت کی ذات و صفات کو جاننے والے علماء و عرفا ہیں اس لئے وہ اللہ سے ڈرتے ہیں۔

کنانسمع او نعقل: ..... نسمع سے علم تقلیدی ثابت ہوا اور نعقل سے علم تحقیقی۔

هل يستوی الذین یعلمون: ..... مفعول محذوف ہے ای علم الدین۔

انما العلم بالتعلم: ..... معلوم ہوا کہ علم وہ معتبر ہے جو انبیاء کے وارثوں سے سیکھنے سے حاصل ہوا ہو اس لئے علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ صرف مطالعہ سے علم حاصل کرنے والا فتویٰ نہ دے اس کا علم معتبر نہیں ہے۔

قال ابو ذرؓ: ..... ابو ذرؓ کا جمہور صحابہ کرامؓ سے کنز یعنی مال جمع کرنے کے بارہ میں اختلاف ہو گیا تھا، اصل کنز اسے کہتے ہیں کہ مال جمع کیا جائے اور حقوق ادا نہ کیے جائیں ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ ۲

اس آیت کی بنا پر حضرت ابو ذرؓ فرماتے تھے کہ بیت المال میں بھی مال کو نہیں رکھنا چاہیے لاشی لیکر پہنچ جاتے، حضرت امیر معاویہؓ تنگ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو اطلاع دی چنانچہ حضرت عثمانؓ نے بلا لیا اور اس مسئلہ پر بات کرنے سے روک دیا۔ حج پر آئے احادیث سنارہے تھے کہ کسی نے کہا کہ آپکو تو حضرت عثمانؓ نے منع کیا تھا

اس پر وہ شدت سے کہہ رہے تھے لو وضعتم الصمصامة علی هذا اگر میری گردن پر قتل کرنے کے لیے تلوار رکھ دو اور اتنی دیر میں بھی میں اگر کوئی کلمہ (حدیث) سنا سکوں تو سناؤں گا۔

اشکال: ..... یہ تو حضرت عثمانؓ امیر المؤمنین کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔

جواب: ..... اس کو خلاف ورزی پر محمول نہیں کرنا چاہیے کیونکہ خاص مسئلے سے روکا تھا اور وہ دیگر احادیث سنار ہے تھے لیکن کہنے والے نے عام مراد لے لیا۔

ربانیین: ..... تغیرات نسبی میں سے ہے ۲۔ یعنی اصل ضابطہ کے اعتبار سے دبی ہونا چاہیے لیکن نسبت کی وجہ سے ربانیین کہا گیا۔  
صغار العلم: ..... (۱) مراد اس سے کلیات سے پہلے جزئیات کا علم ہے۔ (۲) یا مسائل کا علم دقائق سے پہلے (۳) یا مبادی مراد ہیں جیسے اصطلاحات حدیث، حدیث سے پہلے کہ پہلے اصول حدیث پڑھنے ہیں ان سب سے معلوم ہو گیا کہ پہلے علم پھر عمل پھر تبلیغ ۳۔

(۵۳)

باب ما کان النبی ﷺ یتخولہم

بالموعظة والعلم کی لاینفروا

آنحضرت ﷺ صحابہ کو موقع اور وقت دیکھ کر سمجھاتے اور علم

کی باتیں بتلاتے اس لیے کہ ان کو نفرت نہ ہو جائے

(۶۸) حدثنا محمد بن یوسف قال انا سفیان عن الأعمش عن ابی وائل

ہم سے بیان کیا محمد بن یوسفؒ نے، کہا ہم کو سفیانؒ نے خبر دی، انھوں نے اعمشؒ سے، انھوں نے ابو وائلؒ سے،

عن ابن مسعود قال کان النبی ﷺ یتخولنا بالموعظة فی الايام

انھوں نے ابن مسعودؒ سے، کہا آنحضرت ﷺ دنوں میں نصیحت کرنے کے لیے وقت اور موقع کی رعایت فرماتے

کراهة السامة علینا. (انظر: ۷۰، ۶۱۱)

آپ اس کو برا سمجھتے کہ ہم اکتا جائیں۔

۱۔ قال جلست الی ابی ذر الغفاری اذ وقف علیہ رجل فقال الم ینہک امیر المؤمنین عن الفتیاء فقال ابو ذر واللہ لو وضعتم الصمصامة علی هذه و اشار الی حلقہ علی ان اتوک کلمة سمعتہا من رسول اللہ ﷺ لانفذتھا قبل ان یكون ذلک: : عمدة القاری ج ۲ ص ۴۲  
۲۔ اصل میں رب کی طرف منسوب ہے الف اور نون مزید مبالغہ کے لیے زیادہ کر دیے ہیں یعنی اللہ والے بن جاؤ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بتایا کہ ربانی جو جس کے لیے یہ تین صفیں درکار ہیں ۱۔ حکمت ۲۔ علم ۳۔ فہم جو ان میں کامل ہوگا وہی ربانی ہوگا: : درس بخاری ص ۳۳۹ ح اشکال: امام بخاری نے اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں فرمائی؟ جواب: چند جواب تو پہلے گزر چکے ہیں ایک خاص جواب یہ بھی ہے کہ چونکہ اس باب کے ترجمہ میں بہت سی احادیث کی طرف اشارہ ہے اور بہت سی قرآنی آیات ذکر فرمائی ہیں اس لیے یہ ساری چیزیں استدلال و استشہاد کے لیے کافی ہو گئیں: : تقریر بخاری کتاب العلم ص ۱۵

(۶۹) حدثنا محمد بن بشار قال ثنا يحيى بن سعيد قال ثنا شعبة قال

هم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا

حدثني ابو التياح عن انس عن النبي ﷺ قال يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا

مجھ سے ابوتیاح نے بیان کیا، کہا انھوں نے انس سے انھوں نے آنحضرت ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا (تو سہل کرو اور سختی نہ کرو اور خوشی کی بات سناؤ نفرت نہ دلاؤ)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... وعظ کرنے میں رعایت کرتے تھے اس سے مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ وعظ اور تعلیم میں اس بات کا لحاظ کرنا چاہیے کہ سامعین کو ملال نہ ہو ۲ اور سننے اور قبول کرنے کی طرف رغبت ہو اس لئے کہ مسلسل اور لمبی وعظ کرنا یا مسلسل تعلیم میں مشغول رکھنا اس سے ملال کا خطرہ ہوتا ہے۔ تو بجائے قبول کے ذہن عدم قبول کی طرف مائل ہوتا ہے اس لئے تعلیم و تبلیغ میں اس کا دھیان رکھنے کی ضرورت ہے آپ ﷺ وعظ میں وقت کا لحاظ رکھتے تھے تاکہ صحابہ کرام کو ملال نہ ہو۔ ایسے ہی آپ ﷺ کا ارشاد ہے ((یسروا)) آسانی پیدا کرو یعنی دین سمجھانے میں اور عمل پر لانے میں آسانی پیدا کرو یعنی اس طریقے سے دین کو پیش کرو کہ اس کو سمجھنا اور عمل کرنا آسان ہو جائے یہ مطلب نہیں ہے کہ دین میں مدد دینا اختیار کرو اور غیر دین کو دین بنا کر پیش کر کے آسانی کرو۔ دین کو چھوڑ کر جو آسانی ہے وہ دین کے لئے آسانی نہیں ہے کہ خواہشات اور مزاجوں کے مطابق مسئلے گھڑنے شروع کر دو ائمہ مجتہدین کے اجتہاد اور آجکل کے پانچوں سواروں کے اجتہاد میں یہی فرق ہے کہ خواہشات اور مزاجوں کو دیکھتے ہیں پھر قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ محنت کر کے لوگوں کو دین کے مطابق لایا جائے اور ایک یہ ہے کہ جس پر لوگ چل رہے ہوں اس کو دین کہہ دیا جائے۔ (۱) ایک نام نہاد مجتہد لکھتا ہے کہ آپ ساری سیرت کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو کہیں نہیں ملے گا کہ داڑھی آپ کی کتنی تھی اگر یہ داڑھی کا قبضہ کے برابر ہونا ضروری ہوتا تو بیان کیا جاتا ہاں البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی رکھی جائے میرے خیال میں اگر ایک آدمی ایک دو ہفتہ اتنی داڑھی رکھ لے کہ لوگ کہنے لگ جائیں کہ اس نے داڑھی رکھ لی تو کافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سوانح نگار بدیہی چیزوں کو ذکر نہیں کیا کرتے کبھی کسی نے سوانح لکھتے ہوئے یہ نہیں لکھا ہوگا کہ جس کی میں سوانح لکھ رہا ہوں اسکی دو آنکھیں تھیں اور پھر یہ کہ شریعت کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی رکھ لی جائے اور بس یہ سراسر مغالطہ ہے حدیث میں تو یہ ہے ((اوفرؤا اللخی)) ۳

۱ نظر ۱۱۲۵ : رواہ مسلم فی المغازی عن عبد اللہ بن معاذ و آخر جہ النسانی فی العلم ۲ ان النبی ﷺ کان یعظ الصحابة فی اوقات معلومة ولم یکن الاستغراق خوفا علیہم من الملل والضحج : عمدة القاری ج ۲ ص ۲۵ ۳ مشکوٰۃ ص ۳۸۰

(۵۴)

﴿باب من جعل لاهل العلم اياما معلومة﴾  
جو شخص علم سیکھنے والوں کے لیے کچھ دن مقرر کر دے

(۷۰) حدثنا عثمان بن ابی شیبہ قال ثنا جریر عن منصور عن ابی وائل قال
ہم سے عثمان بن ابوشیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، انھوں نے منصور سے انھوں نے ابو وائل سے کہا
كان عبد اللہ یذکر الناس فی کل خمیس فقال له رجل یا ابا عبد الرحمن لو ددت
عبد اللہ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ سناتے تھے، ایک شخص نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمن میری آرزو یہ ہے
انک ذکرتنا کل یوم قال اما انه یمنعنی من ذلک انی اکره ان املکم
کہ آپ ہر روز ہم کو وعظ سنایا کریں، انھوں نے کہلایہ پیش نہیں مگر میں اس لئے ایسا نہیں کرتا کہ تم کو اکتادینا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا
وانی اتخولکم بالموعظة کما کان النبی ﷺ
اور میں (تمہاری روش کا) موقع اور وقت دیکھ کر تم کو نصیحت کرتا ہوں جیسے آنحضرت ﷺ ہمارا وقت دیکھ کر ہم کو
یتخولنا بہا مخافة السامة علینا۔
نصیحت فرماتے تھے، آپ ﷺ کو بھی ڈر تھا کہ کہیں ہم اکتانہ جائیں۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... اس سے امام بخاریؒ یہ مسئلہ بتانا چاہتے ہیں کہ تعلیم کے لیے دن، وقت متعین کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ تعلیم و تعلم ایک فریضہ ہے اور تعین اوقات یا کوئی خاص طریقہ تعلیم موقوف علیہ کے درجے میں ہے مقصد کے درجے میں نہیں ہے اگر اس کو ذریعہ ثواب قرار دیا جائے اور اس کے خلاف کو ناجائز قرار دیا جائے تو گنہگار ہوگا پھر یہ بدعت ہو جائے گی جیسے بخاری کا گھنٹہ ۹ سے ۱۰ بجے تک اب یہ عقیدہ کہ اس کو آگے پیچھے کرنے سے گناہ ہوگا یہ بدعت ہے اس سے معلوم ہوا کہ تعین بدعت ہے کہ تعین کو ہی ثواب سمجھ لیا جائے اور اس کے خلاف کو گناہ سمجھ لیا جائے کیونکہ یہ دین میں نئی بات ہوگی۔ ((من احدث فی امرنا فہو رد)) مزید وضاحت یہ ہے کہ تعین دو قسم پر ہے۔ (۱) تعین انتظامی (۲) تعین قانونی۔

(۱) تعیین انتظامی: ..... یہ ہے کہ آپ اپنے کاموں میں سہولت کے لئے کوئی ترتیب بنالیں۔

(۲) تعیین قانونی: ..... یہ ہے کہ کوئی تعین کر لیں اور پھر اس کو شریعت قرار دیدیں کہ جو ایسا نہیں کرے گا وہ گناہ گار ہوگا لہذا نتیجہ چالیسواں، گیارہویں سب بدعت ہیں جیسے رائے و نڈ کا اجتماع کوئی نہیں کہتا کہ جو نہیں جائے گا وہ گناہ گار ہوگا۔ معلوم ہوا کہ بریلویوں کا ذکر بدعت ہے اور دیوبندیوں کا ذکر بدعت نہیں ہے، اب تک تو نہیں ہے آئندہ پتہ نہیں کیا ہوگا؟ بدعت سب سے بڑا گناہ ہے کیونکہ یہ حقیقت میں شریعت کی تنقیص ہے کہ شارع اسکو بھول گیا گویا کہ بدعتی حقیقت میں درپردہ مدعی نبوت ہے۔ یہ سارا احسان ہمارے اساتذہ کا ہے کہ انہوں نے سنت و بدعت کا فرق سمجھایا۔

مولانا خیر محمد صاحب "کارشاد: ..... آپ نے فرمایا کہ بدعت میں کبھی شریک نہ ہونا اگر ایک مرتبہ شرکت کر لی تو پھر کبھی نہ نکل سکو گے چاہے جس نیت سے بھی شریک ہو اور پھر یہ بھی فرمایا تھا کہ زبان نرم رکھنا اور عمل سخت۔ جیسے علامہ اقبال مرحوم نے صحابہ کرامؓ کی تعریف میں فرمایا۔

نرم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز	نرم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز	نرم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز	نرم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز
-----------------------------------	-----------------------------------	-----------------------------------	-----------------------------------

(۵۵)

﴿باب من یرد اللہ بہ خیر ایفقہ فی الدین﴾  
اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے

(۷۱) حدیثنا سعید بن عفیر قال ثنا ابن وہب عن یونس عن ابن شہاب ہم سے بیان کیا سعید بن عفیر نے، کہا ہم سے بیان کیا ابن وہب نے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ابن شہاب سے قال قال حمید بن عبدالرحمن سمعت معاویہ خطیباً یقول سمعت النبی ﷺ انہوں نے کہا کہ حمید بن عبدالرحمن نے ان سے نقل کیا کہ میں نے معاویہ سے خطبہ میں سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا یقول من یرد اللہ بہ خیر ایفقہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی آپ فرماتے تھے اللہ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی ہے اسکو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے، اور میں تو بانٹنے والا ہوں اور دینے والا اللہ ہی ہے ولن تزال هذه الامة قائمة على امر الله لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي امر الله اور یہ (اسلامی) جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی، دشمنوں سے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (آیات) آجائے

انظر ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... اس باب میں امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ فہم علم دین اللہ تعالیٰ کا انتہائی انعام ہے۔ جسکو یہ حاصل ہو تو وہ سمجھ جائے کہ مجھ پر اللہ کا انتہائی انعام ہے۔  
فقہ ۲:..... فقہ کہتے ہیں کہ دوسرے کی کلام کے مقصد کو سمجھ لینا یہ علم سے زائد درجہ ہے کہ منشاء متکلم کیا ہے۔ فقہ، علم فہم، فکر، تصدیق یہ الفاظ مترادف نہیں ہیں متقاربہ ہیں علم کا معنی جاننا، فہم کا معنی سمجھنا، تصدیق کا معنی یقین و اذعان اور فکر کا معنی سوچنا۔

انما انما قاسم واللہ يعطی :..... یہ کلام عرف پر محمول ہے مقصد اس کا یہ ہے کہ میں ہر ایک کو وہ سکھاتا ہوں جو اسکے لائق ہے پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کے علم میں فہم و فکر، تفقہ پیدا کر دیتے ہیں۔  
اشکال :..... اگر اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے تو معطی بھی حضور ﷺ ہیں اور قاسم بھی، اگر حقیقت پر محمول کیا جائے تو معطی بھی اللہ ہیں اور قاسم بھی کیونکہ نصیب کا ملنا ہے اور نصیبہ اسے کہتے ہیں جو اللہ دے تو حدیث میں تقسیم کیوں کی؟  
جواب ۱:..... یہ کلام عرف پر محمول ہے معطی عرف میں مالک کو کہتے ہیں اور قاسم بانٹنے والے کو لہذا عرف میں اللہ کی عظمت کا لحاظ کرتے ہوئے اعطاء کی نسبت اللہ کی طرف کر دی جاتی ہے اور تقسیم کی حضور ﷺ کی طرف۔  
جواب ۲:..... اس جملہ سے مقصود عالم سے غرور اور تکبر ہٹانا ہے کہ علم پر اترائے نہیں بلکہ اس کو عطاء الہی سمجھے اور قاسم ہونے میں اس طرف اشارہ کرنا اور رغبت دلانا ہے کہ آرام نہ کرے علم میں بخل نہ کرے بلکہ علم پڑھائے۔  
لن تزال هذه الامة :..... ماقبل کے جملہ سے اس کا ربط یوں ہے کہ یہ تقسیم ہمیشہ رہے گی۔

امة :..... کون سی امت اور کون سا طائفہ مراد ہے؟ اس میں متعدد اقوال ہیں (۱)..... فقہاء نے کہا کہ یہ فقہاء ہیں (۲)..... مجاہدین نے کہا یہ مقاتلین ہیں (۳)..... صوفیاء مصر ہیں کہ یہ صوفیاء ہیں (۴)..... محدثین نے کہا محدثین ہیں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ محدثین نہیں ہونگے تو میں نہیں جانتا کہ اور کون ہونگے؟۔ حضرت انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ بعض روایتوں میں یقاتلون کا لفظ آتا ہے اس لیے اولیٰ طور پر مجاہدین ہی مراد ہیں پھر ثانوی درجے میں تمام طبقات داخل ہو جائیں گے۔

اشکال :..... یہاں ایک بات مشکل ہوگئی کہ حدیث الباب میں ہے حتیٰ یاتی امر اللہ اور بعض روایتوں میں ہے حتیٰ یاتی یوم القيمة حتی کا مابعد غایت ہے اور مغنیاً اور غایت عنہ غیر غیر ہوتے ہیں اس جملے سے معلوم ہوا کہ غایت تک تو حق پر رہیں گے اس کے بعد حق پر نہیں رہیں گے؟

۱ ترجمہ الباب کی ایک غرض یہ تھی کہ اس سے فہم کی غیبت بیان کرنا مقصود ہے خاص طور پر فقہ کی اجبت اور اس کے علم پر تحقیق ہے۔ تقریر بخاری کتاب العلم ص ۱۶

۲ فقہاء انوفی الفہم وہی الاصطلاح العلم بالا احکام الشرعیۃ الفرعیۃ عن ادلتها التفصیلۃ بالاستدلال: عمدۃ القاری ج ۲ ص ۴۹

۳ قال البخاری ہم اہل العلم وقال الامام احمد ان لم یكونوا اہل الحدیث فلا یدری من ہم وقال القاضی عیاض انما اراد الامام احمد اہل السنۃ والجماعۃ وقال النوری رحمہ اللہ ان تكون هذه الطائفة مفرقة من انواع المؤمنین فمنہم مقاتلون ومنہم فقہاء ومنہم محدثون ومنہم زہاد والی غیر ذلک: عمدۃ القاری ج ۲ ص ۵۲

جواب اول: ..... قیامت کے بعد تو حق پر ہونا یا ناحق پر ہونا تو مقصود ہی نہیں ہے کیونکہ مکلف ہی نہ ہوگا۔

جواب ثانی: ..... تابید سے کنایہ ہے، یعنی ہمیشہ حق پر رہیں گے۔

جواب ثالث: ..... اس کا تعلق لایضرہم کے ساتھ ہے کہ اس کو ان کا معاملہ تکلیف نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ کوئی بلاء آجائے۔

(۵۶)

﴿باب الفہم فی العلم﴾  
علم کے لیے عقل کی ضرورت

(۷۲) حدثنا علی بن عبد اللہ قال ثنا سفیان قال لی ابن ابی نجیح
ہم سے علی ابن عبد اللہ (مدنی) نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انھوں نے کہا مجھ سے ابن ابی نجیح نے کہا
عن مجاہد قال صحبت ابن عمر الی المدینة فلم اسمعه یحدث
انھوں نے مجاہد سے، انھوں نے کہا میں (عبد اللہ) بن عمر کے ساتھ رہا مینے تک، میں نے ان کو بیان کرتے نہیں سنا
عن رسول اللہ ﷺ الاحدیث واحد قال کنا عند النبی ﷺ
آنحضرت ﷺ کی کوئی حدیث، مگر صرف ایک حدیث، انھوں نے کہا ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے
فأتی بجمار فقال ان من الشجر شجرة مثلها کمثل المسلم فاردت
میں کھجور کا گابھ لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ وہ مسلمان کی مثال ہے میرے دل میں آیا
ان اقول هی النخلة فاذا انا اصغر القوم فسکت
کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے، پھر میں نے دیکھا کہ سب لوگ میں میں ہی کسن تھا (بزرگوں کو دیکھ کر) میں (شرم سے) چپ رہا
فقال النبی ﷺ هی النخلة
آخر آپ ﷺ نے (خود ہی) فرمادیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس سے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ آثار و قرآن

سے مسائل استنباط کرے (یعنی طریق مطالعہ میں اپنی کوشش اور فہم سے کام لے لے) اس پر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے استدلال کیا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ تمہارا لایا گیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلا سوال کیا کہ ایسا درخت کون سا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے؟

حدیث کو باب سے مطابقت و مناسبت : ..... اردت ان اقول سے ہے۔

سوال : ..... ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیسے سمجھ لیا؟

جواب : ..... انہوں نے آثار و قرآن سے سمجھ لیا۔

مسائل مستنبطہ :

۱..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کثرت روایت سے پرہیز کرتے تھے عام طور پر جب کوئی پوچھتا تو بیان فرماتے تھے، اسی لئے سارے سفر میں ایک ہی حدیث بیان کی۔

۲..... آثار سے استدلال جائز ہے اس کو فہم فی العلم کہتے ہیں۔

۳..... بڑوں کی موجودگی میں چھوٹوں کو بات کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۵۷)

### ﴿باب الاغتباط فی العلم والحکمة﴾

علم اور دانائی کی باتوں میں رشک کرنا

وقال عمر تفقهوا قبل ان تسودوا قال ابو عبد الله وبعد ان تسودوا

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بزرگ بننے سے پہلے دین کا علم حاصل کر لو، امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بزرگ بننے کے بعد بھی حاصل کرو

وقد تعلم اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعد کبر سنہم۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بڑھاپے میں علم حاصل کیا ہے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

واؤ عاطفہ میں دو احتمال ہیں ۱۔ یہ عطف تفسیری ہے یعنی علم سے مراد بھی حکمت ہے ۲۔ ۳۔ یا یہ عطف تفسیری

نہیں ہوگا تو حکمت کے معنی جاننے ہوئے۔ اس کے مختلف معنی آتے ہیں (۱)..... حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ

انہی بخاری ۱۶ کتاب العلم ۲ بضم الجیم وتشدید المیم وهو شخم النخیل وهو الذی یؤکل منه وفي العباب وبقال لها لجامون ایضا: عمدة القاری

ج ۲ ص ۵۴ الحکمتمعرفة الاشياء علی مامی علیہ فہی مرادفة للعلم فالعطف علیہ من باب العطف التفسیری: عمدة القاری ج ۲ ص ۵۴



علم اسرار کو حکمت کہتے ہیں یعنی احکام کی علل بیان کرنا (۲)..... ہر چیز کو اس کا مقام دینا۔ (۳)..... یہ مشہور معنی میں ہے۔ سب سے زیادہ مشہور یہ ہے کہ حکمت بمعنی سنت ہے، ویسے علماء نے ۲۴ کے قریب اس کے معنی بیان کئے ہیں ۱۔  
ربط:..... ترجمۃ الباب میں اغتباط فی العلم ہے اس کا مطلب یہ ہے دوسرے کے علم کے مطابق اور اس کے علم کے مثل علم حاصل کرنے کی سعی کرنا۔

تفقهوا قبل ان تسودوا:..... سردار بننے سے پہلے فقہ حاصل کرو۔ اس لئے کہ سردار بننے سے پہلے فقہ حاصل کی ہوگی تو سردار بننے کے بعد خلاف دین فیصلہ نہیں کرے گا۔  
وبعد ان تسودوا:..... اس جملے میں دو احتمال ہیں۔  
۱..... امام بخاریؒ یہ عطف تلقینی کے طور پر فرما رہے ہیں۔

۲..... امام بخاریؒ کا مقصود حضرت عمرؓ کے اس جملے کی شرح کرنا ہے کہ قبل ان تسودوا میں قبلیت کی قید اتفاق ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس جملہ میں بعد ان تسودوا کی نفی نہیں ہے بلکہ حضرت عمرؓ کا قول اولویت پر محمول ہے۔  
قد تعلم اصحاب النبی ﷺ:..... اس سے امام بخاریؒ نے اپنے قول پر استدلال کیا ہے۔  
تفصیل غبطہ:..... حضرت عمرؓ کے قول کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت سے پہلے غبطہ کی تفصیل سے واقفیت ضروری ہے۔ اردو میں غبطہ کا معنی رشک (ریس کرنا) ہے۔ اصطلاح میں تمنیٰ مثل نعمۃ الغیر۔  
غبطہ کی اقسام:..... غبطہ کی دو قسمیں ہیں ۱۔ اگر نعمت امور دنیا سے ہو تو غبطہ مباح ہے ۲۔ اور اگر امور دینیہ سے ہو تو مستحسن ہے اور محمود و افضل ہے تو غبطہ کی دو قسمیں ہو گئیں ۱۔ غبطہ مباحہ ۲۔ غبطہ مجہودہ۔ غبطہ کو ریس بھی کہہ دیتے ہیں۔ غبطہ کے مقابلے میں حسد ہے۔

حسد کی تعریف:..... تمنیٰ زوال النعمۃ عن الغیر: یہ حرام ہے۔ اب اندازہ لگاؤ کہ زوال نعمۃ عن الغیر کی تمنایٰ حرام ہے تو کوشش کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا حضور ﷺ نے حسد سے پناہ مانگی ہے۔  
وہط:..... علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ سردار بھی ہو اور پہلے علم بھی حاصل ہو، تو کون اس کو نہیں چاہے گا کہ سرداری بھی مل جائے اور علم بھی تو اغتباط فی العلم ثابت ہو اقرآن سے بھی یہ ثابت ہے۔

﴿وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَفَّسْ الْمُتَنَفِّسُونَ﴾

۱۔ ونقل فی البحر المحیط فی تفسیر ہانحوامن اربعة وعشرين معنی: فیض الباری ج ۱ ص ۱۷۲

۲۔ وفی عمدۃ القاری والخبط ان یری النعمۃ فیتمناها لنفسہ من غیر ان تزول عن صاحبها وهو محمود: ج ۲ ص ۵۷

۳۔ پارہ ۳۰ سورۃ المطففین آیہ ۲۶

(۷۳) حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان قال حدثنا اسمعیل بن ابی خالد علی

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے بیان کیا اسمعیل بن ابو خالد نے

غیر ماحدثنا الزہری قال سمعت قیس بن ابی حازم قال سمعت عبد اللہ بن مسعود

زہری نے جو ہم سے بیان کیا اس سے الگ طور پر کہا میں نے قیس بن ابو حازم سے سنا کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے سنا

قال قال النبی ﷺ لا حسد الا فی اثنتین رجل اتاه الله مالا

کہا آحضرت ﷺ نے فرمایا: دو آدمی (خصلتوں پر کوئی رشک کرے تو ہو سکتا ہے، ایک تو اس پر جس کو اللہ نے دولت دی

فسلطه علی هلكته فی الحق ورجل اتاه الله الحکمة فهو یقضى بها ویعلمها

وہ اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے اور دوسرے اس پر جس کو اللہ نے قرآن وحدیث کا علم دیدہ اس کے موافق فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا الحمیدی: ..... علی غیر ماحدثنا الزہری یعنی سفیان نے جو حدیث اسماعیل سے طریق زہری سے نہیں سنی

غیر زہری کے طریق سے سنی ہے زہری والی سند بخاری ص ۱۱۳۰ ج ۲ پر موجود ہے۔ ۱۔ اس سے مقصود روایت کی تقویت ہے کہ یہ

متحد طرق سے مروی ہے ۲۔ اضطراب کے وہم کو دور کرنا ہے کہ کوئی مختلف سندیں دیکھ کر اضطراب کا وہم نہ کرے۔

لا حسد الا فی الاثنتین: ..... سوال: اثنتین مؤنث کا صیغہ ہے اور اسکے بعد ”رجل اتاه“ ہے جو کہ

مذکر ہے تو اجمال اور تفصیل میں مطابقت نہ ہوئی؟

جواب: ..... حذف مضاف ہے ای خصلۃ رجل اتاه مضاف حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔

سوال ثانی: ..... روایت الباب کی ترجمۃ الباب سے مطابقت نہیں ہے کیونکہ ترجمۃ میں اغبطا فی العلم ہے

اور روایت میں حسد کا ذکر ہے؟

جواب: ..... یہ ترجمہ شارح ہے امام بخاری بتلانا چاہتے ہیں کہ یہاں حسد بمعنی غبطہ ہے۔ رجل آخر میں غبطہ کے قابل

تین چیزیں ہیں ۱۔ علم حاصل کرنا ۲۔ یقینی بھالنے سے وغیرہ یعنی علم کے مطابق عمل کرتا ہے اور کرواتا ہے

۳۔ ویعلمہا۔ یعنی علم سکھاتا ہے۔

۱۔ أخرجه مسلم فی الصلوۃ عن ابی بکر بن ابی شیبۃ والنسائی فی العلم عن اسحاق بن ابراہیم وابن ماجہ فی الزہد عن

محمد بن عبد اللہ (انظر: ۱۳۰۹، ۷۱۳۱، ۷۳۱۶)

(۵۸)

﴿باب ما ذکر فی ذهاب موسیٰ فی البحر الی  
 الخضر و قوله تعالى (هَلْ أَتَبِعَكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ (الآیة))﴾  
 حضرت موسیٰ کا سمندر کے کنارے خضر کی تلاش میں جانا اور اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا  
 یہ قول نقل کرنا کیا میں تمہارے ساتھ ساتھ رہوں اس شرط سے کہ آپ مجھے سکھلائیں آخر آیت تک

(۷۴) حدثنا محمد بن غریر الزهری قال ثنا یعقوب بن ابراہیم قال ثنا ابی  
 ہم سے محمد بن غریز ہری نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے باپ نے  
 عن صالح یعنی ابن کیسان عن ابن شہاب حدثہ ان عبید اللہ بن عبد اللہ اخبرہ  
 انہوں نے صالح بن کیسان سے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے، ان کو عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی  
 عن ابن عباس انہ تماریٰ ہوو الحربن قیس ابن حصن الفزاری فی صاحب موسیٰ  
 انہوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کیا، ان سے اور حرب بن قیس بن حصن سے جھگڑا ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کس کے پاس گئے تھے  
 قال ابن عباس ہو خضر فمر بہما ابی بن کعب فدعاہ ابن عباس فقال  
 ابن عباس نے کہا: خضر کے پاس گئے تھے اتنے میں ابی بن کعب ان کے پاس سے گزرے ابن عباس نے ان کو بلایا اور کہا  
 انی تماریت انا وصاحبی ہذا فی صاحب موسیٰ الذی سأل موسیٰ  
 مجھ میں اور میرے دوست (حرب بن قیس) میں یہ جھگڑا ہے کہ موسیٰ کس کے پاس گئے تھے اور کس سے ملنے  
 السبیل الی لقیہ هل سمعت النبی ﷺ یدکر شأنہ؟ قال نعم سمعت النبی ﷺ  
 کا انہوں نے راستہ پوچھا تھا؟ کیا تم نے آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! سنا ہے  
 یقول بینما موسیٰ فی ملائم بنی اسرائیل اذ جاء ہ رجل  
 آنحضرت ﷺ فرماتے تھے ایک بار موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا  
 فقال هل تعلم احدا اعلم منك؟ قال موسیٰ لا!  
 اور ان سے پوچھا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو تم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! میں تو نہیں جانتا

فَاَوْحٰى اِلٰهٖ مُوسٰى بَلٰنِىْ عَبْدُنَا خُضِرُ فَسَاَلْ مُوسٰى ۱ السَّبِيْلَ اِلَيْهِ  
تَبٰلٰهٖ نَعْمٰى يٰمُوسٰى كِيْطَرَفِ كِهٖ مَالِكٌ بِنَدِهٖ خُضِرٌ جُوْجِهٖ سَازِيَادَهٗ عَلَمٌ رَّكْبَتَاۤىٓ مُّوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعْمٰى كِيْطَرَفِ كِهٖ مَالِكٌ بِنَدِهٖ خُضِرٌ جُوْجِهٖ سَازِيَادَهٗ عَلَمٌ رَّكْبَتَاۤىٓ مُّوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ  
فَجَعَلَ اللّٰهُ الْحَوْتَ اَيَةً وَقِيْلَ لَهُ اِذَا فُقِدَتِ الْحَوْتُ فَارْجِعْ فَاَنْكَ سَتَلْقَاهُ  
اللّٰهُ نَعْمٰى اِيْكَ مَجْهِيْ اِنْ كِهٖ لَعَنَ نَشَانِىْ مُّقَرَّرْ كَرْدِىْ اَوْ رَفْرَمَا يَاجِبُ يِهٖ مَجْهِيْ كَمُ هُوَ جَاۤءُ تَوَلُوْتُ چَلِ تُو اَسَ سَلِ جَاۤءُ كَا  
فَكَانَ يَتَّبِعُ اَثَرَ الْحَوْتَ فِى الْبَحْرِ فَقَالَ ۲ لِمُوسٰى فَتَاهُ  
غُرُضُ حَضْرَتِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَمْنَدَرِ كِهٖ كَنَارِے كَنَارِے اَسِ مَجْهِيْ كِهٖ نَشَانِىْ پَرُوْدَانِهٖ هُوَ اِنْ كِهٖ خَادِمُ (يُوشَعَ) نَعْمٰى اِنْ سَلِ كِهٖ  
اَرَايْتُ اِذَا وُيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحَوْتَ وَمَا نَسِيْتُهٖ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اِنْ اَذْكُرْهُ  
جَبِ اَمُ صَخْرَهٗ كِهٖ پَسِ ثَهْرِے تَهْ تُو مِىں مَجْهِيْ كَا قَصْدِ بِيَانِ كَرْنَا بَهُولِ گِيَا، اَوْ رَشِيْطَانِ اِسِ نَعْمٰى كُو بَهْلَا دِيَا كِهٖ مِىں اَپِ سَلِ اِسِ ذِكْرُ كَرْتَا  
قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْعُ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا  
حَضْرَتِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعْمٰى كِهٖ: اَمُ تُو اِسى جِلْدِ كِي تَلٰشِ مِىں تَهْ پَهْرُ دُونُوں كِهْوَجِ لِيَتِ لِيَتِ اِپْنِ پِيروں كِهٖ نَشَانِ پَر لُوٹِے  
اَفُوْجِدَا خُضِرَا اَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمْ مَا قَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى كِتَابِهٖ ۲  
وہاں خضر سے ملاقات ہوئی، پھر وہی قصہ گزرا جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض اول: ..... اس باب سے امام بخاری عظیم شان علم بیان کرنا چاہتے ہیں اور تعلیم و تعلم کی عظمت بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۔ کہ علم اتنا عظیم ہے کہ اگر اس کے لئے سمندر کا سفر کرنا پڑے تو کرے ۲۔ یا اس طریقے سے بیان کرنا چاہتے ہیں کہ علم اتنی عظمت والا ہے کہ اسکے لئے اگر مصائب بھی برداشت کرنے پڑیں تو کرے۔

غرض ثانی: ..... پہلے باب کا تتمہ ہے کہ علم حاصل کرو سردار بننے کے بعد بھی اس کی ایک دلیل تو وہیں بیان کر دی تھی یہ دوسری دلیل ہے کہ دیکھو موسیٰ علیہ السلام نبی بننے کے بعد بھی علم حاصل کرنے جا رہے ہیں۔

غرض ثالث: ..... اس سے مقصود امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ علم کا حاصل کرنا اتنا ضروری ہے کہ اگر چھوٹے سے حاصل کرنا پڑے تو گریز نہ کرے۔

فی البحر الی الخضر: ..... سوال: موسیٰ علیہ السلام نے ساحل سمندر پر سفر کیا سمندر میں تو سفر نہیں کیا

اور یہاں ہے ذہاب موسیٰ فی البحر؟

جواب اول: ..... مقصد اس حصے کے سفر کو بیان کرنا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا اس صورت میں الی بمعنی مع ہوگا۔

جواب ثانی: ..... یہاں پر ساحل محذوف ہے اور یہ حذف مضاف کی قبیل سے ہے۔ ای فی ساحل البحر۔

جواب ثالث: ..... سمندر کے ساحل پر جو سفر کیا جاتا ہے عرف میں اس کو بھی سمندری سفر سے تعبیر کرتے ہیں۔

جواب رابع: ..... یہ حذف عطف کی قبیل سے ہے ذہاب موسیٰ فی البحر و ذہاب موسیٰ الی الخضر تو اب سفر کے دو حصے ہوئے ایک حضرت خضر کی طرف اور ایک بحر میں۔

حضرت خضر علیہ السلام: ..... ان کے بارے میں چار بحثیں ہیں

البحث الاول: ..... ان کا نام بلیابین ملکان ہے ۱۔ اور خضر لقب ہے اس لقب پڑنے کی کئی وجوہ ہیں

۱۔ جہاں بیٹھتے تھے وہاں سبزہ اُگ آتا تھا ۲۔ کثرت سے سبز لباس میں ملبوس رہتے تھے

البحث الثانی: ..... یہ کس زمانے میں ہوئے ہیں؟ ۱۔ بعض کہتے ہیں کہ بلا واسطہ آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے

۲۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی پانچویں پشت میں سے تھے ۳۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چوتھی پشت سے تھے ۴۔ بعض نے کہا ہے کہ ذوالقرنین کے زمانے میں ہوئے ہیں ۵۔

البحث الثالث: ..... نبی تھے یا ولی؟ دونوں قول ہیں دونوں کے لئے مرجع بھی ہیں لیکن ارجح یہ ہے کہ نبی ہیں ۶۔

لیکن نبی مرسل نہیں تشریع میں کسی اور نبی کے تابع تھے۔ انکو علوم تشریعیہ کے ساتھ ساتھ علوم تکوینیہ عطاء کئے گئے تھے۔

البحث الرابع: ..... زندہ ہیں یا فوت ہو گئے؟ اصحابِ ظواہر کہتے ہیں کہ فوت ہو گئے، اصحابِ بواطن کہتے ہیں

کہ زندہ ہیں ۷۔ اور عمر میں محبوب عن ابصارنا ہیں قال البعض خروج دجال کے وقت دجال جس شخص کو قتل

کرے گا اور پھر زندہ کرے گا جب یہ شخص دوبارہ زندہ ہوگا تو دجال اس سے کہے گا کہ اب تو یقین ہو گیا کہ میں

خدا ہوں وہ شخص کہے گا اب تو اور بھی یقین ہو گیا کہ تو مسیح دجال ہے اور یہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہو گئے ۸۔

اور دونوں میں مناسبت بھی ہے کہ دجال بھی لبنی عمروالا اور محبوب عن ابصارنا ہے اور آپ علیہ السلام بھی لبنی

عمروالے اور محبوب عن ابصارنا ہیں اس سے اس قول کو ترجیح حاصل ہو جاتی ہے۔

۱۔ بلیابفتح الیاء الموحدة وسكون اللام وبالياء آخر الحروف: عمدة القاری ج ۲ ص ۶۰ ۲۔ انما سمی الخضر لانه جلس علی فیوة بیضاء فاللهی تہتمن خلفه خضراء والفروة وجه الارض: عمدة القاری ج ۲ ص ۶۰ وقیل سمی به لانه کان اذا صلی الخضر ماحوله: عمدة القاری ج ۲ ص ۶۰ ۳۔ وصحیح انه کان مقدما علی زمن الفریدون حتی ادرکه موسیٰ علیہ السلام: عمدة القاری ج ۲ ص ۶۰ ایضا ۴۔ الجمهور علی انه باق الی یوم القيامة: عمدة القاری ج ۲ ص ۶۰ ۵۔ ایضا

حدثنا محمد بن غریو: ..... قوله انه تماری والحر بن قیس. اس حدیث کے تحت چند اشکالات ہیں۔  
**اشکال اول:** ..... حضرت خُ اور ابن عباس ؓ میں یہ بحث ہوئی کہ صاحب موسیٰ کون ہیں؟ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ وہ خضر ہیں اور حضرت حراس کا رد کرتے ہیں لیکن وہ کس کا نام لیتے ہیں یہ روایات میں ذکر نہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ نے ابی بن کعبؓ سے فیصلہ کر دیا جبکہ ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جھگڑا صاحب موسیٰ میں نہیں بلکہ بذات خود موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھا کہ وہ موسیٰ نبی ہیں جو کہ موسیٰ بن عمران ہیں یا کوئی اور نبی موسیٰ یعنی موسیٰ بن یوسف ہیں یا موسیٰ بن میثا (بکسر الیم وکون الیاء)؟

**جواب:** ..... ابن عباسؓ کے ساتھ دو واقعات پیش آئے۔ ۱۔ ایک موسیٰ کے بارے میں یہ سعید بن جبیر اور نوفا بل کالی کے درمیان ہوا۔ ۲۔ ..... اور دوسرا صاحب موسیٰ کے بارے میں اور یہ مناظرہ حرب بن قیس سے ہوا جیسا کہ باب ۵۸ پر ہے۔  
**اشکال ثانی:** ..... اس روایت سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کے پاس علم سیکھنے کے لیے بھیجا اس سے بظاہر معلوم ہوا کہ خضر علیہ السلام افضل ہیں؟

**جواب اول:** ..... علم دو قسم پر ہے ۱۔ علم تشریحی ۲۔ علم تکوینی۔ علم تشریحی وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا کا تعلق ہو علم تکوینی کی کائنات کی جزئیات کا علم ہے پیدا شدہ چیزوں کا علم اس کا قرب و رضا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک کی نگاہ کمزور ہے اور ایک کی تیز، تو تیز نگاہ والے کو کوئی خدا کا قرب تو حاصل نہیں ہو گیا اس لیے اولیاء کہتے ہیں کہ کشف کوئی ولایت کا کمال نہیں ہے۔ مجھے یہاں بیٹھے بیٹھے پتہ چل گیا کہ مکہ میں یہ ہو رہا ہے تو کونسا درجہ بڑھ گیا؟ لیکن ایک مرتبہ سبحان اللہ کہا تو درجہ بڑھ گیا بلکہ کشف کوئی تو اللہ سے نگاہ ہٹنے کا ذریعہ ہوتا ہے اولیاء کا جملہ ہے کشف و اکفش باید زد ہماری بستی کے ایک ساتھی تھے ان کو کشف قبور ہوتا تھا یہاں (خیر الداس میں) لیکر آئے تو مرا قبے کے بعد بتلایا کہ مولانا خیر محمد صاحبؒ تو مطالعہ کر رہے ہیں اور مولانا محمد علی صاحبؒ قبر سے نکلتے ہیں ختم نبوت کا نعرہ لگاتے ہیں اور اندر داخل ہو جاتے ہیں (مولانا محمد علیؒ اپنی زندگی میں ختم نبوت کے سرگرم کارکن تھے) پھر اسی طرح ڈاکٹر اقبال کی قبر پر لے گئے اس کو پتہ نہیں تھا کہ یہ کس کی قبر ہے کہا کہ تم نے مجھے بتایا نہیں کہ یہ ڈاکٹر اقبال کی قبر ہے پھر کہا ڈاکٹر اقبال یہ کہہ رہے ہیں کہ میں ڈاکٹر ہوں والا تو نہیں تھا لیکن اللہ نے ڈاکٹر والوں میں شمار کر دیا۔ آخری عمر میں علامہ اقبال کا حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے ساتھ تعلق ہو گیا تھا ردّ قادیانیت میں بڑا کردار ادا کیا ایک بڑی تنظیم کا ایک رکن قادیانی تھا کوشش کر کے اس کو نکلوادیا کہ مسلمانوں کی تنظیم میں کوئی رکن قادیانی نہیں ہو سکتا۔

**جواب ثانی:** ..... فضیلت دو قسم پر ہے ۱۔ جزئی ۲۔ کلی۔ تو ہم کہتے ہیں کہ خضر کو جزئی فضیلت حاصل ہے۔

اشکالِ ثالث: ..... اب پھر سوال ہوا کہ جب خضر علیہ السلام مفضل ہیں تو افضل کو کیوں مفضل کے پاس بھیجا جا رہا ہے؟  
جواب اول: ..... حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ خطبہ دیا، اسرار و رموز بیان کیے کسی نے پوچھا اهل تعلم احداً اعلم منک! آپ نے فرمایا لا! یہ جواب واقع کے مطابق ہے کیونکہ نبی سب سے زیادہ عالم ہوتا ہے تو جب نبی آپ ہیں تو اعلم بھی آپ ہیں لیکن چونکہ اس میں دعوے والی شان ہے اور دعویٰ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں تو دعویٰ توڑنے کے لیے یہ سلسلہ چلایا۔ مقرباں را ببیش بود حیرانی۔

جواب ثانی: ..... یا اس لئے کہ جواب کے اندر عموم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم تکوینی میں بھی آپ اعلم ہیں جو کہ واقع کے خلاف ہے اس لیے یہ سلسلہ چلایا۔

مسائل مستنبطہ: ..... (۱) ..... علم سے استغناء کسی وقت بھی نہیں ہوتا عالم کو بھی علم سے استغناء نہیں برتنا چاہیے  
وفوق کل ذی علم علیم (۲) ..... سفر میں زاوراہ ساتھ لینا تو کل کے خلاف نہیں ہے (۳) ..... کوئی مخدوم خادم ساتھ لے لے تو جائز ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام، نوجوان یوشع کو ساتھ لے گئے (۴) ..... چوتھا مسئلہ جو اس واقعہ سے متعلق ہے نہ کہ حدیث سے کہ استاد کے لیے طالب علم شاگرد پر شرائط لگانا جائز ہے (۵) ..... حکم عدولی کی صورت میں تین مرتبہ مہلت ہونی چاہیے پھر فارغ کر دے ۶۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی علم حاصل کرنا جائز ہے جبکہ معصیت نہ ہو۔

تتمہ: ..... خضر علیہ السلام کو جو علم دیا گیا تھا وہ تکوینی تھا اور خضر اس پر عمل کے مامور تھے جیسا کہ ملائکہ مامور ہوتے ہیں تو مامور من اللہ ہونے کی وجہ سے اس پر عمل کرنے میں گناہ گار نہیں ہونگے کیا عزرائیل علیہ السلام جانیں نکالنے کے عمل میں گناہ گار ہونگے؟۔ ایسے کاموں پر جو مامور ہوتے ہیں ان کو صاحب خدمات کہتے ہیں۔ خضر علیہ السلام کی طرح اور بھی صاحب خدمات ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ اس کے لئے مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ درجہ بتکویں ہے درجہ ولایت نہیں۔ لوگ اس سے دھوکا کھا لیتے ہیں اور ان کے نام کی منتیں ماننا شروع کر دیتے ہیں ہمارے اکابر میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور مولانا یعقوب صاحب صدر مدرس اول دیوبند صاحب خدمت تھے ایک مرتبہ دہلی کا نظام بڑا ڈھیلا ہو گیا کسی نے جا کر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے عرض کیا انہوں نے فرمایا کہ صاحب خدمات ڈھیلا ہے کہ فلاں جگہ خربوزے بیچ رہا ہے ایک شخص اس کے پاس پہنچا ایک پیسہ دے کر خربوزہ لیا، کاٹ کر چکھا کہا یہ تو پھیکا ہے، صاحب خدمت نے کہا اور لے لو! اور لیا کاٹا، چکھا کہا یہ بھی پھیکا ہے اس نے کہا اور لے لو! اس طرح کرتے کرتے صاحب خدمت کے سارے خربوزے کاٹ پھینکے، کچھ عرصہ بعد جب دہلی کا نظام اچھا ہو گیا تو ایک شخص شاہ جی سے کہنے لگا کہ اب تو نظام درست ہو گیا ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ صاحب خدمت بدل گیا ہے، اور فلاں جگہ میٹھاپانی بیچ رہا ہے وہی شخص اس کے

پاس پہنچا، پیسہ دے کر پانی کا گلاس لیا جب پینے لگا تو کہا کہ یہ پھیکا ہے اور دو! صاحب خدمت نے کہا ایک پیسہ دے کر دوسرا گلاس مانگتا ہے طمانچہ رسید کیا ساتھ کہا تو نے خر بوزے والا سمجھ رکھا ہے؟

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا قصہ ہے کہ ایک مرتبہ تلامذہ کے ساتھ جارہے تھے تو حضرت نے بتلایا کہ یہ ایک صاحب خدمت ہے شاگردوں نے پوچھا کہ کیسے پتہ چلا کہ وہ صاحب خدمت ہے فرمایا اس کے پاس جاؤ اسے کہو کہ اپنا کام دکھائے اس نے جوتے پھیلائے ادھر سارے شہر میں کہرام مچ گیا فوج ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گئی خطرے کے الارم بج گئے اس نے آہستہ آہستہ اپنا سامان سمیٹنا شروع کیا تو سارا نظام درست ہو گیا، امن کے الارم بجنے لگے پھر دوبارہ اس نے جوتے پھیلائے اور سمیٹے تو ایسا ہی ہوا۔ فوج والے کہتے تھے کہ ہمارے حکام پتہ نہیں کیسے ہیں ان کو صحیح پتہ ہی نہیں چلتا۔

سوال : ..... امام بخاریؒ نے جو کتاب العلم قائم کیا ہے یہ ضروری اور فرض علم کے بارے میں ہے اور یہ باب نفلی علم کے بارے میں ہے موضوع باب تو عظمت شان فرض علم ہے تو یہ باب خلاف موضوع ہوا؟

جواب : ..... امام بخاریؒ نے بطور استدلال کے باب قائم کیا ہے کہ جب نفل علم اور دنیاوی علم کے لیے مشقت اٹھائی جاسکتی ہے تو فرض اور دینی علم کے لیے کیوں نہیں اٹھائی جاسکتی۔

(۵۹)

﴿باب قول النبی ﷺ اللهم علمه الكتاب﴾  
آحضرت ﷺ کا (ابن عباسؓ کے لیے یہ دعاء کرنا) یا اللہ اس کو قرآن کا علم دے

(۷۵) حدثنا ابو معمر قال ثنا عبد الوارث قال ثنا خالد عن عكرمة

هم سے ابو معمرؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارثؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے خالدؒ نے بیان کیا، انھوں نے بکرمہ سے

عن ابن عباس قال ضمنی رسول اللہ ﷺ وقال اللهم علمه الكتاب.

انھوں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ آحضرت ﷺ نے مجھ کو (اپنے سے) چمٹایا اور دعاء فرمائی: یا اللہ اس کو قرآن سکھلا دے!

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ..... غرض باب میں دو تقریریں ہیں۔



**تقریر اول:** ..... امام بخاریؒ کا مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ طلباء کو محنت پر ہی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ استاد سے دعاء بھی لینی چاہیے جیسے محنت کی ضرورت ہے ایسے ہی دعاء استاد کی بھی ضرورت ہے کبھی صرف محنت رنگ لاتی ہے اور کبھی صرف دعاؤں سے کام بن جاتا ہے لیکن کمال، محنت اور دعاؤں دونوں سے ہوتا ہے ۱۔

**تقریر ثانی:** ..... یا یہ باب دفع دخل مقدر کے لیے ہے کہ پہلے باب سے معلوم ہوا کہ علم محنت سے حاصل ہوتا ہے استاد کی رضاء و دعاء کا دخل نہیں ہے اس باب میں اس شبہ کو زائل کر دیا کہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔

**شان و رد:** ..... آپ ﷺ تقاضے کے لیے باہر تشریف لے گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال ہوا کہ واپسی پر استیجاب کی ضرورت ہوگی چنانچہ پانی کا لوٹا بھر کر رکھ دیا واپسی پر آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ لوٹا کس نے رکھا ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور یہ دعاء دی اللہم علمہ الكتاب آپ ﷺ کی وفات کے وقت ۱۳ سال کی عمر تھی رئیس المفسرین بنے ۲۔

### اساتذہ کی ادبی کتب و واقعات

**واقعہ ۱:** ..... حضرت مولانا خیر محمد صاحب ٹھل حمزہ والے کا واقعہ ہے کہ ان میں زہد بہت تھا اپنے پاس سے ہی طلبہ کا خرچہ برداشت کرتے تھے ایک مرتبہ کھیت میں پانی لگایا ہوا تھا جب کھیت بھر گیا تو ایک طالب علم نے پانی دوسرے کھیت کو لگادیا کہتے ہیں کہ وہ سارا کھیت والا غلہ صدقہ کر دیا یہی استاد سبق پڑھا رہے تھے ایک طالب علم کمزور تھا اس کو دو مرتبہ استاد نے سمجھایا استاد نے پوچھا سمجھ آ گیا اس نے کہا نہیں سمجھا اس پر ذہین طالب علم نے جھلا کر کہا اس کو تو سمجھ میں نہیں آئے گا آپ کیوں وقت ضائع کرتے ہیں استاد نے زور سے کتاب بند کی کہ میں جو اس کے لیے تہجد میں دعائیں کرتا ہوں وہ رائیگاں جائیں گی؟ بس اتنا کہنا تھا وہ لڑکا سب کچھ بھول گیا۔

**واقعہ ۲:** ..... ہمارے ساتھ ایک لڑکا فصول اکبری پڑھتا تھا انتہائی ذہین، فطین اور قوی حافظہ والا تھا فصول اکبری کے استاد کا کہنا ہے کہ میرا خیال تھا کہ انور شاہؒ کے بعد اب کوئی حافظے والا پیدا نہیں ہوگا مگر یہ لڑکا تو انور شاہؒ کا مقابلہ کرتا ہے۔ کافیہ کے استاد کا کہنا ہے کہ مجھے ایک دن بڑا غصہ آیا کہ میں تم کو کافیہ میں ملا عبد الغفور وغیرہ جیسی کئی کتابوں کی تقریر سناتا ہوں تم لکھتے بھی نہیں ہو میری تقریر کی قدر نہیں کرتے اس نے کہا جی! میں لکھتا ہوں میں نے کہا کب؟ کہا کمرے میں۔ میں نے کہا دکھاؤ میں نے دیکھا تو ایک لفظ بھی نہیں جھوٹا ہوا تھا لیکن یہ طالب علم اساتذہ کرام کا احترام نہیں کرتا تھا ایک ہی سال میں خیر المدارس سے تکمیل کی بہاد پور سے علامہ کا کورس کیا، پنجاب یونیورسٹی سے فاضل کا کورس کیا مگر اب کہاں ہے؟ مجھے ایک مرتبہ ملا تو پتہ چلا کہ ایک گاؤں میں چلا گیا اور سکول ماسٹر لگ گیا۔ اس کے ساتھی علامہ غلام رسول صاحب ساہیوال والے تھے انہوں نے بھی یہی تینوں کورس کئے ساہیوال جا کر سکول ٹیچر لگے مولانا عبد اللہ صاحب کے ساتھ تعلق ہو افرمایا ایک سبق یہاں پڑھا دیا کرو ایسے ہوتا رہا پھر ایسا تعلق ہوا کہ سکول چھوڑ کر مدرسہ آ گئے۔

(۶۰)

﴿باب متى يصح سماع الصغير﴾  
لڑکا کس عمر کا حدیث سن سکتا ہے؟

(۷۶) حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن ابن شهاب عن عبيد الله بن  
ہم سے اسمعیلؒ نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالکؒ نے بیان کیا، انھوں نے ابن شہابؒ سے، انھوں نے عبيد اللہ بن  
عبد اللہ بن عتبہ عن عبد اللہ ابن عباس قال اقبلت راكبا على حمار اتان وانا يومئذ  
عبد اللہ ابن عتبہؒ سے، انھوں نے عبد اللہ بن عباسؒ سے کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور ان دونوں میں  
قد ناهزت الاحتلام ورسول الله ﷺ يصلي بمنى الى غير جدار  
جوانی کے قریب تھا (لیکن جوان نہیں ہوا تھا) اور آنحضرت ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے، آپ کے سامنے آڑ نہ تھی  
فمرت بين يدي بعض الصف وارسلت الاتان ترتع ودخلت في الصف  
میں تھوڑی صف کے آگے سے گزر گیا اور گدھی کو چھوڑ دیا، وہ چرتی رہی اور میں صف میں شریک ہو گیا  
فلم ينكر ذلك علي. (انظر: ۳۹۳، ۸۶۱، ۱۸۵۷، ۴۳۱۲: أخرجه مسلم والترمذی والنسائي)  
مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔



(۷۷) حدثنا محمد بن يوسف قال حدثنا ابو مسهر قال حدثني محمد بن حرب  
ہم سے بیان کیا محمد ابن یوسفؒ نے، کہا ہم ابو مسہرؒ نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد ابن حربؒ نے بیان کیا،  
قال حدثني الزبيدي عن الزهري عن محمود بن الربيع قال  
کہا مجھ سے زبیدیؒ نے بیان کیا، انھوں نے زہریؒ سے، انھوں نے محمود بن ربیعؒ سے، انھوں نے کہا  
عقلت من النبي ﷺ مجة مجها في وجهي وانا ابن خمس سنين من دلو.  
مجھ کو (ابن) آنحضرت ﷺ کی وہ گلی یاد ہے جو آپ نے ایک ڈول سے لے کر میرے منہ پر ماری تھی اس وقت میں پانچ برس کا تھا۔

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

محدثین کا ایک اصولی مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ تحمل حدیث کے لیے عمر کتنی ہونی چاہیے؟ حدیث کے سیکھنے سکھانے میں دو درجے ہیں ۱۔ تحمل حدیث ۲۔ اداء حدیث۔ ثانی کے لیے بالاجماع بلوغ شرط ہے کہ مسند تحدیث پر اداء حدیث کے لیے بالغ ہی کو منتخب کیا جاسکتا ہے۔ اختلاف تحمل حدیث میں ہے

(۱).....یحییٰ بن معین کے نزدیک بلوغ شرط ہے یعنی کم از کم پندرہ سال۔

(۲).....امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ بلوغ شرط نہیں ہے بلکہ صرف تمیز شرط ہے۔

(۳).....بعض حضرات چار سال کے قائل ہیں۔

(۴).....اور بعض پانچ سال کے اور یہ دونوں قول محمود بن ربیع کی عمر میں اختلاف کی وجہ سے مختلف ہیں۔

(۵).....بعض حضرات سات سال کی قید لگاتے ہیں کیونکہ سات سال کا بچہ نماز پڑھنے کا مامور ہے۔

(۶).....بعض نے ایک لطیفہ قائم کیا ہے کہ عرب کا چار سال کا اور عجم کا سات سال کا۔

لیکن راجح عقل و تمیز والا قول ہے ۱۔

حضرت گنگوہیؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ مولانا جامیؒ دو سال کی عمر میں پڑھنے لگ گئے تھے۔ حضرت شیخ کے والد کو دودھ چھڑانے کے زمانے میں پاؤ پارہ حفظ ہو گیا تھا۔ امام بخاریؒ بھی اسی کے قائل ہیں کہ کوئی تعین نہیں ہے کیونکہ پہلی روایت قریب البلوغ کی ہے اور دوسری پانچ سال کی عمر میں تحمل حدیث کی ہے اور جو حضرات تعین کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ چاہتے ہیں کہ پانچ سال سے کم جائز نہیں ہے۔

حدثنا اسماعیل:.....جمار: مذکر و مؤنث کو عام ہے لیکن چونکہ اکثر مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے تو یہاں پر تذکیر کے وہم کو رفع کرنے کے لیے بعد میں اتان کا لفظ بول دیا۔

یصلی بمنی:.....منی کا معنی بہانا ہے جو چیز بہائی جاتی ہے اس کو منی کہتے ہیں منی میں چونکہ خون بہائے جاتے ہیں قربانیاں کی جاتی ہیں اس لیے اس کو منی کہتے ہیں۔

الی غیر جدار:.....اس کی تفسیر میں محدثین کا اختلاف ہوا ہے۔

(۱).....علامہ بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ آپ ﷺ بغیر سترہ کے نماز پڑھا رہے تھے حتیٰ کہ بعض ائمہؒ نے اس حدیث پر باب قائم کر دیا باب صلوة بغیر سترہ اور یہ روایت نقل کی ہے۔

۱۔ مگر یاد رہے کہ بہتر بات وہی ہے جو ابن ہمامؒ نے تحریر الاصول میں لکھی ہے اور جس کو حافظ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ تفاوت واقعات کی نوعیت اور بچے کی قوتوں اور طبائع کے اعتبار سے ہوتا ہے ہر بچے کی ہر بات مردود ہے اور نہ ہر بچے کی ہر بات مقبول مثلاً مولانا جامیؒ کہتے ہیں کہ میں دو سال کا تھا کہ میرے والد نے علامہ تفتازانی کے شاگرد حضرت مولانا قاضی اسحاقؒ سے کوئی قافیہ نہیں متعین کر سکتا پس بچے کی قوتوں اور واقعات کی نوعیت کا اعتبار ہوگا اور بخاری ص ۳۵۵

(۲)..... امام بخاریؒ اور علامہ کرمائی کی رائے یہ ہے کہ سترہ تھا لیکن دیوار نہیں تھی اس کو خوب سمجھنے کے لیے ایک باب ص ۱ پر ملاحظہ ہو اس میں باب باندھا ہے سترة الامام سترة من خلفه اور روایت یہی ہے تو دلیل اس طرح بنی کہ سترہ تھا جی تو آگے سے گزرتے تھے۔

اصل الاختلاف:..... لفظ غیر میں ہے غیر دو قسم پر ہے ۱۔ صفتی ۲۔ استثنائی۔ غیر صفتی کی مثال جیسے جاء فی غیر زید ای مغایر زید۔ غیر استثنائی کی مثال جیسے ماجاء فی غیر زید ای الازید۔

اگر حدیث الباب میں غیر سے غیر صفتی مراد لیا جائے تو امام بخاریؒ کی رائے قوی ہے اور تقدیر عبارت یوں ہوگی الی شنی غیر جدار اور اگر غیر استثنائی مان لیا جائے تو پھر یہ ثابت نہیں ہوگا کہ غیر جدار کی طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ خلاصہ یہ کہ سترہ کی نفی ہو جائیگی کیونکہ عام طور پر سترہ دیوار ہوتی ہے تو جہاں دیوار نہیں ہے تو سترہ ہی نہ ہوا۔ فلم ینکر ذلک علی:..... ضمیر کا مرجع حضور ﷺ یا کوئی اور ہے معنی یہ ہوگا کہ حضور ﷺ نے انکار نہیں کیا کسی نے انکار نہیں کیا۔

شان ورود حدیث ابن عباسؓ:..... صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ایک حدیث کے پیش نظر ایک حدیث میں اختلاف ہو گیا تھا حدیث یہ تھی ((تقطع الصلوة امرأة و حمار و کلب)) اس پر حضرت عائشہؓ ناراض ہو گئیں کہ ہمیں کتنے اور گدھے کے برابر کر دیا حضرت عائشہؓ کی ناراضگی دور کرنے کے لیے ابن عباسؓ نے یہ روایت سنائی۔ بہر حال اس حدیث کے اندر نماز کوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ خشوع کو توڑ دیتی ہے کیونکہ عورت شہوت والی ہوتی ہے گدھے سے دلتی کا خطرہ ہوتا ہے۔

الحاد ملحدین:..... منکرین حدیث نے اس کو لے کر بہت مذاق اڑایا ہے۔ عنوان قائم کیا کہ کیا عورت اور گدھا نماز کو توڑ دیتے ہیں پھر یہ حدیث ذکر کی۔ پھر ایک منکر حدیث کہتا ہے یاد رکھیے کہ اگر عائشہؓ ہوں تو نماز نہیں ٹوٹی پھر وہ حدیث نقل کرتا ہے کہ گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے آپ کے آگے لیٹی ہوتی تھیں آپ ﷺ جب سجدہ کرنے لگتے تو اشارہ کرتے پھر آگے لکھتا ہے کہ گدھی اگر ابن عباسؓ کی ہو تو پھر نہیں ٹوٹی۔

عقلت و انا ابن خمس سنین:..... پانچ سال کی عمر میں تحمل حدیث ثابت ہوا۔

من دلو:..... بعض روایات میں فی دار ہے اور بعض میں من بنو ہم ہے تو یہ کوئی تعارض نہیں ہے کہ گھر میں جو کونواں تھا اس سے لیکر لٹکے ہوئے ڈول میں رکھا تھا تو عبارت یوں بن گئی من دلو معلق مخرج من بنو فی دار۔

سوال:..... دونوں روایتوں میں سماع کا تو ذکر نہیں ہے تو ترجمۃ الباب کے مناسبت مطابقت نہ ہوئی؟

جواب:..... مراد تحمل حدیث ہے اور تحمل حدیث کے لیے قول ضروری نہیں بلکہ تحمل حدیث اقوال، احوال اور تقاریر سب طریقے سے ہو سکتا ہے البتہ خاص سماع کے لیے قول ضروری ہے۔

(۶۱)

## باب الخروج في طلب العلم

علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا

ورحل جابر بن عبدالله مسيرة شهر الى عبدالله بن أنيس في حديث واحد  
اور جابر بن عبداللهؓ نے ایک حدیث عبدالله ابن انیس سے سننے کے لیے ایک مہینہ کا سفر کیا

\*\*\*\*\*

(۷۸) حدثنا ابو القاسم خالد بن خلی قاضی حمص قال ثنا محمد بن حرب

ہم سے بیان کیا ابو القاسمؒ خالد بن خلی قاضی حمص نے، کہا ہم سے بیان کیا محمد ابن حربؒ نے

قال الاوزاعی اخبرنا الزهری عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن ابن عباس

کہا اوزاعیؒ نے، ہم کو خبر دی زہریؒ نے، انھوں نے عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعودؓ سے، انھوں نے ابن عباسؓ سے کہ

انه تماری هوو الحربن قيس بن حصن الفزاری فی صاحب موسیٰ فمر بهما ابی بن

انھوں نے اور حرب بن قیس ابن حصن فزاری نے موسیٰ کے رفیق کے بارے میں جھگڑا کیا، پھر ان دونوں پر سے گزرے ابی ابن

کعب فدعاه ابن عباس فقال انی تماریت انا وصاحبی هذا فی صاحب موسیٰ

کعبؒ تو ابن عباسؓ نے ان کو بلایا اور کہا: مجھ میں اور میرے اس دوست میں جھگڑا ہوا کہ موسیٰ کا وہ رفیق کون تھا

الذی سأل السبیل الی لقیه هل سمعت رسول الله ﷺ یذکر شأنه؟

جس سے موسیٰ نے ملنا چاہا تھا؟ کیا تم نے آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ آپ ﷺ اس کا حال بیان کرتے تھے؟

فقال ابی نعم سمعت رسول الله ﷺ یذکر شأنه یقول بینما موسیٰ

ابیؒ نے کہا ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ قصہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے آپ فرماتے تھے ایک بار موسیٰ علیہ السلام

فی ملائم بنی اسرائیل اذ جاءه رجل فقال هل تعلم احدا اعلم منك؟

بنی اسرائیل کے لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ان سے پوچھا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو تم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہو؟

قال موسیٰ لا! فاوحی الله الی موسیٰ بلیٰ عبدنا خضر فسأل

موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! پھر اللہ نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف کہ ہاں ہمارا ایک بندہ ہے خضر (جو تھکے باز و پلہ رکھتا ہے) موسیٰ نے سوال کیا

السبيل الى لِقِيهِ فجعل الله له الحوت اية وقيل له اذا فقدت الحوت فارجع

میں اس تک کیونکر پہنچوں؟ اللہ نے مچھلی ان کے لیے نشانی مقرر کر دی اور ان سے فرمایا جب مچھلی کھو جائے تو لوٹ آ

فانك ستلقاه فكان موسى يتبع اثر الحوت في البحر

تو اس بندے کو مل جائے گا غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر (کے کنارے) کنارے اس مچھلی کے نشان پر روانہ ہوئے

فقال فتى موسى لموسى اَرَأَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنْنِي نَسِيتُ الْحُوتَ

موسیٰ کے خادم (بٹن) نے موسیٰ سے کہا تم اس کا ذکر نہ کر سکا جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا قصہ بیان کرنا بھول گیا

وَمَا اَنْسَيْنِيهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهُ قَالَ مُوسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ

اور شیطان ہی نے مجھ کو بھلا دیا کہ میں آپ سے اس ذکر کرتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم تو اسی جگہ کی تلاش میں تھے

فَارْتَدَّا عَلَىٰ اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضْرًا فَكَانَ مِنْ شَانِهِمَا

پھر دونوں کھوج لیتے لیتے اپنے پیروں کے نشان پر لوٹے وہاں خضر سے ملاقات ہوئی، پھر وہی قصہ گزرا

ماقص الله في كتابه .

جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... اس باب میں امام بخاری فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرنا ضروری ہے چاہے سمندری سفر کرنا پڑے یا خشکی کا۔ پہلے باب میں خاص سفر (سمندری سفر) خاص علم کے لیے تھا اس باب میں عام سفر ہے اور عام علم کے لئے ہے۔

رحل جابر بن عبد الله :..... حضرت جابر بن عبد اللهؓ صحابی ہیں لیکن ان کو معلوم ہوا عبد الله بن انیسؓ ایک حدیث سناتے ہیں بالواسطہ تو سنی ہوئی تھی اب بلا واسطہ سننے کے لیے سفر کیا وہ حدیث واحد کیا ہے؟ ۱۔ بعض نے کہا منستر مؤمنافى الدنيا على عورة ستره الله يوم القيامة والى رواية ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جابر بن عبد الله عن عبد الله بن انیسؓ ایک روایت امام بخاریؒ نے نقل کی ہے وہ روایت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نداء دیں گے کہ انا الملك انا الديان ۲۔ پوری حدیث یوں ہے ((سمعت النبی ﷺ يقول يحشر الله العباد فيناديهم بصوت

یسמעہ من بعد کما یسمعه من قرب انا الملک انا الدیان)) کہتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہؓ نے جا کر جب دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا: "کہا جابر بن عبد اللہ کہا من اصحاب رسول اللہ ﷺ کہا نعم باہر نکل کر چٹ گئے یہ تو حدیث کا علم ہے۔ فنون حاصل کرنے والوں نے بھی بہت سی قربانیاں کی ہیں علامہ سید شریف جرجانی کو شرح مطالع پڑھنے کا خیال ہوا کہ جس نے لکھی ہے اس کے پاس جا کر پڑھوں۔ چنانچہ سفر کر کے مصنف کے پاس گئے استاد انتہائی بوڑھے ہو چکے تھے مصنف نے کہا کہ میں تو اب نہیں پڑھا سکتا اگر تم نے پڑھنا ہے تو روم میں مولانا مبارک پوری ہیں انکا پڑھانا میرا پڑھانا ہے ان کے پاس گئے تو بتلایا کہ مصنف نے بھیجا ہے کہا اچھا مصنف نے بھیجا ہے کہا جی ہاں۔ استاد نے کہا ہمارے ہاں تو یہ شرط ہے کہ ایک اشرفی ایک سبق کی دینی ہوگی انہوں نے کہا اچھا۔ جب اشرفی مل جایا کرے گی تو سبق پڑھ لیا کروں گا خیال ہوا کہ کچھ مانگ کر کوشش کروں گا جب بادشاہ کو خبر ہوئی کہ ایک طالب علم پیسے نہ ہونے کی وجہ سے پڑھ نہیں سکتا تو ہر روز کی ایک اشرفی مقرر کر دی استاد نے دو شرطیں اور لگا دیں (۱)..... ایک سبق میں سب سے اخیر میں بیٹھنا ہوگا (۲)..... دوسرا سبق میں کسی بات کے کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ سبق میں اشکالات ہوتے لیکن بولنے کی اجازت نہیں تھی کمرے میں آ کر اکیلے ہی بول کر دل ٹھنڈا کرتے۔ ایک مرتبہ استاد کمروں کے پاس سے گزر رہے تھے کہ ایک کمرے سے آواز آرہی تھی، مصنف یوں کہتا ہے استاد یوں کہتے ہیں، میں یوں کہتا ہوں استاد نے آواز سنی صبح پوچھا کہ فلاں کمرے میں کون تھا بتلایا گیا تو قریب بیٹھنے اور بولنے کی اجازت مل گئی۔

سوال: ..... امام بخاریؒ نے جو تعلق ذکر کی ہے ورحل جابر اس میں تردد نہیں ہے لیکن جو حوالہ ذکر کیا ویدکر سے اس میں تردد ہے۔

جواب: ..... محدثینؒ نے جواب دیا ہے کہ جابر کا ابن انیس سے سننے میں تردد نہیں ہے لہذا تعلق میں جزم ہے لیکن اس مخصوص حدیث کو سنا ہے یا نہیں اسکی تعیین میں تردد ہے فلا تعارض۔

(۶۲)

﴿باب فضل مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ﴾  
عالم کی اور علم سکھانے والے کی فضیلت

(۷۹) حدثنا محمد بن العلاء قال ثنا حماد بن اسامة عن برید بن عبد الله عن

ہم سے محمد بن علاءؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن اسامہؒ نے بیان کیا، انھوں نے برید بن عبد اللہؒ سے، انھوں نے

ابى بردة عن ابى موسى عن النبى ﷺ قال مثل ما بعثنى الله به من الهدى والعلم
ابو بردہ سے انھوں نے ابو موسیٰ سے انھوں نے آنحضرت ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جو ہدایت اور علم کی باتیں مجھ کو دے کر بھیجیں
كمثل الغيث الكثير اصاب ارضا فكان منها نقيّة قبلت الماء
ان کی مثال زوردار مینہ کی سی ہے جو زمین پر برسے تو بعضی زمین عمدہ تھی جس نے پانی چوس لیا
فأثبتت الكلاء والعشب الكثير وكانت منها اجادب امسكت الماء ففنع الله بها الناس
اور اس نے سبزی اور گھاس خوب اگائی اور بعضی سخت تھی (پتھری) اس نے پانی تھام لیا اللہ نے اس سے لوگوں کو فائدہ دیا
فشربوا واسقوا وزرعوا واصاب منها طائفة اخرى انما هي قيعان لا تمسك ماء
پیا اور (باہر) پلایا اور کھیتی میں دیا اور بعضی ایسی زمین پر یہ مینہ برسا جو صاف چٹیل تھی نہ تو پانی کو اس نے تھاما
ولا تنبت كالأ فذلك مثل من فقه في دين الله
اور نہ گھاس اگائی (پانی اس پر نہ بہتا) یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے خدا کے دین میں سمجھ پیدا کی
ونفعه بما بعثنى الله به فعلم وعلم ومثل من
اور اللہ نے جو مجھ کو دے کر بھیجا ہے اس سے اس کو فائدہ ہوا تو اس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس شخص کی جس نے
لم يرفع بذلك رأسا ولم يقبل هدى الله الذى أرسلت به
اس پر سر ہی نہیں اٹھایا اور اللہ کی ہدایت جو میں دے کر بھیجا گیا، نہ مانی
قال ابو عبد الله قال اسحاق عن ابى اسامة وكان منها طائفة قِيلَت الماء
امام بخاریؒ نے کہا اسحاق نے ابو اسامہؒ سے اس حدیث کو روایت کیا اس میں یوں ہے: بعضی زمین نے پانی پی لیا
قاع يعلوه الماء، والصفصف المستوى من الارض
(اس حدیث میں قيعان صحیح قاع کی یعنی وہ زمین جس پر پانی چڑھ جائے (خمرے سے) اور (قرآن میں) قاع صفصاف صحیفہ کہتے ہیں ہموار زمین کو

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... تعلم کی فضیلت مسلم اور علم کے فضائل تسلیم، مگر بقاء علم، تعلیم سے ہوتا ہے تو گویا اس باب سے تعلیم کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔



کلا: ..... خشک اور تر گھاس کو عام ہے عشب: ..... تر گھاس کو کہتے ہیں۔

اس حدیث میں تشبیہ کے طریقے سے فرمایا کہ یہ علم و ہدایت کی مثال بارش کی ہے۔

سوال: ..... زمین کی تین قسمیں بتلائیں اور مشبہ کی دو قسمیں بیان کیں پہلی قسم کے ساتھ پہلی، تیسری کے ساتھ تیسری، دوسری قسم اجادب والی اس کے مقابلے میں کوئی مشبہ بہ کی قسم بیان نہیں کی؟

جواب: ..... محدثین شراح کا اختلاف ہوا ہے کہ تشبیہ میں تقسیم ثنائی ہے یا ثلاثی ۱۔ علامہ عینی کی رائے یہ ہے کہ ثنائی ہے اس طرح کہ زمین کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ (۱) نافع (۲) غیر نافع۔

اسی طریقے سے انسانوں کی بھی دو قسمیں ہو گئیں پہلی دو قسمیں نافع میں آگئیں ۲۔ علامہ کرمائی کی رائے یہ ہے کہ یہ تقسیم ثلاثی ہے ۱۔ منفع اور نافع ۲۔ نافع غیر منفع ۳۔ غیر نافع غیر منفع۔ مشبہ کی طرف بھی لوگ تین قسم پر ہو جاتے ہیں ۱۔ ایک وہ جو علم حاصل کر کے عمل کرتے ہیں غور و فکر کر کے مسائل نکالتے ہیں ۲۔ دوسرے وہ جو علم حاصل کرتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں لیکن غور و فکر کر کے مسائل مستبط نہیں کرتے ۳۔ تیسری قسم وہ ہے جو کہ علم کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے۔ گویا علم کی بارش پڑتی ہے تو مسائل کے پودے پھول نکالتے ہیں انکی مثال فقہاء کی ہے اور یہ اس زمین کی طرح ہیں جو پانی کو چوس کر پھل پھول نکالتی ہے دوسری قسم علماء محدثین ہیں کہ صرف یاد کر کے آگے پہنچاتے ہیں اسکی مثال وہ زمین ہے جو پانی کو جمع کر لیتی ہے اور لوگ اس سے استفادہ کرتے ہیں

**لطیفہ:** ..... بعض مرتبہ لطائف کے طور پر مطالعے میں کوئی بات یاد آ جاتی ہے کہ کسی گھر والے کے نوکر نے اچھا کھانا تیار کیا اگر وہ نوکر آپکا معتمد علیہ ہے تو آپ فوراً کھا لیتے ہیں تفتیش نہیں کرتے لیکن اگر وہ آپکا معتمد علیہ نہیں ہے تو آپ ہر چیز کی تفتیش کریں گے یہی مثال فقہاء کی ہے اگر وہ ہمارے لیے قابل اعتماد ہیں تو ہمیں ان کی بات بغیر چون و چرا کے مان لینی چاہیے۔

قال اسحق: ..... امام بخاری جب بغیر نسبت کے صرف اسحق ذکر کرتے ہیں تو مراد اسحق بن راہویہ ہوتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے یہ حنفی ہیں امام بخاری کے اساتذہ میں سے بے شمار حنفی ہیں حنفیہ کی روایتوں کو نکال دیں تو باقی کچھ بچتا ہی نہیں۔

قیعان: ..... قیعان جمع ہے قاع کی بمعنی چٹیل ہموار بغیر گھاس کے میدان۔

الصفصف: ..... صفف، الشی باشی، یذکر کے قبل سے ہے امام بخاری نے قاع کی مناسبت سے صفف کے معنی بھی بیان کر دیئے کیونکہ قرآن میں دونوں اکٹھے آئے ہیں!

(۶۳)

## ﴿باب رفع العلم وظهور الجهل﴾

(دنیا سے) علم اٹھ جانے اور جہالت پھیلنے کا بیان

وقال ربیعة لا ينبغي لاحد عنده شيء من العلم ان يضيع نفسه

اور ربیعہ نے کہا جس کو (دین کا) تھوڑا سا علم ہو وہ اپنے تئیں بے کار نہ کر دے

(۸۰) حدثنا عمران بن میسرۃ قال حدثنا عبد الوارث عن ابی التیاح عن انس

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، انھوں نے ابوتیاح سے، انھوں نے انس سے کہ

قال قال رسول الله ﷺ ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم ويثبت الجهل

انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ (دین کا) علم اٹھ جائے گا اور جہالت جم جائے گی

وتشرب الخمر و يظهر الزنا . (انظر: ۸۱، ۵۲۴، ۵۵۷، ۵۸۰، ۶۸۰ أخرجه النسائي في العلم ومسلم في القدر)

اور شراب (کثرت سے) پی جائے گی اور زنا علانیہ ہوگا۔



(۸۱) حدثنا مسدد قال ثنا يحيى بن سعيد عن شعبة عن قتادة عن

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انھوں نے شعبہ سے، انھوں نے قتادہ سے، انھوں

انس قال لا حدثنكم حديثا لا يحدثكم احد بعدى سمعت رسول الله ﷺ

نے انس سے انھوں نے کہا ضرور بالضرور میں تم کو ایک حدیث سنا تاہوں جو میرے بعد تم کو کوئی نہ سناے گا، میں نے حضور ﷺ سے سنا

يقول ان من اشراط الساعة ان يقل العلم ويظهر الجهل ويظهر الزنا

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں یہ ہے کہ (دین کا) علم گھٹ جانا اور جہالت کا پھیل جانا اور زنا کا علانیہ ہونا

وتكثر النساء ويقل الرجال حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد

اور عورتوں کی کثیر ہو جائیں گی، مرد کم ہو جائیں گے، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے لئے نگران ایک مرد ہوگا

## ﴿ تحقيق و تشریح ﴾

سوال : ..... کتاب العلم میں تو علم کے ثبوت کا بیان ہونا چاہیے نہ کہ رفع العلم و ظہور الجہل کا؟

جواب : ..... کبھی ثبوت علم کے لیے ضد کو لے آتے ہیں و بضدھا تبیین الاشياء

ندمهم	وبهم	عرفنا	فضله	وبضدھا	تبیین	الاشياء
-------	------	-------	------	--------	-------	---------

قال ربیعة : ..... ان کا لقب الزاے ہے۔ امام مالکؒ کے استاد ہیں رائے پہلے زمانے میں مدح کا لفظ تھا کیونکہ اس زمانے میں محدثین روایت کم کرتے تھے اور تحقیق زیادہ کرتے تھے ان پر اس کا اطلاق ہوتا تھا آجکل کسی کو اگر خود رائے کہہ دیں ذم ہے ہم اس سے آگے کا بھی ایک لفظ بول دیتے ہیں ”خودرو“ جو خود بخود ہی آگ آتے ہیں آجکل کے مفسرین کا یہی حال ہے۔

ان یضیع نفسه : ..... اس کی کئی تفسیریں ہیں ۱۔ پڑھے اور پڑھائے نہیں ۲۔ نا اہلوں کو پڑھاتا ہے جنکی استعداد نہیں ہے یا قدر دان نہیں ہیں ۳۔ یعنی زرخید نہ بنے تنخواہ کے پیچھے پیچھے نہ پھرے ۴۔ علم پر عمل نہ کرے تو جس نے اپنے علم پر عمل نہیں کیا اس نے اپنے آپ کو ضائع کر دیا ۵۔ حضرت شیخؒ نے ایک اور مطلب بیان کیا ہے کہ اتنی تواضع کرے کہ کوئی استفادہ ہی نہ کرے۔ مولانا غلام رسول صاحب یونوی عرف لالہ کالا جو کہ وقت کے سیبویہ کہلاتے تھے ایک مرتبہ حضرت کشمیریؒ کے پاس بیٹھے تھے فرمانے لگے کہ ساری عمر اپنے استاد کے اس جملے کی لُج پالنے میں گزار دی ہے کہ جہاں بھی جانا علم پڑھانا۔

تعارض حدیث : ..... اس باب میں رفع علم کا ذکر ہے لیکن کیفیت رفع کا ذکر نہیں اس سلسلے میں ایک باب بخاری شریف ص ۲۰ پر قائم کیا ہے باب کیف یقبض العلم اس میں بتلایا کہ علماء فوت ہو جائیں گے آگے عالم پیدا نہیں ہونگے لیکن ابن ماجہ میں رفع علم کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ قرآن پاک کے نقوش اٹھالیے جائیں گے اور علماء کے سینوں سے علم اٹھالیا جائے گا تو یہ بظاہر تعارض ہوا؟

دفع تعارض : ..... حقیقت میں کوئی تعارض نہیں، پہلے قبض علماء ہوگا پھر قیامت کے قریب سینوں سے بھی علم اٹھا لیا جائے گا تقدم تاخر کی بات ہے تعارض نہیں ہے۔

لا یحدثکم احد بعدی : ..... مطلب یہ ہے کہ سمعت رسول اللہ ﷺ کہہ کر کوئی بیان کرنے والا نہیں ہوگا کیونکہ حضرت انسؓ نے لمبی عمر پائی اور دیگر صحابہ کرامؓ فوت ہو چکے تھے اس لئے فرمایا۔

تکثر النساء: ..... اس کی دو صورتیں بتلائی جاتی ہیں ۱۔ لڑکیاں زیادہ پیدا ہوگی لڑکے کم ۲۔ فسادات زیادہ ہونگے عورتیں باقی رہ جائیں گی مرد مارے جائیں گے۔

لخمسين امرأة: ..... عدد بھی مراد ہو سکتا ہے اور کثرت بھی ۱۔ بعض نے کہا ہے کہ ایک ایک مرد پچاس بیگمات بنائے گا لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ ایک ایک نیک آدمی پچاس کا نگران ہوگا صالح تو نکاح میں چار سے تجاوز نہ کرے گا۔ تو مقصود احادیث الباب سے ہے کہ علم پڑھنا پڑھانا چاہیے۔

(۶۴)

### باب فضل العلم

علم کی فضیلت

(۸۲) حدثنا سعيد بن عفیر قال حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب  
 اہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، انھوں نے ابن شہاب سے  
 عن حمزة بن عبد الله بن عمران بن عمر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول  
 سے، انھوں نے حمزہ بن عبد اللہ بن عمر سے کہ (عبد اللہ بن عمر) نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے  
 بينما انا نائم اتيت بقدر لبن فشربت حتى اني لارى الرى يخرج فى اظفارى  
 ایک بار میں سو رہا تھا میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے پی لیا (تجربہ کر یاں) یہاں تک کہ میرے ناخنوں پر تازگی دکھائی دینے لگی  
 ثم اعطيت فضلى عمر بن الخطاب قالوا فما اولته يا رسول الله؟ قال العلم  
 پھر میں نے اپنا بچا ہوا (دودھ) عمر بن خطاب کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس کی تعبیر کیا دیتے ہیں؟ فرمایا علم

### تحقیق و تشریح

سوال: ..... یہ باب مکرر ہے اس سے پہلے کتاب العلم کے شروع میں ص ۴۴ پر فضل علم کا باب قائم کیا ہے۔ اس لئے  
 شرح محدثین نے متعدد وجہات کی ہیں۔

اول: ..... بعض تو کہتے ہیں کہ کتاب العلم کے شروع میں جو باب فضل العلم ذکر کیا ہے وہ ناخین کی غلطی ہے۔  
 قرینہ: ..... وہاں کوئی فضل العلم کی حدیث بیان نہیں کی۔

- ثانی: ..... اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہاں بیان فضیلت علماء ہے اور یہاں بیان فضیلت علم ہے صرف تبعاً اور اصلاً کا فرق ہے۔
- ثالث: ..... وہاں بیان فضیلت علم کلی ہے یہاں بیان فضیلت علم جزئی ہے یہاں پر خاص علوم نبوت کی فضیلت ہے۔
- رابع: ..... وہاں فضل، فضیلت کے معنی میں تھا اور یہاں فضل بمعنی زیادۃ العلم ہے اسکی پھر دو تفسیریں ہیں۔
- تفسیر اول: ..... تحصیل زیادۃ العلم کہ علم میں قناعت نہیں کرنی چاہیے آپ ﷺ نے بھی یہی دعاء مانگی رب زدنی علماً۔
- تفسیر ثانی: ..... فضل العلم ای بذل فضل العلم یعنی زائد علم کی تقسیم کرنی چاہیے۔
- ۱: اس سے مراد کتب علم بھی ہو سکتی ہیں۔ ۲: اور اس سے مراد پڑھانا بھی ہو سکتا ہے۔
- ان دو آخری مطلوبوں کی وجہ سے روایت ترجمۃ الباب کے بھی مطابق ہو جائے گی۔
- (۱) پہلی تفسیر کی مطابقت یخرج فی اظفاری سے ہو جائے گی ضمیر کا مرجع سیرابی یا دودھ ہے یعنی اتنا علم حاصل کرو کہ روئیں روئیں سے علم ٹپکے۔
- (۲) دوسری تفسیر کے ساتھ مطابقت ثم اعطیت فضلی سے ہوگی یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ خواب کے اندر دودھ علم سے تعبیر ہے۔

(۶۵)

## باب الفتيا وهو واقف على ظهر الدابة او غيرها

جانور وغیرہ پر سوار ہو کر دین کا مسئلہ بتانا

(۸۳) حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن ابن شهاب عن عيسى بن طلحة

هم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے (۸۳) مالک نے بیان کیا، انھوں نے ابن شہاب سے، انھوں نے عیسیٰ بن طلحہ

ابن عبید اللہ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ ﷺ وقف في حجة الوداع بمنى

ابن عبید اللہ سے، انھوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ آنحضرت ﷺ حجۃ الوداع میں منیٰ میں ٹھہرے،

للناس يسألونه فجاءه رجل فقال لم اشعر فحلقت قبل ان اذبح

اس لئے کہ لوگ آپ سے (۸۳) پوچھیں۔ پھر ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھ کو خیال نہیں رہا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈالیا

قال اذبح ولا حرج ، فجاء اخر فقال لم اشعر فنحرت قبل ان ارمى ،

آپ نے فرمایا اب قربانی کر لے، کوئی مضائقہ نہیں، پھر ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا مجھ کو خیال نہیں رہا میں نے ننگریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی

قال ارم ولا حرج قال فما سئل النبي ﷺ عن شئ قدم ولا اخر الا قال افعل ولا حرج

آپ ﷺ نے فرمایا اب کنکریاں مار لے، کچھ مضائقہ نہیں، عبد اللہ ابن عمرؓ نے کہا تو (اس دن) آنحضرت ﷺ سے جو پوچھا گیا کوئی بات کسی نے آگے کر لی یا پیچھے کر دی تو آپ نے یہی فرمایا: اب کر لے کچھ مضائقہ نہیں

﴿تحقیق و تشریح﴾

قوله على ظهر الدابة او غير ها:.....

ترجمة الباب کی غرض :..... غرض باب میں کئی تقریریں ہیں۔

تقریر اول: ..... ایک حدیث کی توجیہ بیان کرنا مقصود ہے۔ آپ ﷺ سے ایک حدیث مروی ہے ((لا تتخذوا ظہور دواکم منابر)) ۲ (اپنے چوپاؤں کی پشتوں کو منبر نہ بناؤ) کہ چوپائے پر بیٹھا ہے اور باتیں کر رہا ہے امام بخاریؒ یہ باب قائم کر کے اس حدیث کی شرح کرنا چاہتے ہیں کہ طویل باتیں اور طویل خطبات نہ دو مختصر بات سے منع نہیں ہے، اور غیر ضروری باتیں جانور پر کھڑے ہو کر نہ کرو، الحاصل ضرورت کی اور تھوڑی بات ہو سکتی ہے۔

تقریر ثانی: ..... بعض نے کہا ہے کہ یہ امام مالکؒ پر تعریض ہے امام مالکؒ راہ چلتے ہوئے کوئی مسئلہ نہیں بتاتے تھے فرماتے کہ علم کے وقار کے خلاف ہے حالانکہ اس سے ضروری علم رہ جائے گا آپ سے کسی نے فوری ضرورت کا مسئلہ پوچھا آپ کہتے ہو کہ گھر جا کر بتائیں گے۔

**تقریر ثالث:** ..... فتویٰ اور قضاء میں فرق کرنا مقصود ہے کہ فتویٰ سواری پر دیا جاسکتا ہے اور قضاء نہیں۔

تقریرِ رابع: ..... علم کے لیے سیکھنا اور وقار ضروری ہے کہ سکون اور وقار سے پڑھایا جائے اور درس دیا جائے لیکن ضرورت کے تحت سواری کی حالت جو کہ اطمینان کی حالت نہیں ہے اس پر بھی جائز ہے۔

تقریر خامس: ..... معلمین اور اساتذہ کو بتانا ہے کہ ضرورت مند اگر کوئی مسئلہ راستے میں پوچھ لے تو ناراض نہ ہوں۔  
تقریر سادس: ..... طلبہ کو تعلیم ہے کہ عند الضرورة راہ چلتے ہوئے بھی سوال کر لینا چاہیے باقی حالات میں تحصیل علم وقار اور سکون کے ساتھ ہونی چاہیے۔ حاصل یہ ہے کہ اس باب میں علم کا ضروری ہونا بتلانا مقصود ہے۔

سوال :..... روایت الباب سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں۔ اس لیے کہ روایت کے اندر وقوف کا ذکر تو ہے لیکن علی ظہر الدآبہ کا ذکر نہیں ہے۔

جواب اول: ..... ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں ۱۔ وقوف علی ظہر الدآبۃ ۲۔ اور وقوف علی غیرہا

حدیث میں مطلق وقوف سے جزئی ثابت ہو گیا اس پر قیاس کر کے وقوف علی الذآبہ کو ثابت کر لیا جائے گا۔

جواب ثانی: ..... حدیث کے اندر وقوف عام ہے جو کہ دونوں وقوفوں کو شامل ہے۔

جواب ثالث: ..... تشہید اذہان ہے کہ طلبہ تلاش کرتے ہوئے کتاب الحج (بخاری ص ۲۳۴) میں پہنچیں گے تو وہاں مل جائے گا وقف علی ناقضہ تو اس روایت کے پیش نظر باب قائم کر دیا۔

مسئلہ: ..... ایام نئی میں پہلے رمی جمرہ عقبہ ہے پھر قربانی ہے پھر حلق ان میں ترتیب ہے یا نہیں؟ دونوں بڑے امام (امام ابو حنیفہ و امام مالک) وجوب ترتیب کے قائل ہیں امام شافعی اور امام محمد وجوب کے قائل نہیں ہیں۔

دلیل: ..... امام شافعی اور امام محمد ذیل میں یہی حدیث پیش کرتے ہیں افعّل ولا حرج۔

جواب: ..... یہ ہے کہ ابھی احکام مستحکم نہیں ہوئے تھے پہلا ہی حج تھا اس لئے آپ ﷺ نے توسع اختیار کیا اس سے وجوب کی نفی لازم نہیں آتی لاجرح یعنی دنیا میں گناہ نہیں ہوگا باقی دم تودنیا میں واجب ہو جائے گا یہ دم گویا حج کا سجدہ سہو ہے۔  
دلیلنا: ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت ہے عن ابن عباس انه قال من قدم شيئاً من حجه او اخره فليهرق ذلك دمًا لیکن جان بوجھ کر حج میں کوئی واجب نہیں چھوڑا جائے گا کیونکہ اس سے تخفیر لازم آتی ہے۔

(۶۶)

### ﴿باب من اجاب الفتيا باشارة اليد والرأس﴾

جس نے ہاتھ یا سر کے اشارہ سے مسئلہ کا جواب دیا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض اول: ..... تعلیم اتنی ضروری ہے کہ اگر بیٹھ کر تفصیل سے نہیں پڑھا سکتے تو اشارے سے بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ اشارہ مفہم ہو مخاطب سمجھتا ہو اشارہ مبہم نہ ہو۔

امام اعظمؒ کے پاس ایک شخص آیا کچھ دیر کھڑا رہا پھر رکوع کر دیا، پھر داڑھی پر ہاتھ پھیرا امام صاحبؒ نے فرمایا کہ آئیے اور لیس (صاحب) ادھر بیٹھیے۔ حاضرین نے سوال کیا کہ آپ کو اس کا نام کیسے معلوم ہو گیا؟ فرمایا کہ کھڑا ہوا تو الف رکوع کیا تو دال کی طرف اشارہ ہو گیا داڑھی جھاڑی تو گویا ش کے نقطے جھاڑ دیئے اور لیس بن گیا۔

غرض ثانی: ..... اس باب سے مقصود حضور ﷺ کی تعلیم کے بارے میں جو حدیث آتی ہے کہ آپ ﷺ جب کلام فرماتے تو تین مرتبہ فرماتے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین مرتبہ ایک بات کو کہنا یا زبان سے بولنا ضروری

(۸۴) حدثنا موسى بن اسمعيل قال ثنا وهيب قال ثنا ايوب عن عكرمة عن  
هم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیلؒ نے، کہا ہم سے بیان کیا وہیبؒ نے، کہا ہم سے بیان کیا ایوبؒ نے، انھوں نے عکرمہ سے  
ابن عباس ان النبي ﷺ في حجة فقال ذبحت قبل ان ارمي  
انھوں نے ابن عباسؓ سے کہہ آحضرت ﷺ سے حج میں پوچھا گیا ایک شخص نے کہا: میں نے نکریاں مارنے سے پہلے ذبح کیا  
قال فاومأبيده ولا حرج، وقال حلقت قبل ان اذبح فاومأبيده ولا حرج  
آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا، فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ کچھ حرج نہیں، اور ایک شخص نے کہا میں نے قربانی  
کرنے سے پہلے سر منڈا لیا آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کچھ حرج نہیں۔

(۸۵) حدثنا المکی بن ابراهیم قال انا حنظلہ عن سالم قال سمعت اباهریرة  
ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو حنظلہ نے خبر دی، انھوں نے سالم سے، کہا میں نے ابو ہریرہ سے سنا،  
عن النبی ﷺ قال یقبض العلم ویظہر الجہل والفتن  
انھوں نے آنحضرت ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا (کہ) علم اکٹھا جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی اور (مردن مرد) فساد پھیلیں گے  
ویکثر الہرج قیل یارسول اللہ وما الہرج؟ فقال ہکذا بیدہ فحرّفھا کانہ یرید القتل  
اور ہرج بہت ہوگا عرض کیا: یا رسول اللہ ہرج کیا ہے؟ آپ نے ہاتھ کو (ترچھا) ہلا کر فرمایا جیسے قتل آپ نے مراد لیا  
(نظر: ۱۰۳۶، ۱۲۱۲، ۳۶۱۰، ۳۶۳۵، ۳۶۳۶، ۲۰۳۲، ۶۵۰۶، ۶۹۳۵، ۷۰۶۱، ۷۱۱۵، ۷۱۲۱)

(۸۶) حدثنا موسى بن اسمعيل قال ثنا وهيب قال ثنا هشام عن فاطمة عن  
ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، انھوں نے فاطمہ سے  
اسماء قالت اتيت عائشة وهي تصلي فقلت ما شأن الناس؟  
انھوں نے اسماء سے انھوں نے کہا میں حضرت عائشہ کے پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھیں میں نے کہا: لوگوں کو کیا ہوا؟ (دہریشیان کیوں ہیں؟)



فاشارت الى السماء فاذا الناس قيام فقالت سبحان الله، قلت

انھوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا دیکھا تو لوگ کھڑے ہیں حضرت عائشہؓ نے کہا سبحان اللہ! میں نے کہا

اية فاشارت برأسها اى نعم فقلت حتى علانى الغشى

کیا کوئی عذاب ایسا ہے؟ انھوں نے سر ہلا کر کہا ہاں! تب میں بھی (ہاز میں) کھڑی ہو گئی یہاں تک کہ مجھ کو غش آنے لگا

فجعلت اصب على رأسى الماء فحمد الله النبى ﷺ واتنى عليه ثم قال مامن شىء

میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پس آنحضرت ﷺ نے اللہ کی تعریف کی اور خوبی بیان کی پھر فرمایا جو چیزیں ایسی تھیں

لم اكن اريته الارأيته فى مقامى هذا حتى الجنة والنار

جو مجھ کو دکھائی نہیں جاسکتی تھیں ان سب کو میں نے (آج) اس جگہ دیکھ لیا یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ بھی

فاوحى الى انكم تفتنون فى قبوركم مثل او قريب لادرى اى ذلك قالت اسماء

پھر مجھ پر وحی بھیجی گئی کہ تم لوگ اپنی قبروں میں اس طرح یا اس کے قریب آزمائے جاؤ گے (میں نہیں جانتی کہ اسماء نے کون سا کلمہ کہا)

من فتنة المسيح الدجال يقال ما علمك بهذا الرجل

مسح دجال کے فتنے سے (تم سے) کہا جائے گا اس شخص کے باب میں کیا اعتقاد رکھتے تھے؟ (یعنی آنحضرت سے باب میں)

فاما المؤمن او الموقن لادرى ايها قالت اسماء فيقول هو محمد هو رسول الله

ایمان دار یا یقین رکھنے والا مجھے معلوم نہیں کہ اسماء نے کون سا لفظ کہا کہے گا وہ محمد ﷺ ہیں، وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں

جائنا بالبينات والهدى فاجبناه واتبعناه هو محمد ثلثا

ہمارے پاس کھلی نشانیاں اور ہدایت لے کر آئے ہم نے ان کا کہنا مان لیا اور انکی راہ پر چلے وہ محمد ﷺ ہیں تین بار ایسا ہی کہے گا

فيقال نم صالحاً قد علمنا ان كنت لموقنا به واما المنافق او المرتاب

پھر اس سے کہا جائے گا تو مزے سے سو جا ہم تو (پیشی) جان چکے تھے کہ تو ان پر یقین رکھتا ہے اور منافق یا شک کرنے والا

لاادرى ائى ذلك قالت اسماء فيقول لادرى

مجھے نہیں معلوم اسماء نے کون سا لفظ کہا (ان دونوں میں سے) یوں کہے گا میں کچھ نہیں جانتا (میں نے تو دنیا میں کچھ غوری نہیں کیا)

سمعت الناس يقولون شيئا فقلته ۱

لوگوں کو جو کہتے سنا وہی میں بھی کہنے لگا۔

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

فاشارت الى السماء:..... سوال: اشارہ بالرأس حضرت عائشہؓ کا ہے توفیاً باشارۃ الرأس حضرت عائشہؓ

کے فعل سے ثابت ہوا جب کہ امام بخاریؒ موقوف سے استدلال نہیں کرتے البتہ ترجمۃ الباب میں ذکر کر دیتے ہیں؟

جواب:..... آپ ﷺ کا ارشاد ہے میں نماز میں جیسے آگے دیکھتا ہوں ایسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ اور حضور ﷺ

نماز کے اندر ہیں تو جب حضور ﷺ دیکھ رہے ہیں اور نکیر ثابت نہیں تو اشارہ بالرأس تقریر سے ثابت ہوا۔

حتى علانی الغشی:..... سوال: ہوتا ہے کہ غشی سے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے پھر وہ نماز میں کیوں کھڑی رہیں؟

جواب:..... غشی دو قسم پر ہے ۱۔ مقل ۲۔ غیر مقل مقل وہ ہے کہ جس میں ہوش بھی نہ ہو اور طویل بھی ہو اگر یہ

دونوں باتیں نہیں تو غیر مقل ہے اور اس سے نماز نہیں ٹوٹی۔

قرینہ:..... غشی غیر مقل ہونے پر قرینہ آگے آنے والے الفاظ ہیں جعلت اصب علی رأسی۔

سوال:..... یہ تو عمل کثیر ہے جو کہ ناقض صلوٰۃ ہے۔

جواب:..... پانی قریب ہوگا اور ایک دو چھینٹے ڈال لئے ہونگے۔

سوال:..... کون سی نماز تھی؟

جواب:..... کسوف کا واقعہ ہے۔ از واج مطہرات اپنے حجروں سے حضور ﷺ کی اقتداء کر رہی تھیں اور حضور ﷺ

مع الجماعت مسجد میں تھے۔

مامن شئ لم اکن اریته الارایتہ:.....

بریلویوں کا استدلال: نکرہ تحت النفی واقع ہے جو کہ عموم کے لیے ہوتا ہے نفی اور استثناء نے جو کہ

حصر کے لیے ہے (اور تاکید پیدا کر دی) یہاں سے آپ ﷺ کے لیے علم کلی ثابت ہو گیا۔

جواب اول:..... مامن شئ ای شئی مهم۔ اشیاء مهمہ جسکا نبی کے لیے جاننا ضروری تھا ان کو دیکھ لیا۔

قرینہ:..... حتی الجنة والنار کے الفاظ ہیں کہ اشیاء مهمہ مراد ہیں مطلق اشیاء مراد نہیں۔

جواب ثانی:..... اس کے بعد ہے فاوحی الی، اگر دیکھنے سے علم غیب کلی حاصل ہو گیا تھا تو وحی کی کیا ضرورت تھی؟

جواب ثالث:..... روایت سے مراد روایت اجمالی ہے جسے بجلی کی چمک ہے اس سے تفصیلی روایت لازم نہیں آتی۔

جوابِ رابع : ..... عقیدہ ثابت کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں ۱۔ قطعی الثبوت ہو ۲۔ قطعی الدلالة ہو۔

قطعی الثبوت : ..... سے مراد یہ ہے کہ تواتر کے درجے میں ہو۔

قطعی الدلالة : ..... سے مراد یہ ہے کہ اور احتمالات نہ ہوں تو کیا یہاں پر ایسے ہے؟ یہاں تو کتنے احتمالات اور ہیں جو بیان ہوئے۔

جوابِ خامس : ..... اگر اس روایت سے استدلال ہوتا، تو اہل سنت والجماعت محدثین اس کی توجیہات نہ کرتے بلکہ اس سے استدلال کرتے یعنی اس زمانے کے لوگوں کو تو یہ استدلال سمجھ میں آ گیا پہلوں کو سمجھ میں نہیں آیا۔  
جوابِ سادس : ..... علم غیب کی نفی جب قطعی دلائل سے ثابت ہے تو یہ ظنی دلیل معارض نہیں ہو سکتی لہذا اس سے استدلال نہیں ہو سکتا ماعلمک بهذا الرجل ای محمد ﷺ۔

سوال : ..... آپ ﷺ نے اس موقع پر یہ کیوں نہیں فرمایا ماعلمک فی؟

جواب : ..... آپ ﷺ حکایۃ عن سوال الملائکہ فرشتوں کا قول نقل فرما رہے ہیں پھر فرشتے سوال میں رسول اللہ بھی نہیں کہیں گے کیونکہ سوال بطریق تسمیہ ہوتا ہے۔

ماعلمک بهذا الرجل : .....

بریلویوں کا ایک اور استدلال : ..... اس سے بریلویوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال کیا ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ ہذا سے اشارہ محسوس مبصر کے لیے ہوتا ہے معلوم ہوا کہ جہاں بھی کوئی فن ہوتا ہے وہاں آپ ﷺ محسوس مبصر ہوتے ہیں لہذا آپ ﷺ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔

جملہ معترضہ : ..... یہاں سے رفع ذکر ثابت ہوا کہ فرشتے ہر جگہ ہر وقت سوال کرتے ہیں اور جواب دینے والا کہتا ہے محمد رسول اللہ رفع ذکر کی ایک اور دلیل بھی ہے۔ ایک ہندو نے سوال کیا کہ تمہارا قرآن کہتا ہے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ جبکہ مسلمان بہت کم ہیں لہذا قرآن کی آیت جھوٹی ہوئی (نعوذ باللہ) مسلمان نے جواب میں کہا آپ جغرافیہ سے واقف ہیں؟ ہندو نے کہا، ہاں۔ مسلمان نے کہا کہ کہیں صبح ہوگی کہیں شام، کہیں دن ہوگا تو کہیں رات اور ہر علاقے میں مسلمان ہیں تو ہر علاقے میں کہیں نہ کہیں اذان ہوتی رہتی ہے اور اذان میں آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ہے یہی تو رفع ذکر ہے تو رفع ذکر عالم شہود میں اور عالم برزخ میں بھی ثابت ہوا۔

## بریلویوں کے استدلال کے جوابات:.....

جواب اول:..... ہمیں تسلیم نہیں ہے کہ هذا اسم اشارہ محسوس مبصر ہی کے لیے ہے کیونکہ کبھی حاضر فی الذہن کے لیے بھی ہوتا ہے تنزیل المعقول بمنزلة المحسوس جیسے ہر کتاب کے شروع میں پڑھتے ہو اما بعد فهذا پھر حدیث ہر قل میں ہر قل نے ابوسفیان سے کہا انی سائل عن هذا ۱۔

جواب ثانی:..... هذا کا اشارہ محسوس مبصر کے لیے ہونے کو تسلیم کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ اس کے لیے وہی دو تو جہیں کی جائیں گی جو سلف صالحین کرتے ہیں (۱)..... ایک یہ کہ یہ عالم شہود ہے عالم برزخ میں جا کر پردے اٹھ جاتے ہیں یہ پردے عالم شہود میں ہوتے ہیں (۲)..... دوسری توجیہ یہ کرتے ہیں کہ جسم مثالی پیش کیا جاتا ہے، اس کو ٹیلی ویژن نے آسان کر دیا ورنہ تو ان سب کو جو ٹیلی ویژن میں آتے ہیں حاضر ناظر ماننا پڑے گا۔

جواب ثالث:..... پہلوں نے کیوں استدلال نہیں کیا؟

جواب رابع:..... عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے دلیل کا قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة ہونا ضروری ہے۔

نم صالحاً:..... عالم برزخ کی حالت کو نوم کے ساتھ تعبیر کرنے کی متعدد وجوہ ہیں۔

الوجه الاول:..... جس طرح سونے میں انتقال من حالة الى حالة ہوتا ہے ایسے ہی یہاں بھی انتقال من عالم شہود الى عالم برزخ ہے اس لئے نوم سے تعبیر کر دیا۔

الوجه الثانى:..... نوم، حیات اور ممات کے درمیان ایک حالت ہے اور برزخ بھی آخرت اور دنیا کے حالات کے بین بین ہوگی کچھ دنیا والی اور کچھ آخرت والی اس لیے نوم سے تعبیر کر دیا۔

الوجه الثالث:..... نوم آرام کی حالت ہوتی ہے اور یہ بھی ایک آرام کی حالت ہے اب جانے والے کو جو حالت پسند ہے وہی ہوگی چاہے نماز کی حالت ہو چاہے کوئی اور حالت ہو۔

۱ (بخاری ج ۴ ص ۴۲ مطبوعہ نور محمد آرام باغ کراچی) اس سے پہلے بھی ایکم اقرب نسباً بهذا الرجل الذى يزعم انه نبى ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاضر فی الذہن کے لیے بھی هذا اسم اشارہ استعمال ہوا ہے)

(٦٤)

## ﴿باب تحريض النبی ﷺ وفد عبدالقیس﴾

علی ان یحفظوا الایمان والعلم ویخبروا من وراءهم وقال مالک بن الحویرث

قال لنا النبی ﷺ ار جمعوا الی اهلکم فعلموهم ﴿

آنحضرت ﷺ کا عبدالقیس کے لوگوں کو اس باحث کی ترغیب دینا کہ ایمان اور علم کی باتیں یاد کر لیں اور جو لوگ ان کے پیچھے (اپنے ملک میں) ہیں ان کو خبر کر دیں اور مالک ابن حویرث نے کہا ہم سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ ان کو دین کی باتیں سکھاؤ

(٨٤) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال ثنا شعبة عن ابی جمرۃ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر (مومن ہنر) نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انھوں نے ابو جمرہ سے

قال كنت اترجم بين ابن عباس وبين الناس فقال ان وفد عبدالقیس

کہا میں عبداللہ بن عباس اور (مصر کے) لوگوں کے درمیان میں مترجم تھا عبداللہ بن عباس نے کہا عبدالقیس کے (پیچھے ہوئے) لوگ

اتوا النبی ﷺ فقال من الوفد؟ او من القوم؟ قالوا ربیعة

آنحضرت ﷺ کے پاس آئے آپ نے فرمایا یہ کس کے پیچھے ہوئے لوگ ہیں؟ یا کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا ہم ربیعہ والے ہیں

قال مرحبا بالقوم اوبالوفد غیر خزا یا ولاندامی قالوا انا نأتیک من شقة بعيدة

آپ نے فرمایا مرحبا ان لوگوں کو یا ان پیچھے ہوئے لوگوں کو نہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ ہوئے وہ کہنے لگے ہم آپ کے پاس دور کا سفر کر کے آئے ہیں

وبیننا وبينک هذا الحی من کفار مضر ولانستطیع ان نأتیک الا فی شهر حرام

اور ہمارے آپ کے بیچ میں مضر کے کافروں کا یہ قبیلہ (آڑ ہے) اور ہم سوا ادب کے مہینے کے اور دنوں میں آپ کے پاس نہیں آ سکتے

فمرنا بامر نخبر به من ورائنا ندخل به الجنة

اس لیے ہم کو ایک ایسی (مذہب) بات بتلا دیجئے جس کی خبر ہم اپنے پیچھے والوں کو کر دیں اور اس کی وجہ سے ہم بہشت میں جائیں

فامرهم باربع ونهاهم عن اربع امرهم بالایمان بالله وحده قال

آپ نے ان کو چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے منع کیا ان کو حکم کیا خدائے واحد (اکیلے خدا) پر ایمان لانے کا فرمایا

هل تدرون ما الايمان با الله وحده قالوا الله ورسوله اعلم قال
تم جانتے ہو خدائے واحد پر ایمان لانا کس کو کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا
شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوة وابتاء الزكوة
بیوں گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا
وصوم رمضان وتعطوا الخمس من المغنم ونهاهم عن الدباء والحنتم والمزفت قال شعبة
اور رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمت کے مال سے پانچواں حصہ ادا کرنا اور انکو منع کیا کہ دو کے توبے اور بزرگ کی برتن اور روغنی برتن سے، شعبہ نے کہا
وربما قال النقیر وربما قال المقیر قال احفظوه واخبروه من ورائکم
ابو جرہ نے بھی تو کہا اور کریدے ہوئے لکڑی کے برتن سے اور کبھی کہا مزفت کے بدلے مقیر، آپ نے فرمایا اسکو یاد کر لو اور اپنے پیچھے والوں کو اس کی خبر دو

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض:..... اس باب سے مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ (۱)..... مدرس کو چاہیے کہ طالب علموں کو تاکید کرے کہ پڑھا ہوا یاد کریں اور آگے پڑھائیں (۲)..... یا یہ کہ طالب علموں کو پڑھے ہوئے سے آگے پڑھنا چاہیے اور یاد بھی کرنا چاہیے (۳)..... یا یہ کہ تبلیغ قرآن کی طرح حدیث کی بھی تبلیغ کرنی چاہیے (۴)..... اس سے تبلیغ کی اہمیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

احفظوه واخبروه من ورائکم:..... اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

ربما قال النقیر وربما قال المقیر:.....

شبه اولی:..... بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تردد نقیر اور مقیر میں ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس وجہ سے کہ پیچھے المزفت کا ذکر بھی ہے اور المزفت اور المقیر ایک ہی چیز ہے اس سے تکرار لازم آئے گا۔

شبه ثانیہ:..... بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تردد مقیر اور مزفت میں ہے جبکہ شعبہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تردد نقیر اور مقیر میں ہے۔

دونوں شبہات کا جواب:..... دونوں شبہوں کا حل یہ ہے کہ شعبہ کو یہاں دو تردد لاحق ہیں (۱)..... ایک یہ کہ تین چیزوں کا ذکر کیا یا چار چیزوں کا؟ کہ کبھی تو صرف دبء، حنتم، اور مزفت کا ذکر کیا اور کبھی ساتھ نقیر کا بھی ذکر کر دیا یہ پہلے جملے کا مطلب ہوا وربما قال النقیر یہ اس تردد کو زائل کرنے کے لیے کہا ہے ۲۔ دوسرا تردد یہ ہے کہ کبھی

مزفت بولا جیسا کہ روایت الباب سے ہے اور کبھی اسکی جگہ المقیر ذکر کیا۔

(۶۸)

### ﴿باب الرحلة فی المسئلة النازلة﴾

کوئی مسئلہ جو پیش آیا ہو اس کے لیے سفر کرنا

(۸۸) حدثنا محمد بن مقاتل ابو الحسن قال انا عبد الله قال انا عمر بن سعيد بن
هم سے محمد بن مقاتل ابو حسن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عمر بن سعید بن
ابی حسین قال حدثنی عبد الله بن ابی ملیكة عن عقبه بن الحارث انه
ابو حسین نے خبر دی کہا مجھ سے عبد اللہ بن ابو ملیکہ نے بیان کیا، انھوں نے عقبہ بن حارث سے سنا، انھوں نے
تزوج ابنة لابی اهاب بن عزیز فاتته امرأة فقالت انی قد ارضعت عقبه والتي تزوج بها
ابو اہاب بن عزیز کی بیٹی (بیوی) سے نکاح کیا پھر ایک عورت آئی (۱۳۴۳ مطہیں) کہنے لگی کہ میں نے تو عقبہ اور اسکی لہن (بیوی) کو دودھ پلایا ہے
فقال لها عقبه ما اعلم انک قد ارضعتنی ولا اخبرتنی فرکب
عقبہ نے کہا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہو تو نے مجھ سے کبھی بیان کیا پھر عقبہ سفر کر کے (اپنے مکان سے)
الی رسول الله ﷺ بالمدينة فسأله فقال رسول الله ﷺ کیف
آنحضرت ﷺ کی طرف مدینہ کو چلے اور آپ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا (تو اس عورت سے) کیونکر (محبت کرے)
وقد قيل وفارقها عقبه ونكحت زوجها غيره.
جب ایسی بات کہی گئی (کہ وہ تیری بہن ہے) آخر عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اس نے دوسرے سے نکاح کر لیا

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال : ..... بخاری شریف ص ۷۷ پر باب گزرا ہے باب الخروج فی طلب العلم تو اس باب سے تکرار لازم آیا۔  
جواب : ..... ایک ہے عام علم حاصل کرنے کے لیے عام خروج پہلے باب کے اندر اس کا بیان ہے اس باب کے

اندر کوئی خاص مسئلہ درپیش ہونے کی صورت میں خاص خروج کا بیان ہے لہذا تکرار لازم نہ آیا۔ اس سے ضرورت علم حدیث بھی بیان ہوگئی اور عظمت علم بھی ثابت ہوگئی ہمارے اکابر میں مفتی اصغر حسین صاحب کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ رات کو لیٹے تو یہ آیت ذہن میں آئی ﴿وَإِنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ اور یہ کہ ہم تو ایصال ثواب کے قائل ہیں حالانکہ یہ اس آیت کے خلاف ہے تو ڈر گئے کہ اگر اسی رات ہی موت آگئی تو ایک مسئلہ میں شک کرنے والا ہو کر مر جاؤں گا چنانچہ سولہ میل پر گنگوہ پینچے حضرت گنگوہیؒ بھی تہجد کے لیے وضوء فرما رہے تھے پوچھا تو فرمایا کہ یہاں سعی سے مراد سعی ایمانی ہے۔

کیف وقد قیل: ..... ای کیف تنز وجھا وقلیل انھا اختک: آپ ﷺ نے ایک عورت کی رضاعت کی خبر پر جدائی کرادی۔ آئمہ کا اختلاف ہوا ہے امام احمدؒ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے امام مالکؒ کے نزدیک دو عورتوں کی گواہی سے امام شافعیؒ کے نزدیک چار عورتوں کی گواہی سے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک مرد و دو عورتوں کی گواہی سے۔ الحاصل عندا لجمہور نصاب شہادت جو جس کے نزدیک ہو قضاء ضروری ہے۔

امام احمد بن حنبل کا مستدل: ..... یہ حدیث امام احمد بن حنبلؒ کا مستدل ہے۔

جواب: ..... یہ ہے کہ یہ حدیث دیانت پر محمول ہے قضاء پر محمول نہیں ہے نصاب قضاء کے لیے ضروری ہے ۲  
الفرق بین الدیانة والقضاء: ..... عام طور پر دیانت کی تعریف کر لی جاتی ہے فیما بینہ و بین اللہ اور فیما بینہ و بین الناس قضاء ہے یعنی اگر معاملے کی شہرت نہ ہوئی ہو تو دیانت ہے ورنہ قضاء ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ مرافعت الی القاضی سے پہلے دیانت اور اس کے بعد قضاء ہوگی۔ اگر ساری دنیا میں مشہور ہو گیا لیکن قاضی کے پاس معاملہ نہیں پہنچا تو دیانت ہے۔

الفرق بین القضاء والفتوی: .....

الفرق الاول: ..... قاضی وہ ہوتا ہے جس کو امیر نے فصل خصومات کے لیے مقرر کر رکھا ہو اگر امیر مقرر نہ کرے تو وہ مفتی ہوتا ہے۔

الفرق الثانی: ..... قاضی مقدمہ دائر کرنے پر فیصلہ کرتا ہے اور مفتی بغیر کہے کے بھی فتویٰ دے سکتا ہے۔

الفرق الثالث: ..... مفتی کا فتویٰ تقدیرات (بر تقدیر صحت واقعہ) کی بناء پر ہوتا ہے اور قاضی کا فیصلہ تحقیق واقعہ پر محمول ہوتا ہے۔



الفرق الرابع: ..... قضاء کے لئے گواہ کا حاضر ہونا ضروری ہوتا ہے اور فتویٰ کے لئے گواہ ضروری نہیں۔

الفرق الخامس: ..... قاضی کبھی مفتی بھی ہو سکتا ہے لیکن مفتی کبھی قاضی نہیں ہو سکتا۔

الفرق السادس: ..... مسند قضاء پر جو فیصلہ ہو گا وہ قضاء۔ اور اس سے باہر وہ فتویٰ۔ تو حضور ﷺ کو چونکہ دونوں حیثیتیں حاصل تھیں اس لیے آپ ﷺ کبھی دیانتاً فیصلہ فرمادیتے تھے اور کبھی قضاء اور یہاں پر جو آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا یہ دیانتاً ہے۔

قرینہ: ..... اس پر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک عورت کی گواہی بھی طلب نہیں فرمائی لہذا یہ قضاء نہیں دیانت ہے۔

(۶۹)

باب التناؤب فی العلم  
علم حاصل کرنے کے لیے باری باری آنا

(۸۹) حدثنا ابو الیمان قال انا شعيب عن الزهري ح قال

ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انھوں نے زہری سے، دوسری سند: امام بخاری نے کہا،

وقال ابن وهب انا يونس عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله بن ابي ثور

ابن وهب نے کہا، ہم کو یونس نے خبر دی، انھوں نے ابن شہاب سے، انھوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی ثور سے

عن عبد الله بن عباس عن عمر قال كنت انا و جارية من الانصار في بني امية

انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے انھوں نے حضرت عمر سے، انھوں نے کہا، میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی دونوں بنی امیہ

بن زيد وهي من عوالي المدينة وكنا نتناؤب النزول

بن زید (کے گاؤں) میں جو مدینہ کی (پرب کی طرف) بلند جگہ میں سے رہا کرتے تھے اور ہم اور وہ دونوں باری باری اتر اترتے

على رسول الله ﷺ يوما وانزل يوما. فاذا نزلت جثته بخبر ذلك اليوم

آنحضرت ﷺ کے پاس (مدینہ میں)، ایک روز وہ اترتا اور ایک روز میں اترتا جس دن میں اترتا تو اس دن کی ساری خبریں

من الوحى وغيره واذا نزل فعل مثل ذلك فنزل صاحبى الانصارى يوم نوبته

وحى وغيره جو آپ پر اترتی اس کو بتلادیتا اور جس دن وہ اترتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا ایک دن ایسا ہوا کہ میرا سہمی انصارى اپنی باری کے دن اترتا تھا

فضرب بابى ضربا شديدا فقال ا ثم هو؟ ففزعت فخرجت اليه فقال قد حدث امر عظيم

اس نے (دہس کر) میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا کیا یہاں وہ (عمر) ہیں؟ میں گھبرا کر باہر نکل آیا سو وہ کہنے لگا کہ (ج) بڑا سانحہ ہوا

فدخلت على حفصة فاذا هى تبكى فقلت

(آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی) یہ سن کر میں (اپنی بیٹی) حفصہ کے پاس گیا اور وہ رو رہی تھی میں نے کہا

اطلقك رسول الله ﷺ قالت لا ادرى ثم دخلت على النبی ﷺ

کیا آنحضرت ﷺ نے تم لوگوں کو طلاق دے دی؟ اس نے کہا میں نہیں جانتی، پھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا

فقلت وانا قائم اطلقت نساءك؟ قال لا فقلت الله اكبر

میں نے کھڑے ہی کھڑے (پہلے ہی عرض کیا کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی؟ آپ نے فرمایا نہیں تو میں نے کہا اللہ اکبر

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاری فرماتے ہیں کہ اگر فرصت نہ ہو یا کوئی عذر مانع ہو تو تحصیل علم میں باری بھی لگالینی چاہیے باری باری حاصل کریں پھر ایک دوسرے سے تکرار کریں۔

عوالی المدینة: ..... مدینہ سے مشرق کی طرف عوالی اور مغرب کی طرف کو سوافل کہتے ہیں اب تو سب اطراف مدینہ ہی ہو گئیں اور پہلے کا سارا مدینہ اب مسجد نبوی میں داخل ہو گیا ہے۔

قد حدث امر عظیم: ..... یہاں پر اختصار ہے بعض روایات میں ہے کہ غسان کا بادشاہ حملہ کی تیاریوں میں تھا ہر

وقت خطرہ رہتا تھا تو حضرت عمرؓ نے پوچھا آجاء الغسانی کیا غسانی آگئے؟ چونکہ اس وقت یہ شہرت ہو رہی تھی کہ

غسانی مدینہ پر چڑھائی کرنے والے ہیں اس لئے حضرت عمرؓ کا ذہن فوراً دہر گیا انصارىؓ نے جواب دیا کہ اس سے بھی

بڑا واقعہ پیش آیا ہے دوسری روایتوں میں ہے کہ آپؐ کو بتلایا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے

حضرت عمرؓ نے آ کر حضرت حفصہؓ سے پوچھا وہ رو رہی تھیں کہ کیا آپ ﷺ نے طلاق دیدی ہے؟ حضرت حفصہ

نے کہا کہ طلاق کا تو پتہ نہیں ہے البتہ ناراض ہو گئے ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم کو منع نہیں کیا کرتا تھا کہ آپ ﷺ کو تک نہ کیا کرو آخر تم کس بات پر جھگڑتی ہو؟ کیا نفقہ پر؟ آئندہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کہنا۔ آنحضرت ﷺ سے نہ کہنا پھر حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ بالاخانہ میں تھے (آپ ﷺ نے بالاخانہ میں دوبار سکونت اختیار کی ایک مرتبہ جبکہ آپ کے ٹخنے میں چوٹ آئی تھی اور دوسری مرتبہ جب آپ ﷺ نے ناراض ہو کر ایلاء لغوی کیا اور وہ یہ ہے کہ مدت ایلاء سے کم کی قسم کھائی ہو اور یہ اسی ایلاء کا واقعہ ہے) حضرت عمرؓ نے تین مرتبہ اجازت مانگی تو اجازت ملی اندر جا کر دیکھا تو جسم پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے اور ایک دو مشکیزے پانی کے لٹکے ہوئے تھے جاتے ہی پوچھا کہ ”اطلقت نساء“ کیا آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے؟ فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر اللہ اکبر کہا یکہ کیا تو تعجباً تھا یا سرور! تعجباً اس لئے کہ انصاری بھائی نے تو اس ناراضگی کی وجہ سے طلاق سمجھ لی تھی اس پر تعجب ہو یا سرور! ہو تو اس لیے کہ حصہ بیٹی تھی انکو طلاق پر پریشانی تھی جب معلوم ہوا کہ طلاق نہیں دی تو خوشی ہوئی تو معلوم ہوا کہ خوشی کے وقت نعرہ بکیر کا نفس جواز ہے البتہ غلو نہ کرنا چاہیے۔

(۷۰)

### ﴿باب الغضب في الموعدة والتعليم اذارأى مايكره﴾

وعظ کہنے یا پڑھانے میں کوئی بری بات دیکھے تو غصہ کرنا

(۹۰) حدثنا محمد بن كثير قال اخبرني سفيان عن ابن ابي خالد عن قيس

هم سے محمد بن كثيرؒ نے بیان کیا، کہا خبر دی مجھ سے سفيان (ثوریؒ) نے، انھوں نے (اسامیل) ابو خالدؒ کے بیٹے سے، انھوں نے قیس

بن ابي حازم عن ابي مسعود الانصاري قال قال رجل يا رسول الله

بن ابو حازمؒ سے، انھوں نے ابو مسعود انصاریؒ سے، انھوں نے کہا ایک شخص (حرم بن کعب) نے عرض کیا یا رسول اللہ

لا اکاد ادرک الصلوة مما يطول بنا فلان

مجھے (جماعت سے) نماز پڑھنا مشکل ہو گیا ہے فلاں صاحب (معاذ بن جبل) نماز (بہت) لمبی پڑھتے ہیں

فما رأيت النبي ﷺ في موعظة اشد غضبا من يومئذ فقال ايها الناس انكم ابو مسعودؓ نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ کو کبھی وعظ میں اس دن سے زیادہ غصہ میں نہیں دیکھا آپ نے فرمایا اے لوگو! بے شک تم منفرون فمن صلى بالناس فليخفف فان فيهم المريض والضعيف وذو الحاجة ۱ نفرت دلانے لگے (دیکھو) جو کوئی نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں کوئی بیمار ہوتا ہے اور کوئی ناتواں اور کوئی کام والا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۹۱) حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا ابو عامر العقدي قال ثنا سليمان بن بلال المديني ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمدؓ نے، کہا ہم سے بیان کیا ابو عامر عقدیؓ نے، کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن بلال مدینیؓ نے عن ربيعة بن ابی عبدالرحمن عن يزيد مولى المنبث عن زيد بن خالد الجهني انھوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمنؓ سے، انھوں نے یزیدؓ سے جو منبث کے غلام تھے، انھوں نے زید بن خالد جہنیؓ سے ان النبي ﷺ سأل رجل عن اللقطة فقال اعرف وكاء ها او قال وعاء ها وعفاصها کہ آنحضرت ﷺ سے ایک شخص (میرا بلال بیہد) نے بڑی ہوئی چیز کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کاس کے بندھن یا ظرف اس کی تھیلی پہچان رکھ ثم عرفها سنة ثم استمتع بها فان جاء ربها فادها اليه پھر ایک برس تک لوگوں سے پوچھا تا رہ پھر اپنے کام میں لا پھر اگر (ایک سال سے بدھی) اس کا مالک آجائے تو اس کو ادا کر قال فضالة الابل فغضب حتى احمرت وجنتاه او قال احمر وجهه فقال اس نے کہا گمشدہ اونٹ اگر ملے؟ یہ نکر آپؐ کا تنگ ہے کہ آپؐ کے دھنوں گل سرخ ہو گئے یا آپؐ کا منہ سرخ ہو گیا آپؐ نے فرمایا مالک ولها معها سقاؤها وحذاؤها ترد الماء وترعى الشجر تجھے اونٹ سے کیا واسطہ وہ تو اپنی مشک اور اپنا موزہ ساتھ رکھتا ہے وہ خود پانی پر جا کر پانی پی لیتا ہے اور درخت کے پتے چر لیتا ہے فذرها حتى يلقاها ربها قال فضالة الغنم؟ قال لك اولا خيك اول للذئب ۱ اس کو محمد بنہ سے جب تک اس کا مالک آئے اس نے کہا گمشدہ بکری؟ آپؐ نے فرمایا تو تیرا حصہ یہاں تیرے بھائی (اس کا مالک) کا حصہ یہاں بھیڑیے کا



(۹۲) حدثنا محمد بن العلاء قال ثنا ابو اسامة عن بريد عن ابي بردة عن

ہم سے محمد ابن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، انھوں نے بريد سے، انھوں نے ابو بردہ سے، انھوں

ابی موسیٰ قال سئل النبی ﷺ عن اشیاء کرہا فلما اکثر علیہ

نے ابو موسیٰ اشعری سے کہا کہ لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے ایسی باتیں پوچھیں کہ آپ کو برا معلوم ہو واجب بہت زیادہ سولات کئے

غضب ثم قال للناس سلونی عما شئتم فقال رجل من ابي؟

تو آپ کو غصہ آ گیا آپ نے فرمایا: (اچھا میں ہی اب جو چاہو پوچھتے جاؤ! ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ) نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟

قال ابوک حذافہ فقام اخر فقال من ابي یارسول اللہ؟ قال

فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر دوسرا کھڑا ہوا (سعد بن سالم) کہنے لگا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا

ابوک سالم مولیٰ شیبۃ فلما رأى عمر ما فی وجهہ قال یارسول اللہ

: تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا غلام جب حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے غصہ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم یا رسول اللہ،

انا نتوب الی اللہ عزوجل . ۲

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة: ..... فی قوله ((فی موعظة اشد غضبا من يومئذ))

ترجمة الباب کی غرض: ..... غرض باب میں کئی تقریریں کی گئی ہیں۔

تقریر اول: ..... عند البعض قضاء اور تعلیم کا فرق بیان کرنا مقصود ہے آپ ﷺ سے حدیث مروی ہے ((لایقضی

القاضی وهو غضبان)) ۱ یہاں تک لکھا ہے کہ جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے اگر وہ ثابت کر دے کہ حالت غضب میں

ہوا ہے تو فیصلہ واپس ہو سکتا ہے تو امام بخاریؒ فرق بیان کرنا چاہتے ہیں کہ تعلیم البتہ حالت غضب میں بھی ہو سکتی ہے۔

تقریر ثانی: ..... یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ واعظ یا معلم اگر کوئی ناپسندیدہ حرکت دیکھے تو اس پر غصہ کا اظہار کر سکتا ہے اور ڈانٹ سکتا ہے۔

تقریر ثالث: ..... مقصود ہے کہ پڑھنے والوں کو یا وعظ سننے والوں کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے واعظ اور معلم کو غضب ہو۔

تقریر رابع: ..... امام بخاریؒ ایک اصول میں تخصیص کرنا چاہتے ہیں اصول یہ ہے کہ تعلیم وقار، اطمینان اور بشارت کے ساتھ ہونی چاہیے۔ نہ کہ غصہ کی حالت میں۔ امام بخاریؒ اس باب کو قائم کر کے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ضرورت پیش آئے تو حالت غضب میں بھی وعظ اور تعلیم کر سکتے ہیں۔

اشد غضباً: ..... اشکال: ناراضگی اس بات پر ہوئی کہ ایک شخص نے آ کر شکایت کی کہ میں جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ امام لمبی نماز پڑھاتا ہے بظاہر علت و معلول میں ربط معلوم نہیں ہوتا کیونکہ لمبی نماز ہو تو ڈھیلا آدمی بھی شریک ہو سکتا ہے؟

جواب: ..... لا اکاد ادرک الصلوۃ کا مطلب یہ ہے کہ میں اتنی لمبی نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا تحمل نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں۔ کیونکہ میں کام کاج کرنے والا ہوں، کام کرتے کرتے تھک جاتا ہوں اور اتنی طویل قرأت برداشت نہیں ہوتی۔

یطول بنا فلان: ..... ۱۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت معاذؓ تھے ۲۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ تھے روایات میں دونوں کا ذکر ہے لیکن یہاں کون مراد ہیں اس کے لیے علماء نے ایک ضابطہ لکھا ہے اگر مغرب کی نماز ہو تو حضرت معاذ متعین ہیں اور اگر فجر کی نماز ہو تو حضرت ابی بن کعب متعین ہیں اگر نماز متعین نہیں تو پھر کہہ دیجئے کہ یہ بھی متعین نہیں کہ حضرت معاذؓ تھے یا حضرت ابی بن کعبؓ۔

فلیخفف: ..... غیر مقلد کے نماز میں ہلنے کا واقعہ: ..... مظاہر حق شرح مشکوٰۃ کے پرانے چھاپے میں یائے معروف کو یائے مجهول کی صورت میں لکھا ہوا تھا ”ہلکی“ پڑھے کو یوں لکھا ہوا تھا ”ہلکے“ پڑھے تو ایک غیر مقلد نے دیکھی اور وہ ”ہلکی“ کا معنی سمجھا کہ ”حرکت کر کے“ پڑھے، تو وہ جب بھی نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو خوب ہل ہل کر نماز پڑھتا لوگوں نے پوچھا کہ نماز میں اتنے کیوں ہلتے اور حرکت کرتے ہو اس نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے۔ پوچھا کس حدیث میں آیا ہے؟ تو مظاہر حق اٹھالایا۔

دوسرا واقعہ:..... ایک غیر مقلد لا صلوة الا بحضور القلب کے معنی ”کلب“ کر کے جب بھی نماز کے لیے کھڑا ہوتا کتا پاس باندھ لیتا کہ حدیث میں آیا ہے کہ کتے کی موجودگی کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو کسی نے کہا، کہاں لکھا ہے؟ اس نے یہی حدیث سنائی اور ”قلب“ کو ”کلب“ پڑھا اور ترجمہ ”کتا“ سمجھ لیا۔

حدثنا عبد الله بن محمد:..... عن اللفظ: گری ہوئی چیز کو جب کوئی اٹھالے تو اسے لفظ کہتے ہیں اور اٹھانے سے پہلے سطر کہتے ہیں اب جب اٹھالیا تو لفظ والے احکام لاگو ہو گئے اگر دوبارہ وہیں پھینک دیا تو آپ لفظ کے احکام سے منحرف ہو گئے۔

مسائل لفظہ:..... لفظ کے متعلق دو مسئلے ہیں ۱۔ تعریف ۲۔ استمتاع

مسئلہ تعریف:..... یعنی لفظ کی تعریف کرنے اور مشہوری کرنے کا حکم ہے ۱۔ اگر قیمتی چیز ہو تو سال بھر مشہوری کرنے کا حکم ہے مسجدوں میں اور چوکوں میں اعلان کرو آجکل کے لحاظ سے اخبار میں دو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی تاجر کا ہوا اور وہ عام طور پر سال میں ایک مرتبہ ایک علاقے کا چکر لگاتے ہیں ۲۔ اگر کوئی معمولی چیز ہو کھجور وغیرہ جس کو گم پانے والا اس کی تلاش نہیں کرتا تو اس کو استعمال کر لینا چاہیے تعریف ضروری نہیں ۳۔ اگر متوسط ہے تو لاقط کا اجتہاد ہے ہفتہ ہو، مہینہ ہو، قیمتی چیز کے لیے آخری مدت سال ہے ۴۔ ایک چیز قیمتی ہے مگر ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو تو اس وقت تک اعلان کریں جب تک ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو اگر ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو تقسیم کر دیں۔

واقعہ:..... امام اعظمؒ کا قصہ مشہور ہے فرماتے ہیں کہ مجھے کسی نے کبھی دھوکہ نہیں دیا مگر ایک بڑھیا نے۔ ایک مرتبہ میں جا رہا تھا کہ راستے پر چادر پڑی ہوئی تھی اور بڑھیا اشارہ کر رہی تھی میں سمجھا کہ کہہ رہی ہے اٹھا کر دیدو میں نے اٹھایا تو اس نے فوراً کہا لفظ ہے، میں پھنس گیا۔

مسئلہ استمتاع:..... امام شافعیؒ کے نزدیک استمتاع جائز ہے لاقط (اٹھانے والا) فقیر ہو یا غنی۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں فقیر ہو تو خود استعمال کرے غنی ہو تو کسی فقیر کو دیدے لیکن لفظ دونوں صورتوں میں مضمون ہو گا یعنی مالک کے ملنے پر اگر وہ مطالبہ کرتا ہے تو ضمان ادا کرنا ہو گا۔ البتہ اگر مالک نہ لینے پر راضی ہو جائے تو فقیر پر تادان نہیں ہے اور اگر غنی نے تقسیم کر دیا ہو تو اتنا صدقہ کرنے کا دونوں کو ثواب ملے گا اگر راضی نہ ہو تو صرف لاقط کو ثواب ملے گا۔

و کاء:..... و کاء اس دھاگے یاری کو کہتے ہیں جس سے کسی برتن کا منہ باندھا جاتا ہے۔

و کاء:..... فی عمدة القاری: و کاء بکسر الواو وبالمد هو الذی تشد به رأس البصرة والکیس ونحوهما ويقال هو الخیط الذی يشد به الوعاء .

وعاء:..... بکسر الواو وهو الطرف ويجوز ضمها

عفاصها:..... اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ (۱) اگر ٹھیلی کپڑے کی ہے تو عفاص کہیں گے اور اگر دھات کی ہے تو وعاء کہیں گے۔ (۲) قال البعض عفاء سے مراد وہ کپڑا ہے جو منہ کے اوپر دے کر اوپر سے دھاگا باندھا جاتا ہے۔

سقاء هاو حذاؤها:..... اپنی مشک اور موزہ ساتھ رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا منشاء یہ تھا کہ اونٹ کے لئے کسی چیز کا خوف نہیں کھانے پینے میں وہ اس کا محتاج نہیں کہ کوئی پہنچائے تو کھاپی سکے ورنہ نہیں بلکہ وہ خود ہی کھاپی سکتا ہے۔ حذاء یعنی اس کے جوتے اس کے ساتھ ہیں یعنی اسے جوتوں کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے پاؤں ہی اسکے جوتے ہیں۔

فائدہ:..... لیکن یہ تغیر احوال کے مسائل میں سے ہے کہ یہ اونٹ لفظ نہیں ہے کیونکہ آجکل تو کئی اونٹ ہزار توں رات ہضم ہو جاتے ہیں وہ زمانہ امانت کا تھا۔

للذئب:..... اشارہ فرمایا کہ ضیاع کا احتمال ہے اس لئے حفاظت کرنی چاہیے۔

فلما اکثر عليه غضب:..... یہ سوالات علم دین کے متعلق نہیں تھے مسائل نہیں تھے اصل میں لوگوں نے کشف کوئی کے متعلق غیر متعلقہ سوالات کرنا شروع کر دیے، ایک پوچھتا ہے میرا باپ کون ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ غیر متعلقہ سوالات پر استاذ کو ناراض ہونے کا حق حاصل ہے۔ کشف کوئی انبیاء کو بھی ہوتا ہے اور اولیاء کو بھی، مگر ایمان نہیں ہوتا اس لئے علم غیب ثابت نہیں ہو سکتا جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کا قصہ ہے کسی نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب قریب ہی کنوئیں میں ڈالے گئے تھے تو دیکھا نہیں اور کنعان سے قمیض کی خوشبو سونگھ لی تو فرمایا ہماری مثال تو ایسے ہے کہ بجلی چمکی اُجالا ہوا پھر ختم ہو گئی۔

گہے	بر	طارم	اعلیٰ	نشینم	☆	گہے	بر	پشت	پائے	خود	نشینم
-----	----	------	-------	-------	---	-----	----	-----	------	-----	-------

کشف کوئی کمالات میں سے نہیں ہے البتہ کشف علمی کمالات میں سے ہے ہم سب علمی کمالات سے عاری ہیں دریں خانہ ہند آفتاب اند حقیقی علم سے سب عاری ہیں مثلاً الغیبة اشد من الزنا تو کیا تم اس سے ایسی نفرت کرتے ہو جیسی زنا سے کرتے ہو پھر زنا پر حد ہے اور غیبت پر کچھ نہیں تو اشد کیسے ہوا؟ حاجی امداد اللہ صاحب جن کو اللہ نے حقیقی علم دیا تھا فرمایا زنا باہی گناہ ہے اور غیبت جاہی گناہ ہے، باہی گناہ تو بیماری میں ختم ہو جائیگا اس لیے کہ خواہش نہیں رہتی جبکہ جاہی گناہ جیسے غیبت تو قبر میں ٹانگیں ہوں پھر بھی نہیں جاتا۔

۱ سقاؤھا: یکسر السین هو اللبن والماء والجمع القلیل المسقیة والکثیر اساقی کما ان الرطب اللبن خاصة والنحی والقربة للماء حذاء ها: یکسر الحاء المهملة وبالمعدو طیء علیه البعیر من خفه والفرس من حافره والحذاء النعل ایضا ۲ فضالة الابل کی تفریح میں درس بخاری میں لکھا ہے گندہ اونٹ اگر طے بہ بن کر آپ ﷺ اتنے غصے ہوئے کہ آپ ﷺ کے دونوں گال (دخار) سرخ ہو گئے یعنی اگر اونٹ جنگل میں پھرتا ہو اور کوئی پکڑ کر لائے تو؟ اس پر آپ ﷺ کو غصہ آ گیا کیونکہ بے بھی کا سوال تھا یہ اس وقت اور اس زمانے کی بات تھی ورنہ آجکل فقہاء کہتے ہیں کہ اس کو بھی پکڑ کر لائے کیونکہ ضیاع کا احتمال قوی ہے۔ ۳ گلستان سعدی ص



حب جاہ کی طلب: ..... جاہ کے پیش نظر فارغ رہنے کو ترجیح دی جاتی ہے حالانکہ حدیث شریف میں آتا ہے ((کان رسول اللہ ﷺ فی محنة نفسہ)) کیا آپ اپنے کام خود کیا کرتے ہیں؟ آجکل کے مولوی صاحب اپنا کام خود کرنے میں حقارت سمجھتے ہیں اپنا سودا خود اٹھانے میں عار محسوس کرتے ہیں ہمارے بڑے خدمت خلق کرتے تھے اپنا کام کرنے سے بھی جی کترانا عار محسوس کرنا یہ سرمایہ دارانہ ذہن ہے درویشانہ ذہن نہیں ہے سرمایہ دارانہ ذہن یہ ہے کہ کسی سے اپنا کام کروا رہا ہے دوسرے کا کوئی خیال نہیں کہ وہ کس حال میں ہے اس کا جی چاہ بھی رہا ہے یا نہیں وہ اندر اندر کڑھ رہا ہے مگر یہ کام لئے جا رہا ہے مفتی اصغر حسین صاحب سارے بستی والے ضرورت مندوں کا سودا سلف شہر سے اٹھا کر لایا کرتے تھے کمر بوجھ اٹھانے کی وجہ سے ٹیڑھی ہو چکی ہوتی۔

(۷۱)

### ﴿باب من برک علی رکبتيہ عند الامام والمحدث﴾

امام یا محدث کے سامنے دوزانو (ادب سے) بیٹھنا

(۹۳) حدثنا ابو اليمان قال ان اشعيب عن الزهري قال اخبرني انس بن مالك  
هم من ابو يمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعب نے خبر دی، انھوں نے زہری سے، کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی  
ان رسول اللہ ﷺ خرج فقام عبدالله بن حذافة فقال من ابى؟ قال  
کہ آنحضرت ﷺ باہر برآمد ہوئے تو عبد اللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا  
ابوك حذافة ثم اكرثان يقول سلوني فبرك عمر علي ركبتيه فقال  
تیرا باپ حذافہ ہے پھر بار بار فرمانے لگے پوچھو! آخر حضرت عمرؓ نے میری رکتیوں پر بیٹھ کر کہا  
رضينا بالله ربا وبالا سلام دينا و بمحمد ﷺ نبيا ثلثا فسكت  
ہم اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے سے خوش ہیں تین باریہ کہا اس وقت آپ چپ ہو رہے

### ﴿تحقيق وتشرح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس سے مقصود امام بخاری کا یہ ہے کہ طالب علموں کو استاد کے سامنے دوزانوں

ہو کر بیٹھنا چاہیے چارزانوں ہو کر بیٹھنا ادب کے خلاف ہے۔

سوال :..... روایت الباب سے تو بروک رکبتین عند الامام ثابت ہوا عند المحدث تو نہ ہوا؟

جواب اول :..... جب عند الامام ثابت ہو گیا تو قیاساً عند المحدث بھی ثابت ہو گیا۔

جواب ثانی :..... اسی حدیث سے دونوں اصلاً ثابت ہیں کیونکہ حضور ﷺ کی شان امام کی بھی ہے اور محدث کی بھی۔

(۷۲)

﴿باب من اعاد الحديث ثلثا ليفهم فقال النبي ﷺ ألا قول الزور فما زال يكررها وقال ابن عمر قال النبي ﷺ هل بلغت ثلثا﴾  
ایک بات خوب سمجھانے کے لیے تین تین بار کہنا آنحضرت ﷺ نے فرمایا سن لو، اور جھوٹ بولنا اور کئی بار اس کو فرماتے رہے اور ابن عمر نے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے تین بار فرمایا کیا میں نے تم کو (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا؟

(۹۴) حدثنا عبدة قال ثنا عبد الصمد قال ثنا عبد الله بن المثنى قال ثنا ثمامة

ہم سے عبدة نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ثمامہ

ابن عبد الله بن انس عن انس عن النبي ﷺ انه كان اذا تكلم بكلمة

ابن عبد اللہ بن انس نے بیان کیا، انھوں نے انس سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ جب کوئی بات فرماتے

اعادها ثلثا حتى تفهم عنه واذا اتى على قوم فسلم عليهم سلم عليهم ثلثا

تو تین بار فرماتے تاکہ لوگ ان کو خوب سمجھ لیں اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے ان کو سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے



(۹۵) حدثنا مسدد قال ثنا ابو عوانة عن ابى بشر عن يوسف بن ماهك عن

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، انھوں نے ابو بشر سے، انھوں نے یوسف بن ماہک

عبد الله بن عمرو قال تخلف رسول الله ﷺ في سفر سافرا

سے، انھوں نے عبد اللہ ابن عمرو سے کہ ایک سفر میں جو ہم نے کیا آنحضرت ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے تھے

فادرکنا	وقد	ارھقنا	الصلوة	صلوة	العصر	ونحن	نتوضاً
پھر آپ ﷺ ہم سے اس وقت ملے جب عصر کی نماز کا وقت آن پہنچا تھا یا تنگ ہو گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے							
فجعلنا	نمسح	علی	ارجلنا	فنادی	باعلی	صوته	ویل
اپنے پاؤں پر (بلکہ ہر کر) گویا مسح کر رہے تھے آپ ﷺ نے بلند آواز سے پکارا دوزخ سے ایڑیوں کی خرابی ہونے والی							
ہے	دو بار	یا	تین	بار	یوں	بھی	فرمایا۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض اول: ..... امام بخاریؒ کا مقصود اس باب سے یہ بیان کرنا ہے کہ وہ مسئلہ جس کے سمجھنے کے لیے تکرار کی ضرورت ہو تکرار کر لینا چاہیے۔

غرض ثانی: ..... دوسرا یہ کہ ایک حدیث کی توجیہ مقصود ہے حدیث میں ہے ((اذا تکلم بكلمة اعادها ثلاثاً)) امام بخاریؒ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ضرورت پر محمول ہے ورنہ تو تکلم ہی ضروری نہیں اشارے سے بھی تعلیم ہو سکتی ہے امام بخاریؒ نے ترجمہ کے اندر لیفہم کی قید لگا کر اس کو سمجھا دیا۔ تکرار کبھی تو مشکل امر سمجھانے کے لیے ہوتا ہے اور کبھی نہ سنا ہو تو سنانے کے لیے ہوتا ہے جیسے ویل للاعقاب من النار تین مرتبہ آواز لگوائی اور کبھی بات کی اہمیت کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے الاوقول الزور کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے اتنی بار دہرایا کہ ہم کہنے لگے لیتہ سکت۔

سلم علیہم ثلاثاً: ..... سوال: ان کلمات سے تو بظاہر تکرار لغو معلوم ہوتا ہے؟

جواب اول: ..... بیک وقت تین سلام نہیں ہیں بلکہ تین وقتوں پر محمول ہیں ۱۔ ایک سلام استیذان ہے جو عند الدخول ہوتا ہے ۲۔ اس کے بعد سلام تہیہ ہے ۳۔ لوٹنے وقت سلام وداع ہے۔

جواب ثانی: ..... مجمع کثیر پر محمول ہے کہ جب کسی مجلس میں جاتے تھے تو شروع میں سلام کرتے پھر درمیان میں پھر انتہاء میں۔

جواب ثالث: ..... یا تین طرفوں پر محمول ہے ہر طرف ایک سلام۔

جواب رابع: ..... یہ تینوں سلام سلام استیذان ہوتے تھے کہ تین مرتبہ آپ ﷺ فرماتے السلام علیکم اأدخل اس کے بعد بھی جواب نہ آتا تو لوٹ آتے۔

(۷۳)

### ﴿باب تعلیم الرجل امته واهله﴾

اپنی لونڈی اور گھر والوں کو (دین کا علم) سکھانا

(۹۶) حدثنا محمد بن سلام قال انا المحاربی ناصالح بن حیان قال عامر الشعبي
ہم سے محمد بن سلامؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بخاریؒ نے کہا، ہم سے صالح بن حیانؒ نے کہا، عامر شععیؒ نے
حدثنی ابو بردة عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ ثلاثة لهم
کہا مجھ سے ابو بردہؒ نے بیان کیا، انھوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعریؒ سے کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں کہ ان کے لئے
اجران من رجل اهل الكتاب امن بنبيه وامن بمحمد والعبد المملوک
دہر ا ثواب ہے ایک تو اہل کتاب (یہودی، نصرانی) میں سے وہ شخص جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا اور دوسرے وہ غلام
اذا ادى حق الله وحق موالیه ورجل کانت عنده امة يطأها
جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی تیسرے وہ شخص جس کے پاس ایک لونڈی ہو وہ اس سے صحبت کرتا ہو
فادبها فاحسن تأديبها و علمها فاحسن تعلیمها ثم اعتقها فتزوجها فله اجران
پھر اس کو اچھی طرح ادب سکھائے اور اچھی طرح تعلیم کرے اور آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دو ہر ا ثواب ملے گا
ثم قال عامر اعطينا کھا بغیر شیء قد کان یرکب فیما دونها الی المدینة
پھر عامر (شععی) نے (صالح) سے کہا ہم نے یہ حدیث تم کو مفت نہ دی ایک نذر دہ تھا کہ لوگ اس سے کم حدیث کے لیے یہ نہ تک سولہ ہو کر جاتے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس باب سے مقصود امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ تعلیم کو مردوں کے ساتھ ہی خاص نہیں کرنا چاہیے بلکہ گھر والوں، عورتوں اور باندیوں کو بھی سکھانا چاہیے۔

فاحسن تادیبها: ..... ان الفاظ سے حدیث الباب کو ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت ہے۔

سوال: ..... روایت الباب میں باندی کی تعلیم کا تو ذکر ہے لیکن گھروالوں کی تعلیم کا ذکر نہیں؟

جواب: ..... قیاساً علی الامۃ یہ بھی ثابت ہے۔ ۱

## دواہم بحثیں

البحث الاول: ..... اہل کتاب سے مراد صرف نصرانی ہیں یا یہودی بھی ہیں؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ صرف نصرانی مراد ہیں۔

دلیل اول: ..... بعض روایتوں میں امن بعیسیٰ کے الفاظ ہیں۔

جواب: ..... یہ صرف مثال کے طور پر ہے، احتراز مقصود نہیں ہے۔

دلیل ثانی: ..... یہودی اس لئے مراد نہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرنے کی وجہ سے وہ امن بنیہ بھی نہ رہے تو یہ یہود آپ ﷺ پر ایمان لائے لیکن عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے رسول ہیں۔

جواب: ..... یہ تخصیص قرآن پاک کے خلاف ہے کیونکہ یہ آیت ﴿أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ﴾ آیہ نازل ہی عبد اللہ بن سلام کے بارے میں ہوئی جو یہودی تھے۔ تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں دونوں مراد ہیں۔

اشکال: ..... عقل اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تخصیص ہے جبکہ قرآن پاک کی آیت کہتی ہے کہ عام ہے؟  
جواب: ..... اس اشکال کا جواب سمجھنے سے پہلے ایک تمہید ضروری ہے۔

تمہید: ..... اللہ تعالیٰ جب کسی نبی کو مبعوث فرماتے ہیں تو من وجہ بعثت عامہ ہوتی ہے اور من وجہ بعثت خاصہ ہوتی ہے یعنی توحید و رسالت کے لحاظ سے بعثت عامہ ہوتی ہے لیکن شرائع کے لحاظ سے خاصہ ہوتی ہے۔ من کل الوجوہ بعثت عامہ آپ کی خصوصیت ہے اس لیے نبی کا شرائع کی دعوت دینا اس قوم کو جس کی طرف مبعوث ہوا ہے ان میں سے جکو پہنچے گی وہ اگر رد کریں گے تو کافر قرار دیئے جائیں گے لیکن جن کو دعوت نہیں پہنچے گی اگرچہ ان کی طرف بھی مبعوث ہیں ان کو اس نبی کا منکر قرار نہیں دیا جائیگا۔

اب سمجھ لیجئے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے، پھر عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے کچھ بنی اسرائیلی مدینہ منورہ آگئے تھے بعد میں عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے، لیکن ان کو دعوت نہیں پہنچی لہذا یہ منکر نہیں کہلائیں گے، انہوں نے تو رد ہی نہیں کیا اس لیے کہ رد تو دعوت کی فرع ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی مدینہ تک نہیں پہنچنے پایا تھا کہ راستہ میں انتقال ہو گیا لہذا عبد اللہ بن سلام کے پاس دعوت ہی نہیں پہنچی تو وہ عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لانے کا مصداق بن گئے لہذا وہ یہود جنہوں نے مارنے کا ارادہ کیا وہ ان میں داخل نہیں ہو سکے۔

البحث الثاني: ..... انہی دو عملوں کا دوہرا اجر ہے یا ہر عمل کا دوہرا اجر ہے اگر انہی دو عملوں کا دوہرا اجر ہے؟ تو اس صورت میں ان کی خصوصیت کیا ہوئی؟ کیونکہ ہر ایک کو ان دو عملوں پر دو اجر ملتے ہیں۔

۱۔ بعض نے کہا ہے کہ ہر عمل پر دو اجر ملیں گے ۲۔ انہی کا دوہرا اجر ملے گا یہ مطلب نہیں کہ عمل دو ہیں اس لیے دو اجر ملیں گے اس لیے کہ اعمال دو قسم پر ہوتے ہیں۔ ایک وہ عمل جس میں کوئی مزاحمت نہیں ہوتی، رکاوٹ نہیں ہوتی، اس پر ایک اجر ملتا ہے۔ دوسری قسم وہ اعمال ہیں جو باوجود رکاوٹ کے کئے جائیں، ایسے اعمال پر دوہرا اجر ملتا ہے اور ان تینوں اعمال میں مزاحمت موجود ہے اس لیے کہ اپنے عقیدے کو چھوڑنا آسان بات نہیں ہے مزاحمت موجود ہونے کے باوجود آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہے تو دوہرا اجر ملے گا جبکہ وہ نبی بھی برحق ہیں لیکن اب ان کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اسی طرح وہ غلام جو مولائے حقیقی اور مولائے مجازی دونوں کی خدمت کرتا ہے تو اس کو بھی دوہرا اجر ہے۔ اسی طرح لونڈی کو بیوی بنانا کوئی پسند نہیں کرتا لیکن یہ تعلیم دے کر آزاد کر کے بیوی بنا کر مساوی حقوق دیتا ہے تو دوہرا اجر ملے گا البتہ فرضی مزاحمت معتبر نہیں کہ آپ کہیں جی دوکان روکتی ہے ہل چلانا روکتا ہے کیونکہ دوکان چلانا اور ہل چلانا شارع سے واجب نہیں ہے۔

بغیر شئی: ..... معاوضہ لینے کے لیے نہیں بلکہ بے قدری سے بچانے کے لیے کہا۔



۱۔ ممکن ہے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواری مدینہ طیبہ بھی بھیجے ہوں اور انہوں نے تصدیق کی ہو: درس بخاری ص ۳۹۰  
مسائل مستنبطہ: (۱) فیہ بیان ماکان السلف علیہ من الرحلة الى البلدان البعيدة فی حدیث واحد او مسئلة واحدة (۲) قال ابن بطلان وفيه اثبات فضل المدينة وانها معدن العلم واليه اكان يرحل في طلب العلم وتقصد في اقتباسه

(۷۴)

## ﴿باب عظة الامام النساء وتعليمهن﴾

امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا اور ان کو (دین کی) باتیں سکھانا

(۹۷) حدثنا سليمان بن حرب قال ثنا شعبة عن ايوب قال سمعت عطاء بن ابي رباح
هم من سليمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انھوں نے ایوب سے کہا میں نے عطاء بن ابورباح سے سنا
قال سمعت ابن عباس قال اشهد على النبي ﷺ او قال عطاء اشهد
کہا میں نے ابن عباس سے سنا، انھوں نے کہا میں آنحضرت ﷺ پر گواہی دیتا ہوں یا عطاء نے کہا میں
على ابن عباس ان النبي ﷺ خرج . ومعہ بلال فظن انه
ابن عباس پر گواہی دیتا ہوں (یعنی کہ ہے) کہ آنحضرت ﷺ (مردوں کی صف سے) نکلے اور آپ کے ساتھ بلال تھے، آپ کو خیال ہوا کہ
لم يسمع النساء فوعظهن وامرهن بالصدقة فجعلت المرأة تلقى القرط ۱ و
عورتوں تک میری آواز نہیں پہنچی پھر آپ نے عورتوں کو نصیحت کی اور ان کو خیرات کرنے کا حکم دیا کوئی عورت اپنی بالی پھینکنے لگی کوئی
الخاتم وبلال يأخذ في طرف ثوبه وقل اسماعيل عن ايوب
انگوٹھی اور بلال نے اپنے کپڑے کے کونے میں (خیرات) لینا شروع کی اس حدیث کو اسماعیل بن عتبہ نے ایوب سے روایت کیا
عن عطاء قال ابن عباس اشهد على النبي ﷺ
انھوں نے عطاء سے کہا ابن عباس نے یوں کہا کہ میں آنحضرت ﷺ پر گواہی دیتا ہوں (اس میں شک نہیں ہے)

## ﴿تحقيق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... مقصود یہ ہے کہ عورتوں میں تعلیم کا انتظام ہونا چاہیے کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔

اشهد: ..... یہ لفظ تاکید اور وثوق کے لیے ہے ورنہ روایت کے لیے ضروری نہیں ہے۔

وقال اسماعيل: ..... اشهد على النبي ﷺ: ..... یعنی پہلی روایت میں شک تھا کہ کس کا مقولہ ہے اور یہاں (تعلیق میں) جزم ہے۔

۱ بضم القاف. وسكون الراء ما يعلق في شحمة الاذن وقال ابن دريد كل ما في شحمة الاذن فهو قرط سواء كان من ذهب او غيره ج انظر: ۸۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶،

(۷۵)

## ﴿باب الحرص علی الحديث﴾

حدیث کے لیے حرص کرنا

(۹۸) حدثنا عبدالعزيز بن عبدالله قال حدثني سليمان عن عمرو بن ابی عمرو
هم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان نے بیان کیا، انھوں نے عمرو بن ابی عمروؓ سے انھوں نے
عن سعيد بن ابی سعيد المقبري عن ابی هريرة انه قال قيل يا رسول
سعيد بن ابوسعید مقبریؓ سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے انھوں نے فرمایا کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ!
اللہ من اسعد الناس بشفاعتك يوم القيامة قال رسول اللہ ﷺ لقد ظننت
قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا البتہ میں جانتا تھا
بالباہریرہ ان لا یسألنی عن هذا الحديث احد اول منك لما رأيت من حرصك علی الحديث
اے ابوہریرہ کہ تجھ سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہیں پوچھے گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں تجھے حدیث سننے کی کسی حرص ہے (ابن لے)
اسعد الناس بشفاعتی يوم القيامة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه او نفسه
سب سے زیادہ میری شفاعت کا نصیب ہونا اس شخص کے لیے ہوگا جس نے اپنے دل سے یا اپنے جی کے خلوص کے
ساتھ لا اله الا الله کہا ہو۔

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ((لما رأيت من حرصك علی الحديث))  
 ترجمۃ الباب کی غرض :..... حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے آدمی کو حریص ہونا چاہیے کیونکہ کون  
 سے علوم میں علم حدیث سب سے افضل ہے اور انتہائی مہتمم بالشان ہے۔  
 قيل يا رسول الله:..... سوال: کہنے والے جب حضرت ابوہریرہؓ ہیں اور حدیث بھی وہی بیان کر رہے ہیں تو قيل  
 کی بجائے قلت کہنا چاہیے تھا؟



جواب اول:..... بعض نسخوں میں قُلْتُ ہے راوی کو یہاں استحضار نہ ہوا تو قیل کہہ دیا۔

جواب ثانی:..... تو اضعاً چھپا رہے ہیں، لیکن کہاں چھپی رہتی ہے؟

ظننت یا باہریرہ:..... حضور ﷺ نے فرمایا میں جانتا تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی بات مجھ سے نہیں پوچھے گا اس سے معلوم ہوا کہ استاد کو ایسے سوالات پر جو کہ علمی اور نافع ہوں خوش ہونا چاہیے البتہ بے فائدہ نہ ہوں جیسے پہلے گزرا کہ آپ ﷺ نے آخر غصہ میں فرمایا سلونی۔

خالصا من قلبہ:..... جس میں نفاق، شرک اور گناہوں کی ملاوٹ نہ ہو۔

اسعد الناس:..... اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی شفاعت سے کلمہ پڑھنے والوں اور نہ پڑھنے والوں دونوں کو نفع پہنچے گا۔

سوال:..... وہ نفع کیا ہے؟

جواب اول:..... شفاعت دو قسم پر ہے ۱۔ شفاعت کبریٰ حساب کتاب شروع کروانے کے لیے، اس کا نفع مسلم غیر مسلم سب کو پہنچے گا۔ ۲۔ شفاعت صغریٰ یہ صرف لا الہ الا اللہ کہنے والوں کے لئے ہے۔

جواب ثانی:..... شفاعت دو قسم پر ہے ۱۔ شفاعت منجیۃ من النار ۲۔ شفاعت مخففة للعذاب پہلی مسلمانوں کے لئے اور دوسری غیر مسلمانوں کے لئے۔

یہ ساری تقریر اس وقت ہے کہ اسعد میں تفضیل کے معنی باقی رکھے جائیں اور کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ تفضیل کے معنی سے خالی کر لیا جاتا ہے تو پھر اسعد بمعنی سعید ہوگا اب کفار کے لئے فائدہ ثابت نہیں ہوگا۔

اسعد بمعنی سعید پر اعتراضات:..... دوسری تفسیر کی بناء پر اس حدیث پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں اعتراض اول:..... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کلمہ گو کے لیے شفاعت ہے جبکہ ایک دوسری حدیث ((شفاعتی لاهل الکباثر من امتی)) اس میں تخصیص ہے۔ حدیث الباب میں تعیم ہے تو تعارض ہوا۔

جواب:..... شفاعت دو قسم پر ہے ایک دوزخ سے نکالنے والی یہ تو صرف اہل کبار کے لئے ہے اور دوسری قسم شفاعت درجات کو بلند کرنے والی یہ اہل جنت کے لئے ہے تو حدیث باب کے اندر شفاعت کی ایک قسم کا بیان ہے اور حدیث مذکور فی الاعتراض میں شفاعت کی دوسری قسم کا بیان ہے۔

اعتراض ثانی:..... بخاری شریف میں ایک اور روایت ہے کہ انبیاء و صلحاء کی شفاعت کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ تین قبضے جھنم سے خود نکالیں گے اور فرمائیں گے کہ ان کو میں خود ہی جانتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو آپ کی شفاعت نہیں

پہنچگی اور یہ کلمہ گو ہیں تو حدیث باب کے معارض ہوئی۔

جواب : ..... علامہ کرمائی فرماتے ہیں کہ شفاعت کی کئی انواع ہیں اور تمام انواع ثابت ہیں۔

۱. شفاعت منفردہ : ..... یہ شفاعت صرف آپ ﷺ کو حاصل ہوگی۔

۲. شفاعت بالشرکۃ : ..... یعنی سارے ملکر انبیاء و صلحاء جو کریں گے وہ بھی آپ ﷺ کو حاصل ہوگی۔

۳. شفاعت اجمالی : ..... کہ جس نے بھی کلمہ پڑھا ہے اس کو نکال دے یہ بھی آپ ﷺ کو حاصل ہوگی۔

۴. شفاعت تفصیلی : ..... خود جا کر نکالیں گے تو کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو شفاعت سے متفع نہ ہو جو قبضہ رحمن

سے نکالے جائیں گے وہ بھی آپ کی شفاعت ہی سے نکالے جائیں گے یہ شفاعت کی کل چار قسمیں ہو گئیں

شفاعت کی اور اقسام : ..... شفاعت کی تین قسمیں یہ ہیں۔

۱۔ شفاعۃ بالجاه : ..... یعنی اپنے مرتبہ اور رعب کی وجہ سے کسی سے کوئی چیز منوالینا۔

۲. شفاعۃ بالقربۃ : ..... رشتہ داری کی وجہ سے کسی سے کوئی چیز منوالینا۔

۳. شفاعۃ بالاذن : ..... (اجازت سے سفارش کرنا)۔

ان تینوں قسموں میں سے پہلی دونوں منتفی ہیں اس لئے کہ نہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا رعب ہے اور نہ ہی اللہ سے

کسی کی رشتہ داری ہے اور تیسری قسم شفاعۃ بالاذن ثابت ہے قرآن پاک میں ہے من یشفع عندہ الا باذنہ۔

(۷۶)

﴿باب کیف یقبض العلم﴾

علم کیونکر اٹھ جائے گا

و کتب عمر بن عبدالعزیز الی ابی بکر بن حزم انظر ما کان من حدیث رسول اللہ ﷺ

اور عمر ابن عبدالعزیز (علیہ السلام) نے ابو بکر ابن حزمؒ (مدینہ سے ہاضی) کو لکھا: دیکھو! جو آنحضرت ﷺ کی حدیثیں تم کو ملیں

فاکتبه فانی خفت دروس العلم و ذهاب العلماء ولا یقبل الاحادیث النبی ﷺ

ان کو لکھ لو میں ڈرتا ہوں (کہیں دین کا علم مٹ نہ جائے اور عالم چل بسیں اور) یہ خیال رکھو) وہی حدیث ماننا جو آنحضرت ﷺ کی حدیث ہو

ولیفشو العلم ولیجلسوا حتی یعلم من لایعلم فان العلم لایہلک حتی یکون سراً

(نہ کسی کا قول یا فعل اور عالموں کو علم پھیلانا چاہیے تعلیم کے لیے بیٹھنا چاہیے کہ جس کو علم نہیں وہ علم حاصل کر لے اس لیے کہ علم جہاں پوشیدہ رہا پس مٹ گیا

(۹۹) حدثنا العلاء بن عبد الجبار حدثنا عبد العزيز بن مسلم عن عبد الله بن دينار

ہم سے علاء بن عبد الجبار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، انھوں نے عبد اللہ بن دینار سے

بذلک یعنی حدیث عمر بن عبد العزیز الی قوله ذهاب العلماء .

انھوں نے عمر بن عبد العزیز کا یہ قول بیان کیا یہاں تک ”اور عالم چل بسیں“

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

علم کے خاتمے کے اسباب: ..... علم کے ختم ہو جانے کے لیے تین اسباب ہیں

(۱) ..... عدم تدریس (۲) قبض العلماء (۳) ..... اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل کر کے تمام اسباب رحمت اٹھالیں گے کہ سینوں سے علم اور کتابوں سے نقوش مٹا دیں گے۔

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ نے اس باب کے اندر علم کے ختم ہو جانے کے دو طریقوں کو بیان کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ مقصود امام بخاریؒ کا ابن ماجہ والی روایت جس کے اندر تیسرے طریقے کا ذکر ہے اس کو ضعیف قرار دینا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان دو طریقوں کو بیان کرنا مقصود ہے اس کی نفی نہیں کر رہے۔ اور تطبیق گزر چکی ہے کہ تقدیم و تاخر کا فرق ہے ابن ماجہ کی روایت والی نشانی قرب قیامت کی ہے۔

الی ابی بکر بن حزم: ..... ان کی وفات ۴۲۰ھ کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ عمر ابن عبد العزیزؒ نے احادیث رسول اللہ جمع کرنے کا حکم پہلے ابو بکر بن حزمؒ کو دیا۔

سوال: ..... آپ نے پہلے پڑھا ہے کہ پہلے ابن شہاب زہریؒ کو حکم دیا تو فماداحلہ؟

جواب: ..... اس کا یہ ہے کہ دونوں کو حکم دیا تھا لیکن ابن شہاب زہریؒ کامیاب ہوئے اس لئے ان کو اول مدون کہتے ہیں تو بھائی (تلامذہ کو بھائی سے تعبیر فرمایا) ان علوم کو باقی رکھنا ہے تو پڑھنا پڑھانا پڑے گا سارے دینی شعبوں کی بنیاد تعلیم و تعلم پر ہے علم باقی نہیں رہے گا تو لوگ کیسے دین پر چلیں گے؟

قصہ: ..... ہم سر اجی پڑھتے تھے تو خیال آتا تھا کہ اب اس کو پڑھنے کا کیا فائدہ یہ مسائل کہاں چلیں گے انگریز کے دور میں بیٹے کو میراث ملتی تھی بیٹی کو نہیں ملتی تھی استاذوں نے ہمیں بتایا کہ پڑھاتے رہو تو کوئی اللہ کا بندہ آئے گا اس کو نافذ کرے گا چنانچہ پاکستان بنا تو احکام نافذ ہوئے اب اگر ان کو چھوڑ دیتے اور ان کو بھول جاتے تو کیسے نافذ ہوتے؟

ایک مولوی صاحب کا قصہ: ..... ایک ہمارے مولوی صاحب تھے ان کو پڑھنے پڑھانے کا شوق

تھا ایک صاحب نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب اب ڈھیلے استیجا والوں کے ساتھ نہ ہو جانا یعنی سیاست میں حصہ لینا ڈھیلے استیجا کے مسئلے نہ پڑھنے پڑھانے شروع کر دینا پتہ ہے سب سے پہلے یہ تحقیر کس نے کی؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہودیوں نے کہا تھا قد علمکم نیبکم صلی اللہ علیہ وسلم کل شنی حتی الخراء قال فقال اجل لقد نهانا ان نستقبل القبلة لمعالمنا او ببول او ان نستجی بالیمین او ان نستجی باقل من ثلثة احجار او ان نستجی برجیع او بمعظم۔ جس کو انہوں نے تحقیر کی چیز سمجھا تھا اسکو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فخر کی چیز بنا دیا کہ ہاں ہم کو یہ بھی نہیں آتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ بھی سکھلایا کہتے ہیں اب دنیا ترقی کر گئی ہے، سائنس ترقی کر چکی ہے، اب پرانی باتیں چھوڑ دو، ہم کہتے ہیں کہ اب سائنس نے ترقی کر لی ہے تو اب پھر انسان کی فطرت کیا بدل گئی؟ پہلے منہ سے کھاتے تھے ذر سے پیشاب کرتے تھے اب کیا تم نے منہ سے پیشاب کرنا شروع کر دیا؟ اور ذر سے کھانا شروع کر دیا ہے؟ جب تک یہ فطرت باقی ہے اس کے مسائل بھی چلیں گے، جب تم منہ سے گھنا اور ذر سے کھانا شروع کر دو گے تو ہم بھی ان مسائل کو چھوڑ دیں گے۔

عصری تعلیم والے کا قصہ:..... افغانستان کا ایک جوان روس میں پڑھ کر آیا آ کر باپ سے کہا کہ میری شادی بہن سے کر دو باپ نے کہا اچھا کرتے ہیں اندر گیا کلا شکوف اٹھا لیا اور گولی ماری کہ بہن سے تیری شادی کرتا ہوں۔

فانی خفت دروس المعلم:..... یہ عمر بن عبدالعزیز کا مقولہ ہے۔

حدثنا العلماء..... المی قولہ ذهاب العلماء:..... اس سے معلوم ہوا کہ علماء کے قبض کرنے سے علم ختم ہو جائے گا۔

(۱۰۰۰) حدثنا اسمعيل بن ابي اويس قال حدثني مالك عن هشام بن عروة  
هم من اسمعيل بن ابي اويس نے بیان کیا، کہا مجھ سے (امام) مالک نے بیان کیا، انھوں نے هشام بن عروہ سے  
عن ابيه عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول ان  
انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے، کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بے شک  
الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء  
تھے اللہ (دین کا) علم بندوں سے چھین کر نہیں اٹھائے گا اور لیکن عالموں کو اٹھا کر علم کو اٹھالے گا  
حتى اذا لم يبق عالم اتخذ الناس رءوسا جهالا فاستلوا فافتوا بغير علم  
جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے ان سے مسئلہ پوچھیں گے وہ بے علم فتویٰ دیں گے

۱۔ مسلم شریف ص ۱۳۳ دینی تعلیم پر عصری تعلیم کو ترجیح دینے والے اور عصری تعلیم کے ذریعہ ترقی کا خواب دیکھنے والے جوان ہی اس انجیل تک پہنچتے ہیں مرتب

فضلوا واضلوا. (انظر: ۷۳۰۷: اخرجہ مسلم وابن ماجہ والنسائی والترمذی)

آپ بھی گمراہ ہوں گے اور (دوسروں کو بھی) گمراہ کریں گے

قال الفربري ناعباس قال ثنا جرير عن هشام نحوه.

فربری نے کہا ہم سے عباسؒ نے بیان کیا کہا ہم سے قتیبہؒ نے کہا ہم سے جریرؒ نے بیان کیا انھوں نے ہشام سے مانند اس کے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا اسماعيل: ..... اس روایت سے امام بخاریؒ ابن ماجہؒ کی نفی کر رہے ہیں کہ جس میں ہے کہ ”علم سینوں سے چھین لیا جائیگا“ اور امام بخاریؒ یہ حدیث لا کر بتانا چاہتے ہیں کہ ذہاب العلم بقبض العلماء ہوگا جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے مسائل پوچھیں گے، پھر لوگ انکل سے فتوے دینے شروع کر دیں گے گمراہ ہونگے اور گمراہ کریں گے چنانچہ آج ایسا ہی ہو رہا ہے آج جو اسمبلی میں چلا جاتا ہے مفتی بن جاتا ہے کہ قادیانی اور مسلمان میں کوئی فرق نہیں ہم کیسے کافر کہہ دیں جبکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ رہا ہے۔

قال الفربري: ..... فربر بخارا کے نزدیک ایک بستی کا نام ہے ناخین بخاری میں سے ہیں یہ نسخہ جو آپ کے سامنے ہے یہ انہی کا ہے۔ قال الفربري کہنے سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید ناخ کوئی اور ہے لیکن ایسا نہیں ہے فربری یہ بتلا رہے ہیں کہ یہ روایت جس طرح مجھے امام بخاریؒ کے واسطے سے پہنچی ہے اسی طرح اور واسطے سے بھی پہنچی ہے مقصود امام بخاریؒ والی روایت کی توثیق ہے۔

(۷۷)

### ﴿باب هل يجعل للنساء يوم على حدة في العلم﴾

کیا امام عورتوں کی تعلیم کے لیے کوئی علیحدہ دن مقرر کر سکتا ہے؟

(۱۰۱) حدثنا ادم قال ثنا شعبة قال حدثني ابن الاصبهاني قال سمعت

ہم سے بیان کیا آدمؒ نے، کہا ہم سے شعبہؒ نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد الرحمن ابن عبد اللہ اصبہانیؒ نے کہا میں نے

ابا صالح ذکوان یحدث عن ابی سعید الخدریؒ قال قال النساء للنبی ﷺ

ابو صالح ذکوان سے، وہ ابو سعید خدریؒ سے روایت کرتے تھے عورتوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا

غلبنا عليك	الرجال	فاجعل	لنا يوم	من	نفسك
آپ ﷺ پر ہم سے مرد غالب آگئے تو آپ ﷺ اپنی طرف سے (ہم) ہمارے لیے ایک دن مقرر کر دیجئے					
فوعدهن	ايوما	لقيهن	فيه	فوعظهن	وامرهن
آپ نے ان سے ایک دن ملنے کا وعدہ فرمایا اس دن کو نصیحت کی اور شرع کے احکام بتائے ان باتوں میں جو آپ نے فرمائیں یہ بھی تھی					
ما منكن	امراة	تقدم	ثلاثة	من	ولدها
کہ جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیجے تو وہ (آخرت میں) اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے					
فقال	امراة	واثنين	فقال	واثنين	
ایک عورت نے عرض کیا اگر دو بھیجے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور دو بھی					

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۲)	حدثني	محمد بن	بشار	قال	ثنا	غندر	قال	ثنا	شعبة	عن	عبد الرحمن	بن
مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انھوں نے عبد الرحمن بن												
الاصبهاني	عن	ذكوان	عن	ابي	سعيد	عن	النبي	عليه	السلام	بهذا		
اصبہانی سے، انھوں نے ذکوان سے، انھوں نے ابوسعید سے، انھوں نے آنحضرت ﷺ سے یہی حدیث												
وعن	عبد الرحمن	بن	الاصبهاني	قال	سمعت	ابا حازم	عن	ابي	هريرة			
اور شعبہ نے اس کو روایت کیا عبد الرحمن بن اصبہانی سے انھوں نے کہا میں نے سنا ابو حازم سے انھوں نے ابو ہریرہ سے اس												
قال	ثلاثة	لم	ينلغوا	الحث								
روایت میں یوں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ”تین بچے جو جوان نہ ہوئے ہوں“												

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ یہاں سے عورتوں کے لئے تعلیم کا جواز ثابت فرما رہے ہیں کہ تعلیم کی اتنی اہمیت ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی وقت متعین کرنا چاہیے اور اکٹھا بھی وعظ ہو سکتا ہے لیکن مفاسد سے بچانا چاہیے کیونکہ عورتوں میں مفاسد زیادہ ہوتے ہیں زیادہ بہتر طریقہ یہی ہے کہ مرد دن کر جائیں اور اپنی گھر والیوں کو جا کر سنائیں۔

سوال :..... جب حدیث میں عورتوں کے لیے دن مقرر کرنے کی تصریح ہے تو پھر ہل سے کیوں ذکر کیا؟

جواب :..... حضرت شیخؒ نے جواب دیا کہ اس لئے ذکر کیا کہ مراد واضح نہیں اگرچہ حدیث میں دن مقرر کرنے کی تصریح ہے مگر یہ عورتوں کا باہر نکل کر جمع ہونا ایسا نازک معاملہ ہے کہ اس میں ذرا سوچ سمجھ کر کام لینا چاہیے۔

واثنین :..... یہ عطف تلقینی کے طور پر ہے اور عطف تلقینی یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کے کلام پر عطف کر دیا جائے

ثلاثة من ولدھا :..... آگے آنے والی روایت میں لم یبلغوا الحنث کی قید بھی ہے چنانچہ ۱۔ بعض نے کہا بالغ فوت ہو تو غم زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس کا بھی یہی حکم ہے ۲۔ اور بعض حضرات نے بالغ نابالغ کا فرق کیا ہے اور اسکی دو وجہیں بتلاتے ہیں۔

الوجه الاول :..... نابالغ کے ساتھ قلبی لگاؤ زیادہ ہوتا ہے۔

الوجه الثانی :..... بالغ کی فوتگی سے حاصل شدہ صدمے سے بالغ کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اس لیے یہ ایک بدلے کی صورت بن جاتی ہے۔

حدیثی محمد بن بشار :..... اس روایت کو لانے کے دو فائدے ہیں ۱۔ پہلی روایت میں جو ابن الاصبہانی تھا اسکو متعین کر دیا کہ عبدالرحمن بن الاصبہانی مراد ہیں ۲۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ لم یبلغوا الحنث کی قید لگانا بالغین کو متعین کر دیا۔

(۷۸)

﴿باب من سمع شیئاً فلم يفهمه فراجعہ حتی يعرفہ﴾

کوئی شخص ایک بات سنے اور نہ سمجھے تو دوبارہ پوچھے یہاں تک کہ اس کو سمجھ لے

(۱۰۳) حدثنا سعيد بن ابی مریم قال انا نافع بن عمر قال حدثني ابن ابی مليكة

هم سے سعيد بن ابو مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو نافعؒ نے خبر دی، کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہؒ نے بیان کیا،

ان عائشة زوج النبي ﷺ كانت لا تسمع شيئاً لا تعرفه الا راجعت فيه حتى تعرفه

انھوں نے نبی کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ سے اس کی عادت تھی جس بات کو سنتیں تو نہ سمجھتیں تو خوب سمجھنے تک اس کو دوبارہ پوچھتیں اور (ایسا ہوا کہ

وان النبي ﷺ قال من حوسب عذب قالت عائشة فقلت

(ایک بار) آنحضرت ﷺ نے فرمایا (قیامت کن) جس شخص سے حساب لیا جائے گا وہ عذاب میں پڑے گا تو حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے عرض کیا

محنت سے پڑھنے کا ایک واقعہ: ..... ہمارے ساتھ ایک ساتھی پڑھتے تھے ان کا نام بھی محمد صدیق تھا ہم دونوں اول آنے کے لیے چھپ کر محنت کرتے تھے کبھی وہ اول اور کبھی میں، جب وہ عالم فاضل ہو کر چلا گیا میں نے اس کو خط لکھا اس نے جواب دیا کہ جس صدق کو تم خط لکھ رہے ہو وہ مر چکا ہے، اب تو کوئی



اور صدیق ہے جو کاروبار میں الجھا ہوا ہے اور چونکہ وہ حضرت رائے پوریؒ کے خاندان سے تھا اس لئے جواب میں لکھا کہ خدا کی شان ہے کہ گنوار کے بچے کو دین پڑھانے پر لگا دیا اور عالم کے بچے کو کاروبار میں لگا دیا۔

فائدہ:..... یہ جو حضرت عائشہؓ سے کثرتِ محبت کی وجہ بیان کی ہے یہ بات میرے ذہن میں ابھی آئی ہے اس سے پہلے میں نے نہ سنی نہ کہیں پڑھی۔ اس لئے کہتے ہیں کہ طلبہ کی وجہ سے علم حاصل ہوتا ہے۔

شرح جامی پڑھانے والے استاذ سے ایک سوال:..... شرح جامی پڑھتے ہوئے ایک مرتبہ میں نے استاد سے ایک سوال کیا جس پر استاذ نے فرمایا کہ تمہارا اشکال یہاں بننا تو ہے اور میں انکل سے تو جواب دے سکتا ہوں لیکن کسی محشی اور شارح نے یہ سوال نہیں اٹھایا اس لیے میں اس کو کہیں نہ کہیں تلاش کروں گا لیکن تو بتلا دوں گا اور استاذ محترم نے میرے سوال پر برائے محسوس نہیں فرمایا بلکہ اور اساتذہ کے سامنے میرے اس سوال کی تعریف کی۔

فقلت أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾:..... گویا کہ حضرت عائشہؓ نے معارضہ کے طور پر آیت کو پیش کیا اور آپ ﷺ جواب دینے کے لیے متوجہ ہوئے۔ تو اس سے دو اصول سمجھ میں آئے۔

اصول اول:..... عام اور خاص دونوں قطعی ہوتے ہیں کیونکہ اگر ایک ظنی ہو تو فرمادیتے قطعی اور ظنی کا کوئی تعارض نہیں لہذا جواب دینے کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔

اصول ثانی:..... دوسرا یہ کہ قرآن و حدیث میں بظاہر ایسا تعارض ہو جاتا ہے کہ استاد کی ضرورت پڑتی ہے تو جنہوں نے بغیر استاذ کے خود مطالعہ کئے انہوں نے معارضات ڈالے۔

جواب المعارضہ:..... جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک اجمالی حساب ہے اور ایک تفصیلی۔

انما ذلک العرض:..... اس سے معلوم ہوا کہ عرض تفصیل کو نہیں چاہتا اس میں اجمال ہوتا ہے تو جب آدم علیہ السلام کی باری آئی تو فرمایا ﴿عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ﴾ اور جب فرشتوں کی باری آئی تو فرمایا ﴿عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ﴾ تو فرشتوں کو اجمالی علم دیا گیا استعداد کم ہونے کی وجہ سے اور آدم علیہ السلام کو تفصیلی علم دیا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعرات اور پیر کو آپ ﷺ پر جو اعمال نامے پیش کیے جاتے ہیں اس سے آپ کا تفصیلی طور پر جاننا لازم نہیں آتا کیونکہ تعرض کے الفاظ ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے جو معارضہ کیا ہم اس کا جواب دے رہے ہیں۔

جواب:..... حدیث میں تفصیلی حساب سے مراد ہے اور آیت میں اجمالی حساب کا بیان ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے انما ذلک العرض۔

۱۔ مولانا مفتاح احمد نور اللہ رحمہ اللہ جہاں میں جاندھر میں ان سے شرح جامی پڑھی پاکستان بختہ وقت ہندو مسلم فسادات میں شہید ہو گئے۔ ۲۔ حضرت عائشہؓ کا یہ حال تھا جب کوئی بات حضور ﷺ ارشاد فرماتے اور اچھی طرح ان کو سمجھ میں نہ آتی تو فوراً سوال کرتیں چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا جو سب عذاب تو فوراً سوال کیا کہ قرآن مجید میں ہے فسوف يحاسب حسابا يسيرا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب دیا ذلک العرض یعنی حدیث میں جس حساب کا ذکر ہے وہ اور ہے اور آیت میں جس حساب کا ذکر ہے وہ اور ہے۔ آیت میں جس حساب کا ذکر ہے وہ درحقیقت عرض ہے ایک حساب تو یہ ہے کہ اسے پیش کر دیا جائے اس وقت کھود اور کرید اور کاش نہیں ہوتی اور ایک مطالبہ اور مناقشہ ہے کہ کیوں ہے "یا کیسات" تو یہ حساب سخت ہے یعنی جس کی کھود کر دیکھی گئی اور جانچ کی گئی وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ درس بخاری ص ۴۰۳ ج ۲ پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۳۱

نوقش: .....نوقش، مناقشہ سے لیا گیا ہے مناقشہ کہتے ہیں اخراج الشئ بالمنقاش، مناقش کہتے ہیں موچنا۔ یہ مُو بمعنی بال ہے اور مُجنا بمعنی چنے والا تو مناقشہ کہتے ہیں باریک باتوں کو نکالنا اور درایات کو پکڑنا۔

(۷۹)

﴿باب لیبلغ العلم الشاهد الغائب قاله ابن

عباس عن النبی ﷺ﴾

جو شخص سامنے موجود ہو وہ علم کی بات اس کو پہنچا دے جو غائب ہوا،  
اس کو ابن عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا

(۱۰۴) حدثنا عبد الله بن يوسف قال حدثنا الليث قال حدثني سعيد هو ابن

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسیؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے سعید جو ابوسعید کے بیٹے ہیں انہوں نے بیان

ابی سعید عن ابی شریح انه قال لعمر بن سعید وهو يبعث البعوث الى مكة

کیا انہوں نے ابو شریح سے (جو صحابی تھے) یہ کہ انہوں نے عمرو ابن سعید سے کہا (جو ہمدانی طرف سے مدینہ کا مامور تھا) وہ مکہ پر فوجیں بھیج رہا تھا

اأذن لي ايها الامير احدثك قولاً قام به رسول الله ﷺ الغد من يوم الفتح

اے امیر! مجھ کو اجازت دے میں تجھ کو ایک حدیث سناؤں جو آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے روز ارشاد فرمائی

سمعتہ اذنای ووعاه قلبی وابصرته عینای حين تكلم به

میرے کانوں نے اس کو سنا اور دل نے اسے یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے ان کو دیکھا جب آپ نے یہ حدیث سنائی

حمد الله واثني عليه ثم قال ان مكة حرمها الله ولم يحرمها الناس

آپ نے اللہ کی تعریف کی اور خوبی بیان کی، پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے لوگوں نے حرام نہیں کیا (اس کا سبب یہ ہے)

فلا يحل لامرء يؤمن بالله واليوم الآخر ان يسفك بهادما ولا يعضد بها شجرة

تو جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہو اس کو وہاں خون بہانا درست نہیں اور نہیں کاٹا جائے گا اس میں کوئی درخت

فان احدترخص لقتال رسول الله ﷺ فيها فقولوا ان الله قد

اگر (میرے بعد) کوئی ایسا کرنے کی یہ دلیل لے کہ اللہ کے رسول وہاں لڑے تھے تو تم یہ کہو کہ اللہ نے تو (فتح مکہ کے دن)

اذن لرسوله ولم يأذن لكم وانما اذن لي فيها ساعة من نهار

اپنے رسول کو (خاص) اجازت دی تھی تم کو اجازت نہیں دی اور مجھ کو بھی صرف ایک گھڑی دن کے لیے اجازت دی تھی

ثم عادت حرمتها اليوم كحرمتها بالامس وليبلغ الشاهد الغائب

پھر اس کی حرمت آج ویسے ہی ہوگئی جیسے کل تھی، اور جو شخص یہاں حاضر ہو وہ اس کی خبر اس کو کر دے جو غائب ہے

فقيل لابي شريح ما قال عمرو قال انا اعلم منك يا ابا شريح

لوگوں نے ابو شریح سے پوچھا عمرو نے اس کا کیا جواب دیا؟ ابو شریح نے کہا عمرو نے یہ جواب دیا کہ میں تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہوں

لا تعيد عاصيا ولا فارا بدم ولا فارا بخربة.

(انظر: ۱۸۳۲، ۲۹۵۰ أخرجه مسلم في الحج عن قتبية والترمذي في الحج والنسائي في الحج)

مکہ گنہگاروں کو پناہ نہیں دیتا اور نہ اس کو جو خون یا چوری کر کے بھاگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۵) حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب قال ثنا حماد عن ايوب عن محمد عن

ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا انھوں نے محمد بن سیرین سے انھوں نے ابو بکرہ سے

ابي بكرة ذكر النبي ﷺ قال فان دمائكم واموالكم قال محمد واحسبه قال

انھوں نے آنحضرت ﷺ کا ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال۔ اور محمد (بن سیرین) نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ بھی کہا

واعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهر كم هذا ألا

اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسی اس دن (یوم النحر) کی حرمت ہے اس مہینہ میں، ہن رکھو

ليبلغ الشاهد منكم الغائب وكان محمد يقول صدق رسول الله ﷺ

جو شخص حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے محمد (بن سیرین) کہا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا، فرمانا سچ ہوا جو لوگ اس وقت حاضر تھے انھوں نے

كان ذلك الأهل بلغت مرتين.

جو غائب تھے ان کو یہ حدیث پہنچا دی (اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا) سن رکھو میں نے یہ حکم تم کو پہنچا دیا، دوبار فرمایا۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ((و ليبلغ الشاهد الغائب))

☆ جو حاضر ہے غائب تک علم کو پہنچائے تو ثابت ہوا کہ جو حاضر ہیں وہ پڑھیں اور جو غائب ہیں آنے والے ہیں انکو پڑھائیں اسی طریقے سے علم باقی رہے گا کیونکہ غائب تو قیامت تک ہیں مطابقت واضح ہے۔

قالہ ابن عباس: ..... هذا تعلیق ولكنہ اسندہ فی کتاب الحج فی باب الخطبة ایام منی عن علی بن یحیی النخ.

عمرو بن سعید: ..... بعض نے تابعی کہا ہے اور بعض نے کہا نہ صحابی ہیں نہ تابعی ۳۔ بعض کہتے ہیں کہ تابعی دو قسم پر ہیں ۱۔ تابعین باحسان ۲۔ تابعین بغیر احسان یہ دوسری قسم سے ہیں تو اس قصہ بیان کرنے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ امام بخاری اس کی توثیق کر رہے ہیں۔

سمعتہ اذناہ : ..... تثبیت مقصود ہے، ورنہ ہر کوئی اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے اچھی طرح محفوظ کیا ہے۔

البتہ متنبی کے مذہب میں ایسا ہے۔

ما الخل الا من اود بقلبه	وارى بطرف لا يرى بسوا آله
--------------------------	---------------------------

ساعة: ..... ساعت سے مراد قلیل وقت ہے اور من نہار بیان ہے اور صبح سے لے کر عصر تک تقریباً ایک دن ہی ہے مزدور صبح سے لیکر عصر تک کام کرتا ہے اس کو دیہاڑی کہتے ہیں۔

من نہار: ..... مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر سے لے کر عصر تک کی اجازت تھی۔

انا اعلم منك: ..... مستہجانہ، متکبرانہ طریق اختیار کیا اسی وجہ سے کہتے ہیں بخاف علیہ الکفر۔ ۱

لا تعید عاصیاً: ..... مسئلہ قصاص فی الحرم.

..... اس میں امام صاحب اور جمہور کا اختلاف ہے امام صاحب فرماتے ہیں۔

(۱)..... اگر کوئی جنایت کر کے حرم میں پناہ لے لے تو حرم میں اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ باہر نکلنے پر مجبور کیا جائے گا۔

(۲)..... لیکن اگر وہ اتنی طاقت پکڑ جائے کہ مجبور کرنے سے باہر نہ نکلے تو پھر حرم میں ہی قصاص لے لیا جائے گا۔

(۳)..... اگر قتل حرم ہی میں کیا ہے تو حرم ہی کے اندر اس صورت میں قصاص لیا جاسکتا ہے

(۴)..... اگر اطراف (ہاتھ، کان، ناک وغیرہ) میں جنایت کر کے حرم میں داخل ہوا ہے تو بھی حرم میں قصاص

لیا جاسکتا ہے یہ مالی جنایت کے حکم میں ہے۔

مذہب جمہور: ..... امام صاحبؒ کا اختلاف جمہور کے ساتھ ان چار صورتوں میں سے صرف پہلی صورت کے اندر ہے جمہور مطلقاً حرم میں قصاص کے قائل ہیں۔

جمہور کی دلیل: ..... عمرو بن سعید کا قول ہے ((ان مکة لاتعید عاصیا ولا فارأبدم))  
جواب: ..... باغی وعاصی کون ہے؟ کیا ابن زبیر؟ ہرگز نہیں ابن زبیر عاصی نہیں بلکہ تم خود عاصی ہو کہ فسق و فجور کے باوجود تم نے لوگوں کی گردنوں میں اپنی حکومت کا قلابہ ڈالا۔

### دلائل ابی حنیفہ: .....

اول: ..... ابو شریحؒ (صحابی) کی حدیث احناف کے موافق ہے۔ کیونکہ ابو شریحؒ اس کو جائز نہیں سمجھ رہے منع کر رہے ہیں۔  
ثانی: ..... ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾

حدثنا عبد الله عن محمد بن ابی بكرة: ..... یہاں بظاہر انقطاع معلوم ہوتا ہے لیکن انقطاع نہیں ہے اصل میں عبارت یوں ہے عن محمد بن ابی بكرة عن ابی بكرة عن ابی بكرة یہاں عبارت چھوٹ گئی ہے اصل سندوں میں اتصال ہے۔  
فکان محمد یقول صدق رسول الله ﷺ: ..... یہ جملہ معترضہ ہے محمد بن سیرین حدیث کے درمیان جملہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا جیسے فرمایا تھا ایسے ہی ہو گیا کہ شاہد سے غائب تک پہنچا دیا یعنی میں نے جو پہنچا دیا۔  
تفسیر ثانی: ..... حضور ﷺ کے پہنچانے کی طرف اشارہ ہے۔

(۸۰)

### باب اثم من کذب علی النبی ﷺ

یہ باب ہے اس شخص کے گناہ کے بیان میں جو نبی ﷺ پر جھوٹ بولے

(۱۰۶) حدثنا علی بن الجعد قال انا شعبة قال اخبرني منصور قال سمعت ربيع بن حراش				
هم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا، ہم کو شعبہ نے خبر دی، کہا، مجھ کو منصور بن معتمر نے خبر دی کہا میں نے ربیع بن حراش سے سنا				
يقول سمعت عليا يقول قال النبي ﷺ لا تكذبوا علي فانه من				
وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سنا، کہتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا (یکم) مجھ پر جھوٹ نہ باندھو کیونکہ جو شخص مجھ پر				
کذب	علی	فلیلج	النار	
جھوٹ	باندھے	گا	دوزخ	میں جائے گا۔

۱۔ درس بخاری ص ۴۵۵ ابو شریح بضم الشین المعجمة وفتح الراء وبالحاء المهملة قيل اسمہ خویر بن قتال ابو عمرو قيل اسمہ عمرو بن خالد وقيل كعب بن عمر : وقال الاصح عندناهل الحديث اسمہ خویر بن عمرو بن صخر: اسلم قيل فتح مكة روى له عن رسول الله ﷺ عشرون حديثا قال الواقدي وكان ابو شريح من عقلاء اهل المدينة توفي سنة ثمان وستين: عمدة القاری ج ۲ ص ۱۳۹ ۳ پاره ۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۷

(۱۰۷) حدثنا ابو الوليد قال ثنا شعبة عن جامع بن شداد عن عامر بن عبد الله

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انھوں نے جامع بن شداد سے انھوں نے عامر بن عبد اللہ

ابن الزبير عن ابيه قال قلت للزبير اني لا اسمعك تحدث عن رسول الله ﷺ

ابن زبیر سے انھوں نے اپنے باپ (عبد اللہ بن زبیر) سے کہا میں نے زبیر سے کہ میں تم کو آنحضرت ﷺ کی حدیثیں بیان کرتے نہیں سنتا

كما يحدث فلان وفلان قال امانى لم افارقه

فلاں فلاں شخصوں کی طرح، انھوں نے کہا میں آنحضرت ﷺ سے جدا نہیں رہا (کہ آپ کی حدیثیں میں نے نہ سنی ہوں)

ولكن سمعته يقول من كذب على فليتبوا مقعده من النار.

لیکن میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۸) حدثنا ابو معمر قال ثنا عبد الوارث عن عبد العزيز قال انس انه

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، انھوں نے عبد العزیز سے، کہ انس نے کہا

ليمنعني ان احدثكم حديثا كثيرا ان النبي ﷺ قال من تعد على كذا

البتہ روکتا ہے مجھے کہ بیان کروں میں تمہیں بہت زیادہ حدیثیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے

فليتبوا مقعده من النار.

وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۰۹) حدثنا المكي بن ابراهيم قال حدثنا يزيد بن ابي عبيد عن سلمة هو ابن الاكوع

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابو عبید نے، انھوں نے سلمہ بن اکوع سے انھوں نے کہا میں

قال سمعت النبي ﷺ يقول من يقل على ما لم اقل فليتبوا مقعده من النار.

نے سنا نبی ﷺ سے، فرماتے تھے جو کوئی مجھ پر وہ بات لگائے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۱۰) حدثنا موسى قال ثنا ابو عوانة عن ابى حصين عن ابى صالح عن
ہم سے موسیٰ ابن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، انھوں نے ابو حصین سے، انھوں نے ابو صالح سے،
ابى هريرة عن النبی ﷺ قال تسموا بأسمی ولا تکنوا بکنیتی
انھوں نے ابو ہریرہ سے انھوں نے آنحضرت ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو (محمد اور احمد) اور میری کنیت (ابو القاسم) پر کنیت نہ رکھو
ومن رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی
اور (یہ سمجھ لو) جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے بلاشبہ مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا
ومن کذب علی متعمدا فلیتبعوا مقعده من النار۔ (انظر: ۶۹۹۳، ۶۱۸۸، ۳۵۳۹)
اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمہ الباب کی غرض سوال و جواب کی شکل میں سمجھ لیجئے۔

سوال: ..... اس ترجمہ کی کتاب العلم سے کیا مناسبت ہے؟

جواب: ..... امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ تعلیم صحیح دینی چاہیے کذب شامل نہیں کرنا چاہیے یعنی علم صحیح کی ترغیب دینے کے لیے باب باندھا ہے۔

### حکم کذب علی النبی ﷺ: محدثین

مجتہدینؒ کا مذهب: ..... جھوٹی حدیث بیان کرنا حرام ہے۔ اس کے بارے میں جو احادیث ہیں وہ انتہائی قوی اور صحیح ہیں یہاں تک کہ بعض نے ان کو متواتر کہا ہے

صوفیاء کا مذهب: ..... بعض جاہل صوفیاء حضرات اس کے قائل ہیں کہ ترغیب و ترہیب کے لیے جھوٹی حدیث وضع کرنا جائز ہے۔

دلیل: ..... کیونکہ یہ کذب علی النبی ﷺ نہیں ہے بلکہ کذب للنبی ﷺ ہے لیکن صوفیاء محققین کہتے ہیں کہ حرام ہے اس لئے کہ کذب للنبی بھی کذب علی النبی ہے کیونکہ جھوٹ کو نبی کی طرف منسوب کیا اور یہ کسی حال میں درست نہیں

محدثین کے درجات و مراتب: .....

(۱) ..... احادیث بیان کرنے کے لحاظ سے سب سے پہلا درجہ محدثین کا ہے۔

(۲) ..... احادیث بیان کرنے کے لحاظ سے دوسرا درجہ فقہاء کا ہے۔

(۳) ..... تیسرے درجے میں قدماء اہل لغت ہیں جن کو غریب الحدیث سے لگاؤ رہا ہے جیسے امام ابو عبیدہ گمراہ سے بھی

بے کھٹے بیان نہیں کر سکتے جیسا کہ محدثین کی تحقیق کو بغیر کھٹے بیان کر سکتے ہیں ۱۔  
(۴): ..... چوتھا درجہ صوفیاء کا ہے لیکن ان پر حسن ظن غالب ہوتا ہے۔

فلیلج النار: ..... صیغہ امر، خبر کے معنی میں ہے۔

حدثنا المکی بن ابراہیم: ..... محشی اس روایت کے متعلق بین السطور لکھتا ہے ہذا اول الثلاثیات ۲۔  
ثلاثیات: ..... ان حدیثوں کو کہتے ہیں جن میں امام بخاریؒ اور حضور ﷺ کے درمیان تین واسطے ہوں امام بخاریؒ کی اس کتاب (بخاری شریف) میں ۲۲ ثلاثیات ہیں۔

امام اعظمؒ کی ثلاثیات: ..... اگر بخاریؒ کی ثلاثیات کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اصح الصحاح ہیں تو امام اعظمؒ کی حدیثوں کے بارے میں یہ کیوں نہیں کہتے؟ اس لئے اگر بعد والا کوئی کہہ بھی دے لانعرفہ، حدیث غریب تو اس سے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے استدلال پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر امام بخاریؒ کی ۲۲ ثلاثیات میں سے بیس (۲۰) حنفی اساتذہ کی ہیں تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاریؒ حنفیہ کے خلاف ہیں یا حنفیہ کو ثقہ نہیں سمجھتے تھے اس حدیث کے راوی مکی بن ابراہیمؒ بھی حنفی تھے۔

تسمو اباسمی ولا تکنوا بکنیتی: ..... کنیت: اب اور ابن کی طرف منسوب کریں تو کنیت کہلاتی ہے۔  
شان نزول کی تعریف: ..... آیت کے نازل ہونے کا سبب ہو یا کوئی واقعہ ہو تو اس کو شان نزول کہتے ہیں  
شان ورود کی تعریف: ..... حدیث سنانے کا کوئی سبب یا واقعہ ہو تو اس کو شان ورود کہتے ہیں۔

حدیث کا شان ورود: ..... آپ ﷺ ایک مرتبہ جارہے تھے تو کسی شخص نے کہا یا ابا قاسم! آپ ﷺ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس نے کہا آپ کو نہیں بلایا تھا اس پر آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔

اختلاف: ..... ۱: بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے نام پر نام اور کنیت پر کنیت رکھنا بھی مطلقاً منع ہے۔

۲: بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے زمانے میں جب التباس کا ڈر تھا اس وقت منع تھا اب جائز ہے اکثر محدثین کا یہی مذہب ہے بہت سارے محدثین و صحابہ کرامؓ کا نام بھی محمد تھا بعض حضرات فرشتوں کے ناموں کے رکھنے سے بھی منع کرتے ہیں، حضرت عمرؓ بھی منع کرتے تھے تو یہ ادب کے درجے میں ہے نہ کہ مسئلے کے درجے میں تو اب اس کے جواز پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھا جائے۔

من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی ۳: ..... کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا اس کو درمیان میں لا کر آپ ﷺ یہ تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی جھوٹا خواب آپ ﷺ کی روایت کے بارے میں بیان نہ کرے نیز اگر کسی نے واقعی دیکھا ہے تو اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔

۱۔ درس بخاری ص ۴۰۶ ۲۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۱ بین السطور ۳۔ اس حدیث کی تشریح علامہ عینیؒ نے محقق اور مدلل انداز میں عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۵۶ تا ۱۵۴ پر فرمائی ہے۔ علم کی گہرائیوں تک رسائی حاصل کرنے والے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔



اشکال:..... حدیث کے اس جملے میں شرط و جزاء متحد ہے؟

جواب:..... اس جملے میں مختلف روایات ہیں ۱۔ ایک تو یہی ہے ۲۔ وفی رواية فسيرانی فی الیقظة ۳۔ وفی رواية فكانما رانی فی الیقظة ۴۔ وفی رواية من رانی فقد رای الحق اعترض صرف روایت الباب میں ہے تو جواب یہ ہے کہ رانی، رؤیت صادقہ سے کنایہ ہے یا رؤیت حقہ سے۔

من رانی فی المنام فقد رانی میں چند ابحاث

البحث الاول:..... اس جملے کے معنی کو ثابت کرنے کے لیے تین تقریریں کی گئیں ہیں۔

تقریر اول:..... جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے مستقبل میں دیکھ لے گا تو رؤیت سے مراد رؤیت مستقبلہ ہے اور مستقبل سے مراد فی الآخرة ہے۔

سوال:..... خواب دیکھنے والے کی کیا خصوصیت ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ نعمت عطاء کریں گے؟

جواب:..... رؤیت خصوصی اور محبت خصوصی مراد ہے۔

تقریر ثانی:..... رؤیت مستقبلہ ہی مراد ہے لیکن فی الدنیا لیکن یہ مطلب حضور ﷺ کے زمانے کے ساتھ ہی خاص ہوگا کہ جو خواب میں مجھے دیکھ لے گا تو فی الیقظة بھی دیکھ لے گا یعنی ایمان لے آئے گا، صحبت نصیب ہوگی۔

تقریر ثالث:..... یعنی اس کا خواب سچا ہے کہ اس نے مجھے ہی دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

البحث الثانی:..... پھر جو خواب میں آپ ﷺ کو دیکھتا ہے وہ رؤیت صادقہ تو ہے لیکن رؤیت کیسی ہے؟

۱۔ بعض نے کہا ہے کہ رؤیت عینی ہے پردے چھٹ جاتے ہیں ۲۔ بعض رؤیت مثالی کے قائل ہیں ۳۔ اور بعض رؤیت خیالی کے قائل ہیں کہ اس کے خیال میں متصور ہو کر آتے ہیں۔

البحث الثالث:..... محدثین نے اس میں بحث کی ہے کہ جس طرح آپ ﷺ عالم دنیا میں تھے اسی کیفیت

میں اگر دیکھا تو رؤیت صادقہ ہے یا مطلقاً کہ جیسے بھی دیکھا ہے رؤیت صادقہ ہے ۱۔ بعض حضرات اول کے قائل

ہیں چنانچہ محمد بن سیرینؒ جو کہ تعبیر رویا کے بڑے امام گزرے ہیں ان کو بتلایا جاتا اگر وہ پڑھے ہوئے حلیہ مبارک کے

مطابق ہوتا تو فرماتے کہ رؤیت حقہ ہے ورنہ نہیں۔ ۲

قریب زمانے میں شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ رفیع الدینؒ کا اختلاف تھا، شاہ رفیع الدینؒ محمد بن سیرینؒ کے موافق تھے

کہ ٹھیک اپنی زقی (حالت) پر ہونا چاہئے ۲۔ اور شاہ عبدالعزیزؒ اس کے مخالف مذہب رکھتے تھے کہ رؤیت عام ہے کسی بھی

حالت میں ہو حضور ﷺ ہی ہوں گے۔ اور جمہور علماء دیوبند کا بھی یہی مسلک ہے دل میں اگر یہی ہے کہ تپ ﷺ ہیں

اور ہیت منکرہ دیکھی تو یہی کہا جائیگا کہ یہ روایت صادقہ ہے البتہ ہیت منکرہ میں دیکھنا اپنی غلطی ہے یا رائی کی روایت کی کمزوری اور کمی ہے۔ مولانا عبدالحی (حضرت نانوتوی کے شاگرد) نے خواب میں دیکھا کہ میں غازی آباد اسٹیشن پر ہوں اور حضور ﷺ کو دیکھا کہ تشریف لا رہے ہیں اور کوٹ پتلون پہنے ہوئے ہیں یہ گھبرائے کیونکہ معمرین نے لکھا ہے کہ رائی کے نقصان پر دال ہے گھبرا کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کو لکھا، حضرت مولانا کو تعبیر کا خاص ملکہ تھا جواب میں لکھا کہ یہ ایک اور چیز کی طرف اشارہ ہے، یہ دکھلایا گیا ہے کہ آج کل دین پر نصلائی کا غلبہ ہے، دین حضور ﷺ کی ذات ہے اور لباس نصاری کا ہے ۱۔

**البحث الرابع:** ..... اگر کوئی آپ ﷺ کو خواب میں دیکھے اور آپ ﷺ اسے کچھ ارشاد فرمائیں تو کیا وہ حجت ہے یا نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ جو آپ ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمایا اگر وہ بیداری میں فرمائے ہوئے کے موافق ہو تو حجت ہوگا اور یہ تائید ہوگی ورنہ اصل حجت تو وہی ہے جو آپ ﷺ حالت بیداری میں فرما چکے ہیں اور اگر تطبیق ممکن نہ ہو خلاف ہو تو حجت نہیں ہے اسی سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اس عدم حجت کی چند وجوہ ہیں۔

**الوجه الاول:** ..... محدثین نے فرمایا کہ مغفل کی روایت معتبر نہیں ہے جب مغفل کی روایت معتبر نہیں ہے تو ناظم کی کیسے معتبر ہوگی؟

**الوجه الثاني:** ..... اس کی تو ضمانت ہے کہ شیطان آپ کی صورت نہیں بنا سکتا لیکن اس کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ تلبیس بھی نہیں کر سکتا ایک شخص کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی تو فرمایا اشرب الخمر شیخ علی متقی صاحب کنز العمال کے پاس مدینہ منورہ میں جب اس کو پیش کیا گیا تو فرمایا کہ حضور ﷺ نے تو اسے فرمایا تھا لا تشرب الخمر لیکن شیطان نے تلبیس کر دی ۲۔

**الوجه الثالث:** ..... نیز بیداری کی روایت، روایت قویہ ہے دیکھنے والا صحابی ہو جاتا ہے اور نیند کی حالت کی روایت اس درجہ میں نہیں ہے اسی لئے صحابی بھی نہیں ہوتا۔

**الوجه الرابع:** ..... آپ ﷺ کی روایت فی المنام ایک بشارت رحمانی ہے یہ کوئی شریعت بیان کرنے کی جگہ نہیں ہے۔

**البحث الخامس:** ..... بیداری میں آپ ﷺ کو کوئی دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ ۱۔ محدثین اور ابن تیمیہ اس کے منکر ہیں ۲۔ صوفیاء اور اولیاء حضرات اس کے قائل ہیں ۳۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ حق بات یہ ہے کہ ممکن ہے، اور انکار جہل ہے حضرتؒ نے لکھا ہے علامہ سیوطیؒ نے فرمایا کہ میں نے ۲۲ مرتبہ حالت بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت کی ہے۔ عبد الوہاب شعرانی کے بارے میں ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بخاری حالت بیداری میں آپ ﷺ سے پڑھی ہے۔

فائدہ اولیٰ: ..... رویت کی دو قسمیں ہیں ایک رویت منامی۔ دوم رویت منامی۔ رویت منامی کے دو اسباب ہوتے ہیں۔

سبب اول: ..... بشارت محبت الہی اور بشارت فضل الہی ہوتی ہے یہ اعلیٰ درجہ ہے۔

سبب ثانی: ..... تحدیث نفس: کہ کثرت سے آپ ﷺ کا ذکر کیا، درود شریف پڑھا تو جس کا تذکرہ

بیداری میں ہوتا ہے وہ خواب میں بھی آ جاتا ہے یہ بھی نوع بشارت ہے۔

سبب ثالث: ..... مطلق خواب کا ایک تیسرا سبب غلطہ شیطانی بھی ہوتا ہے

فائدہ ثانیہ: ..... کبھی کثرت تصور کی وجہ سے حالت بیداری کے اندر صورت خیالیہ بھی ہو جاتی ہے۔ اس کا صحیح

ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ حدیث میں فی المنام کی قید ہے ((من رانی فی المنام))

(۸۱)

## باب کتابۃ العلم

علم کی باتیں لکھنا

### تحقیق و تشریح

ترجمة الباب کی غرض: ..... امام بخاریؒ اس باب میں علم کی اہمیت بتلاتے ہیں کہ اتنا اہم ہے کہ بھول

جانے کا خوف ہو تو لکھ لینا چاہیے لان الكتابة وسیلة الحفظ اگر علم سے مراد خاص علم حدیث ہے تو غرض الباب

ایک اختلافی مسئلہ میں جمہور کی تائید ہوگی کیونکہ بعض حضرات کتابت حدیث کے جواز کے قائل نہیں ہیں جبکہ

جمہور قائل ہیں تو اس سے جمہور کی تائید ہوگئی چنانچہ محدثین کتابت کرتے ہیں۔

(۱۱۱) حدثنا محمد بن سلام قال انا وكيع عن سفين عن مطرف

هم عن محمد بن سلام (بيكندی) نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع (بن جراح) نے خبر دی، انھوں نے سفیان سے انھوں نے مطرف سے

عن الشعبي عن ابي جحيفة قال قلت لعلی هل عندكم كتاب قال

انھوں نے شعبی سے، انھوں نے ابو جحیفہ سے، کہا میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے؟ انھوں نے کہا

لا الا كتاب الله اوفهم اعطيه رجل مسلم او مافی هذه الصحيفة

کوئی نہیں مگر اللہ کی کتاب (قرآن شریف) یا سمجھ جو مسلمان کو دی جاتی ہے (اللہ کی طرف سے لٹی ہے) یا جو اس ورق میں لکھا ہوا ہے

قال قلت وما في هذه الصحيفة قال العقل وفكاك الاسير ولا يقتل مسلم بكافر

ابو جحیفہ نے کہا میں نے پوچھا اس ورق میں کیا لکھا ہوا ہے؟ (حضرت علیؑ نے) کہا دیت کا بیان اور قیدیوں کے چھڑانے کا اور یہ حکم کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ((في هذه الصحيفة))

حدثنا محمد..... هل عندكم:..... ۱۔ حضرت علیؑ کو خطاب ہے اور جمع تعظیم کے لیے ہے ۲۔ یا اہل بیت مراد ہیں حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔ یہ صحیفہ پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس تھا پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت علیؑ کے پاس تھا اس کے اندر دیت، زکوٰۃ اور قیدیوں کے متعلق احکام تھے۔

لا يقتل مسلم بكافر:..... مسئلہ اختلافیہ

۱۔..... ائمہ ثلاثہ اُس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ مطلقاً کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا ۲۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ ذی اس سے مستثنیٰ ہے امام صاحبؒ کا مذہب بظاہر اس حدیث کے خلاف ہے۔

دلائل احناف:

دلیل اول:..... ذمیوں کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے ((اموالہم کاموالنا ودمانہم کدماننا و اعراضہم کاعراضنا)) ۲۔ ترمذی شریف میں ہے ((لہم مالنا وعلیہم ماعلینا)) یعنی معاہدے سے ان کی تمام چیزیں محفوظ ہو گئیں ہیں ۳۔

ثانی:..... نظر طحاویؒ یہ ہے کہ جب ذمی چوری کرتا ہے تو ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے تو جب مال میں بدلہ ہے تو جان میں بھی بدلہ ہوگا۔

ثالث:..... عقد ذمہ ہوتا ہی مال و جان اور عزت کی حفاظت کے لئے ہے جب مسلمان کو اس کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے تو عقد ذمہ باطل ہو جائیگا۔

حدیث مبارکہ کا جواب اول:..... اس حدیث میں کافر سے کافر حربی مراد ہے۔ ۴۔

جواب ثانی:..... حدیث مذکورہ فی الدلیل الاول من جانب الاحناف کی وجہ سے حدیث باب کی تخصیص ہو جائیگی ذمی اس حدیث سے خاص کر لیا جائیگا۔

۱۔ انظر: ۱۸۷۰، ۳۰۴۷، ۳۱۷۲، ۳۱۷۹، ۳۱۷۵، ۲۹۰۳، ۲۹۱۵، ۲۹۰۰، ۷۳۰۰ اخرجه الترمذی فی الدیات عن احمد بن منيع والنسائی فی القود عن محمد بن منصور وابن ماجه فی الدیات عن علقمہ بن عمرو اس حدیث کی سند میں چھپے راوی حضرت ابو جحیفہ بضم الجیم وفتح الحاء مہملہ وسکون الباء ہیں اور ان کا نام وہب بن عبد اللہ ہے ۱۔ اور ان کی کل مرویات ۲۵ ہیں۔ اور ان کا کوفہ میں ۷۲ ہج میں انتقال ہوا وکان من صغار الصحابة قبل توفي رسول الله ﷺ ولم يبلغ الحلم: عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۵۹ ۲۔ درس بخاری ص ۲۱۳ ۳۔ درس بخاری ص ۲۱۳

فائدہ: ..... مستامن بھی کافر حربی میں شامل ہے بعض حضرات مستامن کو ذمی کے ساتھ ملاتے ہیں۔

جواب ثالث: ..... علامہ ابن ہمام نے ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں فرمایا کہ یہ حدیث دماء جاہلیت کے بارے میں ہے یعنی اگر دور جاہلیت میں کسی کافر کو قتل کیا ہو پھر اسلام لے آئے تو مسلمان کو اس کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

(۱۱۲) حدثنا ابو نعیم الفضل بن دکین قال ثنا شیبان عن یحیی عن ابی
ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، انھوں نے یحییٰ بن ابو کثیر سے
سلمة عن ابی ہریرۃ ان خزاعة قتلوا رجلا من بنی لیث عام
انھوں نے ابو سلمہ سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ خزاعہ والوں نے (جو ایک قبیلہ ہے) بنی لیث (قبیلہ) کے ایک شخص کو اس سال مار ڈالا
فتح مکة بقتیل منهم قتلوه فاخبر بذلك النبی ﷺ
جس سال کہ مکہ فتح ہوا، اپنے ایک خون کے بدلے جو بنی لیث نے ان کا کیا تھا اس کی خبر آنحضرت ﷺ کو دی گئی
فرکب راحلته فخطب فقال ان الله حبس عن مكة القتل او الفیل قال محمد
آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ سے قتل یا فیل (ہجیر) کو روک دیا، امام بخاری نے کہا
واجعلوه علی الشک کذا قال ابو نعیم القتل او الفیل وغیره يقول الفیل
اس لفظ کو شک ہی کے ساتھ رکھو، ابو نعیم نے یوں ہی کہا قتل یا فیل، اور ابو نعیم کے سوا اور لوگوں نے فیل کہا ہے (عہ نہیں کیا)
وسلط علیهم رسول الله ﷺ والمؤمنون الا وانها لم تحل لاحد قبلی
اور اللہ کے رسول اور مسلمان ان پر غالب آ گئے (یعنی مکہ کے کافروں پر) بن رکھو مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا
ولا تحل لاحد بعدی الا وانها حلت لی ساعة من نهار الا وانها ساعتی هذه حرام
نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا، بن رکھو! میرے لئے بھی وہ ایک گھڑی دن کی حلال ہو اس لو مکہ اب اس وقت حرام ہے
لا یختلی شوکھا ولا یعضد شجرھا ولا تلقط ساقطھا
وہاں کے کانٹے نہ کاٹے جائیں اور وہاں کے درخت نہ قطع کیے جائیں اور وہاں کی پڑی ہوئی چیز نہ اٹھائی جائے
الا لمنشد فمن قتل فهو بخیر النظرین اما ان یعقل واما ان یقاد
مگر جو پہنچوانا چاہے (اور اٹھاتا ہے) پس جس کا کوئی عزیز مارا جائے اس کو دو میں سے ایک اختیار ہے یا تو دیت لے اور یا قصاص
اهل القتل، فجاء رجل من اهل الیمن فقال
پس مقتول کے وارث اتنے میں یمن والوں میں سے ایک شخص (ابوشاہ) آیا اس نے عرض کیا

اكتب لى يارسول الله فقال اكتبوا لابى فلان فقال رجل من قریش

: يارسول الله! (آپ نے جو باتیں بیان فرمیں...) مجھ کو لکھ دیجئے آپ نے لوگوں سے فرمایا ابو فلان کو لکھ دو، قریش کے ایک شخص

الا الاذخر يارسول الله فانا نجعله فى بيوتنا وقبورنا

(حضرت عباسؓ) نے عرض کیا یارسول اللہ اذخر کاٹنے کی اجازت دیجئے ہم اس کو گھروں اور قبروں میں لگاتے ہیں

فقال النبى ﷺ الا الاذخر الا الاذخر !

آپ ﷺ نے فرمایا سوائے اذخر کے سوائے اذخر کے (وہ کاٹ سکتے ہو)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة فى قوله ((اكتبوا لابی فلان)) وكل ما يكتب من النبى ﷺ فهو علم

حدثنا ابو نعیم..... ان خزاعة:..... یہ آپ ﷺ کے حلیف تھے۔

قتلوا رجلا:..... قصہ یہ ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام سرزمین مکہ میں آباد تھے

بنو جرہم قبیلہ کو وہاں ٹھہرنے کی اجازت دی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی بنو جرہم میں ہوئی پھر بنو خزاعہ

اور بنو جرہم کی لڑائی ہوئی تو بنو خزاعہ غالب آگئے اور کعبۃ اللہ پر بنو خزاعہ نے قبضہ کر لیا پھر بنو خزاعہ اور قریش نے ٹکری

تو قریش نے کعبۃ اللہ پر قبضہ کر لیا اور بنو خزاعہ کو مکہ سے نکال دیا صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ نے بنو خزاعہ وغیرہ

کو اختیار دیا کہ جس کے ساتھ چاہو حلیف بن جاؤ بنو خزاعہ عداوت قریش کی وجہ سے آپ ﷺ کے حلیف بن گئے

اور بنولیت کفار قریش کے حلیف بن گئے یہ معاہدہ ہوا کہ کوئی کسی پر حملہ نہیں کرے گا۔ شرائط میں یہ بات طے ہوئی تھی

کہ قتل حلیف قتل اصل ہے چنانچہ دو سال بعد بنولیت نے بنو خزاعہ کا آدمی قتل کر دیا یہ حضور ﷺ کے پاس آئے کہ

ہمارا آدمی قتل کر دیا گیا ہے آپ ﷺ نے قریش سے فرمایا کہ قاتل حوالے کرو ورنہ معاہدہ ختم۔ تو انہوں نے قاتل

سپر کرنے سے انکار کر دیا آپ ﷺ نے نقض عہد کا اعلان فرما کر مکہ پر چڑھائی کر دی اور فتح حاصل کر لی۔ بعد افتح

خزاعہ نے لیث کا آدمی قتل کر دیا تو حضور ﷺ نے فیصلہ کیا کہ قتل کی دیت دی جائے یا قصاص۔

ولا تلتقط ساقطها الا لمنشد:..... اور حرم کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے سوائے اس کے کہ پہنچانا چاہے۔

سوال:..... اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ غیر حرم کا لقطہ تعریف کرنے والے کے علاوہ کے لئے بھی جائز ہے۔

جواب اول:..... عام طور پر حج کے مشاغل ایسے ہوتے ہیں کہ تعریف مشکل ہو جاتی ہے اس لئے خصوصیت سے

ذکر کیا کہ وہاں تعریف سے موانع موجود ہیں۔

جواب ثانی: ..... حرم میں تعریف انتہائی مشکل ہوتی ہے تو حقیقت میں اس حدیث کے اندر اٹھانے سے ہی روکنا ہے نہ کہ استثناء۔

فہو بخیر النظرین: ..... مرجع من قتل ہے اور مراد اہل من قتل ہے۔ صنعت استخدا م ہے۔

اذا نزل الشتاء بارض قوم ❁ رعيناه وان كانوا غضاباً

امان یعقل و امان یقاد: ..... مراد یہ ہے کہ دونوں میں وہ مختار ہے چاہے دیت لے چاہے قصاص۔ مسئلہ اختلافیہ: ..... اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر دے تو اہل قتل کو اختیار ہے کہ دیت لیں یا قصاص۔ لیکن یہ اختیار قاتل کو بھی ہے یا نہیں؟ تو عند الجمہور قاتل کو بھی اختیار ہے کہ چاہے دیت دے یا چاہے قصاص یعنی دونوں میں تساوی ہے ۲۔ امام اعظمؒ تساوی کے قائل نہیں ہیں امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ اصل حکم قصاص ہے۔

دلیل اول: ..... حدیث میں ہے ((كتاب الله القصاص)) ۱۔

دلیل ثانی: ..... قرآن میں ہے ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّٰۤاُولٰٓئِیۡ الْاَلْبَابِ﴾ ۲۔

دلیل شوافع: ..... اس حدیث میں تقابل سے یہی معلوم ہوتا ہے ۱۔ کہ اگر وارث قصاص معاف کر دیں ۲۔ یا وارثوں میں سے کوئی ایک معاف کر دے ۳۔ یا اہل قتل خاموش رہیں اور ایک زمانہ تک مطالبہ نہ کریں تو قصاص ساقط ہو کر دیت کی طرف انتقال کر جاتا ہے۔ ۴۔ یا دیت پر مصالحت ہو جائے۔

ثمرہ اختلاف: ..... دو صورتوں میں ظاہر ہوگا

الصورة الاولى: ..... اہل قتل کہیں کہ ہم نے تو دیت ہی لینی ہے اور قاتل کہتا ہے کہ میں نے دیت نہیں دینی میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہیں تو اب احناف کے نزدیک قصاص لیا جائے گا جب کہ جمہور کے نزدیک اس پر دیت واجب ہوگی۔ الصورة الثانية: ..... یا اہل قتل مطالبہ قصاص کا کرتے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ میں تو دیت ہی دوں گا اب بھی عند الاحناف قصاص دینا پڑے گا اور عند الجمہور دیت دے گا۔

اكتبوا لابی فلان: ..... اور بعض میں تصریح ہے اكتبوا لابی شاہ۔ یہاں سے کتابت کا جواز بھی نکل آیا اور اس سے مطابقت بھی ہوگئی۔

(۱۱۳) حدثنا علی بن عبد الله قال ثنا سفیان قال ثنا عمرو قال اخبرني وهب بن منبه عن ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو نے بیان کیا، کہا مجھ کو وہب بن منہ نے خبر دی اخیه قال سمعت ابا هريرة يقول مامن اصحاب النبي ﷺ احد انھوں نے اپنے بھائی (ہام بن منہ) سے، کہا میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا فرماتے تھے آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں مجھ سے

اکثر حدیثا عنه منی الاما کان من عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب

زیادہ حدیث کا روایت کرنے والا کوئی نہیں البتہ عبد اللہ بن عمرو نے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا

تابعہ معمر عن ہمام عن ابی ہریرۃ۔

وہب بن منبہ کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی ہمام سے روایت کیا ہے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث لترجمة الحديث ظاهرة وهوان عبد الله بن عمرو من افاضل الصحابة رضى

الله تعالى عنهم كان يكتب ما يسمعه من النبي ﷺ ولولم تكن الكتابة جائزة لما كان يفعل كذلك۔

حدثنا على بن عبد الله:.....

سوال:..... یہاں سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن عمروؓ کی احادیث زیادہ ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ کی کم جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

جواب:..... روایت کے لحاظ سے تو حضرت ابو ہریرہؓ کی احادیث زیادہ ہیں آپ روایت کے لحاظ سے نہیں کہہ رہے بلکہ لکھنے کے اعتبار سے کہہ رہے ہیں کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس لکھا ہوا مجموعہ کم تھا۔

اسباب کثرة رواية ابی ہریرۃ:..... اس کے دو سبب ہیں۔

اول:..... حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کو کچھ اسرائیلیات بھی یاد تھیں اس لیے عبد اللہ بن عمروؓ خود روایت کرنے میں اور لوگ روایت لینے میں احتیاط برتتے تھے کہ خلط نہ ہو جائیں۔

ثانی:..... حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احادیث زیادہ حفظ تھیں تو جس کو احادیث یاد ہوں وہ جہاں کہیں کھڑا ہو گا سنا دے گا۔

سوال:..... حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیادہ احادیث کیوں یاد تھیں؟

جواب:..... اس کے دو سبب ہیں۔ (۱) کثرت ملازمت۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس لیے زیادہ احادیث یاد ہیں کہ انصار لوگ کھیتی باڑی کے لیے اور مہاجر تجارت کے لیے چلے جاتے میں آپ ﷺ کے پاس پڑا رہتا۔

(۲) دوسرا سبب دعا استاد۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن عرض کیا کہ مجھے احادیث بھول جاتی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ چادر پھیلاؤ میں نے پھیلائی تو آپ ﷺ نے لپ بھر کر کچھ ڈالا اور مجھے کہا کہ لپیٹ لو میں نے لپیٹ لیا تو اس کے بعد میں نہیں بھولا۔



(۱۴) حدثنا يحيى بن سليمان قال حدثني ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب  
 بهم سے تکی بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے وہب نے بیان کیا، کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انھوں نے ابن شہاب  
 عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس قال لما اشتد بالنبي ﷺ وجعه  
 سے انھوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انھوں نے ابن عباسؓ سے کہا جب آنحضرت ﷺ بہت بیمار ہوئے تو آپؐ نے  
 قال ائتوني بكتاب اكتب لكم كتابا لاتضلوا بعده قال عمر  
 اسی بیماری کی سختی میں فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ! میں تمہارے لیے ایک کتاب لکھوا دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو حضرت عمرؓ نے کہا  
 ان النبي ﷺ غلبه الوجع وعندنا كتاب الله حسبنا فاختلفوا  
 آنحضرت ﷺ پر بیماری کی سختی ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے وہ ہم کو کافی ہے لوگوں نے اختلاف شروع کیا  
 وكثر اللغط قال قوموا عني ولا ينبغي عندي التنازع فخرج ابن عباس يقول  
 بوجہ ملج گیا آپؐ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ میرے پاس لڑنا جھگڑنا مناسب نہیں (ابن عباسؓ) نے جب یہ حدیث روایت کی تو یہیں کہتے ہوئے نکلے  
 ان الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله ﷺ وبين كتابه .  
 :ہائے مصیبت وائے مصیبت جس نے آنحضرت ﷺ کو یہ کتاب نہ لکھوانے دی۔

ایتونی بکتاب :..... معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ میں لکھنے کا معمول تھا جہی تو مرض الوفا میں آپ ﷺ نے کاغذ  
 لانے کا فرمایا۔

### حدیث قرطاس

حدیث قرطاس والا واقعہ وفات شریف سے چار روز قبل یوم النہیس کا ہے۔ آپ ﷺ کو اس وقت بہت تکلیف  
 تھی اور اسی حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا قلم، کاغذ، دوات لاؤ! میں تمہیں لکھوا دوں تاکہ تم بہک نہ جاؤ۔ حضرت  
 عمرؓ نے فرمایا کہ اس وقت حضور ﷺ پر تکلیف غالب ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس وقت تکلیف نہ دیں (جیسا کہ  
 شفیق استاد حالت مرض میں شاگرد سے کہے کہ میں پڑھاتا ہوں اور شاگرد عرض کرے کہ اس وقت رہنے دیجئے)

سوال :..... حضرت عمرؓ نے لکھنے سے کیوں منع کیا؟

جواب اول :..... حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کے لیے تخفیف اور سہولت کا ارادہ فرمایا کہ جب طبیعت بحال ہو جائے  
 گی تو لکھوالیں گے۔

جواب ثانی: ..... کیا حضرت عمرؓ کو خطاب تھا؟ نہیں بلکہ سارے صحابہ کرامؓ مخاطب تھے اور کیا حضرت عمرؓ کا اتنا ہی رعب تھا کہ کوئی اور صحابی لای نہ سکا؟ پھر جب حضرت عمرؓ نماز وغیرہ کے لیے جاتے تو انکی عدم موجودگی میں لکھوا لیتے؟

جواب ثالث: ..... ان کلمات کے بعد آنحضرت ﷺ پانچ دن تک زندہ رہے تو پانچ دن تک کسی نے کیوں نہ لکھوایا۔

جواب رابع: ..... جو آپ ﷺ لکھوانا چاہتے تھے وہ کوئی استجابی امر تھا، وجوبی نہیں تھا اگر وجوبی ہوتا تو لازم آئیگا کہ آپ ﷺ نے تبلیغ رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور دین کی تکمیل کئے بغیر جا رہے ہیں (نعوذ باللہ)

جواب خامس: ..... آپ ﷺ کبھی امتحان سوال کیا کرتے تھے۔ یہ بھی امتحان تھا۔ صحابہؓ سمجھ گئے کہ امتحانی سوال ہے اور آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کا ثبوت دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا ان کو یقین ہے کہ دین کی تکمیل ہوگئی یا نہیں؟ جب حضرت عمرؓ نے کہہ دیا ”حسبنا کتاب اللہ“ تو حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔

جواب سادس: ..... حضرت عمرؓ کی ”موافقت رائے“ والی خصوصیت تھی بہت ساری باتیں اللہ تعالیٰ نازل کرنا چاہتے، تو حضرت عمرؓ کی زبان پر جاری ہو جاتیں اور بہت ساری باتوں میں حضور ﷺ نے اپنے مشورہ کو حضرت عمرؓ کے مشورے کی وجہ سے بدل لیا۔ جیسے ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ کی پیچھے گئے آنحضرت ﷺ سے ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا یہ جوتا لے جاؤ اور اعلان کردو ((من قال لا اله الا الله دخل الجنة)) آگے سے عمرؓ مل گئے انھوں نے منع کر دیا حضرت ابو ہریرہؓ نے واپس جا کر حضور ﷺ سے بیان کر دیا۔ حضرت عمرؓ بھی آگے اور اس کا نقصان عرض کیا کہ لوگ کلمہ پڑھ کر بیٹھ جائیں گے، اعمال نہیں کریں گے ایسے ہی یہاں بھی حضرت عمرؓ کی رائے سے حضور ﷺ نے اتفاق کر لیا۔

جواب سابع: ..... فتح الباری میں مسند احمد سے نقل ہے کہ حضرت علیؓ کو حکم دیا تھا اور مناسب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ اہل بیت نبوی سے تھے۔ رافضیوں نے خوب پروپیگنڈہ کیا اور حضرت عمرؓ کو ہدف ملامت بنایا۔ حکم تو حضرت علیؓ کو دیا تھا وہ کیوں رک گئے؟

جواب ثامن: ..... اگر کوئی دین کی ضروری چیز لکھوانی ہوتی تو خود حضور ﷺ ہرگز نہ رکتے بلکہ عمرؓ کو ڈانٹ دیتے اور کاغذ منگوا کر ضرور لکھوا دیتے مگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت عمرؓ کی رائے پسند تھی۔

و عندنا کتاب اللہ حسبنا: ..... سوال: حضور ﷺ لکھوانا چاہتے تھے اور جو لکھواتے وہ حدیث ہوتی حضرت عمرؓ نے عرض کیا ”کتاب اللہ حسبنا“ اور بعض روایات میں ”حسبنا کتاب اللہ“ آیا ہے تو یہ حدیث کا انکار ہو گیا۔ منکرین حدیث اس سے استدلال کرتے ہیں کہ دیکھو عمرؓ نے کہہ دیا ہے کہ حدیث کی ضرورت نہیں؟



## ﴿تحقيق وتشریح﴾

الباب له ترجمتان وهما العلم والعظة او اليقظة بالليل فمطابقة الحديث للترجمة الاولى  
فى قوله (ماذا انزل الليلة من الفتن وماذا فتح من الخزائن) وقوله ((رب كاسية فى الدنيا عارية فى  
الآخرة)) ومطابقته للترجمة الثانية فى قوله (ايقظوا صواحب الحجر)

ام سلمة: ..... یہ امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ ۱

ماذا انزل الیة من الفتن ۲: ..... حقیقی فتنہ مراد نہیں ہے بلکہ مراد فتنوں کے بارے میں انزال وحی ہے کہ انکا  
علم اتارا گیا۔

وماذا فتح من الخزائن: ..... ۱۔ مراد اس سے رحمت ہے ۲۔ یاروم وفارس کے خزائن مراد ہیں پہلا معنی ہو تو  
انزال بالفعل مراد ہوگا۔

رب كاسية فى الدنيا عارية فى الآخرة: ..... اس کی چند تفسیریں ہیں۔

التفسیر الاول: ..... بہت ساری عورتیں اس دنیا میں اعمال کرنے والی ہوگی لیکن آخرت میں ان سے خالی ہوگی  
التفسیر الثانی: ..... بہت ساری عورتیں لباس پہننے والی ہوگی لیکن چونکہ لباس غیر شرعی ہوگا اس لیے آخرت میں  
نگاہ ہونے کی سزا دی جائے گی۔

التفسیر الثالث: ..... بہت ساری عورتیں دنیا میں نعمتوں والی ہوگی لیکن ناشکری کی وجہ سے آخرت میں نعمتوں  
سے خالی ہوگی۔

مطابقت: ..... ترجمۃ الباب میں دو جزء ہیں ۱۔ پہلا جزء ماذا انزل سے ثابت ہوا کہ فتنوں کا علم اتارا گیا تو معلوم  
ہوا کہ رات کو تعلیم و تعلم ہو سکتا ہے اس سے اسکی بڑی دلیل ہے ﴿انا انزلناه فى ليلة القدر﴾ ۳۔ دوسرا جزء العظة  
باللیل ہے اور یہ ايقظوا سے ثابت ہے۔ کہ جگانے کا حکم نصیحت کرنے کے لیے ہے کہ توبہ واستغفار کرو۔

انزل الليلة: ..... اس کی بعض حضرات نے یہ توجیہ کی ہے کہ یہ انزال تجسم معانی کے ساتھ ہوا کیونکہ کبھی کسی معنوی  
چیز کو شکل میں متمثل کر دیا جاتا ہے جیسے آخرت میں ہوگا۔

۱۔ ام سلمة هند و قیل رثلة زوج النبی ﷺ بنت ابی اُمیة حذیفہ و روی لها عن النبی ﷺ ثلث مائة وثمانية وسبعون حديثاً هاجرت الى  
الحبشة والى المدينة تزوجها رسول الله ﷺ فى شوال سنة اربع و توفيت سنة تسع وخمسين وقيل فى خلافة يزيد بن معاوية وكان  
لها حين توفيت اربع وثمانون سنة فصلى عليه ابو هريرة فى الاصح واتفقوا انها دفنت بالقيع: عمدة القارى ج ۲ ص ۱۸۲، ۱۸۳  
۲۔ آپ ﷺ پر مکشوف ہوا کہ آگے فتنے آنے والے ہیں قضاء و قدر میں جو طے ہوا تھا اسے دکھایا گیا: درس بخاری ص ۲۱۷

(۸۳)

## باب السمر بالعلم

رات کو علم کی باتیں کرنا

(۱۱۶) حدثنا سعيد بن عفیر قال حدثني الليث قال حدثني عبد الرحمن بن خالد بن مسافر  
ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد الرحمن بن خالد بن مسافر نے  
عن ابن شہاب عن سالم وابی بکر بن سلیمان بن ابی حثمة ان عبد اللہ بن عمر قال  
ابن شہاب سے انھوں نے سالم بن عبد اللہ اور ابو بکر بن سلیمان بن ابو حثمة سے کہ عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا  
صلی لنا النبی ﷺ العشاء فی اخر حیاتہ فلما سلم قام فقال  
کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی آخری عمر میں ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا  
ارایتکم لیلکم هذه فان رأس مائة سنة منها لا یقی ممن هو علی ظهر الارض احد.  
کیا تم نے اس رات کو دیکھا (اے یار مکنا) اب سے سو برس کے بعد جتنے لوگ اس وقت زمین پر ہیں ان میں سے کوئی نہیں رہے گا

انظر: ۲۱۰، ۵۶۳ اخرجه مسلم فی الفضائل عن عبد اللہ بن عبد الرحمن

(۱۱۷) حدثنا ادم قال ثنا شعبه قال ثنا الحكم قال سمعت سعید بن جبیر عن  
ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حکم نے بیان کیا، کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا انھوں نے  
ابن عباس قال بت فی بیت خالتی میمونة بنت الحارث زوج النبی ﷺ  
ابن عباس سے (کہ ابن عباس نے) کہا میں ایک رات کو اپنی خالہ میمونہ بنت حارث کے پاس سویا جوبی بی تھیں آنحضرت ﷺ کی  
وكان النبی ﷺ عندها فی لیلتها فصلی النبی ﷺ العشاء ثم جاء الی منزله  
اور اس رات کو آنحضرت ﷺ بھی انھیں کے پاس تھے (ان کی بادی حقی) آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر (سجہ) گھر آئے  
فصلی اربع رکعات ثم نام ثم قام ثم قال نام الغلیم او کلمة تشبهها ثم قام  
اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سو رہے پھر بیدار ہو کواٹھے اور فرمایا چھوٹا بچہ سو گیا یا کچھ ایسا ہی کلمہ فرمایا پھر (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے

فقمت عن يساره فجعلني عن يمينه فصلى خمس ركعات  
 لو میں بھی (جاگا اور) آپ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھ کو اپنی دائیں طرف کر لیا اور پانچ رکعتیں پڑھیں  
 ثم صلى ركعتين ثم نام حتى سمعت غطيطة او خطيطة ثم خرج الى الصلوة۔  
 پھر دو رکعتیں (نجر کی سنتیں) پڑھیں پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی (یعنی ابن عباسؓ  
 نے غطيطة فرمایا یا خطيطة فرمایا) پھر (صبح کی) نماز کے لئے برآمد ہوئے۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

سمر چاند کی چاندنی کو کہتے ہیں پھر چونکہ چاندنی رات میں بیٹھ کر لوگ گپ شپ، قصہ گوئی کرتے تھے تو رات  
 کی قصہ گوئی کو ہی سمر کہنے لگے پھر اور توسع ہوا تو رات کے پڑھنے پڑھانے کو بھی سمر کہہ دیا اور گھروالوں کے ساتھ بات  
 چیت کو بھی سمر کہہ دیتے ہیں۔ بہر حال رات کی قصہ گوئی کو مجازاً سمر کہہ دیتے ہیں جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

كان لم يكن بين الحجون الى الصفا ﴿﴾ انيس ولم يسمر بمكة سامر

ترجمہ الباب کی غرض: ..... حدیث میں عشاء کے بعد گپ شپ سے منع کیا ہے تو امام بخاریؒ حدیث کی تخصیص  
 کر رہے ہیں کہ علم کی باتیں کرنا اور پڑھنا پڑھانا اور مطالعہ اس میں داخل نہیں۔ ترجمہ الباب سے مناسبت واضح ہے۔

فان رأس مائة سنة منها لا يبقى ممن هو على ظهر الارض احد: .....  
 اعتراض: ..... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، آج کی رات سے سو سال تک اور اندر اندر سب لوگ جو اس وقت  
 موجود ہیں فنا ہو جائیں گے اور یہ واقعات سے ایک ماہ قبل کا ہے لہذا ایک سو دس ہجری تک سب کو ختم ہو جانا چاہیے  
 حالانکہ قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اب تک زندہ ہونا ثابت ہے اور بعض حیات خضر کے قائل ہیں اور  
 بعض حضرات سے یہ بھی منقول ہے کہ دجال بھی زندہ ہے، تو پھر اس حدیث کا صحیح مطلب اور مصداق کیا ہوگا؟  
 جواب اول: ..... اصولی جواب یہ ہے کہ حدیث اکثر افراد پر مشتمل ہے۔

جواب ثانی: ..... اگر اس حدیث کو عموم پر محمول کر لیں تو جواب یہ ہے کہ دوسرے دلائل کی بناء پر تخصیص ہو سکتی ہے۔  
 جواب ثالث: ..... حدیث میں ظہر الارض کے الفاظ ہیں اور علی ظہر الارض ان تینوں میں سے کوئی  
 نہیں ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آسمانوں پر ہیں، خضر اور دجال سمندروں میں تو جواب یہ ہے کہ مراد وہ مخلوقات  
 ہیں جو محجوب عن الابصار نہ ہوں۔

**فائدہ اولی:**..... جنوں کی چونکہ لمبی عمر ہوتی ہے اگر کوئی جن صحابیت کا دعویٰ کرے تو جائز اور ممکن ہے لیکن انسانوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ ہندوستان میں ایک علاقہ ہے بائٹھندہ وہاں ایک رتن بابا گزرے ہیں جس نے صحابیت کا دعویٰ کیا اس حدیث کی وجہ سے اسکی تردید کی گئی مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں بھی تردید ہے۔ علامہ انور شاہ صاحب نے بھی انکار فرمایا۔

**واقعہ:**.....

شاہ اہل اللہ کا مسجد میں سانپ مارنا جنوں کے بادشاہ کے سامنے حاضری و جن صحابی کی زیارت اور سماع حدیث تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ شاہ اہل اللہ مسجد میں بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اچانک ایک چھوٹا سا سانپ نمودار ہوا شاہ صاحب نے اسے مار ڈالا، دو آدمی آئے اور انھوں نے کہا آپ کو بادشاہ بلارہا ہے۔ شاہ صاحب یہ سمجھے کہ انسانوں کا بادشاہ بلارہا ہوگا کیونکہ اس وقت ہندوستان پر مغلوں کی بادشاہی تھی۔ حضرت شاہ صاحب ان دونوں کے ساتھ چل پڑے اور وہ انھیں جنگل میں لے گئے اور شاہ صاحب بھی چلتے رہے اور یہی سمجھا کہ انسانوں کا بادشاہ شکار کے لیے جنگل میں نکلا ہے اور جنگل ہی میں انہیں بلایا ہے وہ ان دونوں کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے زمین پر ایک دروازہ دیکھا اس میں داخل ہو گئے، تو کیا دیکھتے ہیں جنوں کا بادشاہ عدالت لگائے فیصلے نمٹا رہا ہے شاہ صاحب نے اس پر سلام کہا اور مجلس کے ایک کنارے میں بیٹھ گئے جب بادشاہ فیصلوں سے فارغ ہوئے تو شاہ جی کو طلب کیا اور مدعی یہ کہتے ہوئے نمودار ہوا کہ ان هذا قتل ابني واطلبوا القود منه شاہ اہل اللہ نے فرمایا میں نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ پھر پتہ چلا کہ قتل ولد سے مدعی کی مراد یہ ہے کہ انھوں نے سانپ کی صورت میں قتل کیا ہے۔ شاہ صاحب نے اسکے قتل کا اقرار کیا اور قریب تھا کہ انھیں بادشاہ کے حکم پر قتل کر دیا جاتا لیکن وہاں ایک جن صحابی ظاہر ہوئے اور یہ حدیث پڑھی ((من قتل فی غیر ذیہ فدمہ ہدر)) بادشاہ نے اسکا خون معاف کر دیا جب اس نے نبی پاک ﷺ کی حدیث سنی۔ اور شاہ صاحب کو وہیں واپس پہنچا گئے جہاں سے لے گئے تھے۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے گنگوہیؒ سے اس حدیث کی اجازت طلب کی ہے اور انھوں نے انہیں اسکی اجازت دی ہے۔

**فائدہ ثانیہ:**..... اس حدیث میں مقصود قیامت کی قسمیں بیان کرنا ہے۔ ۱۔ ساعۃ صغریٰ اور وہ من مات فقد قامت قیامتہ ۲۔ قیامت وسطیٰ کہ ایک قرن ختم ہو جائے جیسے پاکستان بننے کے وقت جو موجود تھے وہ سب ختم ہو جائیں تو ایک قرن ختم ہو گیا کہتے ہیں کہ ابو الطفیلؒ صحابی مکہ میں اور حضرت جابرؓ مدینہ میں صحابہ کرام میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے ۳۔ تیسری قیامت کبریٰ ہے۔

غطيط او غطيط: ..... غطيط سخت خراٹا اور خطیط ہلکا خراٹا یہ دماغ کی قوت کی نشانی ہوتی ہے۔

مناسبت: ..... ترجمۃ الباب سے مناسبت مشکل ہو گئی اس کو ثابت کرنے میں متعدد اقوال ہیں۔

القول الاول: ..... حضور ﷺ نے فرمایا ((نام الغليم)) اسی سے مناسبت ہے۔

القول الثانى: ..... حضور ﷺ نے جو باتیں سے دائیں طرف کیا اس میں حکما کلام ہے ای قف علی اليمين.

اعتراض: ..... سر تو کلام کو چاہتا ہے کہ لمبی کلام ہو اور پہلی تقریر میں تو مختصر سا کلام ہے اور دوسرے قول پر اعتراض ہے کہ سر کا تقاضا کلام ہے نہ کہ فعل؟

جواب: ..... بعض نے جواب دیا کہ سمر لمبی کلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جو بھی کلام ہو یا فعل ہو جو کہ رات کو کیا جائے اسکو سمر کہتے ہیں جیسے رات کو جو چیز دیکھی جائے اسکو روایا کہہ دیتے ہیں ایسے ہی سمر میں ہوا لیکن یہ سب رجما بالغیب ہیں۔

جواب ثالث: ..... محققین میں سے ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کبھی امام صاحبؒ تشہید اذہان کرتے ہیں کہ طالب علم کہاں تک تتبع کرتا ہے ابن حجرؒ نے فرمایا میری سمجھ میں حدیث کو باب سے یہ مناسبت ہے کہ امام بخاریؒ یہی حدیث کتاب التفسیر

ج ۲ ص ۶۵۷ سطر نمبر ۱ پر لائے وہاں پر ہے ((فتحدث رسول الله ﷺ اهلہ ساعة)) اپنی زوجہ کے ساتھ کچھ

دیر باتیں کیں ((ثم رقد)) پھر سو گئے اب ترجمہ نکل آیا تو گویا امام بخاریؒ اشارہ کر رہے ہیں کہ اسے تلاش کرو کہیں نہ کہیں

ضرور ملے گا ابن حجرؒ نے تو تتبع کر کے نکال لیا اور نہ بعض نے تو کہہ دیا تھا کہ کوئی مناسبت نہیں! کتاب التفسیر میں ہے قام

فصلی احد عشر رکعة کہ سو کر اٹھنے کے بعد آپ ﷺ نے گیارہ رکعتیں پڑھیں اور یہاں اختصار سے کام لیا ہے۔

سوال: ..... سونے سے پہلے چار رکعتیں کون سی پڑھی تھیں؟

جواب: ..... فرضوں کے بعد اور وتروں سے پہلے کی چار رکعتیں مراد ہیں۔

(۸۴)

باب حفظ العلم

باب علم کو یاد رکھنا

(۱۱۸) حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال حدثني مالك عن ابن شهاب عن

ہم سے بیان کیا عبد العزيز بن عبد الله نے کہا مجھ سے (امام) مالک نے بیان کیا انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے

الاعرج عن ابی هريرة قال ان الناس يقولون اكثر ابو هريرة ولو لا

اعرج سے انھوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ نے بہت حدیثیں بیان کیں اور بات یہ ہے کہ اگر اللہ



ایتان فی کتاب اللہ ماحدثت حدیثا ثم یتلوان الذین یکتُمون ما  
 کی کتاب میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں کوئی حدیث بیان نہ کرتا پھر (سورہ بقرہ) یہ آیت پڑھتے جو لوگ چھپاتے ہیں ان  
 أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ إِلَىٰ قَوْلِهِ الرَّحِيمِ اِنْ اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ  
 کھلی ہوئی نشانیوں اور ہدایت کی باتوں کو جو ہم نے اتاریں اخیر آیت (یعنی انا العتاب) الرحیم تک ہمارے بھائی مہاجرین تو  
 كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفَقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنْ اِخْوَانَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي اَمْوَالِهِمْ  
 بازاروں میں خرید و فروخت میں پھنسے رہتے اور ہمارے انصاری بھائی اپنی کھیتی باڑی کے کام میں لگے رہتے  
 وَإِنْ اِبَاهِرِيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِشَبْعِ بَطْنِهِ  
 اور ابو ہریرہ (نہ کوئی پیش کرتا تھا نہ سوا گری) وہ پیٹ بھراؤ کھانے کی مقدار کے لئے آنحضرت ﷺ کے پاس جمارہتا  
 وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُونَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُونَ  
 اور ایسے موقعوں پر حاضر رہتا جہاں یہ لوگ حاضر نہ رہتے اور وہ باتیں یاد رکھتا جو وہ لوگ یاد نہ رکھتے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۱۹) حدثنا ابو مصعب احمد بن ابی بکر قال ثنا محمد بن ابراهيم بن دينار عن  
 ہم سے ابو مصعب احمد بن ابو بکر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن دینار نے بیان کیا انھوں نے  
 ابن ابی ذئب عن سعيد المقبري عن ابی هريرة قال قلت يا رسول الله انی  
 (محمد) ابن ابی ذئب سے انھوں نے سعید مقبری سے انھوں نے ابو ہریرہ سے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے بہت  
 اسمع منك حدیثا كثيرا انساہ قال ابسط رداءك فبسطته فغرف  
 باتیں سنتا ہوں ان کو بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی چادر بچھا میں نے بچھائی آپ نے اپنے دونوں ہاتھ سے ایک  
 بیدیدہ ثم قال ضم فضمته فمانسيت شيئا بعد  
 لپ (چلو) لے کر اس میں ڈال دیا پھر فرمایا اس کو لپیٹ لے (یا اپنے سینے سے لگالے) میں نے لپیٹ لیا (یا اپنے  
 سینے سے لگایا) اس کے بعد سے میں کوئی چیز نہ بھولا۔

(۱۲۰) حدثنا ابراهيم بن منذر قال حدثنا ابن ابی فديک بهذا
ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی فدیک نے یہی حدیث بیان کی اس روایت میں یہ ہے کہ
وقال فغرف بیده فیہ۔
آپ ﷺ نے ہاتھ سے چلو لے کر اس میں ڈال دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱۲۱) حدثنا اسمعيل قال حدثني اخي عن ابن ابی ذئب عن
ہم سے اسماعیل بن ابوالیس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی (مداہی نے) بیان کیا انھوں نے ابن ابی ذئب سے
سعيد المقبري عن ابی هريرة قال حفظت من رسول الله ﷺ وعائين
انھوں نے سعید مقبری سے انھوں نے ابو ہریرہ سے کہا میں نے (آنحضرت ﷺ سے) علم کے دو تھیلے سیکھے یعنی
فاما احدهما فبشّته واما الاخر فلو بشّته قطع هذا البلعوم۔
دو طرح کے علم حاصل کئے ایک کو میں نے (دوسری) پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلا دوں تو میرا بلعوم کاٹ ڈالا جائے
قال ابو عبد الله البلعوم مجرى الطعام۔
امام بخاریؒ نے کہا بلعوم (نرخرا) وہ ہے جس سے کھانا اترتا ہے۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ..... اس باب کو قائم کر کے علم کی عظمت بیان کرتے ہیں کہ علم پڑھ کر یاد کرنا چاہیے اور روایت الباب سے علم کو محفوظ رکھنے کا طریقہ بیان کیا تو اس باب میں دو باتیں امام بخاریؒ کا مقصود ہوئیں ۱۔ علم کو یاد کرنا چاہیے ۲۔ حفاظت اور یاد کرنے کا طریقہ بیان کیا اور دو طریقے بیان کئے ۱۔ کثرت ملازمت ۲۔ دعاء استاد صرف محنت پر بھروسہ نہ ہونا چاہیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کل مرویات پانچ ہزار تین سو چوبتر ہیں (۵۳۷۴) بشّيع بطنه: ..... ای قانعا بشّيع بطنه کبھی پیٹ بھراؤ کھانے پر قناعت کر لیتا تھا، غلط ترجمہ نہ کرنا کہ پیٹ بھر کر کھانے کے لئے پڑا رہتا تھا ۲۔ یہ تو اس صورت میں ہے جبکہ کلام کو حقیقی معنی پر رکھیں اگر مجازی معنی مراد لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ علم سے پیٹ بھرنے کے لئے آپ کے پاس رہتا تھا۔

فمانسیت بعد: ..... اس کے بعد میں کوئی چیز نہ بھولا۔ اگر کہیں آجائے کہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں بھول گیا

تو دو جواب ہیں۔

اول: ..... ایک آدھ بات کا بھول جانا اسکے منافی نہیں آخر انسان ہیں۔

ثانی: ..... یا ابو ہریرہؓ کی بھول کو نقل کرنے والا بھول گیا۔

قطع هذا البلعوم: ..... دو طرح کے علم حاصل کیے تھے ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر پھیلاؤں تو میرا بلعوم کاٹ ڈالا جائے۔

سوال: کونسا علم مراد ہے؟

جواب (۱): ..... صوفی کہتے ہیں علم تصوف مراد ہے۔

جواب (۲): ..... بعض نے کہا اسرار و رموز شریع مراد ہیں۔

جواب (۳): ..... صاحب خدمت لوگ کہتے ہیں کہ احوال تکوینیہ مراد ہیں۔

جواب (۴): ..... صحیح یہ ہے کہ فتنوں کا علم تھا کیونکہ دعاء مانگا کرتے تھے اعوذ بک من رأس ستین سنة

اس سے یزید بن معاویہؓ کی خلافت کی طرف اشارہ تھا۔ معلوم ہوا کہ ہر بات بتانا ضروری نہیں ہوتا نیز وہ باتیں یا علم

جس سے فتنہ کا خطر ہو تو چھپانا چاہیے لہذا صوفیوں کو چاہیے کہ کوئی ایسی بات جس سے لوگوں کے اعتقاد بگڑنے کا خطرہ

ہو تو نہیں بتانا چاہیے مگر یہ نہیں چلتا کہ صوفی ایسی باتیں کیوں بیان کرتے ہیں؟

مدینہ منورہ میں جاہل صوفی کی ملاقات: ..... میں ایک مرتبہ حج پر تھا میرے ساتھ ایک آدمی چلتے چلتے جب

روضہ اقدس کے سامنے آیا تو اسکی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ حضور ﷺ نے ابھی فرمایا ہے کہ فلاں

مقطوع النسبت ہے میں نے کہا نہ ہم تیری بزرگی کو مانتے ہیں اور نہ مقطوع النسبت کی بزرگی کو مانتے ہیں۔

(۸۵)

باب الانصات للعلماء

عالموں کی بات سننے کے لئے خاموش کرانا

(۱۲۲) حدثنا حجاج قال ثنا شعبة قال اخبرني علي بن مدرک عن ابي زرعة

ہم سے حجاج نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا خبر دی مجھ کو علی بن مدرک نے انھوں نے ابو زرعة سے انھوں

عن جریران النبی ﷺ قال له في حجة الوداع استنصت الناس فقال

نے جریرؓ سے آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں ان سے فرمایا لوگوں کو خاموش کراؤ جب جریرؓ نے خاموش کر دیا تو آپؐ نے فرمایا

لا ترجعوا بعدى كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض ۱  
(لوگو! میرے بعد کافر بن کر نہ لو، کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارتا پھرے)

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ربط: ..... پہلے حفظِ علم کا بیان تھا اب اس کے اسباب ذکر کر رہے ہیں۔  
ترجمة الباب کی غرض: ..... اس باب کی تین غرضیں بیان کی گئی ہیں۔  
غرض اول: ..... طلبہ کو دورانِ سبق آپس میں باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔  
غرض ثانی: ..... دوسرا یہ کہ حفاظتِ علم کے لئے ادب سے سننا ضروری ہے۔  
غرض ثالث: ..... ایک مقصد یہ ہے کہ حدیث ((لا تقطع علی الناس کلامهم)) کے اندر آتا ہے کہ کسی کے کلام میں دخل نہیں دینا چاہیے اس حدیث کی تخصیص مقصود ہے کہ کوئی علم کی بات کرنا چاہیں وعظ کرنا چاہیں تو خاموش کرانا جائز ہے۔

واقعہ: ..... حضرت مولانا لال حسین اختر کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ختمِ نبوت پر برطانیہ میں قادیانیوں کی مسجد میں تقریر کرنے گئے تھے پہلے قادیانیوں نے تقریر کی انکا خیال تھا کہ جب انکی باری آئے گی تو جب چاہیں گے تقریر بند کر دیں گے چنانچہ جب انکی باری آئی تو تھوڑی دیر تقریر کی جب ان قادیانیوں کو خطرہ ہوا کہ لوگ اس مسئلے کو سمجھ لیں گے تو متاثر ہو گئے تو کہا کہ تقریر بند کر دیں اور ہماری مسجد سے نکل جائیں مولانا نے فرمایا صرف دو منٹ دیدیں انہوں نے سوچا کہ دو منٹ میں انہوں نے کیا کہہ لینا ہے اجازت دیدی مولانا نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم نے تقریر کچھ سنی اب جو یہ چاہتے ہیں کہ تقریر جاری رہتی چاہیے وہ ایک طرف اور دوسرے دوسری طرف ہو جائیں۔ تقریر کے تسلسل کو برقرار رکھنے والے اور سننے کے شائقین زیادہ تھے تو مولانا نے فرمایا اب دیکھو بھائی بند کرانے والے کم ہیں ان کو چاہیے مسجد سے نکل جائیں کیونکہ وہ تھوڑے ہیں چنانچہ مولانا نے اپنی تقریر مکمل کی۔

استنصت الناس: ..... آپ ﷺ نے جریر بن عبد اللہ بخلی سے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا کہ لوگوں کو چپ کراؤ۔ اسی سے ترجمۃ الباب کی مطابقت ثابت ہوئی۔

قال له في حجة الوداع: ..... اشكال: روایت جریر سے ہے کہ کی ضمیر جریر کی طرف لوٹتی ہے جریر رضوان اللہ علیہ کی وفات سے چالیس دن قبل مسلمان ہوئے تو ان کو کیسے کہہ دیا استنصت الناس۔

جواب اول:..... شرح یہاں حیران ہو گئے اکثر شرح نے کہا کہ روایت میں حذف ہو گیا اس لئے کہ ضمیر کا مرجع جر نہیں ہے جسکی طرف ضمیر لوٹتی ہے وہ حذف ہو گیا ہے۔

جواب ثانی:..... حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ چالیس دن قبل مسلمان ہونا غلط ہے یہ رمضان میں مسلمان ہوئے اور حج میں شرکت ثابت ہے انکے متعلق علامہ عینی فرماتے ہیں کہ بہت خوبصورت تھے طویل القامت تھے ایک ذراع کا جوتا تھا اونٹ کی کوہان تک انکا قد تھا۔

(۸۶)

﴿باب ما يستحب للعالم اذا سئل  
ای الناس اعلم في كل العلم الى الله تعالى﴾  
جب عالم سے یہ پوچھا جائے کہ سب لوگوں میں بڑا عالم کون ہے تو اس  
کو یوں کہنا چاہیے کہ اللہ کو معلوم ہے

(۱۲۳) حدثنا عبد الله بن محمد المسندی قال ثنا سفین قال ثنا عمرو قال
ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہا مجھ
اخبرني سعيد بن جبیر قال قلت لابن عباس ان نوالا البکالی يزعم ان موسى
کو سعید بن جبیر نے خبر دی کہا میں نے ابن عباس سے کہا نوفل بکالی کہتا ہے کہ وہ موسیٰ (جو حضرت عیسیٰ کے ساتھ گئے تھے)
لیس موسیٰ بنی اسرائیل انما هو موسیٰ اخرف قال کذب عدو الله حدثنا ابی بن
بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں بلکہ دوسرے موسیٰ (بن یثا) ہیں انھوں نے نے کہا جھوٹا ہے اللہ کا دشمن ہم سے ابی بن
کعب عن النبی ﷺ قال قام موسیٰ النبی خطیبا فی بنی اسرائیل
کعب نے بیان انھوں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا موسیٰ بنی اسرائیل میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے
فسئل ای الناس اعلم فقال انا اعلم فعتب الله عز وجل علیه
لوگوں نے ان سے پوچھا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ نے کہا میں بڑا عالم ہوں اللہ نے ان پر عتاب فرمایا
اذ لم يرد العلم اليه فاوحى الله اليه ان عبدا من عبادى بمجمع البحرين
کیونکہ انھوں نے یوں نہیں کہا اللہ کو معلوم ہے پھر اللہ نے انھیں وحی بھیجی کہ میرا ایک بندہ ہے وہاں جہاں دو دریا (فارس اور روم کے سمندر) ملتے ہیں

هو اعلم منك قال يارب وكيف به؟ فقيل له احمل حوتا في مکتل فاذا فقدته

وہ تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے موسیٰ نے عرض کیا پروردگار میں اس تک کیسے پہنچوں علم ہوا ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لے جہاں تو اس کو گم پائے

فهو ثم فانطلق وانطلق معه بفتاه يوشع بن نون وحمل حوتا في مکتل

وہیں وہ ملے گا پھر موسیٰ علیہ السلام چلے اور ان کے ساتھ انکے خادم یوشع بن نون بھی تھے اور دونوں نے ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی

حتى كانا عند الصخرة وضعا رؤسهما فناما فانسل الحوت من المکتل

جب دونوں صخرہ کے پاس پہنچے تو اپنے سر (زمین پر) رکھ کر سو گئے مچھلی زنبیل سے نکل بھاگی

فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَابًا فَاَنْطَلَقَا

اور دریائے اس نے راستہ لیا اور موسیٰ اور ان کے خادم کو تعجب ہوا وہ دونوں چلتے رہے

بقية ليلتهما و يومهما فلما اصبح قال موسى لفتاه اتنا غداء نا

ایک رات دن میں جتنا باقی رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ

لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى مِمَّا مِنَ النِّصَبِ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ

ہم تو اس سفر سے تھک گئے اور موسیٰ کو تھکان نے چھوڑا بھی نہیں مگر جب اس جگہ سے آگے بڑھ گئے جہاں تک ان کو

الذی امر به فقال له فتاه اَرَأَيْتَ اِذَاوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَانْنِي نَسِيْتُ الْحُوتَ

جانے کا حکم ہوا تھا اس وقت ان کے خادم نے کہا تم نے نہیں دیکھا جب ہم صخرہ کے پاس پہنچے تھے تو (مچھلی نکل گئی) میں مچھلی کو بھول گیا

قَالَ مُوسَى ذَلِكْ مَا كُنَّا نَبْغُ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَلَمَّا

موسیٰ نے کہا ہم تو اس کی تلاش میں تھے آخر وہ دونوں کھوج لگاتے ہوئے اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے جب

انتهيا الى الصخرة اذ ارجل مسجى بثوب او قال تسجى بثوبه فسلم موسى

جب اس صخرہ کے پاس پہنچے اچانک دیکھا تو ایک شخص کپڑا پیٹے ہوئے سوئے والا ہے یا اپنے کپڑے میں لپٹا ہوا ہے موسیٰ نے اس کو سلام کیا

فقال الخضر واني بارضك السلام فقال انا موسى فقال موسى بني اسرائيل؟

کہا خضر نے تیرے ملک میں سلام کہاں سے آیا؟ موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں، خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟

قال نعم قال هل اتبعك على ان تعلمني مما علمت رشداً

انھوں نے کہا ہاں (پھر) کہا موسیٰ نے کیا میں تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط پر کہ تم کو جو علم کی باتیں سکھائی گئی ہیں وہ مجھ کو سکھلاؤ

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوسَى اِنِّى عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَمْنِيْهِ لَا تَعْلَمُهُ اَنْتَ

خضر نے کہا تم سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا اے موسیٰ کہ اللہ نے ایک (قسم کا) علم مجھ کو دیا ہے جو تم کو نہیں ہے

وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلِمَكُمْ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهُ قَالَ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا

اور تم کو ایک (قسم کا) علم دیا ہے جو مجھ کو نہیں ہے، موسیٰ نے کہا اگر خدا چاہے تو ضرور مجھ کو صبر کرنے والا پاؤ گے

وَلَا اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا فَاَنْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لِهٰمَآ سَفِيْنَةٌ

اور میں کسی کام میں تمہاری نافرمانی نہیں کرنے کا، آخردو نوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے ان کے پاس کشتی نہ تھی

فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ فَكَلَمُوْهُمَا اِنْ يَحْمِلُوْهُمَا فَعَرَفَ الْخَضِرُ

(کہ سمندر پار جاؤں) اتنے میں ایک کشتی ادھر سے گذری انھوں نے کشتی والوں سے کہا ہم کو سوار کر لو خضر کو انھوں نے پہچان لیا

فَحْمِلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَجَاءَ عَصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَتْ نَقْرَةً اَوْ نَقَرَتَيْنِ فِى الْبَحْرِ

اور موسیٰ اور خضر کو بے کرایہ سوار کر لیا اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ کر اس نے ایک یا دو چوچیں سمندر میں ماریں

فَقَالَ الْخَضِرُ يَا مُوسٰى مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا

خضر نے کہا اے موسیٰ میرے اور تمہارے علم دونوں نے اللہ کے علم میں سے اتنا لیا ہے

كَنْقَرَةٍ هٰذِهِ الْعَصْفُورُ فِى الْبَحْرِ فَعَمِدَ الْخَضِرُ اِلَى لَوْحٍ مِنَ الْوَاَحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهُ

جیسے اس چڑیا کی چوچ نے سمندر میں سے، اسکے بعد خضر کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ کی طرف چلے اور اس کو اٹھیر ڈالا

فَقَالَ مُوسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمِدَتْ اِلَى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقَتْهَا

حضرت موسیٰ کہنے لگے ان لوگوں نے تو ہم کو بے کرایہ سوار کیا اور تم نے یہ کام کیا ان کی کشتی میں سوراخ کر دیا

لَتَغْرُقَ اَهْلُهَا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

کشتی والوں کو ڈبانا چاہا خضر نے کہا میں نہیں کہہ چکا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہونے کا

قَالَ لَا تَوَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيتُ وَلَا تَرْهَقْنِيْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا اَقَالَ فَكَانَتْ الْاُولٰى مِنْ

موسیٰ نے کہا بھول چوک پر میری گرفت نہ کرو اور میرے کام کو مشکل میں نہ پھنساؤ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ پہلا اعتراض

موسى نسيانا فانطلقا فاذا غلام يلعب مع الغلمان فاخذ الخضر براسه من اعلاه

تو موسیٰ کے بھولے ہی سے تھا پھر دونوں چلے آچانک ایک لڑکا لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا خضر نے اوپر سے اس کا سر تھاما

فَاتْلَعْ رَاسَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ  
 اور اپنے ہاتھ سے اس کا سر اٹھ لیا موسیٰ نے کہا تو نے ایک معصوم جان کا ناحق خون کیا خضر نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا  
 إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا، قَالَ ابْنُ عَيْنَةَ وَهَذَا أَوْ كَدَ فَإِنْ طَلَقَا  
 کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہونے کا، ابن عینہ نے کہا یہ پہلے کلام سے زیادہ سخت ہے خیر پھر دونوں چلے،  
 حَتَّى إِذَا آتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلُهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوا هُمَا فَوَجَدَا  
 یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے ان سے کھانا مانگا انھوں نے کھانا کھلانے سے انکار کیا پھر دونوں نے دیکھا  
 فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُصَ قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ فَأَقَامَهُ  
 اس گاؤں میں ایک دیوار ہے جو گرنا چاہتی ہے حضرت خضر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور دیوار کو سیدھا کر دیا  
 فَقَالَ لَهُ مُوسَى لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ  
 حضرت موسیٰ نے ان (خضر) سے کہا تم چاہتے تو اس کی مزدوری (اس گاؤں والوں سے) لے سکتے تھے حضرت خضر نے کہا یہ جدائی ہے  
 بَيْنِي وَبَيْنَكَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ  
 میرے اور آپ کے درمیان، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ موسیٰ پر رحم کرے ہم تو یہ چاہتے تھے کاش موسیٰ صبر کرتے تو  
 حَتَّى يَقْصُ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا بِهِ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ  
 ان کے اور حالات بھی ہم سے بیان کئے جاتے محمد بن یوسف نے کہا ہم سے اس حدیث کو علی بن خشرم نے بیان کیا  
 قَالَ ثَنَا سَفِيَانُ بْنُ عَيْنَةَ بَطُولُهُ  
 کہا ہم کو سفیان بن عینہ نے خبر دی اس لمبی حدیث کے بارے میں

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

المسندی: ..... مسند حدیثیں تلاش کرتے تھے اس لیے یہ لقب مشہور ہو گیا۔

نوفال البکالی: ..... نوفل ابن فضالہ البکالی تابعی ہیں، سعید بن جبیرؒ بھی تابعی ہیں۔

کذب عدو اللہ: ..... اشکال: ..... یہ تو مسلمان ہیں انکو عدو اللہ کیوں کہا؟

جواب اول: ..... اہل حق جو قلوب صاف رکھتے ہیں جب غیر حق سنتے ہیں تو ان کے دلوں میں بہت گھٹن ہوتی ہے  
 اس لیے زجر ایسے سخت الفاظ بول دیتے ہیں۔



جواب ثانی: ..... بعض نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ابن عباسؓ کو ان کے ایمان میں شک ہو گیا ہو لیکن یہ احتمال کے درجے میں ہے۔

مجمع البحرین: ..... روم و فارس کے جہاں سمندر ملتے ہیں اس جگہ کو کہتے ہیں فانطلقا یمشیان: ..... سوال: یوشع علیہ السلام بھی ساتھ تھے تو تین ہو گئے اس لیے جمع کا صیغہ ہونا چاہیے تھا؟ جواب: ..... تابع کو ذکر نہیں کیا۔

الا کنقرة هذه العصفور: ..... یہ بیان تقلیل کے لیے ہے بیان تشبیہ کے لیے نہیں ہے ورنہ ادھر دونوں محدود ہیں۔ چڑیا اگر قطرہ قطرہ لیتی رہے تو سمندر کبھی ختم ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں سے لیا جائے تو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور نہ پورا لیا جاسکتا ہے۔ استاذ مولانا انیس الرحمن صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ حاشیہ سمجھنے کے لیے دس من عقل کی ضرورت ہے اے سائل! تیری اور میری عقل تو چڑیا کی چونچ کے برابر بھی نہیں ہے۔

لوددنا: ..... اس حدیث میں حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر کسی کا علم نہیں ہے اور حضور ﷺ لوددنا کہہ کر اس شوق کا اظہار کر رہے ہیں کہ ساتھ چلتے رہتے تو اور باتیں معلوم ہوتیں معلوم ہوا کہ علم غیب نہیں ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا آتَىٰ أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَ أَهْلَهَا: ..... سوال: دوبارہ ”اہلہا“ کیوں کہا؟ استطعما کہنا کافی تھا۔ جواب: ..... محدثین نے نکتہ بیان کیا ہے کہ پہلا اہل اس لئے لائے کہ انکا منٹھی وہ بستی تھی اور دوسرے اہل کا اضافہ کر کے بتلادیا کہ سوال کے مخاطب وہ باشندے ہیں جو وہاں کے رہنے والے ہیں ادھر ادھر سے جو آئے ہوئے ہیں ان سے سوال نہیں ہے۔

(۸۷)

﴿باب من سأل وهو قائم عالما جالسا﴾

ایک عالم سے جو بیٹھا ہو کھڑے کھڑے سوال کرے

(۱۲۴) حدثنا عثمان قال ثنا جرير عن منصور عن ابي وائل عن

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے بیان کیا انھوں نے منصور سے انھوں نے ابو وائل سے

ابی موسیٰ قال جاء رجل الى النبي ﷺ فقال يا رسول الله ما القتال في سبيل الله
انھوں نے ابو موسیٰ سے انھوں نے کہا ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا یا رسول اللہ کون سا لڑنا ہے اللہ کے راستے میں
فان احدنا يقاتل غضبا و يقاتل حمية فرفع اليه رأسه
کونکہ ہم میں سے کوئی غصہ کی وجہ سے لڑتا ہے اور کوئی (مٹھی یا توپ یا کل) حمیت کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کی طرف سر اٹھایا
قال وما رفع اليه رأسه الا انه كان قائما فقال من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا
اس لئے کہ (آپ بیٹھے تھے) اور وہ کھڑا تھا آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اس لیے لڑے کہ اللہ کا دین بلند ہو تو
فهو في سبيل الله
وہ لڑنا اللہ کی راہ میں ہے۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... اس باب سے امام بخاریؒ کی دو غرضیں ہیں۔  
 غرض اول :..... علم حاصل کرنے کا اصل طریقہ یہ ہے کہ استاد کے پاس دو زانو ہو کر بیٹھ کر حاصل کرے البتہ ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں کھڑے کھڑے بھی سوال کر سکتا ہے۔  
 غرض ثانی :..... حدیث پاک میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((لَتَقُومُوا كَمَا تَقُومُوا لِأَعَاجِمٍ)) کہ ایک بیٹھا ہو باقی سارے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں تو یہ بھی اسکے مشابہ ہے تو امام بخاریؒ فرما رہے ہیں کہ مواقع ضرورت مستثنیٰ ہیں اگر بیٹھنے والے کا نفس عجب سے پاک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔  
 فرفع الیہ راسہ :..... یہاں سے مطابقت ہو گئی کہ اس نے کھڑے سوال کیا جمعی تو آپ ﷺ کو سر اٹھانا پڑا۔

(ΛΛ)

﴿باب السؤال والفتيا عند رمى الجمار﴾

کنکریاں مارتے وقت مسئلہ پوچھنا اور جواب دینا

(۱۲۵) حدثنا ابو نعیم قال ثنا عبد العزیز بن ابی سلمة عن الزهري عن عيسى بن طلحة  
ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہ ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے حدیث بیان کی زہری سے انھوں نے عیسیٰ بن طلحہ سے

عن عبد الله بن عمرو قال رايت النبي ﷺ عند الجمرة
انھوں نے عبد اللہ بن عمرو سے انھوں نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ کو جمرہ عقبہ کے پاس دیکھا
وهو يسأل فقال رجل يا رسول الله نحرت قبل ان ارمى
آپ سے لوگ مسئلے پوچھ رہے تھے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے نکتریاں مارنے سے پہلے (ہڑے قربانی کر دی
فقال ارم ولا حرج قال اخر يا رسول الله حلفت قبل ان انحر
آپ نے فرمایا اب نکتریاں مار لو کچھ حرج نہیں دوسرے نے کہا یا رسول اللہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا (بھولے سے)
قال انحر ولا حرج فمائل عن شيء قدم ولا اخر الا قال افعل ولا حرج.
آپ ﷺ نے فرمایا اب قربانی کر لے کچھ حرج نہیں پھر آپ سے اس دن جو چیز پوچھی گئی کہ وہ آگے ہوئی یا پیچھے
آپ ﷺ نے یہی فرمایا اب - کر لے کچھ حرج نہیں۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ کا اس باب سے مقصود یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی طاعت میں مشغول ہو اور اس سے کوئی سوال کرتا ہے، علم کی بات پوچھتا ہے مسئلہ پوچھتا ہے جواب دے یا نہ دے؟ تو امام بخاریؒ نے فرمایا کہ جواب دے لیکن اس میں تفصیل ہے کہ اگر وہ ایسی طاعت میں ہے جو کہ استغراق کا تقاضا کرتی ہے غیر کی طرف توجہ سے مانع ہے ایسی صورت میں جواب نہ دے۔ مثلاً اگر کوئی نماز میں مشغول ہے کوئی آ کر مسئلہ پوچھتا ہے تو اس کو نماز پوری کر کے جواب دینا چاہیے ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی اگر ایسا نہیں ہے تو پھر جواب دینے سے ثواب میں کمی نہیں آئے گی مثلاً رمی جمار ہے یہ بھی ذکر کا وقت ہے کوئی ذکر کر رہا ہے کوئی سبق پڑھ رہا ہے تو جواب دینا چاہیے ثواب میں کمی نہیں آئے گی اس باب میں فتویٰ کا ذکر کیا قضاء کا ذکر نہیں کیا کیونکہ قضاء تو اطمینان کی صورت میں ہونی چاہیے کوئی اور مشغولیت نہیں ہونی چاہیے قاضی کے لئے ضروری ہے کہ ہمد تن متوجہ ہو کر گواہوں اور مدعیوں کے بیان سن کر فیصلہ کرے۔

(۸۹)

﴿باب قول الله تعالى وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾

اللہ کا (سورہ بنی اسرائیل میں فرمانا) اور تم کو تھوڑا ہی ساءلم دیا گیا

(۱۲۶) حدثنا قيس بن حفص قال ثنا عبد الواحد قال ثنا الاعمش سليمان
ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش سلیمان
بن مهران عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال بينانا
بن مهران نے بیان کیا انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا ایک بار میں
امشي مع النبي ﷺ في خرب المدينة وهو يتوكأ على عسيب معه
آنحضرت ﷺ کے ساتھ مدینہ کے کھنڈروں (باغیچوں) میں چل رہا تھا آپ مھجور کی چھڑی پر جو آپ کے پاس تھی سہارا لگاتے جا رہے تھے
فمر بنفر من اليهود فقال بعضهم لبعض سلوه عن الروح فقال بعضهم لا تسالوه
راہ میں چند یہودیوں پر سے آپ گزرے انھوں نے آپس میں کہا ان سے روح کے متعلق پوچھو ان میں سے بعض نے کہا مت پوچھو
لا يجبي فيه بشيء تکرهونه فقال بعضهم لنسالنه فقام رجل منهم
ایسا نہ ہو وہ ایسی بات کہیں جو تم کو بری معلوم ہو بعضوں نے کہا ہم تو اس کے بارے میں ضرور پوچھیں گے آخر ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا
فقال يا ابا القاسم ما الروح؟ فسكت فقلت انه يوحى اليه فقلت
اور کہنے لگا اے ابوالقاسم روح کیا چیز ہے؟ یہ سن کر آپ چپ ہو رہے میں سمجھ گیا آپ پر وحی آرہی ہے پس میں کھڑا ہو گیا
فلما انجلي عنه فقال و يسألونك عن الروح
جب وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ نے (سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت پڑھی) فرمایا اے پیغمبر تجھ سے روح کو پوچھتے ہیں
قل الروح من امر ربي وما اوتوا من العلم الا قليلا
کہدے روح میرے مالک کا حکم ہے اور ان لوگوں کو تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے
قال الاعمش هي كذا في قرائتنا: "وما اوتوا"
اعمش نے کہا ہم نے اس آیت کو یونہی پڑھا ہے "وما اوتوا"

### ﴿تحقيق وتشریح﴾

واراد بایر ادهذا الباب المترجم بهذا الآية التنبيه على ان من العلم اشياء لم يطلع الله عليها نبيا ولا

غيره ۱

ترجمة الباب کی غرض :..... ترجمۃ الباب میں قرآن پاک کی آیت کو ذکر کر کے اس بات پر تنبیہ مقصود ہے کہ بہت سارا علم ایسا ہے کہ جس پر اللہ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہے یعنی کلی علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے معلوم ہوا کہ امام بخاری کا مذہب بھی بریلویوں والا نہیں ہے۔

قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي :..... اس کا ترجمہ یوں کریں گے کہ روح میرے رب کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔ سوال :..... اس روح کا مصداق کیا ہے؟

جواب :..... اس میں پانچ قول ہیں

۱..... روح حیوانی مراد ہے۔

۲..... بعض نے کہا ہے کہ روح سے مراد خلق عظیم ہے جو کہ ایک روحانی مخلوق ہے فرشتوں سے بھی اس کا درجہ زیادہ ہے اور قوی ہے۔

۳..... بعض نے کہا ہے کہ جبریل علیہ السلام مراد ہیں قرآن مجید میں جبریل کو روح سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۴..... بعض نے کہا ہے کہ قرآن پاک مراد ہے۔ قرآن پاک پر روح کا اطلاق ہوا ہے جواب میں کہا کہ من امر ربی ﴿تو اس معنی کے لحاظ سے مطلب ہوگا کہ یہ قرآن میرے رب کی وحی میں سے ہے۔

۵..... رائج یہ ہے کہ روح بنی آدم کے بارے میں سوال کیا تھا۔

روح :..... روح بنی آدم بدن انسانی کے مشابہ ایک مخلوق ہوتی ہے جو جاندار چیزوں میں سرایت کرتی ہے جس کا روح حیوانی کے ساتھ تعلق ہوتا ہے روح حیوانی وہ ہوتی ہے جو خون کی گرمی سے پیدا ہوتی ہے جب یہ روح بنی آدم کھینے الانسان نکل جاتی ہے تو روح حیوانی کچھ کام نہیں کر سکتی اس روح کو نسہ کہتے ہیں اسکے نکلنے سے دوران خون ختم ہو جاتا ہے۔

روح کے بارے میں فلاسفہ اور متکلمین کا اختلاف :..... فلاسفہ روح کے منکر تھے اور کہتے تھے خون سے زندگی ہے روح کوئی چیز نہیں تو حضرت بایزید بسطامیؒ نے کرامت دکھائی فرمایا کہ میرا خون نکال دو، چنانچہ ان کو خون نکال دیا گیا او وہ خون نکلنے کے باوجود زندہ رہے۔

روح اور نفس میں فرق :..... اختلف هل الروح والنفس واحداً لا؟ والصح انهما متغايران فان النفس الانسانية هي الامر الذي يشير اليه كل واحد من بقوله "انا" واكثر الفلاسفة لم يفرقوا بينهما قالوا النفس هو الجوهر البخاري الطيف الحامل لقوة الحياة والحس والحركة الارادية ويسمونها الروح الحيوانية وهي الواسطة بين القلب الذي هو النفس الناطقة وبين البدن وقال بعض الحكماء

والغزالی النفس مجردة ای غیر جسم ولا جسمانی وقال الغزالی الروح جوهر محدث قائم بنفسه غیر متحيز وانه ليس بداخل الجسم ولا خارجا عنه وليس متصلا به ولا منفصلا عنه وذلك لعدم التحيز الذي هو شرط الكون في الجهات ۱

وجہ قر جیح: ..... تورات اور انجیل میں لکھا ہوا تھا روح بنی آدم کے بارے میں کہ لا یعلمہ الا اللہ لہذا جواب بھی اسی کے بارے میں ہے۔

شان نزول: ..... قصہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے بعض دیوانے میں یا کسی کھیت میں تشریف لے گئے ۲ یہودی ایک جماعت پاس سے گزری تو بعض نے کہا کہ یہ مدعی نبوت ہے اس سے روح کے بارے میں سوال کرو اور بعض نے کہا کہ نہ پوچھو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ناگوار بات کہہ دے اور بعض نے کہا پوچھو تو ایک آدمی نے کہا اے ابوالقاسم روح کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ خاموش ہو گئے ابن مسعودؓ ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ مجھے محسوس ہوا کہ آپ ﷺ پر وحی آرہی ہے تو یہ آیات نازل ہوئیں یہود نے یہ سوال اس لئے کیا کہ اگر خود فلسفیانہ بحث شروع کر دی تو پتہ چل جائیگا کہ نبی نہیں ہے۔

فائدہ: ..... معلوم ہوا اب جو بھی روح کی حقیقت بیان کریں گے وہ محض تخمینہ اور اندازہ ہوگا حقیقت خدا ہی جانتا ہے تو قرآن پاک نے جواب دیا ﴿قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾ کہ روح عالم امر کی چیز ہے علماء دلائل کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ دو عالم ہیں۔ ۱۔ ایک عالم خلق ہے ۲۔ دوسرا عالم امر ہے انکی تعریفات تقریباً گیارہ یا بارہ کی گئیں ہیں۔ چند ایک مشہور یہ ہیں۔

تعریف اول: ..... عرش سے اوپر عالم امر ہے اور عرش سے نیچے عالم خلق ہے۔

تعریف ثانی: ..... جو مشاہدے میں آئے یعنی عالم شہود تو وہ عالم خلق ہے اور جو مشاہدے میں نہ آئے یعنی عالم غیب کو عالم امر کہتے ہیں۔

تعریف ثالث: ..... جس کو اسباب ظاہری سے پیدا کیا وہ عالم خلق ہے اس لحاظ سے عیسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام عالم امر سے ہیں۔

خلاصہ: ..... یہ کہ یہ روح عالم امر فوق العرش کی کوئی چیز ہے یا کم کن سے پیدا شدہ کوئی چیز ہے یا عالم غیب کی کوئی چیز ہے۔ فائدہ: ..... یہاں امر کا معنی محض (صرف) حکم کرنا نادانی ہے اور اگر امر کا معنی حکم کرنا ہے جیسا کہ بعض نے کہا ۳ تو اس کی تفسیر میں اوپر والی تین باتیں کہنا ہوں گی۔

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ: ..... سوال: روایت الباب میں تو وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اور ترجمہ الباب میں

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ هُوَ تَرْجُمَةُ الْبَابِ كَيْسے ثابت ہوا؟

جواب:.....دونوں قرأتیں ہیں امام بخاریؒ نے مشہور کر لیا۔

**فائدہ:** ..... ممکن ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہوں کہ وہاں تو قرأت شاذہ ہے اور قرأت شاذہ اگر چہ قوی السند ہی کیوں نہ ہوں آیت اور متواتر کے مقابلے میں حجت نہیں اس لئے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں قرأت مشہور کو لکھا ہے۔

( ۹ )

❁ باب من ترك بعض الاختيار مخافة

ان يقصر فهم بعض الناس فيقعوافي اشد منه. ❁

باب بعض اچھی باتوں کو اس ڈر سے چھوڑ دینا کہ کہیں نا سمجھ لوگ اس کو نہ سمجھیں

اور اسکے نہ کرنے سے بڑھ کر کسی گناہ میں نہ پڑ جائیں

(١٢٤) حدثنا عبيد الله بن موسى عن اسرائيل عن ابي اسحق عن الاسود قال

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انھوں نے اسرائیلؑ سے انھوں نے ابواسحاقؑ سے انھوں نے اسودؑ سے انہوں نے کہا کہ

قال لي ابن الزبير كانت عائشة تسرا ليك كثيرا فمحدثك في الكعبة

عبداللہ بن زبیرؓ نے مجھ سے کہا حضرت عائشہؓ چپکے چپکے حکیم سے بہت باتیں کیا کرتی تھیں تو کعب کے بارے میں انھوں نے تم سے کیا کہا تھا

قلت قالت لي قال النبي ﷺ يا عائشة لولان قومك حديث عهدهم

میں نے کہا انھوں نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم (قریش کے لوگ) نو مسلم نہ ہوتے

قال ابن الزبير بكفر لنقضت الكعبة فجعلت لها بابين بابا يدخل الناس

ابن زبیرؓ نے کہا یعنی کفر کا زمانہ ابھی گزرنا ہے ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ کر اس میں دو دروازے لگاتا ایک دروازہ میں سے لوگ اندر جاتے

وبابا يخرجون منه ففعله ابن الزبير.

اور ایک دروازہ میں سے باہر نکلتے پھر ابن زبیرؓ نے (اپنی حکومت کے زمانہ میں) ایسا ہی کیا۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

**اختیار:** ..... اختیار کے معنی جائز کے ہیں یا پسندیدہ کے پھر جس کام کے کرنے اور نہ کرنے میں اختیار ہو اس کو جائز

کہتے ہیں پھر جس کو کر لیا جائے اس کو پسندیدہ کہتے ہیں یعنی اختیارِ لفظ و معنوں میں مستعمل ہے (۱) جائز (۲) پسندیدہ۔

ترجمة الباب کی غرض :..... امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ عوام کی رعایت کی وجہ سے بعض چیزوں کو چھوڑا جاسکتا ہے تاکہ لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے بدعت میں مبتلا نہ ہوں امام بخاریؒ نے استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر تیری قوم نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کو گرا کر حطیم کو کعبے میں شامل کر لیتا جو کہ بناء ابراہیمی ہے لیکن اب اگر توڑوں تو یہ لوگ کہیں گے کہ یہ کیسا نبی ہے جو کعبہ کو توڑتا ہے تو اس طرح کافر نہ ہو جائیں۔

حطیم کو کعبہ سے باہر کرنے کی تفصیل یوں ہے کہ قریش نے جب کعبۃ اللہ کو بنانے کا ارادہ کیا تو حلال مال سے بنانے کا عہد کیا آپ ﷺ اس وقت چھوٹی عمر کے تھے حلال مال جو جمع ہوا وہ تھوڑا تھا سارا کعبہ نہیں بن سکتا تھا تو چھوٹا کمرہ تعمیر کر دیا اور تین تبدیلیاں کیں۔

تغیر اول :..... کعبہ کا گھیراؤ کم کیا حطیم کا حصہ باہر چھوڑ دیا۔

تغیر ثانی :..... پہلے بیت اللہ شریف کے دو دروازے تھے ایک مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف، مغرب والا دروازہ بند کر دیا۔

تغیر ثالث :..... تیسری تبدیلی یہ کی کہ دہلیز اونچی کر دی کہ کوئی ہماری اجازت کے بغیر اندر داخل نہ ہو سکے۔

تو حضور ﷺ نے اس چاہت کا اظہار کیا کہ دہلیز نیچی کر دوں دروازے دو کر دوں اور نیچے کر دوں حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے یہ روایت حضرت عائشہؓ سے سنی ہوئی تھی انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں ایسا ہی کر دیا مگر حجاج نے ضد کی وجہ سے خانہ کعبہ کو دوبارہ قریش کی بناء پر تعمیر کر دیا پھر ہارون الرشید کا ارادہ ہوا کہ بناء ابراہیمی پر تعمیر کی جائے اور امام مالکؒ سے مسئلہ پوچھا لیکن امام مالکؒ نے مشورہ دیا کہ ایسا ہی رہنے دو ورنہ کعبۃ اللہ باز مچھے اطفال بن جائیگا اور حاسدین پھر اس کو منہدم کر دیں گے بار بار انہدام کی وجہ سے لوگوں کے دلوں سے اس کی وقعت ختم ہو جائے گی چنانچہ ایسے ہی رہنے دیا گیا۔

مسائل مستنبطہ :..... اس حدیث سے علماء نے چند مسائل مستنبط کئے ہیں۔

۱..... قوم بے عمل ہو چکی ہو تو رجائی حدیثیں بیان نہیں کرنا چاہئیں۔

۲..... بادشاہ ظالم ہو تو سختی والی احادیث نہیں بیان کرنی چاہئیں۔

۳..... بادشاہ عادل ہو تو بغاوت والی حدیث بیان نہیں کرنی چاہیے اس کو کتمان علم نہیں کہتے تو یہ دوسری غرض ہوگی کہ کتمان علم سے منع فرمایا ہے لیکن اگر بعض چیزیں بیان کرنے سے معصیت میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اسکو بیان نہیں کرنا چاہیے کیونکہ علم کو بیان کرنے سے مقصود ہدایت ہے جہاں ایسا فائدہ نہ ہو تو کتمان علم نہیں ہے۔

حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ :..... اسود شاگرد ہیں اور ابن زبیرؓ بھانجے ہیں۔ ابن زبیرؓ اسود سے پوچھ رہے



ہیں اور کہہ رہے ہیں کانت عائشۃ تسرا لیک کثیرا (حضرت عائشہؓ چپکے چپکے تم سے باتیں کیا کرتی تھیں) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب شاگرد لائق ہو تو رشتہ داروں سے بھی درجہ بڑھ جاتا ہے۔

بکفر: ..... یعنی کفر کا زمانہ ابھی گزرنا ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ کر اس میں دو دروازے لگاتا یہ ابن زبیرؓ کا قول ہے۔  
ففعله ابن زبیرؓ: ..... بیان حالت ہے، اسودؓ کی حدیث کا جز نہیں۔

سوال: ..... یہاں تو صرف ایک فعل کے طور پر چھوڑنے کا ذکر ہے تو کتاب العلم سے کیا تعلق ہے؟

جواب: ..... بعض مرتبہ فعل سے علم حاصل ہوتا ہے اور بعض مرتبہ ترک فعل سے، اسکی مثال ایک قصہ سے سمجھیں۔

قصہ: ..... ایک مرتبہ ایک گھرانے کی چوری ہو گئی رات چوروں نے پیٹا بھی اور کہا کہ قسم کھاؤ کہ اگر بتلایا تو ہماری بیویوں کو طلاق۔ چنانچہ انہوں نے قسم کھائی، صبح امام صاحبؒ کے پاس آئے تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ میں ایک گھر میں سب بستی والوں کو جمع کرتا ہوں جو چور نہ ہو تو کہنا یہ بھی نہیں ہے، یہ بھی نہیں ہے، چور آئے تو خاموش رہنا چنانچہ ایسا ہی ہوا چور پکڑے گئے طلاق بھی نہ پڑی۔

(۹۱)

❖ باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية ان لا يفهموا ❖

بعض علم کی باتیں کچھ لوگوں کو بتانا اور کچھ لوگوں کو اس خیال سے کہ ان کی سمجھ

میں نہ آئے گی نہ بتانا

وقال عليؓ حدثوا الناس بما يعرفون اتحبون ان يكذب الله ورسوله

اور حضرت علیؓ نے کہا (لوگوں سے) دین کی وہی باتیں کہو جو وہ سمجھیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول جھٹلایا جائے

(۱۲۸) حدثنا به عبيد الله بن موسى عن معروف عن ابي الطفيل عن عليؓ

ہم سے اس قول کو عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انھوں نے معروفؓ سے انھوں نے ابو طفیلؓ سے انھوں نے حضرت علیؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

oooooooooooo

(۱۲۹) حدثنا اسحق بن ابراهيم قال انا معاذ بن هشام قال حدثني ابي عن

ہم سے اسحاق بن ابراہیمؓ نے بیان کیا کہا ہم کو معاذ بن ہشامؓ نے خبر دی کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا انھوں نے

قتادة قال ثنا انس بن مالك ان النبي ﷺ ومعاذ رديفه على الرحل قال

قتاده سے کہا ہم سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے معاذ سے فرمایا جب معاذ آپ ﷺ کے ردیف تھے کجاوے پر

يامعاذ بن جبل قال ليك يا رسول الله وسعديك قال يامعاذ قال ليك

اے معاذ! انھوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر۔ آپ ﷺ نے فرمایا یا معاذ! انھوں نے عرض کیا حاضر ہوں

يا رسول الله وسعديك قال يامعاذ قال ليك يا رسول الله وسعديك ثلثا قال

یا رسول اللہ حاضر۔ آپ نے فرمایا معاذ انھوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر تین بار (آپ نے معاذ کو چار بار) فرمایا

مامن احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمد ارسول الله. صدقا من قلبه

جو کوئی یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بھیجے ہوئے ہیں سچے دل سے

الاحرمه الله على النار قال يارسول الله افلا خبر به الناس فيستبشرون

تو اللہ اس کو دوزخ پر حرام کر دیگا۔ معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر کر دوں وہ خوش ہو جائیں گے

قال اذا يتكلموا و اخبر بها معاذ عند موته تأثما.

آپ نے فرمایا ایسا کرے گا تو ان کو بھروسہ ہو جائے گا۔ اور معاذ نے مرتے وقت گناہ گار ہونے کے ڈر سے یہ لوگوں کو بیان کر دیا۔

(انظر: ۱۲۹) أخرجه مسلم في الإيمان عن اسحق بن منصور عن معاذ بن هشام.

(۱۳۰) حدثنا مسدد قال حدثنا معتمر قال سمعت ابي قال سمعت انسا قال ذكر لي

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہا میں نے انس سے سنا کہ

ان النبي ﷺ قال لمعاذ من لقي الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة قال

آنحضرت ﷺ نے معاذ سے فرمایا جو شخص اللہ سے ملے وہ (یائیں) شرک نہ کرتا ہو تو وہ بہشت میں جائے گا۔ معاذ نے عرض کیا

الا ابشر به الناس قال لا اني اخاف ان يتكلموا.

کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، میں ڈرتا ہوں کہیں وہ (اسی پر) بھروسہ نہ کریں۔

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة من حيث المعنى وهو انه عليه السلام خص معاذ بهذه البشارة

العظيمة دون قوم آخرين مخافة ان يقصروا في العلم متكلين على هذه البشارة۔

ترجمة الباب سے غرض :..... اگر کوئی علمی بات مشکل ہو جو کہ عام لوگوں کو سمجھ میں آئی نہ ہو تو استاد جو سمجھ سکیں پڑھانے میں انکی تخصیص کر سکتا ہے اسکو کتمان علم نہیں کہیں گے کیونکہ نہ سمجھنے کی وجہ سے کم عقل لوگ فتنے میں پڑ سکتے ہیں۔

الفرق بین هذا الباب والباب السابق :..... اس باب اور ماقبل والے باب کے درمیان دو فرق ہیں

۱۔ پہلا باب افعال کے متعلق ہے اور یہ اقوال کے ۲۔ پہلے باب میں بیان ترک فعل ہے اور اس باب میں بیان ترک قول ہے اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ مشکل اور عمیق مسائل عوام کے سامنے بیان نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ وہ سمجھیں گے نہیں تو انکار کر دیں گے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی بحث شروع کر دی جائے یا معتزلہ اہل سنت والجماعت کا اختلاف شروع کر دیا جائے۔

اشکال :..... حضرت علیؑ کے اثر کو مقدم کیا اور سند کو مؤخر، سند کو مؤخر کیوں کیا؟

جواب اول :..... سند میں ضعف کی طرف اشارہ ہے۔

جواب ثانی :..... اثر اور مرفوع روایت کا فرق بیان کرنے کے لیے بعد میں لائے۔

جواب ثالث :..... اس لئے کہ اثر ترجمۃ الباب کا جزء بن جائے۔

علی الحل :..... راحل کجاوے کو کہتے ہیں جو اونٹ پر استعمال ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ دراز گوش پر تھے۔

یامعاذ :..... مقصود تین مرتبہ کہنے سے تیقظ (بیدار کرنا) ہے یہ بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

قال اذیتکلو :..... حضرت معاذؓ کو تو سنا رہے ہیں لیکن اوروں کو بتلانے سے روک رہے ہیں تو ترجمۃ الباب ثابت ہو گیا۔

وسعدیک :..... سعد کا تنبیہ ہے اور اس کا معنی اسعاداً بعد اسعاد ہے یعنی انا مسعد طاعتک

اسعاداً بعد اسعاداً

الاحرمہ علی النار :..... سوال : اس سے تو مرجہ کا مذہب ثابت ہو گیا؟

جواب اول :..... نار دو قسم پر ہے۔ (۱) نار معده للکافرین (۲) نار معده للعصاة۔ حدیث میں نار سے مراد

نار معده للکافرین ہے۔

جواب ثانی :..... نار دو قسم پر ہے ۲۔ نار مؤبدہ اور نار غیر مؤبدہ، نار مؤبدہ کا حرام ہونا مراد ہے۔

جواب ثالث :..... احکام نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے لیکن یہ غلط جواب ہے۔

جواب رابع :..... کوئی شئی جب ثابت ہوتی ہے تو اپنے قیود اور فوائد کے ساتھ ثابت ہوتی ہے تو جب سب احکام

بتلائے جا چکے ہیں تو وہ مسلمانوں کے لئے ہی تو ہیں لہذا صدق دل سے کلمہ پڑھنے کا مطلب یہی ہے کہ اعمال سارے

کرنے ہیں لوگ اس بات کو نہیں سمجھ پائیں گے اس لئے اعمال چھوڑ دیں گے۔

جواب خامس: ..... کلمہ سے توبہ کا کلمہ عند الموت یا کلمہ اسلام عند الموت مراد ہے۔

جواب سادس: ..... مولانا قاسم نانوتویؒ کا اصولی جواب یہ ہے کہ مفرد شئی کی ایک تاثیر ہوتی ہے، توبہ تاثیر بالمفرد کی قبیل سے ہے کلمہ کی تاثیر تو یہی ہے کہ وہ آگ کو حرام کر دیتا ہے لیکن جب معاصی مل جائیں تو پھر تاثیر کا ظہور بلحاظ مرکب ہوگا۔

جواب سابع: ..... ساتواں جواب اس سے پہلے والا ہی ہے لیکن یہ جواب ذرا مجلی (واضح) ہے ایک کسی شئی کا خاصہ طبعیہ ہوتا ہے جیسے پانی کا خاصہ طبعیہ برودت ہے لیکن کسی چیز کے ساتھ التباس کی وجہ سے برودت تبدیل ہو جاتی ہے جیسے گرم پانی ہاتھ پر ڈالو تو ہاتھ جل جاتا ہے تو یوں نہ کہا جائے کہ پانی کا خاصہ برودت زائل ہو گیا بلکہ وہ باقی ہے ابھی کچھ التباس کا اثر زائل ہوگا تو وہ اپنی اصلی حالت پر آ جائے گا اسی طرح گناہوں کی تاثیر کو زائل کرنے کے لئے یا تو آگ میں ڈالنا پڑے گا یا آگ کی شفاعت ضروری ہوگی یا پھر غفو۔

اخیر بہا معاذ عند الموت: ..... سوال: جب اس حدیث کو بتلانے سے منع کیا ہے تو پھر کیوں بتلا رہے ہیں؟  
جواب: ..... حضرت معاذؓ سمجھ گئے کہ حضور ﷺ نے عام نشر و اشاعت سے روکا ہے خواص سے نہیں اس لئے انہوں نے مرنے سے قبل خواص کو بتا دیا کہ کتمان علم نہ ہو۔

(۹۲)

### ﴿باب الحياء في العلم﴾

علم میں شرم کیسا ہے

وقال مجاهد لا يتعلم العلم مستحي ولا مستكبر وقالت عائشةؓ

اور مجاہد نے کہا جو شخص شرم کرے یا مغرور ہو اس کو علم نہیں آئے گا اور حضرت عائشہؓ نے کہا

نعم النساء نساء الانصار لم يمنعهن الحياء ان يتفقهن في الدين

انصار کی عورتیں بھی کیا اچھی عورتیں ہیں ان کو شرم نے دین کی سمجھ حاصل کرنے سے نہیں روکا

(۱۳۱) حدثنا محمد بن سلام قال انا ابو معاوية قال حدثنا هشام عن ابيه

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہؒ نے خبر دی کہا ہم سے ہشام بن عروہؒ نے بیان کیا انھوں نے اپنے باپ (عروہ) سے

عن زينب ام سلمة غن ام سلمة قالت جاء ت ام سليم  
 انھوں نے زینبؓ سے جو بیٹی تھیں ام المومنین ام سلمہؓ کی انھوں نے ام سلمہؓ سے انھوں نے کہا ام سلیمؓ (اس کی ماں)  
 الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله ان الله لا يستحيي من الحق  
 آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں اور پوچھنے لگیں یا رسول اللہ! اللہ حق بات سے شرم نہیں کرتا  
 فهل على المرأة من غسل اذا احتلمت فقال النبي ﷺ اذا رأت الماء  
 عورت کو اگر احتلام ہو تو کیا اس کو غسل کرنا چاہیے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا البتہ وہ (جاگ کر) پانی دیکھے  
 فغطت ام سلمة تعني وجهها وقالت يا رسول الله اوتحتلم المرأة؟  
 یہ سن کر ام سلمہؓ نے اپنا منہ (شرم سے) ڈھانک لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟  
 قال نعم تربت يمينك فبم يشبهها ولدھا (انظر: ۲۸۲، ۳۳۲، ۶۰۹، ۶۱۲، ۶۱۳)  
 آپ نے فرمایا ہاں تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں پھر بچہ کی صورت ماں سے کیوں ملتی ہے۔

oooooooooooooooo

(۱۳۲) حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن  
 ہم سے اسماعیل (بن ابی اوسین) نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انھوں نے عبد اللہ بن دینارؒ سے انھوں نے عبد اللہ بن  
 عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال ان من الشجر شجرة لا يسقط ورقها وهي مثل المسلم  
 نمڑے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے مسلمان کی وہی مثال ہے  
 حدثوني ماهي؟ فوق الناس في شجر البادية ووقع في نفسي انها  
 مجھ سے کہو وہ کون سا درخت ہے؟ یہ سن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف دوڑا اور میرے دل میں آیا کہ وہ  
 النخلة قال عبد الله فاستحييت قالوا يا رسول الله اخبرنا  
 کھجور کا درخت ہے عبد اللہ نے کہا لیکن مجھ کو شرم آئی (میں کہتا ہوں) آخر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی بتلائیے  
 بها فقال رسول الله ﷺ هي النخلة قال عبد الله فحدثت ابي  
 وہ کون سا درخت ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ عبد اللہؓ نے کہا پھر میں نے اپنے باپ (عمرؓ) سے بیان کیا  
 بما وقع في نفسي فقال لان تكون قلتها احب الي من ان يكون لي كذا وكذا  
 جو میرے دل میں آیا تھا انھوں نے کہا تو (اس وقت) کہہ دیتا تو مجھ کو اتنا ایتنا مال ملنے سے بھی زیادہ خوش ہوتی

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة من حيث الوجه الاول من وجهي الحياء اللذين ذكرناهما في اول الباب۔ ترجمۃ الباب کی غرض :..... اس باب میں بتلانا چاہتے ہیں کہ حیاء محمود ہے لیکن اگر علم حاصل کرنے سے مانع ہو جائے تو مذموم ہے۔ امام اعظمؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اتنا علم کیسے حاصل ہوا؟ تو فرمایا ما یبخلت عن الافادة وما استحييت عن الاستفادة۔ مجاہدؒ سے منقول ہے ”لا یتعلم العلم مستحیی ولا مستکبر“ مراد حیاء طبعی ہے جب حیاء طبعی میں غلو ہو تو استفادہ سے مانع ہو جاتی ہے۔ متکبر اپنے آپ کو حاجت مند ہی نہیں سمجھتا وہ اپنے آپ کو مستغنی سمجھتا ہے۔ جب مستغنی سمجھے گا تو محروم رہے گا۔ بعض بزرگوں کا مقولہ ہے ذلۃ السؤال خیر من ذلۃ الجهل۔

غرض ثانی :..... حیاء دو قسم پر ہے ۱۔ جو ایمانیات کو علماً و عملاً حاصل کرنے کا سبب ہو ۲۔ وہ حیاء جو ایمانیات کو علماً و عملاً ترک کرنے کا سبب ہو تو جو حیاء دین سمجھنے سے مانع ہو وہ قبیح ہے۔

لا یستحیی من الحق :..... حیاء کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو معنی ترک کے ہوتے ہیں۔ فغطت :..... اس کا فاعل یا تو ام سلمہؓ ہے اور قائل حضرت زینبؓ ہیں ۲۔ یا فاعل و قائل دونوں ام سلمہؓ ہی ہیں اور غائب سے اپنے آپکو تعبیر کر رہی ہیں۔

او :..... زجر و تنبیہ کے وقت یہ الفاظ بولے جاتے ہیں مگر معنی مراد نہیں ہوتے اس روایت کی بناء پر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ازواج مطہرات کو احتلام نہیں ہوتا تھا جیسی تو تعجب سے پوچھا۔ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بھی کلام ہوا ہے بہر حال یہاں دو چیزیں ہیں ۱۔ عورتوں کے خیالات میں مشغول رہنا تو شیطان اس پر اثر انداز ہوتا ہے کہ کسی عورت یا لڑکے کی صورت میں آتا ہے۔ ازواج مطہرات اور انبیاء اس سے پاک ہیں ۲۔ وعاء منی کے امتلاء کی وجہ سے ہے اسی لئے بعض کو ہوتا ہے اور پتہ بھی نہیں چلتا۔

حدثنا اسماعیل :..... سوال : اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ نے حیاء کیا تو یہ تو مانع علم ہوا لہذا حیاء مذموم ہوئی جبکہ امام بخاریؒ تو حیاء محمود کو بیان فرما رہے ہیں لہذا روایت الباب ترجمۃ الباب سے منطبق نہ ہوئی؟ جواب اول :..... آپ کا حیاء مانع علم نہیں تھا کیونکہ انکو معلوم تھا کہ جب یہ نہیں بتلائیں گے تو آپ ﷺ خود بتلا دیں گے دنیا میں تو نہ بتانے کی وجہ سے مرتبہ نہیں ہوا لیکن آخرت میں ضرور فائدہ ہوگا۔

جواب ثانی :..... مقصود حیاء محمود ہے تو عبد اللہ بن عمرؓ نے ایسا حیاء کیا جس میں ادب ملحوظ ہے یہ محمود ہے اس لیے کہ مانع علم تو ہے نہیں۔

جواب ثالث :..... للہ در امام البخاریؒ ابن عمرؓ کے فعل سے امام بخاریؒ نے استدلال نہیں کیا بلکہ قول ابن عمرؓ سے کیا ہے۔

(۹۳)

﴿باب من استحبني فامر غيره بالسؤال﴾  
جو کوئی شرم سے آپ نہ پوچھے دوسرے شخص سے پوچھنے کو کہے

(۱۳۳) حدثنا مسدد قال حدثنا عبد الله بن داود عن الاعمش عن منذر الثوري
هم من مسدد في بيان ما، كما هم من عبد الله بن داود في بيان ما، كما هم من الاعمش في بيان ما، كما هم من منذر الثوري في بيان ما
عن محمد بن الحنفية عن علي بن ابي طالب قال كنت رجلاً مذاءً
انهم من محمد بن حنفية في بيان ما، كما هم من علي بن ابي طالب في بيان ما، كما هم من محمد بن الحنفية في بيان ما، كما هم من علي بن ابي طالب في بيان ما
فامرت المقداد ان يسأل النبي ﷺ فسأله فقال فيه الموضوع
میں نے مقداد سے کہا تم آحضرت ﷺ سے اس کا مسئلہ پوچھو انھوں نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی سے وضو کرنا چاہیے

### ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

ترجمة الباب کی غرض: ..... یہ پہلے باب کا ہی تتمہ ہے کہ حیاء وہ مذموم ہے جو کہ علم سے محروم کر دے اگر بلا واسطہ سوال کرنے سے حیاء آئے تو بلا واسطہ سوال کرے۔

كنت رجلاً مذاءً: ..... قوت زیادہ ہو تو مذی خارج ہوتی ہے حتیٰ کہ حضرت علیؑ کی کمر سردی کی وجہ سے نہاتے نہاتے پھٹ گئی تھی۔

فامرت المقداد: ..... حضرت علیؑ کو شرم آتی تھی تو دوسرے کو حکم دیا مگر ہر ایک نے تاخیر کی آخر خود ہی پوچھ لیا پھر حضرت مقدادؓ نے بھی پوچھا باقی مجلس میں موجود تھے۔

۱۔ حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ پانچویں محمد بن حنفیہ ہیں جو محمد بن علی بن ابی طالب الہاشمی ابو القاسم والحنفیہ امہ وہی خولہ بنت جعفر الحنفی الیمانی وکانت من سبی بنی حنیفۃ وللدستین بقیۃ من خلافت عمر مات سنة ثمانین او احد وثمانین او اربع عشرة ومائة ودفن بالبقيع اور چھ راوی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے۔ تقریباً ساڑھے چار سال تک خلیفہ رہے۔ کوفہ میں شہادت پائی۔

۲۔ انظر: ۲۶۹، ۱۷۸: أخرجه مسلم في الطهارة عن أبي بكر والنسائي في الطهارة وفي العلم عن محمد بن عبد الأعلى والترمذي عن محمد بن عمرو أخرجه أحمد في مسنده عن اسود بن عامر وأخرج أبو داود حدثنا حنفية عن سعيد وأخرج طحاوي عن إبراهيم بن أبي داود أخرجه النسائي عن عثمان بن عبد الله.

(۹۴)

## ﴿باب ذکر العلم والفتیاء فی المسجد﴾

مسجد میں علم کی باتیں کرنا اور فتویٰ دینا

(۱۳۴) حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا الليث بن سعد قال حدثنا نافع مولى
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے نافعؓ نے جو غلام تھے
عبد اللہ بن عمر بن الخطاب عن عبد اللہ بن عمران رجلا قام فی المسجد فقال یا رسول اللہ
عبداللہ بن عمرؓ کے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ ایک شخص مسجد (نبوی) میں کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ!
من این تأمرنا ان نھل؟ فقال رسول اللہ ﷺ یھل اھل المدینة من ذی الحلیفة
آپ کیا حکم دیتے ہیں ہم (حج کا) احرام کہاں سے باندھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں
ویھل اھل الشام من الجحفة ویھل اھل نجد من قرن وقال ابن عمرو یزعمون
اور شام والے جھہ سے احرام باندھیں اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں۔ ابن عمرؓ نے کہا لوگ کہتے ہیں
ان رسول اللہ ﷺ قال ویھل اھل الیمن من یلملم وکان ابن عمر یقول
کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں اور ابن عمرؓ کہتے تھے
لم افقه هذه من رسول اللہ ﷺ.
میں نے یہ بات (کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھیں) آنحضرت ﷺ سے نہیں سنی۔

## ﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وهوانه مشتمل على ذكر العلم اعني علم اهلل الحج في المسجد واستفتاء ذلك الرجل عن النبي ﷺ يوفوا عليه السلام كل ذلك في المسجد ۲

ترجمة الباب کی غرض : ..... مقصود ایک حدیث میں تخصیص کرنی ہے ((ایاکم وہیسات الاسواق فی المساجد)) مسجدوں کو بازاری شور شرابہ سے بچاؤ۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ویسے تو جائز نہیں لیکن



تعلیم و تعلم و تکرار اس سے مستثنیٰ ہیں۔

ذوالحلیفہ: ..... آج کل اسکا نام بیر علی ہے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے لیکن اب تو آبادی بڑھنے کی وجہ سے مدینہ میں داخل ہو چکا ہے۔ ہماری میقات بحری جہازوں کے لیے یلمم ہے کیونکہ یمن ہمارے راستے میں ہے۔

(۹۵)

### ﴿باب من اجاب السائل باكثر مما سألہ﴾

پوچھنے والے نے جتنا پوچھا اس سے زیادہ جواب دینا

(۱۳۵) حدثنا ادم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن نافع عن ابن عمر
ہم سے آدم (ابن ابویاس) نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے
عن النبی ﷺ ح وعن الزہری عن سالم
انھوں نے آنحضرت ﷺ سے، دوسری سند اور (ابن ابی ذئب نے) اس کو زہری سے بھی روایت کیا انھوں نے سالم سے
عن ابن عمر عن النبی ﷺ ان رجلا سألہ
انھوں نے ابن عمر سے انھوں نے آنحضرت ﷺ سے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا
ما یلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص ولا العمامة ولا السراویل ولا البرنس
جو شخص احرام باندھے ہوئے ہے وہ کیا پہنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قمیص نہ پہنے اور نہ عمامہ پہنا نہ پائیجامہ اور نہ ٹوپی
ولا ثوبا مسہ الورس او الزعفران فان لم یجد النعلین فلیلبس الخفین
نہ وہ کپڑا پہنا جس میں درس یا زعفران لگی ہو پھر اگر (پہننے کو) جوتیاں (چپل) نہ ملیں تو موزے پہن لے
ولیقطعہما حتی یکونا تحت الکعبین۔ ۲
اور ان کو ٹخنوں تک کاٹ لے یہاں تک کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

۱۔ ائمة القاری ۲/ ۲۱۸ ۲۔ انظر: ۳۶۶، ۱۵۳۲، ۱۸۳۸، ۱۸۴۲، ۵۷۹۳، ۵۸۰۳، ۵۸۰۵، ۵۸۰۶، ۵۸۳۷، ۵۸۵۲: أخرجه مسلم عن يحيى بن يحيى عن مالك عن نافع عن ابن عمر وأبو داود عن عبد الله بن مسلمة عن مالك وابن ماجه عن أبي مصعب عن مالك والنسائي عن محمد بن اسمعيل وعمر بن علي كلاهما عن يزيد بن يحيى بن سعيد الانصاري عن عمر بن نافع عن ابيه عن ابن عمر

## ﴿تحقيق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة في قوله ((فان لم يجد النعلين فليلبس الخفين)) الى آخره لان هذا المقدار زائد على السؤال وقيل انه فيه على مسئلة اصولية وهى ان اللفظ يحمل على عمومه لا على خصوص السبب لانه جواب وزيادة فكأنه اشار الى ان مطابقة الجواب لسؤال حين يكون عاما اما اذا كان السؤال خاصا غير لازم لا سيما اذا كان الزائد له تعلق. ١

ترجمة الباب كى غرض: ..... قاعده ہے کہ مجیب اتنا ہی جواب دے جتنا سوال کیا ہے لیکن اگر نادان سائل غیر ضروری سوال کرے یا ضرورت سے کم کرے تو دانا مجیب ضروری چیز کا جواب دیگا یعنی جواب عند الضرورة زیادہ دے گا یا جتنا ضروری ہے اتنا ہی دے گا جیسے ﴿يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْاَهْلَةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ﴾ ۲ منافع بتلا دیے مگر اہلہ کے بارے میں نہیں بتلایا کیونکہ وہ غیر ضروری تھا۔

لا يلبس القميص: ..... یہاں بھی سائل سوال کرتا ہے کہ کیا پہنے؟ آپ ﷺ فرما رہے ہیں یہ یہ نہ پہنے تو چونکہ پہننے والی چیزیں بہت ساری ہیں اس لیے غیر ملبوس جو تھوڑی ہیں ان کو بتلا دیا یا اس لئے کہ احرام تو منع ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے اشارہ کر دیا کہ ممنوعات پوچھو۔

تحت الكعبين: ..... اگر نعلین نہ ہوں تو خف پہن سکتا ہے مگر کعبین سے کاٹ کر، کعب وہ ہڈی جو کہ پاؤں کی پشت پر ابھری ہوئی ہوتی ہے۔

سوال: ..... روایت الباب ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے؟

جواب: ..... اس نے پہننے کی چیزیں پوچھیں آپ ﷺ نے نہ پہننے کی بتلا دیں اس سے پہننے اور نہ پہننے کی بھی معلوم ہو گئیں جواب علی اسلوب الحکیم سے غرض بخاری ثابت ہو گئی۔

فائدہ: ..... امام بخاریؒ نے آخر میں یہ باب باندھ کر اشارہ فرما دیا کہ اے طالب علم جتنا علم تیرے لئے ضروری تھا میں نے اس سے زیادہ بیان کر دیا ہے۔

عمدة القارى ج ۲ ص ۱۲۱ پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیہ ۱۸۹

بيان اللغات: قوله ((لا يلبس)) من لبس بضم اللام يقال لبس الثوب يلبس من باب علم يعلم واما اللبس بالفتح فهو من باب ضرب يضرب يقال لبست عليه الامر. لبس بالفتح فى الماضى والكسر فى المستقبل اذا خلطت عليه. ومنه التباس الامر: قوله العمامة بكسر العين قال الجوهرى العمامة واحدة العمام. قوله السراويل: قال الكرماني السراويل اعجمية عربت وجاء على لفظ الجمع قوله البرنس: بضم الباء الموحدة وسكون الراء وضم النون وهو ثوب رأسه منه ملتزق وقيل قلنسوة طويلة وكان النساك يلبسونها فى صدر الاسلام وهو من البرنس بكسر الباء وهو القطن والنون زائدة وقيل غير عربى قوله الورس: بفتح الواو وسكون الراء وهو نبت اصفر يكون باليمن تصعب به الثياب ويتخذ منه الغمرة للوجه قوله الزعفران: بفتح الزاء والفاء جمعه زعفران وهو اسم اعجمى قوله النعلين: تشبة نعل وهو الحذاء بكسر الحاء وبالمدة قوله الكعبين: تشبة كعب المراد به ههنا هو المفصل الذى فى وسط القدم عند مفصل الشراك لا العظم النابت عند مفصل الساق فانه فى باب الوضوء: عمدة القارى ج ۲ ص ۲۲۲

## بخاری شریف وغیرہ کے اسماء اور کنیٰ سے مشہور چند رِوَاۃ

۱	ابوبکر الصدیق	عبداللہ بن عثمان بن عامر	۲۷	ابودجانہ	سماک بن خرشہ
۲	ابوالدرداء	عویم بن عامر انصاری	۲۸	ابومحذورہ	اوس وقیل سمرہ بن معبرۃ
۳	ابوسعید الخدری	سعد بن مالک انصاری	۲۹	ام حبیبہؓ	رملہ بنت ابی سفیان (ام المؤمنین)
۴	ابوہریرہ	عبدالرحمن بن صخر	۳۰	ابوبکرہ	نقیع بن الحارث
۵	ابو موسیٰ الاشعری	عبداللہ بن قیس	۳۱	ابوبرزہ	فضلہ بن عبید السلمی
۶	ابو ذر الغفاری	جندب بن جنادہ	۳۲	آبی اللحم	خلف بن عبدالملک
۷	ابو طلحہ	زید بن سہل انصاری	۳۳	ابوامامۃ الباہلی	صدی بن عجلان باہلی
۸	ابوجحیفہ	وہب بن عبداللہ العامری	۳۴	ابوامامۃ انصاری	سعد بن سہل انصاری
۹	ابووائل	شقیق بن سلمۃ اسدی	۳۵	ابوایوب انصاری	خالد بن زید انصاری
۱۰	ابوحمزہ	محمد بن میمون یشکری	۳۶	ابوزناد	عبداللہ بن ذکوران
۱۱	عبدان	عبداللہ بن عثمان بن جبہ	۳۷	اعرج	عبدالرحمن بن ہرمز
۱۲	مقبیری	سعید بن ابی سعید	۳۸	عمرو بن شعب عن یہ عن جہ	عمرو بن شعب بن محمد بن عبداللہ
۱۳	اعمش	سلیمان	۳۹	ابو اسامہ	حماد بن اسامہ
۱۴	ابو مسعود	عقبہ بن عمر و انصاری	۴۰	ابن ابی ملیکہ	عبید اللہ بن عبداللہ بن ابی ملیکہ
۱۵	ابومرثد	کناز بن حصین	۴۱	ابو تراب	علی بن ابی طالب
۱۶	ابولبابہ	رفاعہ بن عبدالمنذر انصاری	۴۲	سیف اللہ	خالد بن ولید
۱۷	ابوقنادہ	حارث بن ربیع انصاری	۴۳	اسد اللہ	حضرت علیؓ
۱۸	ابو قحافہ	عثمان بن عامر (والد ابی بکرؓ)	۴۴	ذوالنورین	عثمان بن عفان
۱۹	ابوالعاص	مقسم بن الربیع	۴۵	خُمَیدی	عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ
۲۰	ابوعبیدہ بن الجراح	عامر بن عبداللہ بن الجراح الفہری	۴۶	ابوعبداللہ	محمد بن اسماعیل بخاری
۲۱	ذوالیدین	خرباق	۴۷	ابوالاسود	محمد بن عبدالرحمن بن نوفل
۲۲	ابوبردہ	ہانئ بن نیار	۴۸	سید الشهداء	حضرت حمزہؓ
۲۳	ابو الطفیل	عامر بن وائلہ لیشی	۴۹	اوزاعی	عبدالرحمن
۲۴	ام ہانئؓ	فاختہ بنت ابی طالب	۵۰	ابوبردہ	عامر بن قیس
۲۵	ام سلمہؓ	ہند بنت ابی امیہ (ام المؤمنین)	۵۱	ابوجندل	عاص بن سہل
۲۶	ابو ظالب	عبدمناف بن عبدالمطلب			

﴿تم بعون اللہ تعالیٰ الجزء الاول من الخیر الساری فی تشریحات البخاری  
ویتلوه الجزء الثانی ان شاء اللہ تعالیٰ نسأل اللہ الاعافی والتوفیق لاتمامہ﴾